

۱۳۰۹  
 در مطبعه دارالکتاب  
 در شهر تهران

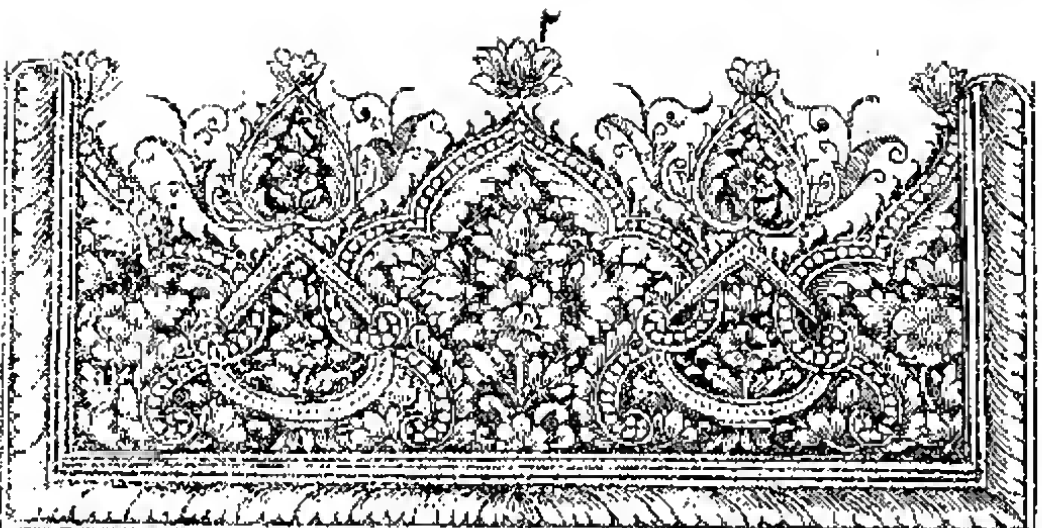
تأليف: ...  
 تصحيح: ...

الجزء الاول

الجزء الثاني

تأليف: ...  
 تصحيح: ...

در مطبعه دارالکتاب  
 در شهر تهران



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سہیلہ

الحمد لله الذي قال في سورة البقرة فَاَمَّا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فَلَا تُخْلِفُوا عَهْدَكُمْ وَأَكْلَكُمْ هُمْ يَحْشُرُونَ ترجمہ میری طرف سے تمہارے پاس ہادی آدمی ہے جس  
جو کوئی میرے ہادی کی اطاعت کرے گا نہ اس کو دنیا میں ڈر ہے اور نہ آخرت میں عذاب ہے وَالصَّالُونَ وَالصَّالَاتُ  
عَلَى الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ الْذِي قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الَّذِينَ قَاتَلُوا عَنِّي يَبْتَغُونَ جَاهِدًا لِّي  
عَشْرًا خَلِيفَةً كَمَا هُمْ فِي قُلُوبِهِمْ ترجمہ دین ہمیشہ قائم رہیگا یا انکے کہ پروردگار علیہ السلام ہرگز اور  
سب کے سب قوم قریش سے ہونگے عبادت اللہ ہمیشہ سے بناتے رہا رہی ہے کہ جس کی ملکیت ہمیں ہے جو اس  
آئی ہے تو واسطے قربیت نبی نوع انسانی رہا رہت ملاقا اللہ کے اسی ملک کے لوگوں میں سے کسی شخص کو اس کا  
ترجمان اپنے احکامات اور ہدایات کا مقرر فرمائے اور جو خرق عادات عصب ضرورت اس قرن میں اس ہادی  
و عنایت کر کے اپنی محبت کو خلق پر قائم کر دیتا ہے ہر وقت جو سعادت ملی ہو گے میں اس ہادی کی اطاعت اختیار  
کر کے عقوبت دنیا اور عذاب آخرت سے اپنی نجات حاصل کر لیتے ہیں اور جو شقی ازلی ہو گے میں وہ اس ہادی سے متنا  
اور اس کی تقلید اس کے انکار کر کے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب کے سزاوار ہو جاتے ہیں ایسے ہادیوں میں اللہ کے  
وقت جو علوم یا فنون متعلقہ امر مناش یا معاد و سب میں اعلیٰ اور افضل سمجھے جاتے ہیں انہیں علوم اور فنون مسلمہ کی  
کا آلہ یا کمال انہیں علوم اور فنون کا اس طرح سے انکو خبیث سے تعلیم کرتا ہے کہ جہاں تک اس ہادی تعلیم کو مگر دخل نہیں چنانچہ حضرت یحییٰ  
علیہ السلام کی بعثت کے وقت ملک مصر میں ساحر و کاذب اور زور تھا اور اسی ظلم و ستم کو کمال انسانی اور فخر و دین سمجھا جاتا تھا  
اسی واسطے حضرت موسیٰ کو مبعوث فرمایا اور یہ مضیاد وغیرہ بلا تعلیم کسی دستاویز ہادی کے اس خلی اور کمال کے ساتھ تھا  
کے تھے کہ بڑے بڑے ساحر اس کو دیکھ کر ہر سر پر حق اور عند القابلہ ایسے کچھ مسلمان ہو گئے کہ اپنی جان دینی قبول کر

مردوں جن سے نہ بچھڑے۔ بجز حسب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت جو ہے تو معلوم طلبا بہت اور فحول سکھت اور تہذیبانی کا  
 نام نہ تھا چنانچہ اس وقت ایک ایسا پیشہ موجود تھا کہ جس سے ساری کامیابی حاصل کرنا فوراً اچھا ہو جاتا تھا اسی لئے اس  
 حکیم جلالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہیں مانوا اور حکمت اور شعبہ ہنری مرویہ وقت کے ذکر کیو ایسے مجرب ہو گئے  
 کہ تھکے کہ آپ اور ادا نہ ہوں اور گھبروں اور لا اطلاق جیسا دون کو بلا استدلال کی یا دیکھ کے نہ لایا اچھا کہ یہ تھے اور ان  
 بہت سے بڑے حکیم تھے کہ اس بات پر شک اند کے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ ان کے بعد حسب نبی آخر الزمان نبوت جوئے تو  
 معروف ملک عرب میں فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا لہذا نبی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب  
 ساری دنیا کو لگا کر بلا کے تھے سوال اللہ ذلت العزت نے حسین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عیب  
 میں ایک آفتی کے لئے منتخب فرمایا اور چونکہ ایک حکلی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحاء و بلغاء کو  
 دیکھ کر آئے تھے۔ سو زور و جبر و سما قرآن میں لکھا کہ ان کے فائز آئندہ وہ قرآن منہ نام یعنی ایک سورت ہی مثالی ہے  
 بنا لاء ایک آیت بھی مثل اس کے آج تک کسی جہ نہیں ہے۔ اگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت ختم ہو چکی  
 مگر سندہ ہر آیت حسب قاعدہ قدیم بدلیہ انہما ان شتم المرسلین قیامت تک جاری رہے گا پہلے یہ قرآن میں جو کام  
 نبی کیا کرتے تھے وہ اس آیت میں حسب خداوند قدرت خلیفہ اور مہرہ اور نام اور قدر اور عطا راستہ انجام دیکر  
 انہما ان شتم المرسلین کا بدلیہ یعنی اسرا ایشل (یعنی سیری است) کے عدا ایشل انبیاء نبی اسرائیل کے خدا  
 ہامت کو انجام دیا کرتے ہیں داخل ہوئے رہینگے۔

دیکھا

یہ سب لوگوں پر ظاہر ہے کہ انہوں نے صدی ہجری کے اخیر تہائی دنیا میں عموماً اور ملک ہندوستان میں  
 خصوصاً اسلام پر بہت ضعف کیا تھا جو اصل تہہ اسلام کا ہے برائے نام بگنی تھی۔ گور پرستی تعزیر داری  
 اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علما و ان کے گھروں میں صد ہا رسومات شرک و بدعت  
 لٹکی تھیں ہر گز انہیں ہزاروں ہندوؤں کی رہیں بیاہ شادی اور بھینر نکھن وغیرہ میں داخل ہوا کر مثل فرس حسب  
 کے ضروری اور لادھی بھی جاتی تھیں کوئی قرار علیہ بزرگوں کا تھا کہ جب کا عرس اور میلہ مثل میلہ لنگا اور جوا لنگی  
 وغیرہ کے ہو کر یاں کھلا کھلا شرک اور گور پرستی ہوتی ہو۔ ہوؤ کا نکل جانی حرام اور کفر اور خلاف شریعت سمجھا جاتا  
 تھا یہ ہمہ با سر خاندان عالی شاہ عبدالغفر صاحب میں بھی لکھ گئی تھی۔ بیوی کی صحت خود شاہ صاحب علیا رحمہ  
 کے طہر نہ ہو کر تھی شغل بزرگ یعنی تصور تصور شیخ کا جو صبر بہت ہوتی ہے (مراقبہ میں کرنا مذکور ان کی  
 شاہ ولی اللہ صاحب میں بھی جاری تھا۔ اکثر خدو فحول میں اتحاد اور مسئلہ نہایت وجود کا دور ہو گیا تھا آخر  
 انہما ان شتم المرسلین کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا۔ شدت آئندہ پر پرے سے کے کا

جہاں قتال تھا کہ فی قہر کئی حیرت پر بھیجا تھا۔ اندر نیا غیر لہر ایک عام طریق حصول طلب کیا سمجھا جاتا تھا مثل  
خانہ خالی کے بزرگوں کو غیبیان اور ہر جگہ حاضر ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقاید فیض اور فضیل خود ستیوں میں  
آگئے تھے۔ انھیں یکایک ابادا جادو شریف خانہ انون میں رہے ہونے پر حاکم گھبرا گیا تھا۔ عقیدہ شخصی فرض سمجھی جاتی  
تھی مسلمانوں پر کسی بددینی اور خورج اسلام اور میل محبت مفقود ہو جاتی تھیں۔ - سماع غنا و ملا سیر و خلاط  
امارہ عہد ہدایت اور تزکیہ نفس سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ لیا تھا۔ یسٹین شہی جاتی تھیں۔  
برہمنوں کا روز بروز غلبہ سبط اور فلسفہ پڑھنے کے کوئی عالم کہلاتے تھے قرآن وحیہ کا چرچا نہ چلا تھا۔ مسلمان  
اور گورو مسلمان کی ایک ضمنی پور پور ادا و ادق ہو گیا تھا۔ صرف مراۃ مشاہدہ کو شرف نور اور زوہد و ترک اصل کار  
انسانی اور اصل خات بلکہ ولایت کرکست سمجھ رہے تھے۔ سلوک اور نبوت جو اصل تعلیم سب غیر ملکی تھی ایک طرح مفقود  
ہو گئے تھے اور کسی قدر مشرت مولوی سمجھ گئی تھی اور غبار سارا ملک ہندوستان کو غارتا جاتا تھا پتا دہر کی  
دی گئی کہ کچھ دیکھا سراج تھا جہاں تاباں بند افان کہنا اور کچھ کوشی جو ہم کیر میں داخل تھی قابل مگو کو سمجھانی کی ہزاروں  
تھی اور حروک میں مشرت کار و شرت تھا کہ کر کے اگر اور بلو کہ کہ نہ ہو تو اگر خدا خواستہ ہی کیفیت اور ایک مدد  
تو اسلام اور غیر ایک ہو جاتا اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا مگر حبیب یہاں تک نوبت گزری اور سلامت کی سیم گئی تو برکت حضرت  
اسلام کے پھر حیرت آگئی جس میں آئی تو واسطہ و کار کے تیر حیرت میں کسی سپہ جی ان میں یکم حرم سلسلہ اجری  
سطاق شمس تعینہ نامور ملی محاکات دہد میں جناب یہ احمد صاحب فرخانان دیادت مرجع رہا ایک سیتہ کر خانہ  
ستاد مظهر الفاروقی آیت اللہ علیہ السلام نے کفر و احمی بزرگ عزت سید محمد عرفان کے گھر میں یہ کہ ایک سلسلہ نسب خیر  
میں جیتی ہیں علی اکرم اللہ علیہ السلام طرح کو پہنچا ہوا حضرت حسن مجتبیٰ سوحن مثنیٰ آیت اللہ علیہ السلام حضرت انس و ابو محمد رضا  
نفس الزکیہ انس و ابو محمد عبداللہ اشتر انس و محمد ثانی انس و حسن الاحقر نسب بجا و انس و ابو محمد عبداللہ انس سید قائم انس  
سید جعفر انس سید حسین عارف بابی حسن انس و سید حسن انس و سید عیسیٰ انس و سید یوسف انس و سید رشید الدین احمد الدین  
انس و سید قطب الدین محمد الکی انس و سید نظام الدین انس و سید دکن الدین انس و سید عبداللہ الدین انس و سید قیام الدین  
انس و سید علی انس و سید احمد انس و سید زین الدین انس و سید محمد الدین انس و سید قطب الدین انس و سید علا الدین انس  
انس و سید محمد انس و سید احمد انس و سید محمد عظیم انس و سید فیصل انس و سید محمد علم انس و سید محمد ہدی انس و سید محمد نور انس  
سید محمد عرفان انس و سید احمد صاحب ہادی تیر ہویں صدی یکم حرم سلسلہ اجری کو پیدا ہوا۔ مولوی علی گور کھو پور  
راہیت کہ سید صاحب فرمایا تھا کہ چھک غیبی الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت مجید ہے۔ - علیہ شمس رعب  
بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش بردت سیاہ نوی پر کل پرستار و کشادہ پیشانی دراز بینی خندان رو نہایت صبر  
و حیل خلق مجسم تھو۔ بوجہ حسن سید ہوئے کہ آپ اس حدیث کے مصلحت جو میں جو شکرہ شریف میں اس طرح سورہا ہے



حضرت علیؑ حضرت عثمانؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ شاہراہ زر و جود فرستے کہ اسکی نسل عمر ایک مئی پیدا ہوگا کہ اسکا نام تمہارا ہوگی کہ نام  
 پر ہوگا (یعنی اجداد احمد) اور تمہارا زنی جو خلق میں مشابہ ہوگا یعنی بہت خلیق ہوگا اور وہ گراہی کو دور کر کے زمین کو بہت  
 اور نعمات بھر دیکھا۔ اس منظر انسانی کے سامنے ایسے عجیب ہیں کہ اسکے مثل کوئی سامعہ خاطر میں نہ دیکھ سکتا اگر اس میں رنگ کو جذب  
 زیر صومریں ہی ہوتی سہ کہ کما ہوا تو بہالہ نہ ہوگا۔ بقول شاعر مرزا حسن اگر عجبیہ کوئی بہوتی اس عصر میں مصحف علی سکر  
 اندر ہر گرا خال ہر کشتی رشتی الملوکیاں فصاحت سخت پیر دیگی مگر حیکمۃ الہیہ پر پیران پر پیر کے سوانح سے مقابلہ کرینگے تو ان میں ہر دو  
 سوانح سے رو تفاوت نہایتیکہ ہر وقت دہانہ جاننے کے معنی اور سید خدا کی شاہی شاہ کو راہ پر اور ایک ہتھاکہ شاہ کو شاہ و شہر میں اس کتاب  
 کو ہر سو ستارہ کو کوئی متحدہ غیر ہر وقت نقل کیا ہر جنوں ان واقعات کو خود دیکھا ہر حیرت انگیز اس کتاب کی کشتی ایت میں دیکھو کہ  
 یا بہالہ کو کچھ نہیں ہر گز بعض منہ و سخن کہے فوجی کہ ان واقعات پر پیش ہر گز نہیں اس کے بعد کہ الترتیب سے نہیں بہت شہرہ  
 بخوبی کہو کہ حقیقت کتاب میں پیش اس کے بعد کہ کچھ لکھو فرام کہیں ان میں جو حق کو بوجہ حسن حقیقت صرف خرق عادی دلا آتا  
 کو ہا قیدہ و اخیر ہے ترتیب بابت رنگین قوت جیسا کہ محمد آسان نہیں قلبہ کیا ہر اس جیسے مطالعہ کتاب میں پیش اس کے بعد کہ  
 فتح جیکہ ترتیب سے اور حقیقتات و حجت کہ نہیں ہر گز کہ دور دور سفر کرنے اور بطور انگریزی کہ کتاب تاریخ واقعات میں پڑھو اگر چاہیں  
 سی میں جزا یہ جو سی انہیں کہنا کہ مطالعہ سے ہر حار بنو انہیں موقع پر قائم ہو گئے مگر اس میں بھی نہیں کہ یہ کتاب جامع کل تحریر  
 سابق اور عام نام اور نہایت جامع ہو گئی ہے اور اس میں ہر گز کہ ناظرین ان فصاحت و سبغت پر کثرت اور مفاہیسی کا نتیجہ اختیار کریں  
 نقد گان فی قصصہ خیر لا لیل الا کتاب باب سوانح کو سلیس مدو عبارت میں سنو۔ میں ان سوانح کو انہیں حصہ میں مستقیم  
 کیا ہر حصہ اول میں شہداء و شہداء احمد ایک سید عطاء ایا م طفولیت در شہادۃ زندگی اور فو ضل غنی اور تدریج ہر ہدایت اور تفریح  
 اور کچھ اور ہر حصہ دوم میں اس کی تعلیم پر تاثیر کا بیان ملا و بیان کے ساتھ فقیر کو سلیس دیکھ کر بطور ایسا شہاد کو ہا  
 حصہ سوم میں شرح شہداء و شہداء احمد نامہ از قید شہداء احمد لکھی سپاہیاں اور بہادرانہ زندگی کا بیان جہشیں کل مہر کو اور دیکھ جو ہر گز  
 اور دیکھ انہیں شرح ہر گز کہ شہاد کو شہاد کو حصہ چہاضم میں ان کو خلفا کی ایک فہرست نام بنام میں کیسے سوانح ہر حصہ دوم  
 کہ اسے انہی حصہ آخر میں ملا نام طویل مشابہہ اور مولوی محمد علی صاحبہ پوری اور مولوی لایت علی صاحبہ عظیم آبادی ان کے  
 خلیفوں کے سوانح شرح تمام روح کو کہ حصہ پنجم میں سید صاحبہ کا مقب میں چاہوں گے رؤسا و خواہن غیرہ کو کہ میں  
 (یعنی عہد کا مقب قابل مدیر) اور شہستان و علیہ انکلاں (حصہ اول) حالات ایا م طفولیت (حصہ دوم) حنا خزن احمد  
 جو سید صاحبہ کا چچا اور میں اور شہید آگرہ میں ہر گز کہ شہاد کو شہاد کو حصہ چہاضم میں ان کو خلفا کی ایک فہرست نام بنام میں کیسے سوانح ہر حصہ دوم  
 کے ان کو والد نے گوارے آپ کو دیکھو کہ ایک کتب میں شہاد کو شہاد کو حصہ چہاضم میں ان کو خلفا کی ایک فہرست نام بنام میں کیسے سوانح ہر حصہ دوم  
 ہر حصہ چہاضم میں ان کو خلفا کی ایک فہرست نام بنام میں کیسے سوانح ہر حصہ دوم  
 شہاد کو شہاد کو حصہ چہاضم میں ان کو خلفا کی ایک فہرست نام بنام میں کیسے سوانح ہر حصہ دوم

حالات ایا م طفولیت و شہادۃ

دیکھ کر کچھ بھی یاد نہ ہوا۔ آخر سید محمد عرفان آپ کے والد بزرگوار نے آپ کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ: سبکی نوشتہ و خواندہ کا حامل  
 خط پر پیش رو وہ ندب الابرار جو مناسب اور متن سمجھ گیا اس کے واسطے میرا کردیو گیا جب آپ تصور سے بڑے  
 ہوئے تو آپ کا کھیل بھی یہی ہوتا تھا اگرستی کے عین اذکون سے ایک لشکر اسلام جمع کر کے بلوچ جہاں آباد بند  
 تیسرین کہتے ہوئے ایک فرضی لشکر کفار پر حملہ کیا کرتے تھے اور وہ مارا اور میر فتح ہوا یہی صدائیں آپ کے لشکر اطفال  
 سے بلند ہوتی تھیں۔ آپ اور زاد علی تھے چنانچہ مولانا محمد اسماعیل شہید خاندہ صراط المستقیم میں تحریر فرماتے ہیں کہ  
 حضرت ایشان (یعنی سید احمد رضا) از بدو خلعت برکات الایمان نبوت اجمالا مجبول بودند و آثار ابرارین طریق  
 از وجدان حلاوت مناجات لایسا و رنماز و تعظیم شرع شریف و نور و رغبت و راقبای سنت و کمال نفرت از  
 توشہ بدعت و میلان بطبعی مسوئے طاعات و کرامت جلیہ از معاصی و رتبات و رنماز و سالی بر ایشان ظاهر  
 و باہر - معتقد آثار طہارت جلیہ و جذب طبعیت ایشان پیدا بود و اقوال و احکام از لہجہ بر جبین مبارک ایشان  
 پیدا بود۔ پھر صاحب مخزن الاحیاء لکھتا ہے کہ جب آپ سیرت تیز کو پہنچے تو خدمت خلافت اور سلوک اور  
 ترغیم نصیفون اور سکینون اور یتیمون اور یتیمون اور یتیمون اور یتیمون سے خواہ وہ شریف ہوں یا ذلیل آپ نے ان  
 شروع کیا۔ آپ کی کیفیت خدمت گزاری دیکھ کر آپ کے ہم خدمت سیدون کو جو دوسروں سے خدمت کرانے کے حادی  
 تھے سخت حیران ہوتے تھے بلکہ آپ کو طعن و ملامت کر کے اس شیعہ سے منع بھی کرتے تھے لیکن آپ اس کی کچھ  
 پرواہ نہ تھے۔ اپنے آپ پر یہ فرض کر لیا تھا کہ صبح اور شام سکینون اور یتیمون کے گھروں میں جا کر ان کا  
 پرہیز اور فرمائے کہ اگر بانی یا کلمہ کی ضرورت ہو تو سید کاغذ بھکھو فرماؤ میں اس کے سرانجام کرنے کو دل جان  
 سے حاضر ہوں اہل محلہ و ہمسایہ جو آپ کے بزرگوں کے مرید اور معتقد تھے باوجود حاجت کے ایسی خدمات قبول  
 آپ سے کرانے پر راضی ہوتے تھے بلکہ یہ کہتے تھے کہ ہم آپ کے بزرگوں کے غلامان و غلام اور خادمان خادم ہیں ہم آپ کی  
 خدمت کرنا تو تیار ہیں نہ کہ اس لئے آپ ہماری خدمت کریں آپ اس کے جواب میں ایک دفتر فضائل خدمت گزاری  
 منصف و مساکین و محتاجوں کا اپنا طرح سے بیان کرتے کہ وہ لوگ مارے رقت کے ناز و زور سے لگاتے اور مجھ  
 آپ سے اپنی خدمت کرانے۔ اپنے ہمسایوں اور عزیزوں کے گھروں میں جا کر جو کچھ وغیرہ پانی سے فال پڑھا اس کے بعد  
 لادیتے اور جس کی کوکھ میں کی حاجت ہوتی تو شادان و فرحان جنگل کو جا کر کچھ لکڑیاں کاٹنے سے سر پر رکھ کر اس کے گھر  
 پہنچا دیتے اور انہیں اس گھر والے سے کہتے کہ یہ خدمت مجھ سے کرانے تو مجھ پر ایسا احسان کیا ہے کہ ساری عمر  
 میں اس کا ممنون و شکر رہوں گا۔

### حالات سفر اقول لکھنؤ

پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ انہیں ایام میں ہم ساتھ آدمی سادات تکیہ سے گائیں ایک سید صاحب بھی تھے

راستے پر پہنچے لکھنؤ کو روانہ ہوئے پھر اسے ساتھ فقط ایک سواری تھی باری باری ہر ایک آدمی امیر سوار ہو لیتا تھا لیکن جب نوبت سواری سید صاحب کی آتی تھی تو آپ ہرگز سوار نہ ہوتے بلکہ قنات سماجت کر کے دوسرے کو روانہ کرتے اور اپنی باری میں بھی سوار کر لیتے جب آدمی منزل پہنچے تو سب سید بھائی تھک گئے کیونکہ ہر ایک کی پشت پر ایک گٹھائیکے سامان بار و اسباب ضروری کا بندھا ہوا تھا اسوقت سب کی پر صلاح ٹھہری کہ یہاں سے کوئی مزدور لیکر سارا اسباب کے سر پر رکھ دو مگر عند التلاش وہاں کوئی مزدور نہ ملا اسلئے سب سید بھائیوں کو سخت حیرانی تھی اسوقت سید صاحب نے سب ساتھیوں سے نہایت عجز اور انکساری سے کہا کہ اس خاکسار کی ایک عرض ہے اگر سب بھائی اس کے قبول فرمائے گا وہرہ واثق فرمائیں تو میں عرض کروں تب سید بھائی پکا عہد کر لیا کہ جو اپنے اپنے گھوڑے پر چیم منظور رکھا بعد پچھتہ ہو جائے عہد کے اپنے فرمایا کہ سب اسباب کو ایک کبل میں باندھ کر میرے سر پر رکھ دو میں نہایت ہمارا کھل اسباب اچھا رکھتا ہوں تم سب بھائی فرماؤ کہ چلو چونکہ عہد پکا ہو چکا تھا ناچار سب لوگوں نے سارا اسباب ایک کبل میں باندھ کر آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا آپ سب کے آگے آگے نہایت شاندار فرما گئے گٹھ اسباب کا سر پر رکھے ہوئے چلے جاتے تھے اور فراتے تھے کہ بھائیو احسان تم لوگوں نے آج مجھ پر کیا ہے میں تمام عمر اسکا مشکور رہوں گا۔ اسطرح سے گٹھ اسباب کا اٹھا سنے اور شکر کرتے ہوئے باقی تین منزل زاد چلے کر کے داخل شہر پہنچے ہوئے ۔

لکھنؤ میں پہنچ کر سب ساتھی ملاش روزگار میں اور ہر آدمی بھرنے لگے لیکن روزگار کہاں جو کچھ تھوڑا تھا خرچ انکے پاس موجود تھا وہ بھی تمام ہو گیا اب ان بیچاروں کو وہ مشکل درپیش ہوئیں ایک تلاش روزگار دوست منگی خرچ روزمرہ کی سوائے سید صاحب کے ہر شخص سخت حیران اور پریشان تھا بعض آدمی ایک دو جز کتاب مشعل کر لیا خالق باری کے لکھ کر شام کو بازار میں فروخت کرتے اور بعض آدمی ایک دو ٹوپی سید کر بیٹھا پلٹے مگر باقی بہت سے انکو سخت منگی خرچ روزمرہ کی تھی لیکن سید صاحب کے واسطے ایک امیر محبت سادات کی سرکار سے دو نو قہ کا کھانا ستر ہو گیا تھا جہاں سے دو نو قہ گوشت پلاؤ وغیرہ عمدہ کھانے آپ کے واسطے آجاتے مگر آپ کے ساتھیوں کا کھانا سوائے نان و نمک یا دال روٹی کے اور کچھ نہ ہوتا تھا اگر آپ اپنا عمدہ کھانا اپنے ساتھیوں کے دسترخوان پر رکھا تو انکی روٹی سے تھوڑا بہت نوش جان فرما لیتے اور اپنا عمدہ کھانا باصرہ تمام ہمیشہ دو نو قہ ساتھیوں کو کھلا دیتے بلکہ بار بار ایسا اتفاق بھی ہوتا کہ ساتھیوں پر نوبت فاقہ پہنچ جاتی مگر ان کچھ عذر سوچ بھی وغیرہ کر کے بچا لے انکے آپ فاقہ کھینچتے اور اپنا کھانا ساتھیوں کو کھلا دیتے چار مہینے اسطرح پر گزر گئے بعد چار مہینے کے اس امیر محبت سادات کو جس کے یہاں سید صاحب کا کھانا ستر تھا سرکار لکھنؤ سے ایک نو سوار بھرتی کر لی انارٹھ ہوئی مگر اس خبر کو ستر قریب ایک ہزار سوار امیدوار نوکری کے حاضر ہو گئے تب اس امیر نے ہر سوار کو ایک

ایک آدمی کو نوکر رکھ لیا اور عطا ساسیان رعایا سید صاحب کے حوالہ کر دیں لیکن سید صاحب نے اپنے بھائی  
ہندون کو قتل آبی کا مینا کر کے وہ دونوں ساسیان سے رو اور جی و غریب کو مخلص جیہ اسم غایت کر دیں  
اس عرصہ میں غالی لکھنؤ بغض شیر نکا رجا نے کوہستان وادہ ہوا اور اسیر بھی جنگیہ ہاں سید صاحب  
تھے ہوا و کاتب لی لکھنؤ کے اس سفر میں شریک ہو سید صاحب بھی اس سفر میں تھے لیکن شریک  
خروج ہوا وطن اس سفر میں بھی آپ سب ساتھیوں کا سب ایک کھل میں باز ہوا شادان فرحان ہمیشہ فرحان  
ساتھ چلا کرتے تھے اس سخت موسم میں قریب تین ماہ تک یہ سفر ہوا۔ اس سفر میں سید صاحب خطا و  
نقصیت واسطے ترک نہ کیا پائیدار کے ہر ایک ساتھی کو سنا یا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ بجا تر لاش دنیا و فریب کے  
تم لوگ ملی چلا کر شاہ عبدالغفر تر شریک ہوئی جو دین مائل کرو۔ جب اپنے دیکھا کہ ساتھیوں پر کچھ اثر کر کے  
و غلطی و بھٹکت کا نہیں ہوا تو ان کو فریب چاہی تنہا چھوڑ کے جنگل میں سے اپنے ملی کی جانب روانہ  
ہو گئے۔ جب نام کو آپ شریف نکلائے تو آپ کے ساتھیوں کو گمان ہوا کہ شاید کوئی شینو یا بھیڑ یا یا ا بھی ہر کہ وہ  
جنگل میں سے درخت سے بھاڑ ہو اری اگر وہ میں سے کھا گیا یہ جیسے خیالوں کے اپنے ساتھیوں کو تین روز تک  
بہت غم و الم و منگیروں پر چڑھے ہوا ایک شخص نے نب قصبہ محمدی سے اس لشکر میں آیا اس کی زبان سے معلوم ہوا کہ  
کہ ایک شخص ایسی صورت و شکل کا اسکو راہ میں ملا تھا اور ایک گھڑا پر بھرا ہوا اس کے سر پر تھا اور ایک  
سپاہی آپ کے ساتھ چلا جاتا تھا اس نے کہا کہ میں نے اس حال کو بصورت شرف دیکھا اس سپاہی سے اس کا سبب  
پوچھا تو اس سپاہی نے حسب شرح ذیل ایک عجیب و غریب بیان کیا کہ جب میں اپنے مکان سے یہ راہ کا  
گھر الیکر روانہ ہوئی تو اتفاق سے اس وقت ایک نہایت ضعیف اور کمزور و درویش اٹھانے اس  
گھر سے کیے مجھ کو لاگو اس مزدور میں بوجہ کمزوری کے طاقت اٹھانے اس گھر سے کی نہ تھی مگر محض بظہر  
حصول چند آنکھ وہ یہ گھر اٹھا کر میرے ساتھ ہوا اور گرتا پڑتا بعد دشواری میں ساتھ ساتھ چلا جاتا تھا راہ  
میں ہر جہاں نہیں ملتا اور اس مزدور کو پریشان حال دیکھ کر اس کے آنسو بہنے لگے اور میری طرف مخاطب ہو کر مجھ سے  
کہنے لگا کہ تو نے اس کمزور و ضعیف آدمی کو ظلم اور تعدی سے کیوں پرکرتا ہے تو خدا سے نہیں کہتا کہ میں نے  
اسکو ظلم اور تعدی سے پرکرتا نہیں بلکہ وہ اپنی خوشی سے مزدوری دیکر میرے ساتھ آیا جو تباہی و جہاں  
مزدور یہ حال دریافت کیا اس نے کہا کہ میں روز سے بھوکا تھا پیٹ بھر نیکی طبع سے تیرے پیوستہ کام پر خوشی خور  
اپنے اوپر ایسا جو سپاہی اس میں کچھ قصور نہیں کرتا جس طرح مجھ سے کہا کہ جو کمزوری کی ہر بھی اسکو  
ضعف کر دوزخ سخت کو نہ آتی جن گرفتار ہو گئے تیرے اس وقت جو چند پیسے اس کے باقی تھے اس جہاں کا ہاتھ پر  
ارکھہ یہ اس نے وہ پیسے مزدور کے حوالہ کر کے بعد منت و زاری مجھ سے کہا کہ اس مزدور کو رخصت نہ

اور پہلے ارباب کا میرے سر پر رکھ دے میں بوجھ اس مزدور کے اس گھر کے کو تیرے مکان تک پہنچا دوں گا  
میں نے اسکی شکل شریفان کی سی دیکھ کر بہت عذر کیا کہ میں آپکے سر پر یہ بوجھ نہ رکھوں گا مگر اس جوان نے بہت  
وزاری مجھ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ میں نے اس دو کو خدمت کرنا اور کرایہ گھر اس بزرگ کے سر پر رکھ دیا یہ جوان  
وہ گھر اپنے سر پر اٹھا کر شادان و فرحان ساری راہ میں شکر اور احسان ادا کرتا ہوا میرے ساتھ چلا آیا غلط گئے  
ساتھیوں کو اس طرح سے آپکی خیر و عافیت معلوم ہو کر قدرے تسلی ہو گئی۔ جب آپ گھر ارباب کا پہنچا کر رہا  
دوبلے روانہ ہوئے تو اسوقت آپکے پاس ستر تین پیسے موجود تھے اور دہلی اس جگہ سے چودہ پندرہ منرل  
تھی آپنے ایک منرل چکر ایک پیسے کا ستوا اور گڑ خرید کر لیا اور گھو لکر بیٹھا چاہتے تھے اسوقت ایک مسکین نے  
صدائی کہ میں چار روز سے بھوکھا ہوں سید صاحب فرماتے تھے کہ یہ خدا نکر میرے نفس نے یہ صلاح  
دی کہ جھٹ پٹ سارے ستو کو سپر سائل کو خشک جواب دید مگر اسوقت غیبت سے یہ بات میرے دل پر  
ہوئی کہ میں دو روز کا بھوکھا ہوں اور وہ سائل چار روز کا بھوکھا ہے اسکا حق مجھ سے زیادہ ہے میں نے  
اسیوقت کل ستر ایک کے حوالہ کر دیے اور آپ غذائے بلکونی تھیل و بیس سے رات بھر سیر ہو کر فجر کو آگے روانہ  
ہوئے دوسری منرل پر آپنے پھر ایک پیسے کے ستوا اور گڑ خرید کر نوش جان فرمائے اس کے بعد دو تین روز  
تک آپنے کچھ نہیں کھایا یا پھرین منرل پر آپ ایک سجدہ میں جا کر قہم ہوئے وہاں ایک شخص نے جو آپکے  
والد کے سر پر ہون میں سے تھا آپکو پہچان لیا اور آپکو اپنے گھر لگیا آپکے پانوں سے خون جاری تھا اس شخص  
نے آپکو غسل دلا کر پانوں میں مہدی اور بول کے تون کا نیپ کر دیا بعد چند روز کے جب آپکے آپنے  
اچھے ہو گئے اس شخص نے آپکو سوار کر کے اور خود ہمراہ رکاب ہوئے دہلی پہنچ کر آپ مولانا  
شاہ عبدالعزیز صاحب سے جا کر ملاقی ہوئے حضرت سید مہرج نے بعد مصافحہ اور واقفہ کے آپکو اپنے پہلو میں  
بٹھا کر آپنے دریافت کیا کہ کہاں سے تشریف لائے آپنے عرض کیا کہ راسہ بریلی سے پھر مولانا نے چھپا  
کہ آپ کس قوم سے ہیں آپنے عرض کیا کہ سادات مکیہ سے محبوب ہوں پھر مولانا نے استفسار کیا کہ سید پوچھ  
اور سید ابو الشہان سے بھی واقف ہو آپنے کہا کہ سید ابو سعید میرے انا اور سید ابو النعمان میرے حقیقی چچا تھے  
یہاں سید مولانا نے دوبارہ مصافحہ اور مصافحہ کیا اور پوچھا کہ کس ارادہ سے یہ سختی سفر دور دراز کی اٹھائی  
ہے ہم پر آپنے کہا کہ آپکی ذات پر مقدس کو غنیمت جا کر واسطے طلب بار خدائی جلشانہ کے یہاں تک آیا ہوں  
ترب مولانا نے فرمایا کہ آپکے خاندان مقدس میں تو منصب ولایت مودونی ہے دو ایک نشست کے بعد ضرور  
اس خاندان میں اور زاد ولی پیدا ہوتا ہے اگر فضل الہی شاملی حال ہے تو آپ بھی بطور ارشاد اپنے ابا و جد  
کے اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔ اس کے بعد آپنے ایک خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو اکبر آبادی سید

میں میرے بھائی عبدالقادر کے پاس پہنچا دو اونکے ہاتھ میں انکا ہاتھ دیکر میری طرف سے کہنا کہ اس  
 جہان حیرت کو غنیمت جان کر حتی الامکان خود انکی خدمت سے قصور نہ کرنا اور انکا مفصل حال بروقت انکا  
 کہے میں اپنے خود بیان کر دوں گا۔ اُس روز سے سید صاحب مسجد اکبر آبادی میں بے صاحبیت مولوی عبد القادر  
 صاحب کے رہنے لگے۔ چونکہ اس جگہ سے سید صاحب کے سونچ عمری میں اکثر معاملات باطنی جبکہ غریب و غنا  
 یا کرامات کہتے ہیں بیان ہونگے اور یہ ظاہر ہے کہ جو وقت سے سید صاحب یا شاہ عبدالعزیز صاحب کے  
 صحبت یافتہ لوگ اس دار فانی سے کہیں گئے اُس وقت سے اس فرقہ مودعین چند میں کوئی شخص مرنے  
 اُن اوصاف باطنی کا نہیں رہا اور یہ ایک قاعدہ کلیہ انسانوں کا ہے کہ جب کسی شخص کا ادراک اور فہم  
 کسی اعلیٰ اور افضل امر کو نہیں پہنچتا تو ضرور وہ اُس امر کے وجود سے قطعی انکار کر دیتا ہے اس سبب سے  
 بعض کم علم مودعین فیوض باطنی اور کراماتی واقعات کا منکر ہو رہے ہیں حالانکہ ضرور انکی پیشوا و فرقہ  
 مولانا محمد عیسیٰ شہید صراطِ استقیم میں کہتے ہیں کہ شریعت کو ظاہر اور باطن دونوں چیزیں ہیں سو انکا نظر  
 اور محنت ساتھ باری تعالیٰ کے پیدا ہونا اسکو باطن شریعت کہتے ہیں اور اسی تعلق کا نام مودعین کے نزدیک  
 نسبت ہے اور شریعت کے حکموں پر چلنا اور معذرات شرعی سے بچنا اسکا نام ظاہر شریعت ہے اور ان  
 افعال ظاہری اور ان تعلقات قلبی کو پسین ایک بہت باریک میل اور عطا ہے پس جس شخص کا ظاہر  
 اور باطن دونوں علاقوں پر عمل ہو تو اسکی عبادت سراسر مغزیہ پست ہے اور اسکا احوال اسکا احوال سے  
 ملکر شہر و شکر ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص فقط ظاہری افعال شریعت پر متکثر کرتا ہے اور وہ تعلق دلی اور محبت  
 قلبی اسکی اندر پیدا نہیں ہوتی تو عبادت اسکی خالی پست ہے مغزیہ ہے اور بذیل ثمرات حسب ایامی کے  
 مولانا شہید کہتے ہیں کہ اُس فرقہ سے اہل خدات مثل اقطاب اور اوتار کے مقرر ہوتے ہیں اور جب یہ بزرگ  
 بعد انکشاف مدح و کثرت کے دعا کرتے ہیں تو ہمیشہ اُنکی دعا تیر بہرت ہوتی ہے اور یہ بزرگ رضا اور غیر رضا حق  
 کے اپنے نور جلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں اور طریق اُنکے اخذ کا ایک شعبہ شعبہ وحی سے ہے کہ اسکو وحی باطنی  
 کہتے ہیں۔ اب میں خائفہ کہ ان لوگوں کو انکی غلطیوں پر متنبہ کر نیکی بعد واقعات باطنی سید صاحب کے  
 شروع کرتا ہوں۔ اپنے واسطے سمجھنے معنی قرآن و حدیث کے کچھ صرف دیکھ سیکھنا چاہا اور مصباح تک  
 اپنے دیکھا تھا کہ ایک رات جب آپ اُس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے تو ایک حرف بھی اسکا نظر نہ آتا تھا نہ  
 سید صاحب نے کتاب کے دکھائی دیتے تھے تب آپ نے گمان کیا کہ کوئی عارضہ ضعف بصر کا پیدا ہو گیا ہے  
 فجر کو جب یہ ساری کیفیت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں عرض  
 کی تو آپ نے سید صاحب سے پوچھا کہ فقط کتاب ہی ایسی نظر



آتی ہے یا سب چیزیں ایسی ہی معلوم ہوتی ہیں تو آپ نے کہا کہ نقطہ کتاب ہی کا یہ حال ہے اور  
 سب چیزیں برابر جون کی تون دکھائی دیتی ہیں تب مولانا نے فرمایا کہ کتاب کو مکدر خداوند تعالیٰ نے  
 تمکو دوسرے کام کے واسطے پیدا کیا ہے اب تمکو لکھنا پڑنا ضرور نہیں ہے خداوند تعالیٰ خود بخود بلا تعلیم کو  
 ظاہری علم کے آپکو سب علوم اور حکمت سکھلا دیوے گا۔ اور ترجمہ قرآن مجید کا سب سے پہلے آپ نے سیکھا اور  
 نمونہ دکھلا کر وہ طوطے کی طرح کا پڑھنا قرآن مجید کا جیسے کہ ہندوستان میں دستور ہے آپ نے چھوڑ دیا  
 چاہا۔ اسکے بعد آپ نے طریقہ نقشبندیہ میں مولانا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہا تو اسوقت مولانا  
 مدد فرماتے فرمایا کہ اگرچہ اس صاحب باطن کو واسطے اختیار کرنے طریق رشاد و ہدایت کے وسیلہ کی  
 احتیاج نہیں ہے مگر اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے واسطے ایک سبب بھی ضروری بات ہے پس نقطہ کتاب  
 برفح حجت الی ظاہر کے بیعت لینا ہون سکتا ہے ہجری میں کہ اسوقت آپ کی عمر بھی پورے بائیس سال  
 کی تھی یہ بیعت آپکو غضیب ہوئی بیعت لینے کے بعد مولانا صاحب نے پہلے دن آپکو لطیفہ طلب کی  
 تعلیم فرمائی دوسرے دن باقی پانچوں لطیفے آپ پر مکمل کئے تیسرے دن سلطان اللہ کی مندر کی کو  
 آپ لے کر گئے چوتھے جلسہ میں نفی اور اثبات با حسن الوجوہ آپکو حاصل ہو گیا چھٹے جلسہ میں طریقہ رشاد  
 آپ نے سیکھ لیا۔ اسکے بعد شغل بزرگ کہ جس میں تصور و تشریح کا مراقبہ کرتے ہیں آپکو تعلیم کرنا چاہا اسوقت  
 سید صاحب نے بہت ادب اور عاجزی سے مولانا سے عرض کیا کہ اس شغل میں اور بہت پرستی میں کیا  
 فرق ہے ائیں صورت سنگی یا قراطی ہوتی ہے اور ائیں صورت خیالی جو تہ دل میں جگہ پڑتی ہے  
 تعلیم کی جاتی یا پوچھی جاتی ہے تب مولانا نے یہ بیت حافظ شیرازی کی پڑھی ہے سجدہ رنگین  
 کن گرت پیر سخاں گوید کہ سالک پیغمبر نور و زراہ در سم مشرب با + تب سید صاحب نے عرض کیا کہ اگر حکم  
 ہے نوشی کا جو گناہ کبیرہ کہیے تو اسکی تعمیل کو بھی حاضر ہوں مگر عقل تصور و تشریح کا خصوصاً غیبت شیخ  
 میں اور توجہ اور مہفافت چاہتا اس تصور سے جو بعینہ بت پرستی اور شرک صریح ہے محمد سے نہیں چھٹکا  
 اگر اسکے جواز کے واسطے کوئی سند قرآن و حدیث یا اجماع است کی موجود ہو تو بھی مضائقہ نہیں ہے۔  
 بعد میں اور سمجھنے اس ساری تقریر کے مولانا صاحب نے سید صاحب کو اپنی بغل میں پکڑ کر اور آپکے رخسار  
 اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ لے فرزند ارجمند حضرت حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور انعام سے ولایت  
 انبیاء کی جو افضل ولایتوں کی ہے تمکو عطا کی اسوقت سید صاحب نے مولانا کو تشریح عرض کیا کہ ولایت یہ کیا ہے  
 انبیاء میں فرق کیا ہے۔ اسوقت مولانا نے فرمایا کہ ولایت اسکا نام ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں میں  
 سے کسی بندے کو اپنے تقریب کے واسطے برگزیدہ کر لیتا ہے اور نشان برگزیدگی کا یہ ہے کہ محبت از تعالیٰ

حالات بہت بڑا ستنا ہے اور اسکی حالت

تعلیم شغل بزرگ

تفصیل حالات اور اسکی ولایت انبیاء



معمول شب بیداری کا ہمیشہ سے سہجہ اسی طرح سے ان راتوں میں بھی معمول شب بیداری کا رکھو صرف  
شب بیداری سے کیا بات تھ لگتا ہے دیکھو چوکیدار اور پاسبان ساری رات جاگتے رہتے ہیں مگر اس وقت  
سے ہمیشہ میں نصیب اور محروم رہتے ہیں اگر تمہارے اوپر اللہ کا فضل ہے تو بوقت ظہور آنا شب قدر کے  
اگر تم سوئے بھی ہو گئے تو خداوند تعالیٰ تمکو خود بخود جگا کر شریک اُن برکات کا کرو یونیکا سید صاحب بعد  
اِس کلام کے حضرت ہو کر ابی جائے سکونت کو چلے آئے اور حسبِ عادت قدیم خود رات کو اُٹھ کر اُترے  
تھے مگر ستائیسویں رات کو آپ نے جاگ کر ساری رات جاگنا بہوں اور بعد اداائے نماز عشا کے نوافل اور  
مراقبہ میں مشغول رہ کر صبح کروں لیکن اُس رات کو بعد اداائے عشا کے کچھ ایسی نیند آپ پر غالب ہوئی کہ  
سوائے دو چار رکعات نفل کے آپ اور کچھ نہ پڑھ سکے اور مجبور ہو گئے۔ جب تہائی رات ہوتی رہ گئی تو اس وقت  
دو آدمیوں نے اگر ابورائیکا ہاتھ پکڑ کر جگا دیا آپ نے خواب ہی میں دیکھا کہ آپ نے دینی طرف رسول خدا صلی  
علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے میں اور آپ کو فرمایا ہے میں نے اُسے احمد جلد اُٹھ اور غسل کر  
سید صاحب ان دونوں بزرگوں کو دیکھ کر نہایت شرم کے ساتھ دوڑے ہوئے حوض مسجد کی طرف چلے  
گئے اور باوجودیکہ وہ سردی کے حوض کا پانی اس وقت بچ ہو رہا تھا مگر اسی سرد پانی سے آپ غسل کرنے  
لگ گئے اور اُٹھ کر غسل میں حضرت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُسی جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھ رہے تھے آپ بہت  
جلدی سے غسل اسے فارغ ہو کر ان حضرات کے حضور میں حاضر ہو گئے حضرت م نے فرمایا اے فرزند آج  
شب قدر ہے تو ابھی میں مشغول ہو جاؤ دعا اور مناجات کرتا رہو اس ارشاد اور تلقین کے بعد دونوں  
حضرت تشریف لیگے۔ صاحبِ مخزن لکھتے ہیں کہ سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے کہ اس رات میں  
الفضل الہی واردات عجیب اور واقعات غریب میرے دیکھنے میں آئے کہ نامی درخت اور پتھر وغیرہ شب  
دینا کی مسجد میں سر رکھے ہوئے عقیدہ تبدیل و تبسج میں مصروف تھے مگر طرفہ یہ کہ ان ظاہری آنکھوں سے  
ہر ایک چیز اپنی جگہ پر کھڑی معلوم ہوتی تھی مگر چشمِ قلب سے مسجد میں پڑی ہوئی دکھائی دیتی تھی  
اس وقت میں بھی مسجد میں سر رکھ کر ٹکرا رہی بجالایا اور دعا اور مناجات مناسب وقت کرنا شروع کیا  
اس وقت غار کلی اور استغراق کا دل مجھ کو حاصل ہوا اور اسی حالت میں صبح تک مسجد میں بیٹھا رہا تھا  
کہ مژدن نے اذان دی تب مجھ کو ہوش آیا اور وضو کر کے جاہت میں شریک ہو گیا اور جب بعد ازاں  
بیشراق بخدمت مولانا صاحب کے حاضر ہو کر سلام علیک کہا تو بہت مسرور اور محفوظ ہو کر اپنے فرمایا کہ  
باری تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی رات تم اپنی ملاو کو پہنچ گئے پس اُس روز کے بعد سے آقا قاضی آثار  
نرقیات اور طہور جاہت و محالہ شہ عجیب و واردات غریب آپ پر ظاہر ہونے لگیں اس معاملہ عجیب

نماز شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بعد صاحب مخزن بحوالہ صراط المستقیم لکھتا ہے کہ ایک رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چھوٹے  
 اپنے دست مبارک سے سید صاحب کے کوہنہ میں ایک دوسرے کے بعد کھڑکھٹ پیار اور محبت سے کھانکے  
 اور جب آپ بیدار ہوئے تو شیرینی ان چھوٹوں کی آپ کے ظاہر اور باطن ہو یا تھی۔ اس کے بعد ایک دن حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدہ انسہا و فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سید صاحب نے فوائیں دیکھا اس رات  
 کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے انکو نہایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک لباس پہنا اور اپنے ہاتھ سے  
 انکو پہنا یا بعد ان وقوعات کے کلمات طریقہ نبوت کے نہایت آب و تاب کے ساتھ آپ پر جلوہ گر ہوئے گئے  
 اور وہ عنایت ازلی جو کثرتوں اور عجوبہ تھی ظاہر ہو گئی اور تربیت نردانی بلا واسطہ کسی کے متکفل حال آپ کے  
 ہو گئی اور نہایت عجیب و غریب معاملات آپ پر ظاہر ہونے لگے یہاں تک کہ ایک دن ایک رویا حقد میں  
 اللہ رب العزت نے اپنے سید صاحب کو قدرت خاص سے سید صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ایک چیز امور قدسیہ سے جو نہایت  
 رفیع اور رفیع تھی آپ کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ تم کو یہ چیز اب عنایت ہوئی ہے اور اس کے ہوا اور بہت سی چیزیں  
 تم کو عطا فرما دیں گے۔ انہیں ایام میں ایک شخص نے سید صاحب سے درخواست بعیت کر نیکی کی تھی مگر ان  
 ایام میں سید صاحب علی العموم ہر کسی کی بعیت نہ لیتے تھے واسطے اس شخص کی درخواست کو بھی منظور  
 نہ فرمایا تب وہ شخص بہت عجز اور انکسار سے عرض کرنے لگا اس وقت آپ نے فرمایا کہ دو ایک روز اور توقف کر  
 بعد اس کے جو مناسب وقت ہوگا کیا جاوے گا۔ اس کے بعد سید صاحب نے برائے استفسار اور طلب اذن اخذ بعیت  
 کے جناب باری میں اس طرح سے التجا کی کہ ایک بندہ تیرے بیرون میں سے مجھ سے بعیت کرنا چاہتا ہوں  
 اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس دنیا میں جو کوئی کسی کی دستگیری کرنا ہے تو پاس دستگیری کا ہمیشہ  
 رکھتا ہے اور تیرے اوصاف کو مخلوق کے اوصاف سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے پس اس معاملہ اخذ بعیت  
 میں تیری کیا مرضی ہے جناب باری سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بعیت کرے گا گو وہ لاکھوں ہوں میں  
 ہر ایک کو کفایت کروں گا بعد وقوع ان معاملات مذکورہ بالا کے سلوک راہ نبوت کا باطن انجود آپ کو حاصل  
 ہو گیا۔ اس کے بعد ایک روز ارواح مقدس جناب غوث ثقلین محمد القادر گیلانی و حضرت خواجہ بہار الدین  
 نقشبند متوجہ حال سید صاحب کے ہوئیں اور قریب ایک آدھ کسی قدر فاصلہ ان دونوں روحان کے دریا  
 رہا کیونکہ ہر ایک روح ان دونوں روحوں میں سے سید صاحب کو اپنی طرف جذب کرنا چاہتی تھی آخر  
 بعد اتفاقاً اسے ایام ستارہ کے دونوں روحوں کی بالاشتراك جذب کرنے پر صلح ہو گئی تب دونوں ارواح متجا  
 نے بالاشتراك آپ پر جلوہ گر ہو کر ایک پیر تک بغض بغض خود توجہ قوی اور تاثیر زور آور فرمائی کہ اس ایک  
 پیر میں ان دونوں خاندانوں کی آپ کو حاصل ہو گئی۔ اس کے بعد ایک روز سید صاحب حضرت خواجہ

رویا حقد لکھتا ہے کہ رسول مقبول کا وہی غسل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور ساری اہل بیت کو دیکھنا

خواجه بختیار کاکی قدس سرہ کے مرقہ مبارک پر مراقب بیٹھے تھے اور اس وقت مروج پر متوجہ خواجہ صاحب  
مردم سے آپکی ملاقات ہوئی تو اس موقع نے آپکے اہل توجہ قوی فرمائی اس وقت نسبت خاندان چشتیہ کی  
بھی آپکو حاصل ہو گئی اور اس کے بعد نسبت مجددیہ اور شافعیہ وغیرہ غرض کل مشہور خاندانوں کی خود بخود آپکو  
حاصل ہو گئی بعد ان وقوعات مذکورہ کے سلوک راہ ولایت بھی کامل طور سے آپکو حاصل ہو گیا۔ بنگیل  
ان دونوں سلوکوں کے ایک نور عالم مراقبہ میں آپکی ملاقات روح پر فطوح حضرت قطب الدین بختیار کاکی  
رحمہ اللہ علیہ سے ہوئی اس وقت سید صاحب پہنچے دیکھا کہ ایک پتھر نور مقدس کا خواجہ صاحب مروج کے  
سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اس وقت آپکو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپکے سر پر وہ پتھر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں۔ چونکہ  
سید صاحب اپنے کو کثر بن بریدان خواجہ صاحب سے شمار کرتے تھے یہ عالم ملکوں دیکھ کر آپکو بہت شرم  
ہوئی اور نور مراقبہ سے باہر کر ترسان و لرزان ہجرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب حاضر ہوئے اور نہایت  
خوف اور شرمندگی سے اس واقعہ کو ہجرت مولانا صاحب کے عرض کیا۔ حضرت مولانا نے نہایت فرحان  
و خندان آپکے جواب میں فرمایا کہ اے فرزند جا سے تعجب نہیں ہے ولایت نبوت کے ایسے ہی آثار ہوتے ہیں  
اے عزیز ابھی تو اس کی ابتدا ہے اور شستی نور از خردار و یک قطرہ از بحر ناپیدا کنار تیر ظاہر ہوا ہے آگے کو نور بر دراز  
سے بڑھ کر بھکر ہزاران ہزار اس شتم کی باتیں تیر ظاہر ہوا کریگی ۴

انہیں پیام میں ایک روز برب و پراسے چھٹا ہندو لگا کوئی میلہ تھا اس روز سب مرد عورت اقوام  
ہندو طرح طرح کے زیور اور پوشاک سے آراستہ پیراستہ ہو کر اس میلہ میں شامل ہو کر دشنام اور بت پرستی  
میں مشغول تھے بہت سے ترقیوں مسلمان بھی ان میں تھے یہ میلہ دیکھنے کو گئے تھے وہ تین نوجوان  
طلباء مدرسہ کے سر بھی شیطان سوار ہوا انہوں نے بھی اس میلہ دیکھنے کا کیا اور سید صاحب کی خدمت  
میں بھی حاضر ہوئے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چل کر تماشہ قدرت الہی اور حقاقت کفار کا ملاحظہ کریں۔ آپ نے  
یہ درخواست دہستوں کی سن کر اکیسہ سو ایسی بھری کہ جس سے حاضرین کے دل کانپ اٹھے اور پھر  
بکمال عجز و انوار سے کہا کہ بھیکو اس نامشرع مجمع کی شرکت سے معاف رکھو میں ایسی جگہ میں ہرگز نہ جاؤں  
مگر یاروں کے سر پر کچھ ایسی حقاقت چڑھی تھی انہوں نے آپکے حذر کو کچھ نہ سنا اور جبر و کرہ آپکو اپنے کانڈے  
پر لٹھا کر میلہ میں لے گئے آپکا اس میلہ کنار کے نزدیک پہنچنا تھا کہ ایک حالت بیہوشی کی آپ پر طاری  
ہو گئی۔ جب ان اندھوں نے آپکی یہ حالت زار دیکھی تو انکی آنکھ کھلی فوراً اس وقت کا در سے پر اٹھا سے  
ہوئے آپکو واپس لے آئے۔ جامع نے معتبر راویوں سے اسی شتم کی ایک اور حکایت آپکی سنی ہے کہ  
ایک روز آپ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تھے وہاں لوگوں نے کچھ غرامیہ اور غنا شروع کر دیا پھر استماع اس آواز

توجہ ہونا اور غنا شروع ہونے پر سید صاحب نے غنا شروع کر دیا

ہندو کی سبیل میں جبر سید صاحب کو لگا اور وہاں آپکی بیہوشی ہو گئی

نامشروع کے آپ بیہوش ہو گئے۔ اسی حفاظتِ الہی کا نام عصمت اور احوالِ قلبی ہے۔ صاحبِ حالات  
 طریقت لکھتا ہے کہ ان ایام میں شوقِ درویشی اور مسکینی آپ کی طبیعت اور طبیعت میں بھرا ہوا تھا۔ اکثر اوقات  
 اس مقام کے درویشوں اور طالبِ علموں و مسافروں اور زیرِ مسجد کی خدمت میں دل و جان سے لگے  
 رہتے تھے اور آپ کی طاعات اور عبادت کا بھی یہ حال تھا کہ کثرتِ قیام سب سے باقاعدہ و درجہ دار  
 ہو جاتا تھا۔ سب حالات و کچھ کرنا اور اچھا و صاف فرمایا کرتے تھے کہ اس بزرگ کے احوال سے آثار  
 کمالِ ظاہر ہوتے ہیں اور باوقار و سعادت منش کا قابلِ ترقی صلاحِ علیا کے نظر آتا ہے۔ مولوی سید  
 جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ اس قدر تفصیل سلوک کے بعد آپ ایک مرتبہ وطن کو تشریف لے گئے اس وقت آپ  
 لباسِ درویشانہ پہنے ہوئے تھے آپ اپنے وطن میں چومچا کر اول اپنی مسجد میں مقیم ہوئے لوگوں نے مشکل  
 سے آپ کو شناخت کیا اس وقت ایک کلاہ بھی آپ کے سر پر تھی جو ایک روز صبح مسجد میں دھوپ دینے کو رکھی گئی  
 تھی اس وقت سید عبدالقادر بن حافظ سیدان آمدئے دیکھا کہ ایک نورس کلاہ اپنے ٹکڑے پر رکھی جا رہی  
 تھا اس روز سید عبدالقادر نے سید صاحب کے مراتب کو پہچان کر وہ کلاہ آپ کے مانگ لی یہ بھی لکھا ہے  
 کہ ایک مرتبہ بھی ہمیں ایک پویندہ نامہ رسول اللہ کا لگا ہوا تھا اس سفر میں دہلی سے آپ کے ساتھ آیا تھا اور  
 وہ مرتبہ بطور شکر تہنوتوں تک والدہ محمد اسماعیل ندوہ سید صاحب کے پاس رہا گراں کچھ عرصہ تک رہا۔  
 قریب دو برس تک اس دفعہ آپ دہلی میں رہے اور آپ کا کٹلر بھی جو اور آپ کی ٹبری لڑکی پیدا ہوئی اور دو بڑے  
 کے آپ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ جب سید صاحب پر درویشاتِ عالی کھلنے لگے تو اس دولت مند زوال  
 کی اہل دنیا کو بھی خبر ہونے لگی اس واسطے ہر طرف سے خلعت لے آئے آپ پر هجوم کیا کسی نے بیعت کی درخواست  
 کی کسی نے کسی حاجتِ روزانی کے واسطے دعا چاہی اور آپ کو واسطے تمیل اپنے عالی کے اس وقت اخبارِ راز  
 منظور تھا اور نیز اس جو ہر سپہ گری کی بھی جو آپ کے اندر روایت رکھتا تھا شوقِ کرنی منظور تھی اس واسطے سکوت  
 دہلی کو ترک کر کے سبقتاً آپ قریب آپ نواب میرخان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور وہاں کچھ مدت بھر  
 فن سپاہ گری میں بسر کی۔ تب وہ جو ہر شجاعت جو کنون دستور تھا بخوبی ظاہر ہو گیا۔ ان ایامِ رفاقت  
 نواب میرخان میں جو شجاعت اور جواہرِ فردی اور خرقِ عبادت آپ سے ظاہر ہوئے ان احاطہ تحریر میں نہیں  
 آسکتیں۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب بروایت اللہ نور خان نام ایک آپ کے خدام کے تحریر کرتے ہیں کہ ان  
 ایام میں سید صاحب کو اس قدر کثرتِ قیام ملی تھی کہ فجر کو آپ کے بانوں پر وزم ہو جاتا تھا اور دو پہر ذکر کا  
 کار میں آپ کو گزر جاتے تھے اور لگا تار دو پہر تک مراقبے میں بیٹھے رہتے تھے اور ایسا غرہ آپ کو ہوتا تھا کہ آٹھن  
 کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ نواب میرخان ایک لشکرِ فہم لے ہوئے شاخِ مالوہ میں

نواب میرخان صاحب کی فوری میں لکھا ہوا ہے



سرکار انگریزی اور بعض ہندو راجاؤں سے بہتر شاہد تھے اور انہی نے مسند پر بیٹھ کر ان کے شکر و نیکوئی کی تعریف کی۔ انہیں ایام کے حالات میں سے صاحبِ تحفین احمدی لکھتا ہے کہ ان کے دربار میں شکر و نیکوئی ایسا خاصہ مردم کا صیغہ ہے کہ وہی رات تک چلکے بالیس کہیں نہ سناشتہ کر کے ایک ایسے مقام پر جاتا کہ جہاں کسی اعلیٰ اور اعلیٰ کو کھانا میسر نہیں ہوتا تھا ایک سیر قلعہ یا دروہی ایک طرف کو بھی نہیں بنتی تھی اور دشمن کا لشکر صرف پتھر چار کوس کے فاصلہ پر تھب میں تھا اس رات کو دو تین آدمیوں نے جو سید صاحب کے ہم پالہ ہم آواز بہت عاجزی سے سید صاحب سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ وہ رزاق مطلق اپنے خزانہ عین سے ہم لوگوں کے واسطے اس وقت کھانا عنایت کرے تب پہلے سید صاحب نے انکو سمجھایا اور کہا کہ یا رب ایک رات بھر بھوکھ کی سختی اٹھانے والے انہوں نے نہیں مانا اور کہنے لگے کہ ہمارے بھوکھ کے ہم سے صبر نہیں ہو سکتا آپ ضرور دعا کریں تب پانچا سید صاحب نے دعا کر نیکی دعا کی کہ کھل اور صحت کیلے ہے۔ اس وقت ایک آدمی کہ جس کے سر پر ایک طباق کھانہ ملا وہ گرا کر مرنے لگا اور رکھا تھا سید صاحب کے سر اس پر آکر آٹھ جگہ لگا لپٹے سو نہ بھوکھ دیکھا تو ایک آدمی نے سترائے گرا کر حاضر رہے اور کہا کہ یہ علو خداوند تعالیٰ کی نذر ہے آپ اسکو لیجئے اور تڑا دل فرما ہے سید صاحب نے اس علو بردار سے کہا کہ آپ تھوڑی دیر توقف فرما دیں میرے ساتھی کسی ضرورت کے واسطے لشکر میں گئے ہیں پھر شب وہ آجا دیں گے تب ہم اس علو سے کو اپنے برتنوں میں ڈال کر اور انکا طباق خالی کر دیں گے اس شخص نے کہا کہ یہ طباق بھی خدا کی نذر ہے آپ اس طباق لیجئے اور چھوڑ دھست لیجئے میں زیادہ توقف نہیں کر سکتا یہ کہارہ تو شخص ہوا اس کے چلے جانے کے بعد سید صاحب نے ساتھی بھی لے کر تب سید صاحب نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تقدس طوار من ان شاء اللہ یعنی اللہ کی رحمت نا امید ہونا چاہیے ان کا اللہ بڑی مکن گشت کو بعد از صبح چلے جیسا کہ وہ جیسا کہ چاہتا ہے جیسا کہ شوق پر چاہتا ہے اور وہ طباق پر راز علو یا دون کے سامنے رکھ دیا انہوں نے شکر انہی بجا لکھ کر شوق تھام انکو کھا شروع کیا اور اس رزاق مطلق کی رزاقی کو دیکھ کر متحیر ہو گئے۔ انہیں ایام کے حالات سے مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ سید صاحب ہمراہ شکر و نیکوئی صاحب ملک دکن میں تھے تو ایک ساتھ بکاشتہ آبی راز ان کے تھیں مسیون آدمی آپ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور تھوڑے سے نقد سے باعث ہر کات میں بہت کلام فتنہ بھیجے ایک کہیا اگر تو اس سفر میں آپ کے ساتھ خواہ در خیر دیکھ کر آکر بھی کہیا اگر خیال رکھتا تھا اگر نقد فتنہ اسکو معلوم ہوا کہ یہ شخص برکات آسمانی میں اس وقت وہ کہیا اگر آپ بہت مستعد ہوا اور ایک اور واسطہ فرمایا کہ یہی ہے تائبہ کو سونا سا کردہ فن آکر کھلانے لگا آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ مجھ کو ایسا

حضور علیہ السلام

سیکھنا منظور نہیں ہے جس سے میرے قوت کل میں بفرق آجائے اور میں اس میں پہنچ رہا ہوں کہ نہایت  
 خاف ہو جاؤں پھر اپنے پوچھا کہ یہ سونا اہلی ہے یا فتنی اسے کہا کہ اہلی تو نہیں ہے مگر ایسا قلبی ہے کہ  
 ہزاروں تاؤ پر بھی بڑے بڑے افتاد اور پر کھنے والوں کو اس کا قلبی ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ (انہیں ایمان  
 میں کہ جب آپ لشکر نواب امیر خاں صاحب میں بدعتی افراد تھے ایک رات کو آپ واسطے ادا اسے عبادت  
 انہی کے جنگل میں چلے گئے کہ وہاں بغراخت تمام یاد آگئی میں مشغول رہیں وہاں جا کر دیکھا کہ جنگل  
 میں ایک مکان کے اندر سے روشنی کی آواز آ رہی ہے آپ وہاں تشریف لیگئے اور جا کر دیکھا کہ ایک  
 مرد ایک چارپائی پر پڑا ہے اور ایک بڑھیا عورت اس کے نزدیک بیٹھی ہوئی نہایت زار مار رہی ہے  
 اپنے اسکا حال پوچھا تب اس عورت نے کہا کہ یہ مرد میرا بیٹا ہے آج یہ مر گیا مگر نہ معلوم اس کے بدن میں  
 کیا بلا گھس گئی ہے یہ مرد گھاسے چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے اور کبھی روتا اور کبھی ہنستا ہے اور گھاسے ناخن  
 لگتا ہے واسطے اس کے ڈبکے میں قریب ہرک ہورہی ہوں اور میرے اقربا یہاں سے نزدیک ایک  
 گاون میں رہتے ہیں اگر کوئی جوان مرد آجکی رات اس مرد سے ملے تو میں اپنی بیٹی میں  
 جا کر علی الصبح اپنے خولش و آثار کو ہم اسباب تجہیز تکفین لیکر آجاؤں اور اسکو دفن کرادوں جب  
 سید صاحب نے اس عورت سے فرمایا کہ تو جا اور اپنے خولش و آثار کو اسباب تجہیز تکفین کو لیکر صبح کو آجا  
 آجکی رات میں اس مرد کے کی نگہبانی کرونگا اور عورت آپکا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چلی گئی اور آپ اس  
 مرد سے کی چارپائی کے نزدیک اپنا منہ لٹا پھیر کر نماز پڑھنے لگے اور جب وہ مرد اٹھنے کو چاہتا تھا  
 تو آپ ٹھہرک دیتے تھے کہ چپ ہو کر تیار رہیں وہ مرد اس بلا کے جو اس میں گھسی تھی کہ وہ میں سے لیکر  
 چپ چاپ تیار ہوا بعد طلوع آفتاب کے وہ عورت صبح اپنے عزیزوں کے وہاں آگئی اور اسکی تجہیز و تکفین  
 کر کے سید صاحب وہاں سے رخصت ہو کر اپنے قیام گاہ کو تشریف لے آئے انہیں ایمان دہر و صوبہ بن  
 نواب امیر خاں صاحب کے لشکر کے سوار اپنے سفر اور حضور میں جہان موقع پاتے کہ انہوں اور کاشکاروں کے  
 کھیتوں کو اپنے گھوڑوں سے چروا کر تباہ کر دیا کرتے تھے مگر سید صاحب اپنے گھوڑے کو نہ پڑاتے ایک  
 روز کا ذکر ہے کہ سید صاحب کی غیر حاضری میں آپ کے ہمراہیوں نے اپنے گھوڑوں کے ساتھ آپ کے گھوڑے  
 کو بھی چرنے کے واسطے کھیتوں میں چھوڑ دیا اگر شان الہی سے آپ کے گھوڑے نے اس کھیت میں اپنا منہ  
 نہ ڈالا اور چپ گھڑا ہوا دیکھا خیر ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ سب گارون کا گھوڑا بھی پر میر گار ہے ایک بزرگا  
 دیکر ہے کہ لشکر نواب امیر خاں مرحوم سرکار انگریز کے لشکر سے لڑ رہا تھا دو طرف سے توپ اور بندوق  
 چل رہی تھیں اس وقت سید صاحب اپنے خیمہ میں تشریف رکھتے تھے اپنے اپنا گھوڑا تیار کر لیا اور اس پر

ایک بھرت گھسی گئی تھی اس کو رات بھر ایک ٹنگا باندھا تھا  
 آپ کے گھوڑے کو چروا کر تباہ کر دیا کرتے تھے  
 خیر وقت جنگ اپنے لشکر میں لے آنا

میں وقت جنگ اپنے لشکر میں لے آنا

اور کنگر نکل چکا کہ دونوں لشکر کو جو چہ تھے جو اس مقام پر پہنچ گئے وہاں پہنچا فرج انگریزی کا سپاہی رہنما جو کنگر تھا اس پر  
 پڑا تھے اس سپاہی کو ساتھ لیکر چھ دنوں لشکر کو جو چہ تھے ہوسٹ اپنے خیمہ کا چلے گئے یہاں اگر تھوڑی سی بارش چرکت بید  
 سپاہی کو کوشہ مہر کر لیا کہ میں اس میں اپنے لشکر کو مشاہدہ نواب امیر خاں صاحب کو اس پر بھاؤ لگا اور پھر تھا ایک کوشہ اور لگا بلکہ جہاں  
 مگر جو لگا اپنی سرکار کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ نواب امیر خاں صاحب صلح کر لے اس موقع کے بعد پھر سرکار انگریزی اور نواب  
 امیر خاں نے جنگ متین ہوئی بلکہ صلح کی ابتدا چیت اور رسل بر سائل شروع ہو گئے اور عہدہ نارڈ  
 سید صاحب بہادر اور امیر سید ہندونک کا ملک نواب صاحب کو دیکر صلح کی گئی۔ ابھی صلح کی بات  
 چیت طو متین ہوئی تھی کہ سید صاحب بعد قیام ملت برسن کے پھر لشکر نواب امیر خاں صاحب جدا ہو کر  
 دوبارہ شلہ غامین موئن اور فوج دہلی ہو گئے۔ نواب امیر خاں صاحب نے سید صاحب کی روانگی کے وقت  
 نواب وزیر الدولہ بہادر اپنے صاحبزادہ کو ہمراہ لکابہ کر دیا تھا کہ وہ دہلی تک آپکے ساتھ آئے اپنے چلنے  
 کے وقت آپسے وہ پیشین گوئی کی تھی کہ نواب وزیر الدولہ مرحوم اپنے وصایا سے وزیر یونین اس طرح  
 سے لکھتے ہیں کہ سید صاحب نے مولوی سید محمد صاحب سے کہ وہ بھی امی لشکر میں حاضر تھے اپنے خصمت  
 ہو گئے وقت یہ فرمایا تھا کہ اب جلد صلح ہو جائے گی اور غلامان شہر اور غلامان علاقہ سرکار انگریزی نواب  
 صاحب کو دیو گی اور ایک زمانہ دراز گزرے گا کہ بعد ازاں اللہ تعالیٰ میں بھی ایک لشکر مجاہدینوں کا  
 ساتھ لیکر دشمنوں کے پھر پرے اڑاتا ہوا نواب امیر خاں صاحب کے ملک سے گذر کر لنگا آباد کرے اس  
 پیشین گوئی کے نواب وزیر الدولہ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ منافق اسی پیشین گوئی کے جو جو شہر اور ملک  
 آپسے بتلائے تھے ٹھیک وہی سرکار انگریزی نے ہو چکا ہے اور صلح ہو گئی اور یہ ملک بھی محض برکت قدم  
 سید صاحب کے نواب صاحب کو ملا تھا ورنہ اس وقت تک سب ملحق انگریزی لارڈ ایسٹنگ کی اس  
 پالیسی پر طعن کرتے ہیں۔ مولوی جعفر علی نقوی نے انکی بہت سی کلمات میں قیام بہ لشکر نواب  
 امیر خاں اپنی کتاب میں لکھی ہیں جنکو میں عدا بنجوب طوالت ترک کر دیتا ہوں۔ اس سات برس تک  
 قیام میں سید صاحب کی ذات بابرکات سے نواب صاحب اور آپکے لشکر کو وہ برکت ہوئی کہ  
 جسکا اثر اس وقت تک اس عالی خاندان اور شہر کو سارے ہندوستان پر فوقیت دے رہا ہے۔ عجز  
 پھر صاحب مخزن لکھتا ہے کہ سید صاحب کے دہلی میں پہنچنے سے ایک ہفتہ پہلے حضرت مولانا  
 شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جامع مسجد دہلی میں قشر نعین  
 رکھتے ہیں اور ہر طرف سے خلعت واسطی زیارت رسول خدا کے دوڑی چلی آتی ہے سب سے اول  
 نواب صاحب موصوف نے جامع مسجد میں پہنچ کر شرف زیارت اور قدیم رسول مقبول کی دعا مانگی

سید صاحب

نواب امیر خاں اور سرکار انگریزی کی صلح کی پیشین گوئی

اسوقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عصا مبارک شاہ صاحب مروج کے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اسے جلا کر  
توپہ عصا لیکر دروازہ مسجد پر بھیج جا اور جو کوئی میری زیارت کو آنا چاہے اول ہر ایک آدمی ششاق زیارت  
کا حال مجھ سے عرض کرے جس کی کو میں اجازت دوں اسکو میرے سامنے لاؤ اور جب کو میں منع کر دوں  
اسکو میرے پاس نہ آئے دو چنانچہ شاہ صاحب موصوف وہ عصا لیکر دروازہ جامع مسجد پر بھیج گئے اور  
ہر ایک شائق اور زائر کا حال بجنور رسید الابرار جا جا کر عرض کرنے لگے مگر جس کی کو حضرت اجازت نہ ملے  
سے مشرف نہ ہوا اور جو کو میں فرمادیتے وہ دخول اور حصول زیارت سے روکے جاتا ایک عرصہ تک یہی کیفیت ہی مدایک خلق کثیر  
شریف زیارت مشرف نہ ہوا جس کی کو بکھولا مروج واسطے ملاقات حضرت غلام علی شاہ صاحب جو اہل تعلق حضرت  
شمس الدین شہید تھے تشریف لینگے اور روایا، حقائق سے بیان کر کے انکی تعلیم پر بھی حضرت غلام علی شاہ صاحب  
انکے جواب میں فرمایا کہ یہ عجیب ہے کہ آپ سقا فی ہو کر تعجب خواب کی تھوڑی بھر تپ مولانا نے فرمایا کہ میں اس خواب  
عجیب کی تعبیر انکی زبان مبارک سے سنتا چاہتا ہوں۔ غلام علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے ذہن میں قص  
میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد از انات سید حسن صاحب سول نما کی کہ جسکو ڈیڑھ سو برس ہوئے تو وہ اور  
ادارتہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہدایت خلافت میں دیار سے موقوف ہو گئی تھی اب اس  
خواب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے یا آپ کے کسی مرید رشید کے ہاتھ سے وہ سلسلہ ہدایت کا جو ڈیڑھ سو برس  
سے مسدود ہے پھر جاری ہو جاوے گا۔ مولانا نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ میرے خیال باقص میں بھی انکی تعبیر  
ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ ایک ہفتہ اس خواب پر نگہ نہ رکھا کہ سید صاحب دوبارہ رونق افروز ہو ملی ہو کر  
درستور سابق مسجد اکبر آبادی میں فروکش ہوئے۔ ان چھ برسکی بخت اور شوق میں بوجہ اپنے بیعت  
لشکر نواب امیر خاندان صاحب عالم تنہائی اور جنگوں میں بہ لباس سپاہیانہ کی تھی ہر دو سلوک اپنے  
کمال کو پہنچ کر ایسے مصفا اور بجا ہو گئے تھے کہ انکا عکس ہر ایک قلب سلیم پر چکر چکا چونکہ دنیا تھا۔  
اب تو خلقت نے چاروں طرف سے آپکی طرف رجوع کیا اور بقول شاعر اب تو یہ کیفیت ہو گئی ہے  
سینہ صاف سے اسکے ہونچل آئینہ + نوزایان سے ہے قلب صفتی گوہر + حق میں مگر انون کے تاثیر  
جو کچھ ہے اسکی۔ جو شش خون میں کر کے کا تم ایسا نشتر + ہو جو صحبت سے تیری تخلیق جمید + لاکہ  
جلون سے بھی باطن میں نہواتنا اثر۔ اسم اعظم کو جو پڑھ کر کہے وہ کوہ پدوم + نون طلا جھٹے میں کہ سارے  
سارے پتھر ناخدا جو کے حقیقت کا ہے کشتیاں۔ مجر و حار طریقت کا حقیقی ممبر + علم کو اسکے مگر علم لائے  
کہنے + جو کہ آتا ہے اسکے گاہے مستحضر + مولانا عبد القادر صاحب جو اسی مسجد میں مقیم تھے انہیں ایام  
میں ایک زمرہ مولوی عبدالحی صاحب کی ملاقات کو تشریف لینگے اور انکے گفتگو میں اسرار معلوہ و حضور

سید صاحب کے دوبارہ رونق افروز ہونے سے پہلے شاہ عبدالعزیز کا خواب دیکھا

ذکر آیا مولانا عبدالحق صاحب نے فرمایا کہ شرح و بیان اسرار صلوٰۃ و حضور میں قلب کی اکثر کتب تصوف و فطرت  
 میں خوبئی مگر وہ ہے مگر مدد تو مل مرشد کامل کے اسکا حاصل ہوا سخت دشوار بلکہ غیر ممکن ہے مگر اگر میں اپنے  
 نو حامد (یعنی سید احمد) سے اس مدد مانگوں تو میرے تیرے مولوی عبدالحق صاحب تو سید صاحب کی کتب  
 باریکت میں حاضر ہوسکے اور آپ کے حضور میں اس مدد مانگوں بیش کیا تب سید صاحب سے فرمایا کہ حقیقت نماز  
 کی اس طور سے جاننے کا بعد بے العزت ہے اسکو تمام مخلوق میں بہتر یعنی خلیفہ کر کے سید کیا ہے اور  
 بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے بلایع وقت اذن مطلق دیا ہے اور غیر حاضر ہی پر وجہ سخت  
 عذاب کا فرمایا ہے اس طرح سے عظمت نماز کی سمجھ کر کمالی آداب کے لائق قبولیت اس دربار شہنشاہ حقیقی  
 کے درون بجالائے جیسے پہلے حضور کو سہارہ جو حاجت غسل کی ہو تو نہا سہارے اور پھر پاکیزہ لباس پہن کر  
 اس دربار میں حاضر ہوا اور حضور کی کئی طرح سے ایک یہ کہ مضمون ہر دو گن نماز کا خیال کرے اور  
 ایک نماز کے اپنے رنگے جانے اور اسکو توجہ اپنے حال کا سمجھے اور جوشی صورت پیشے معنی اور مضمون  
 اس صورت کا خیال کرنا چاہے اگر تمام عذاب اور قسم کا ہو تو ڈرے اور اللہ سے نہا چاہے اور تو  
 تمام رحمت اور عنایت کا ہو اسکو خدا تعالیٰ سے مانگے پس جو کوئی بزدل قسم نہا جائے اور عرض نہا جائے  
 کا دل میں کر کے حاضر دربار آتی کا ہو تو نہایت تعلیم اور عقیدت درست اور نیت خالص سے رہے و اس  
 شہنشاہ کے کھڑا ہوا اور چاروں طرف سے اپنے رخ کو پھیر کر غائب اور باطن سے اسکی طرف متوجہ ہوا اور جیسے  
 متوجہ طرف کیے کے کیا ہے ایسے ہی روح کو طرف اصل آسکے کے یعنی حق تعالیٰ کے جو پیدائش والا ہے  
 ہے جمع کرے پس قیڈہ کو کھڑا ہو کر پہلے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاوے اور دل میں یہ خیال کرے  
 کہ میں اسوقت ہوا سے تیرے دونوں چہان سے دست بردار ہو کر تیری طرف ظاہر اور باطن سے رجوع ہوا  
 اور پھر مومنہ سے اللہ اکبر کہے یعنی اللہ بہت بڑا ہے اٹھ دونوں ہاتھ ہاتھ نہایت شوق اور مضبوط  
 سے مودب ہو کر کھڑا ہوا اور دل میں خیال کرے کہ میں اس شہنشاہ غائبہ کے سامنے کھڑا ہوں اور وہ  
 رب العزت بہر جہت میرے طرف متوجہ ہے اور میری حرکت اور عبادت اور عرض میں حاجت کو میری  
 توجہ سے دیکھتا ہے اور میں اسے اس خیال باندھے کہ مجھے ہاتھوں پر جو فی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ  
 وَتَسْمِئُكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ  
 ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوب لگتا ہے نام تیرا اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور تیرے ہوا کوئی دیکھ  
 لائق عبادت کے نہیں ہے اب جتنے کلام تعلیم اور توحید کے نازی سے صادر ہوئے ہیں اسی قدر  
 عنایت شاہی اس بندے پر نازل ہوئی ہے لیکن واسطے دفع شیطان کے کہ وہ خارج اور دشمن قلم

مولوی عبدالحق صاحب کی اس کتاب میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی حضور کی غایت





وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ كَاتِبُكُمْ مُعْتَبَرٌ وَأَكْلُ عِلْمٍ وَاللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ اَسْتَغْفِرُكَ يَا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاسْتَعِزُّكَ  
 اَنْ يَحُولَ عَقْدُكَ وَدَسِيسَةُ الْبَغْيِ سَبَّ بندگانِ زمان کی اندکوبین اور سبب بندگانِ بدین کی اور سبب بندگانِ  
 مال پاک کی سلام ہو نبی پر اور رحمت اللہ کی اور فرمانِ مسکین سلام ہو پیر اور چھٹے نیک بندے اللہ کے میں سبب  
 اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ وہاں ہے اللہ کے کیسی بندگانِ ہمیں اور گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ وہ  
 بندہ اسکا ہے اور رسول اسکا ہے۔ قعدہ اخیر میں یہ سمجھ کر یہ وقت دوبار سے رخصت ہونے کا ہے تو بعد  
 وردہ اور دعا قبول کی گئی۔ اپنے دہنے بائیں واسطے غازیوں اور فرشتوں جاسرین و باربر اسلام علیکم مرحمت ہوا  
 کہہ کر دوبار سے رخصت ہو جائے اٹھی۔ یہ اُس فقیر کا خلاصہ ہے جو سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے  
 فرمائی تھی ورنہ اُس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب بھی قاصر تھے اس لئے  
 سید صاحب نے فرمایا کہ مولانا صرف زبانی تعلیم سے یہ نعمت غلطی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو یہ نماز ایک ایسی  
 چیز ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی زبانی تعلیم سے نماز ادا کر سیکے جب تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام  
 خود امام ہو کر اسرار و حقیقت نماز کی حضرت ممدوڑ کا منہ نہ کو تعلیم نہ دینے لے مولانا تمام اور میرے ساتھ مقتدی کی کہ  
 دو رکعت نماز پڑھو۔ اسی وقت مولوی عبدالحی کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز آپ کے پیچھے پڑھتے ہی ہو کر پڑھیں اور اُس  
 دو رکعت میں تمام اسرار و حقیقت نماز کی آپ پر کھل گئی چنانچہ مولوی صاحب ممدوڑج ہمیشہ فرمایا کرتے تھے  
 کہ جو کچھ میں نے ان دو رکعت میں پایا۔ ساری عمر میں اور ساری کتابوں میں نہیں پایا۔ ان دو رکعتوں سے  
 نافع ہو۔ نے کے بعد مولوی عبدالحی صاحب مولانا احمد اسماعیل صاحب کے پاس تشریف لیگے اور یہ ساری  
 کیفیت نماز و فیض و برکات سید صاحب کے منہ نکلا اور انکو ساتھ لیکر پھر یہ دو نو بزرگ مجدد صحت بابرکت سید  
 صاحب کے حاضر ہوئے اور مثل مولانا عبدالحی صاحب کے مولانا شہید بھی دو رکعت میں اپنے مطلب اور فائدہ  
 کو سمجھنے لگے اور لکھا ہے کہ آپ کو وہی رکعت میں صبح نمودار ہو گئی بلکہ مولانا شہید یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ان  
 دو رکعات میں خاتہ کعبہ کو ہم اپنے سامنے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اب تو یہ دونوں سراج علماء  
 دہلی آپ کے عاشق و ناز ہو گئے اور اسی وقت طریقہ چشمہ میں بشمول طریقہ محمدیہ کے آپ کے ہاتھ پر حیات کر لی  
 اور اس وقت سے تا دمِ اخیر آپ کی کفش برداری میں حاضر رہے اور آپ کی پاکی کے ساتھ پابریہ و دروازے کو اپنا  
 فخر دارین جانتے تھے۔ اس سبب ہو جانے کے بعد سید صاحب نے مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کہ صرف  
 طریقہ چشمہ میں آپ کے سبب کر نیک کیا سبب ہے حالانکہ میں چاروں طریقوں یعنی نقاد یہ نقشبندیہ محمدیہ اور  
 چشمہ میں حیات اپنے کا فخر ہوں اس کے جواب میں مولوی عبدالحی صاحب نے عرض کیا کہ آپ کے یہاں تشریف  
 لائے سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نامی خلقت اس شہر کی گروہ گروہ دیوانِ عام ہوا شاہی

محلہ جی احمد علی صاحب کا باسی کو خاں صاحب اور بیگنا

کو جا رہی تھی تب میں نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ ساری خلقت کہاں جا رہی ہے اس نے جواب دیا کہ  
 خداوند تعالیٰ خالق زمین و آسمان کی زیارت کرنے کے واسطے جا رہے ہیں کیونکہ آج اللہ رب العزت نے  
 دیوان عام بادشاہی میں اپنا جلوسہ ظاہر فرمایا ہے میں بھی بجزدستہ اس خوشخبری کے دیوان عام کو روانہ ہوا  
 اور وہاں دیوان عام پر پہنچ کر دیکھا کہ وہاں دربان کسی آدمی کو اندر جانے نہیں دیتے اس وقت میں حیران  
 اور پریشان ہو کر دربار عام کے دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا کچھ دیر گزری تھی تو  
 ایسے دیکھا کہ حضرت سلطان لاؤیا شیخ نظام الدین صاحب دربان تشریف لائے اور چاہتے تھے کہ پردہ اٹھا کر اندر  
 تشریف لیا میں اس وقت میں نے دور سے باوازد بلند پکارا کہ اے بادشاہی نیکت اس مستعد دیرینہ اور خادم کینہ  
 کو بھی اپنے ساتھ لیا کر زیارت دیدار آئی سے مشرف کر اسے تب حضرت سلطان اہل شایع نے اشارہ کر کے  
 مجھ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے ساتھ اندر لے گئے تب اندر جا کر دیکھا کہ ایک شخص صاحب ہمال بارہب جلال دیوان  
 عام کے تخت پر بیٹھا ہے اور سامنے اس تخت نشین کے اوپر کوئی دوسرا آدمی اس مکان میں نظر نہیں آتا  
 مجھ پر ایسا عجب اور دیدہ غالب ہوا کہ میں مارے خوف کے حضرت سلطان اہل شایع کے پیچھاڑ میں جا کر  
 کھڑا ہو گیا بات کرنا تو دیکھ کر مجھ میں اس کے ہمال باکمال پر نظر ڈالنے کی بھی طاقت نہ رہی اس دہشت میں  
 میری آنکھ کھل گئی چونکہ میری رسائی اس دربار عالی میں بذریعہ ایک بزرگ خاندان چشتیہ کے ہوئی تھی  
 اس واسطے میں نے مناسب جانا کہ بذریعہ اس طریقہ کے توسل آپ کے قریب آئی حاصل کروں جب ان دونوں عالم  
 سربراہ کی محبت کا چرچا زبان زد خلق ہوا تو بہت سے گورباطن لوگوں نے ان دونوں بزرگوں پر زبان  
 طعن اور ملامت کی مگر ان کی اور کہا کہ ایسے عالم بے نظیر اور فاضل خوش تقریر ایک باقی آدمی کے مرید اور  
 ہو گئے بلکہ ان ائمہ میں نے اس شکایت کو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تک پہنچایا لیکن مولانا صمدیہ پر کیا  
 مارج عبدالحامد ہو چکے تھے ان کو باطنوں کو سید صاحب کے علوم و تربیت کا حال آچھ بیان کر کے سعید  
 صاحب کی طرف رجوع کر لیا تب عرض کیا کہ تب بہت لوگ جو سعید ازلی تھے تائب ہو کر سعید صاحب کے  
 مرید ہو گئے اور بہت سے بد بختوں کا عذاب اور بھی بڑھ گیا ۵ گزند بیند روز شریف چشم چشم آفتاب را  
 چہ گناہ + اب تو دور دور سے صد ہا علما اور فضلاء اور مومنین و مؤمنات آکر ان کی محبت سے مشرف  
 ہوئے گئے کل خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی حبیب الدین و حکیم منیر الدین و حافظ حسین الدین  
 مدد عیال و اطفال خود اور مولوی محمد یوسف بنیرہ شاہ اہل حق صاحب بزرگ شاہ ولی اللہ صاحب مدد عیال  
 خدیش و اقارب خود ان کی محبت سے مشرف ہو گئے ان ایام میں سعید صاحب کے سیکھوں مریدوں کو  
 مشاہدہ خدمت باری تعالیٰ اور زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے طفیل سے ہمیشہ ہو کرتی تھی

(ہمیں دنوں میں ایک شخص صوفی نامہ باشندہ پڑی بسکو دیوان حافظ کی قوالی نکالنے میں کمال  
 شگافی تھی ایک ہی بیت کر سکتا تھا کرتا تھا جب تک کہ دو عقول نہ لے سکے وہ بھی اتار دے ہوا کہ وہی  
 حافظ میں قائل کہو اگر دیکھتا ہوں اگر مجھ کو اجازت ہوئی تو سمیت کرونگا اور نہیں تو نہیں خیر ایک ہی بیت  
 اپنے رفیقوں میں سب سے سب سے تامل و غور و فکر بہ نسبت قائل دیوان حافظ کو کہو اتار دے  
 صفحہ کی پہلی سطر میں یہ بیت تھی بیت تھی صوفی دجال چشم شکریہ دیکھو بد مذہبی دین پناہ  
 قائل نہ ہو حال دیکھ کر صوفی نہ کر لوٹ گیا اور جوہر انکار سمیت اپنی باتوں حساب آتی بہ الفاظ و جمل  
 و مادی اور مسجد صاحب کی علو نسبت بہ غلط مذہبی دین پناہ دیکھ کر اسکی آنکھ کھل گئی اور وہ کہ حافظ  
 یہ شعر تھا آج ہی کے دن کے واسطے بغیر میٹھیں گویا کہ کھا تھا اس وقت دوڑتا ہوا مسجد صاحب  
 کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال پر ظال عرض کر کے بیت سے شریف ہو گیا۔ ان ایام میں بھی  
 آپ کو بڑا شوق عبادت الہی کا تھا اپنے چہرے کا دروازہ بنا کر کہ یاد آگئی میں شغولی رستہ تھے صرفہ غار  
 کے وقت باہر تشریف لاتے اور جاوے تھے نماز پڑھ کر پھر چہرہ میں چلے جاتے ان ایام میں شاہ عبدالعزیز  
 صاحب سر رہتے تھے ایک بار سواپہر دن چڑھے دیوان تشریف لائے اس وقت مسجد صاحب اپنے چہرہ  
 سے باہر نکلتے اور دونوں زکوار مثل آفتاب اور مہتاب صحن مسجد میں کچھ دیر تک جلوہ افروز رہتے اور  
 بعد تشریف لیجائے مولانا صاحب کے آپ پھر چہرے میں تشریف لیجاتے۔ آپ کا کسا اور نو وقت مولانا  
 صاحب کے گھر سے آتا تھا۔ انہیں ایام کا ذکر ہے کہ جب مولوی محمد اسماعیل صاحب کا علم فضل کسی فورا  
 بیت مسجد صاحب سے جلایا تو انکے مولانا شہید نے ایسے گھر میں دیکھا کہ عورتوں نے بیوی کی سونگ  
 کا کھانا تیار کیا ہے اور فقط ایک شوہر والی عورتوں کے کھانے کو بلائی گئیں اپنے یہ کیفیت دیکھ کر انکو  
 منع کیا اس عورتوں میں مولوی عبدالقادر صاحب آپ کے چچا بھی تشریف لے آئے عورتوں نے مولوی  
 عبدالقادر سے اسکا مرقعہ کیا تب مولوی صاحب ان عورتوں نے مولانا شہید کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ  
 اہل دل یہ تو فقط ایسا مال تھا اسکا کیا مضائقہ ہے تب مولانا شہید نے یہ آیت پڑھی و قالوا اھل  
 انکار و حرث یھھ لایکھم لاکھن کشائیں مجھ سے (یعنی انہوں نے کہا کہ جانور اور کستی ایسا  
 ہیں اسکو ہی لوگ کھا دیں جسکو ہم اپنے گمان سے تجویز کریں۔ اور فرمایا کہ یہ بیوی کا کھانا بھی اچھوتا  
 ہے اسپر مرد کا سایہ تنگ پڑنے نہیں دیتے اور ان عورتوں نے اپنے گمان سے اسکے کھانے کے واسطے  
 ان عورتوں کو تجویز کر رکھا ہے کہ جنکا کھنکھانی ہوا ہو۔ مولانا عبدالقادر صاحب یہ تقریر مولانا شہید کی  
 سنکر خاموش ہو رہے اور باہر تشریف لیکے تب مولانا شہید نے وہ کھانا اٹھوا کر درویشوں اور طالب علموں

صوفی کی قوالی نکال دے

مولوی عبدالقادر صاحب کی قوالی نکال دے

میں تقسیم کر دیا۔ مولوی جعفر علی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا شہید فرماتے تھے کہ جبہ محبت سعید صاحب کے  
 ایک روز میں حضرت مولانا شاہ عبدالغفور صاحب کے ساتھ ٹہل رہا تھا اسوقت شاہ صاحب نے پوچھا کہ میرا اہل  
 جو کچھ لٹا کے آئی اور اعلیٰ انسان باطنی فیض محبت سعید صاحب سے نکلو معلوم ہوا ہے بیان انکو دینے عرض  
 کیا کہ انہی حضرت میں مرتبہ جناب سعید عالی تبار کو کیا اور رک کر سکتا ہوں + یہ نسبت خاک و ابا عالم پاک  
 گمراہان اس قدر تو میں سمجھتا ہوں کہ نظر کر کم و احسان انتم پر وہ گار عالم کی نسبت یہ صاحب کے اوپر ہے اور اسکا  
 شکر یہ آپ ہی پر لازم ہے کیونکہ یہ سب آپ ہی کی توجہ کے مجتہد ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپکو وہ علم عبادت کرم  
 میں ایک علم ظاہری جسکے حامل اور فیضیاب مولوی عبدالقادر صاحب ہوئے وہ علم باطنی جسکے حامل  
 حضرت سعید صاحب ہیں۔ یہ کلمات اوصاف میری زبان سے نکلے شاہ صاحب ماجری اور غور و فہمی  
 ظاہر فرمائے گئے اور پھر فرمایا کہ بیان اسماعیل محبت آئی تو بہتات میں مگر محبوب آئی بہت کم اور اناب میں  
 عرض کیا کہ محبوب آئی حضرت معلوم میں تھا آپ نے ارشاد کیا کہ مرتبہ محبوبیت کا شل مرتبہ رالت کے  
 ختم نہیں ہوا پھر میں نے عرض کیا کہ محبوب کی بحالی سعید عبدالقادر گیلانی ہیں میں نے آپ سے فرمایا کہ مرتبہ محبوبیت  
 حضرت سعید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی ختم نہیں ہوا اور محبت اور محبوبہ آئی میں فرق یہ ہے کہ محبت عشق  
 والا اور محبت اور رنج میں مبتلا رہتا ہے بخلاف محبوب کے کہ کوئی شخص اپنے محبوب کو تکلیف دینا گوارا نہیں  
 کرتا بلکہ اسکو راحت اور آرام پہونچانا چاہتا ہے اسطرح محبوبان باہر کا دل آئی و شامین بھی رہا اس فائزہ  
 اور اطعمہ لذیذہ اور خدم اور ختم سے ممتاز رہتے ہیں اور آخرت میں اس سے زیادہ پائیکے تہود ذکر کرنے  
 اس گفتگو شاہ صاحب کے مولانا شہید فرماتے تھے کہ ہر چند شاہ صاحب نے نام سعید صاحب کا خیر لیا مگر  
 اس فائدہ محبوبان آئی میں متاثر الیہ سعید صاحب ہی تھے۔ اس عرض میں مولانا شاہ عبدالقادر صاحب  
 کا انتقال ہو گیا اور مولانا محمد اسماعیل صاحب حاسطے درس تدریس علوم و معنی کے مولانا مرحوم کی جگہ  
 سقر ہوئے۔ انہی میں ایام کے حالات میں سے نواب وزیر الدولہ صاحب مرحوم ایسی وہ بنایا کہ وزیر کا  
 میں لکھتے ہیں کہ ایک روز اپنے حجرے میں لیٹے ہوئے سعید صاحب کے خیال مبارک میں گذرا کہ یہ معلوم اس  
 زمانہ کے قطب الاقطاب جہان کون بزرگ ہیں یہ خیال کر کے جناب بار تعالیٰ میں دعا کی کہ اس بزرگ  
 کا مجھ پر حال کھول دے اور انکی زیارت سے مجھکو مشرف کر یہ دعا قبول ہو کر اسی مہالہ رب العزت انہی  
 قدرت کاملہ سے ہوا کہ حکم دیا کہ میرے ستر اکوٹا آقا اس بزرگ قطب الاقطاب کے مشن پر پہونچاؤ گے چنانچہ  
 آپ بہت سارے ملک اور بہاروں اور جنگوں کا تماشہ دیکھتے ہوئے ایک دم میں ملک شام میں پہونچ گئے وہاں  
 آپ نے دیکھا کہ وہ بزرگ قطب الاقطاب جہان ایک جوان نہایت شکل روشن خوردنوالی چہرہ شہینہ

سعید صاحب کے خیال مبارک میں

ایک چھوٹی سی نہر کے کنارے پر جو ان کے مکان کے ملحق تھی اپنے چند مریوں کو ساتھ لے کر گئے باہر بیٹھے ہیں مگر غرض یہ کہ وہ بزرگ سید صاحب کی طرف بظاہر بالکل مخاطب ہو کر زبانِ قلب اور کشف سے اپنے اُس بزرگ سے کہا کہ مجھ کو تباہی و لافات سے سوائے حصولِ رضا منہ کا باریتالی کے اور کچھ قصود نہیں ہے اور نہ آپ کے فیض کا میں طالب ہوں خداوند تعالیٰ کا فضل و کرم بھی بہت ہے مگر با انہم بھی وہ بزرگ کچھ متوجہ ہوئے اس لیے سید صاحب کو اس عدمِ اقصائی سے گونہ رخ ہوا سو اُس سرخ کے جوڑے ایک اور تازہ کراست اور انعام بے اندازہ جنابِ باری تعالیٰ سے سید صاحب کے حال پر یہ ہوا کہ اُس گھڑی چالیس اشخاص غیبی بطورِ برکات نظرِ عظمت سے پہچان اور آپ کے سامنے عیاں کی گئی خدمت میں تعینات ہو گئے اور یہ اشخاص غیبی اُس شخص کے ساتھ تعینات ہوئے ہیں جسکو مرتبہ قطب الاقطاب کا عنایت ہوتا ہے خیر بعد اس انعام تازہ کے عبدالمجید الشہید حضرت آجودان لیگیا تھا اُس طرح واپس لے آیا۔ کچھ عرصے کے بعد پھر بطریقِ مذکورہ الشہید حضرت دوبارہ آکر اُس قطب الاقطاب جہان کے پاس لیگا اور اس وفد اُس خوش زمان کو سید صاحب کے مرتبے کی با طرح پر الشہید حضرت نے خبر دی تھی کہ بعد قہاری وفات کے سید صاحب ہی مسند آرائے اُس جہادہ جلیلہ قطب الاقطاب جہان کے ہو گئے اس سبب سے اس مرتبہ یہ خوش زمان بہت اخلاق اور آداب سے سید صاحب کے ملے اور آپ کے وہ بزرگ نے عظمتِ باری تعالیٰ جل شانہ کی اس وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ جس کے ذکر سے تقریر عاجز اور جسکی تحریر سے قلم قاصر ہے اور جب اس وقوعہ کے چند سال بعد سید صاحب ملکِ فرسان کو تشریف لے گئے تو ان پہاڑوں اور مائیں کو دیکھ کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ انہیں پہاڑوں اور میدانوں کے اوپر سے اُس سفر ملک شام میں میرا گزر ہوا تھا۔ انہیں ایامِ قیامِ دینی کا ذکر ہے ایک روز لباسِ فاخرہ آپ نے پہن کر فرما کر اُسکو دیکھ کر بہت مسرور اور محفوظ ہوئے اسی وقت عناب الہی کی طرف متوجہ ہو کر تائب و تائب ہوا کہ اُن نساء و باطن کو جو مجھے پر بند دل فرمائی ہیں فراوانی کے واسطے اس نعمت پر جو جلد زوال پذیر ہے تو اس قدر خوش ہوا۔ مجھ کو دریافت اس خطاب پر عناب کے ایکو طبعی لغت اُس لباسِ باعثِ عناب کے ہو گئی اور فوراً بدنِ مبارک سے اُسکو علیحدہ کر دیا اور بہت نداشت آپ کے قلبِ صفائی میں جاسے گیر ہو کر بعد استغفار اپنے عزم کیا کہ بقیہ عمر پھر ایسا لباس زیب تن فرمائیں گے انہیں ایام کا ذکر ہے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے مولوی محمد اسحق صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب کو بھی واسطے استفادہ معلوم باطنی کے سید صاحب کی خدمت میں روانہ فرمایا مولوی محمد یعقوب صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شاہ

عبدالغنی صاحب کی زوجہ کا اثر مثل بلکہ سے مینہ کے بہتی ہے جسکی چھوٹی چھوٹی بوغدی بنی ہوئی ہیں اور سید صاحب کی باشر تو ہم مثل لوہاروں کے چمکنی کے جواگنی تھی جو قوارہ کی طرح قند پر پڑتی ہے اور ایسی قوت میں دو دو قلوب کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سے سید صاحب کے قلب سے صدا سننا سمجھا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مرت آپکی دلی میں گزر گئی اور بہت سی خلقت کتاب سے فیض اٹھا لیا تو اسوقت بیرون نجات کے قصبوں اور شہروں سے چند آدمی مدعو ہوئے آپ کے بلانے کو آئے تھے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی میں آکر آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں مگر ہمارے شہر اور خوش واقارب اور عورت اور اطفال حضور کے اسس فیض عمام میں شریک نہیں ہو سکتے تب آپ نے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کے پیش کر کے اجازت فرما دی بیرون نجات کی چاہی اسوقت مولانا صوح نے نہایت شادمان و فرحان ایک دستار سیاہ اور ایک پیراہن سفید کہ طہوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب کو پہنا کر خدمت سفر کی دی آپ دہلی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے قصبہ ٹھلٹ میں کہ جو ان کو خیر وادار سب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل مہر صاحب کے رہتے تھے تشریف لیگئے اس خاندان کے سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام انکی بیعت سے مشرف ہوئے اور ہر قسم کی شکر و برکات سے توبہ کر کے موحد متبع سنت لیگئے اور ان کے بچے غفر نگر اور لہاری (سہارا) وغیرہ لوگ کچھ مسرور ہوئے اور بیٹی و شاہجہان وغیرہ تمامی شہر اور قصبہات میان و آب میں دورہ کر کے خلافت کثیر تو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ اسی سفر میں جب آپ بقام کوئل رونق افروز تھے ایک طالب علم اکبر خان نام شاگرد مفتی شرف الدین رام پوری نے سید صاحب کے قتل کا ارادہ کر کے قراہین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپ کے پاس اندانا چاہا ابھی اس کے اندر آنے کی غلب اجازت کے واسطے آپ کو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپ نے الہام ضیائی ابالیان مجلس فرمایا کہ اسوقت ایک شخص قراہین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اس سے تعرض نہوے اور اس کو اندر لے کر خیر خورشیدی و ریلید وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپ کے دو بروٹھیر گیا اور بعد مزاج پرسی اپنے عرض کیا کہ آپ سے میرے کچھ سوال میں آپ نے فرمایا بحالی شوق سے پوچھو اس ارشاد کے ساتھ ہی اس کے تمام بیان دہشتہ پیدا ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا آپ نے فرمایا فنا صاحب خیر تو ہے اس فرامی سے اور تھر تھر آہٹ ہو گئی اور بان میں لکنت پیدا ہو گئی آخر الامر اس نے قراہین وغیرہ زمین پر کھوٹ کر رکھ دی اور ہاتھ پھیلا کر آپ سے بیعت کی اور بعد بیعت کر کے عرض کیا کہ میں بارادہ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت

عبدالغنی صاحب کی باشر تو ہم مثل لوہاروں کے چمکنی کے جواگنی تھی جو قوارہ کی طرح قند پر پڑتی ہے اور ایسی قوت میں دو دو قلوب کو ایسا اتصال ہوتا تھا کہ ہمارے قلب سے سید صاحب کے قلب سے صدا سننا سمجھا کرتے تھے جب اس مرتبہ ایک مرت آپکی دلی میں گزر گئی اور بہت سی خلقت کتاب سے فیض اٹھا لیا تو اسوقت بیرون نجات کے قصبوں اور شہروں سے چند آدمی مدعو ہوئے آپ کے بلانے کو آئے تھے اور عرض کیا کہ ہم چند آدمی دہلی میں آکر آپ سے فیضیاب ہو سکتے ہیں مگر ہمارے شہر اور خوش واقارب اور عورت اور اطفال حضور کے اسس فیض عمام میں شریک نہیں ہو سکتے تب آپ نے وہ تمامی مراسلات بحضور مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کے پیش کر کے اجازت فرما دی بیرون نجات کی چاہی اسوقت مولانا صوح نے نہایت شادمان و فرحان ایک دستار سیاہ اور ایک پیراہن سفید کہ طہوس خاص شاہ صاحب موصوف کا تھا اپنے دست مبارک سے سید صاحب کو پہنا کر خدمت سفر کی دی آپ دہلی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے قصبہ ٹھلٹ میں کہ جو ان کو خیر وادار سب شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ اہل مہر صاحب کے رہتے تھے تھے تشریف لیگئے اس خاندان کے سب لوگ چھوٹے بڑے مرد عورت آزاد غلام انکی بیعت سے مشرف ہوئے اور ہر قسم کی شکر و برکات سے توبہ کر کے موحد متبع سنت لیگئے اور ان کے بچے غفر نگر اور لہاری (سہارا) وغیرہ لوگ کچھ مسرور ہوئے اور بیٹی و شاہجہان وغیرہ تمامی شہر اور قصبہات میان و آب میں دورہ کر کے خلافت کثیر تو آپ راہ راست پر لائے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ اسی سفر میں جب آپ بقام کوئل رونق افروز تھے ایک طالب علم اکبر خان نام شاگرد مفتی شرف الدین رام پوری نے سید صاحب کے قتل کا ارادہ کر کے قراہین اور پیش قبض لگائے ہوئے آپ کے پاس اندانا چاہا ابھی اس کے اندر آنے کی غلب اجازت کے واسطے آپ کو اطلاع بھی نہ کی گئی تھی کہ آپ نے الہام ضیائی ابالیان مجلس فرمایا کہ اسوقت ایک شخص قراہین اور پیش قبض لگائے ہوئے آتا ہے کوئی اس سے تعرض نہوے اور اس کو اندر لے کر خیر خورشیدی و ریلید وہی آدمی مسلح اندر آیا اور آپ کے دو بروٹھیر گیا اور بعد مزاج پرسی اپنے عرض کیا کہ آپ سے میرے کچھ سوال میں آپ نے فرمایا بحالی شوق سے پوچھو اس ارشاد کے ساتھ ہی اس کے تمام بیان دہشتہ پیدا ہو گیا تھر تھر کانپنے لگا آپ نے فرمایا فنا صاحب خیر تو ہے اس فرامی سے اور تھر تھر آہٹ ہو گئی اور بان میں لکنت پیدا ہو گئی آخر الامر اس نے قراہین وغیرہ زمین پر کھوٹ کر رکھ دی اور ہاتھ پھیلا کر آپ سے بیعت کی اور بعد بیعت کر کے عرض کیا کہ میں بارادہ قتل حضرت کے حاضر ہوا تھا مگر حضرت



کے رو برد شیخ کے سیرداد و ہر نگاہ میں آپ کا بے دام غلام ہو کر کشت برداری میں حاضر ہوں بعد سعیت سے  
 شخص ہمیشہ خدمت شریف میں حاضر ہوا اور ملک فرسان میں آپ کے ساتھ ہی گیا اور وہاں پہلی ہی جنگ  
 میں جو ہر دو سنگ سگھوں کے جرنیل سے باہر ہوا اور پختہ کر کے ہوا تھا یہ سب بہت سے دشمنوں  
 کوئی ہلاک کر کے شہید ہوا اور اپنی مراد کو پورا کیا۔ سو کوئی مرتضیٰ خان صاحب کہتے ہیں کہ جس ایام میں  
 آپ رام پور میں قسریہ رکھتے تھے وہاں بھی ہزار ہا خلقت آپ سے فضاپاں ہوئی آپ کا دستور تھا کہ آپ  
 باور ملنے طریقہ چشتیہ اور قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ میں اول سعیت لیکر پھر طریقہ مجددیہ میں سعیت لیتے تھے۔  
 اگر یہ زکیم عطاء اللہ خان برادر یکم غلام حسین خان نائب والی رام پور نے مسیح صاحب سے پوچھا کہ آپ  
 اول چاروں طرق سلوک میں سعیت لیکر پھر طریقہ مجددیہ میں سعیت لیتے ہیں اس میں بھی کیا ہے اگر یہ سب  
 طرق سلوک طریقہ مجددیہ میں تو پھر دوبارہ طریقہ مجددیہ میں سعیت لینے کی کیا ضرورت ہے تو اس کے جواب  
 میں مسیح صاحب نے فرمایا کہ اس میں بھی یہ ہے کہ طریقہ چشتیہ اور قادریہ کے شغل اشغال ہم اس طرح  
 بتایا کرتے ہیں کہ ذکر جبر اس طرح سے کرو اور ضرب یوں لگاؤ اور نقشبندیہ اور مجددیہ کے شغل اشغال نیز  
 سکھاتے ہیں کہ ذکر خفی اس طرح پر کرو اور یہ لطیفہ قلبی ہے اور یہ لطیفہ روح ہے وہی ہذا القیاس اور ان  
 طریقوں کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور باطن کے یہ ہے نہ بطور ظاہر کے اور طریقہ مجددیہ کو  
 ہم اس طرح سکھاتے ہیں کہ نکاح اس نیت سے کرو کہ سبب اس نکاح کے خرق و فحش سے محفوظ رہو اور نکاح  
 اور اس نکاح سے اولاد حاصل پیدا ہوگی اور علم سیکھے گی اور لوگوں کو سکھایا گی اور نیک عمل کریگی اور میر  
 واسطے بعد میر سے مرئی کے دعا کیا کریگی اور کھیتی و تجارت اور نوکری وغیرہ اس نیت سے کرو کہ اس سے  
 روزی حلال لگا کر جو روپو نکاح نفقہ اور اگر نکاح میں خود روزی ہلال لگاؤ نکاح رخصتی سے بچ لگاؤ اس  
 نیت سے اس کا چلنا پھرنا اور سفر کرنا سب عبادت ہو جائے اور جب رات کو سوؤ تو یہ نیت کرو کہ  
 سویرے اس واسطے سوتا ہوں کہ اگر انگوٹھ کر پڑھو نکاح اور نماز صبح اول وقت جماعت سے ادا کرو نکاح  
 برہمی سے خلوت اس نیت سے کرو کہ اس کا حق ادا ہو کہ پڑھے اس نیت سے پہنو کہ ستر چھنے کے اور اللہ  
 کی نعمت کا شکر ادا ہو اور کھانا اس نیت سے کھاؤ کہ اس سے بدن میں طاقت آوے گی تو نماز پڑھو نکاح  
 اور سفر حج اور جہاد کا کرو نکاح اور کھیتی نوکری وغیرہ کر کے نفقات واجب ادا کرو نکاح اور علم اس نیت سے  
 پڑھو کہ اس سے احکامات الہی اور فرض واجب وغیرہ کو معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کرو نکاح لوگوں  
 کو سکھایا نکاح پیر کا مرید اس واسطے ہو کہ اس سے اللہ کی راوی سکھو نکاح و علی ہذا القیاس اور نسبت اس  
 طریقہ مجددیہ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور ظاہر و شریعت کے ہے۔ بین تعادلتی رہ

طریق سلوک و طریقہ مجددیہ میں سعیت لینے کی وجہ

از کجا است تا بکجا۔ یہ جواب باصواب سکر حکیم صاحب نے عرض کیا کہ اب میں سمجھا بیٹا کہ طریقہ محمدیہ  
 یہی ہے اور آپ کا طریقہ محمدیہ میں حیثیت کرنا سجا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بار مشہور طریقہ  
 میں آپ کا اولیٰ حیثیت لینا اور توجہ دینا محض بطور حرکت دہلے رجوع کرنے کے خلاف کے تھا ورنہ انکی ہر  
 تعلیم اور ولی دعوت طرف طریقہ محمدیہ کے تھی جبکی سب سے اخیر میں آپ حیثیت لیتے تھے۔ تو یہی مؤرخ  
 لکھتے ہیں کہ کئی بار خان نام ایک شخص ساکن رام پور چھ مہینے سے دیوانہ ہو گیا تھا سنگا ہو کہ رات  
 دن بکنا پھرتا تھا اور کسی علاج سے صاحب سے اسکو کچھ فائدہ نہ ہوا تھا ایک دن اس کے وراثت اسکو چار پائی پر  
 باز حکم سید صاحب کے حضور میں لے آئے چار پائی پر بندھا ہوا بھی پا چھٹا کوڑا اور گالیوں دیتا  
 تھا سید صاحب نے اسکو دیکھ کر تھوڑا پائی منگوا لیا اور اس میں سے کچھ پیکر باقی پائی اس میں دیوانہ کو  
 پلایا جس وقت وہ پائی اس کے حلق کے نیچے اتر اسی وقت اس کے پیش جو اس فایم ہو گئے تب اسکی  
 مشکیں کھول دی گئیں اور وہ اپنے پاؤں سے چکر اپنے گھر کو چلا گیا۔ تو یہی مؤلف خود اپنا حال لکھتا  
 ہے کہ میں سید صاحب کے ساتھ ایک روز بیٹھا ہوا ایک مجلس میں کھانا کھا رہا تھا اس وقت میرے دل  
 میں خیال آیا کہ میرے والد کی نواب صاحب بہت تعلیم تکرم کرتے تھے اور اپنے پاس بھلاتے تھے اور  
 اب جو میں نواب صاحب کے پاس جاتا ہوں تو میری بات بھی نہیں پوچھتے مگر اندر رب العزت نے  
 اس وقت ان میرے خیالات دلی پر سید صاحب کو آگاہ کر دیا آپ میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ  
 جب تم کسی امیر کے پاس جایا کرو تو فلاں سورت قرآن مجید کی پڑھ لیا کرو تب وہ امیر تمہاری بہت  
 تعظیم کرے گا اگر لگا۔ پس اس تاریخ سے حسب فرمودہ سید صاحب کے جب میں وہ سورت پڑھ کر نواب  
 صاحب کے پاس جاتا ہوں تو مثل میرے والد کے میری تعظیم تکرم کرتے ہیں بلکہ بھلا اپنے سے علیحدہ  
 ہر سے نہیں دیتے۔ پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ سید صاحب کے تشریف لائے پر جامع مسجد رام پور  
 میں بڑا اثر و نام خلافت ہوا اور نماز جمعہ کے مولوی عبدالحی صاحب نے وعظ کہنا شروع کیا چونکہ وعظ میں  
 صرف قرآن وحدیث کا بیان تھا لوگوں پر بہت اثر ہوا بعد وعظ کے ایک شخص شاگرد مولوی عبدالحی  
 صاحب کا اور دوسرے شخص شاگرد مفتی شرف الدین صاحب کے مولوی عبدالحی صاحب سے بحث کرنے لگے  
 اور بحث اس بات کی تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو جوتا تھا یا نہیں مولوی عبدالحی صاحب نے  
 جواب دیا کہ جو باتیں متعلق شناخت احکام اسلام اور روحی کے تھیں ان میں حضرت کو سہو گر نہ ہوتا  
 تھا مگر بعض افعال عبادت میں کبھی کبھی آگاہ ہو جاتا ہے بعد سنت اس جواب کے مخالفوں نے کچھ اسکی  
 تردید بیان کی پھر مولوی صاحب موصوف نے انکی دلیل کو رد کر دیا پھر انہوں نے کچھ اور دلیل پیش کی

ایک زمانہ تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے

ایک زمانہ تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے

اسکو بھی مولوی صاحب نے باحسن الوجہ قطع کر دیا اس عرصہ میں شیر خدا مولوی اسماعیل صاحب شہید  
 بھی وہاں تشریف لے آئے اسوقت ان مخالفوں نے ایک تیسری دلیل عرض کی تو مولوی محمد بھی  
 صاحب نے ان کی بہت دھڑی اور بجا تعصب کو دیکھ کر فرمایا کہ جائیداد جو قرآن وحدیث میں آیا ہے وہ ہم  
 شکر بے بلا ہے اب تمکو اختیار ہے چاہو یا نہ یا تو اسوقت سید صاحب نے ان مخالفین سے مخاطب ہو کر  
 فرمایا کہ جائیداد میری طرف متوجہ ہو میں تمکو بھیجے دیتا ہوں ان اذہوں نے کہا کہ آپ صاحبزادے ہیں  
 اور عیسیٰ تقریباً آپ کیسے سمجھا دینگے اس عرصہ میں ناز مصر کی کبیر ہو گئی اور بعد نماز کے وہ مخالف شیب  
 جاپ چلے گئے لیکن بعد تشریف بری سید صاحب کے وہ تینوں طالب علم غنیمت الہی میں مبتلا ہو کر کھڑے  
 عرصہ میں نباہ اور برباد ہو گئے تب میں نے جانا کہ بوجہ مقابلہ حق اور بے ادبی مرشد برحق کے آخر خدا  
 الہی نازل ہوا۔ وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ مولوی غلام جیلانی صاحب جو اکابر علم اور اہل ایمان پورے تھے  
 سید صاحب سے بیعت کر کے ہر طرح کے فیض سے فیضیاب ہوئے اور اہل ایمان پورے کی خلافت بھی سید  
 صاحب نے انہیں کی دی تھی جب مولوی غلام جیلانی صاحب پر نزع کی حالت پہنچی تو انہوں نے  
 آثار حضرت الہی کے دیکھ کر مجمع عام میں فرمایا تھا کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنا اسوقت میرے پاس  
 آگیا اور میں اپنی مراد کو پہنچایا اور اس گفتگو کے تھوڑی دیر بعد مولوی غلام جیلانی صاحب کے انتقال ہوا  
 وہی مؤلف لکھتے ہیں کہ جن ایام میں سید صاحب پورہ میں رونق افروز تھے کئی ولایتی افسان  
 رام پور میں آئے اور انہوں نے ایک بڑا درد انگیز قصہ سید صاحب کے روبرو اس طرح بیان  
 کیا کہ ہم اپنے اثنائاً ملک پنجاب میں ایک گنہگار پرانی پٹنہ کر گئے تھے جہنہ دیکھا کہ چند سکھیاں  
 یعنی سکھوں کی عورتیں اس گنہگار پرانی بھر رہی ہیں ہم لوگ ویسی زبان نہیں جانتے تھے جہنہ اپنے  
 مومنوں پر ہاتھ رکھ کر انکو اشاروں سے بتلایا کہ ہم پاس سے میں بھوکو پانی پلاؤ تب ان عورتوں نے اور  
 اور دیکھ کر پشت زبان میں ہم سے کہا کہ ہم مسلمان افغان زادیان فلا نے ملک اور بستی کے رہنے والے  
 ہیں یہ سکھ لوگ بھوکو نہ روتی ہو کر لائے اور سکھیاں بنا کر اپنی جوروں کو دیا ہے۔ یہ سکر کو بہت رنج ہوا  
 کہ مسلمان عورتیں جبراً اس طرح سے کافر بنائی جاویں اسے سید صاحب آپ ولی اللہ ہو کچھ ایسا فکر  
 کر لو انکے اس کفر سے نجات ملے تب سید صاحب نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں مغرب سکھوں سے  
 جہاد کرونگا۔ پھر وہی مؤلف لکھتا ہے کہ رام پور میں سید رفیع الدرجات نام ایک بڑا شاعر تھا اپنے  
 اس سے کہا کہ ہمارا شجرہ نظم کرو تب اسے کہا کہ اگر آپ کسی اور کے مرید ہوتے تو میں آپکا شجرہ ضرور  
 نظم کر دیتا مگر آپ سید صاحب کے مرید ہوا اس واسطے بلا حکم و اجازت سید صاحب کے میں آپکا شجرہ نظم

دلائل میں ان کی زبان کی سطور کا ذکر کیا اور یہاں سکھوں کی زبان کی سطور کا ذکر کیا

نہیں کر سکتا میں سید صاحب سے یہ سارا حال بیان کر کے شجرہ کے نظم کر چکی اجازت چاہی تب  
 سید صاحب نے فرمایا کہ اسے چٹان بھائی آدمی کو اس قدر کافی ہے کہ یہ جان لے وہ سہ کہ میں فلاں شخص  
 میرے ہوں اور وہ فلاں شخص کے میرے کچھ شجرہ کا لطیفہ کر ضرور نہیں سہ جتنی دیر تم شجرہ کا و لطف  
 کرو گے اتنی دیر اشد کو یاد کر لیا کرو۔ قہمی یہ لطف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بھام رام پور جا رہے  
 تھے لڑہ میں سخت بیمار ہوا بیماری پرانے بڑھے تھی کہ میرے عزیزوں کو میری طرف سے یاوسی ہو گئی  
 تھی اس حالت میں یاوسی میں بیٹھے ایک دن سید صاحب کو خواب میں دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا  
 کہ قاتل ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاء اللہ تعالیٰ اب بھگتو پ لڑہ نہ آدینگا سو بوجب فرمائے سید صاحب  
 کے میں اسی دن اچھا ہو گیا اپنی صحت یابی کے بعد جب میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو  
 یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپسے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی کیا کوئی خبر ہو گئی تھی آپ نے  
 باقاعدہ لکھ لکھ کر جواب میں فرمایا کہ مجھ پر اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جس شخص کا اتفاقہ کامل ہو  
 شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اس شخص کی صورت مثالی بنا کر خواب میں بلکہ بعض وقت بیداری میں  
 بھی اس شخص کو خود بخوبی سناتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ رام پور سے رخصت  
 ہو کر آپ مالک میان دواب میں ایک خلعت کثیر کو رام راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اسوقت  
 لوگوں کے رائج و ریشہ میں پھیلا ہوا تھا آپ کے مخالف ہو کر مانی دشمن بھی ہو گئے تھے صاحب مقامات  
 لکھتا ہے کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک سالدار کو سید صاحب سے عداوت قلمی ہو گئی تھی وہ  
 سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر میں رہتا تھا بھام رام پور میں سالدار کو کدھر سے ملے ہو کر ارادہ قتل سید صاحب  
 کا نکلا آپ کے مکان پر آیا اور ایسا جوش میں بھرا ہوا تھا کہ اسنے آپ کے دروازہ پر پہنچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا  
 تاکہ فوراً آپ کا کام تمام کر دے سید صاحب کے پہلے ہی لوگوں کو بھی اسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا۔ سید  
 قاسم نصیر آبادی جو آپ کے قریب دارون میں سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر پہنچے اس ارادہ کو دیکھ کر جب وہ  
 سالدار بیان اگر اندر جانیکا قصد کر لگا تو میں اسکو پہلے قتل کرونگا۔ اپنے ساتھ والوں کے ارادہ کی خبر  
 سید صاحب کو ہو گئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھر کر فرمایا کہ اس سے  
 کوئی مزاحمت نہ کرو بلا تکلف اندر آئے دو انہوں نے یہ تعیل حکم اس جوش و خروش میں اسکو اندر جانے دیا  
 غرض وہ اندر پہنچا اسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے سالدار کے اندر پہنچنے کے ساتھ ہی سید صاحب  
 نے اول اسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ سالدار صاحب بہت مروت کے بعد تشریف لائے اور پھر اٹھکر بہت  
 شفقت سے معافہ اور صاف فرمایا کہ معافہ کر دینا تھا ہی وہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک بخود

یہ سارا حال بیان کر کے شجرہ کے نظم کر چکی اجازت چاہی تب  
 سید صاحب نے فرمایا کہ اسے چٹان بھائی آدمی کو اس قدر کافی ہے کہ یہ جان لے وہ سہ کہ میں فلاں شخص  
 میرے ہوں اور وہ فلاں شخص کے میرے کچھ شجرہ کا لطیفہ کر ضرور نہیں سہ جتنی دیر تم شجرہ کا و لطف  
 کرو گے اتنی دیر اشد کو یاد کر لیا کرو۔ قہمی یہ لطف پھر خود اپنا حال لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بھام رام پور جا رہے  
 تھے لڑہ میں سخت بیمار ہوا بیماری پرانے بڑھے تھی کہ میرے عزیزوں کو میری طرف سے یاوسی ہو گئی  
 تھی اس حالت میں یاوسی میں بیٹھے ایک دن سید صاحب کو خواب میں دیکھا کہ سید صاحب نے مجھ سے فرمایا  
 کہ قاتل ہی صدمہ سے گھبرا گیا جا انشاء اللہ تعالیٰ اب بھگتو پ لڑہ نہ آدینگا سو بوجب فرمائے سید صاحب  
 کے میں اسی دن اچھا ہو گیا اپنی صحت یابی کے بعد جب میں سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو  
 یہ ساری کیفیت بیماری اور خواب اور صحت کی آپسے بیان کی اور پوچھا کہ اس کیفیت کی کیا کوئی خبر ہو گئی تھی آپ نے  
 باقاعدہ لکھ لکھ کر جواب میں فرمایا کہ مجھ پر اسکی کچھ خبر نہ تھی مگر یہ بات جان لو کہ جس شخص کا اتفاقہ کامل ہو  
 شخص سے ہوتا ہے تو اللہ رب العزت اس شخص کی صورت مثالی بنا کر خواب میں بلکہ بعض وقت بیداری میں  
 بھی اس شخص کو خود بخوبی سناتا ہے یہ سب اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ رام پور سے رخصت  
 ہو کر آپ مالک میان دواب میں ایک خلعت کثیر کو رام راست پر لائے مگر چونکہ شرک اور بدعت اسوقت  
 لوگوں کے رائج و ریشہ میں پھیلا ہوا تھا آپ کے مخالف ہو کر مانی دشمن بھی ہو گئے تھے صاحب مقامات  
 لکھتا ہے کہ اسی شرک و بدعت کے جھگڑے پر ایک سالدار کو سید صاحب سے عداوت قلمی ہو گئی تھی وہ  
 سید صاحب کے قتل کرنے کی فکر میں رہتا تھا بھام رام پور میں سالدار کو کدھر سے ملے ہو کر ارادہ قتل سید صاحب  
 کا نکلا آپ کے مکان پر آیا اور ایسا جوش میں بھرا ہوا تھا کہ اسنے آپ کے دروازہ پر پہنچنے کے ساتھ ہی اندر گھسنا چاہا  
 تاکہ فوراً آپ کا کام تمام کر دے سید صاحب کے پہلے ہی لوگوں کو بھی اسکی عداوت اور ارادہ کا حال معلوم تھا۔ سید  
 قاسم نصیر آبادی جو آپ کے قریب دارون میں سے تھے سید صاحب کے دروازہ پر پہنچے اس ارادہ کو دیکھ کر جب وہ  
 سالدار بیان اگر اندر جانیکا قصد کر لگا تو میں اسکو پہلے قتل کرونگا۔ اپنے ساتھ والوں کے ارادہ کی خبر  
 سید صاحب کو ہو گئی تھی فوراً اپنے حجرے سے باہر تشریف لے آئے اور سید قاسم کو گھر کر فرمایا کہ اس سے  
 کوئی مزاحمت نہ کرو بلا تکلف اندر آئے دو انہوں نے یہ تعیل حکم اس جوش و خروش میں اسکو اندر جانے دیا  
 غرض وہ اندر پہنچا اسوقت سید صاحب تنہا بیٹھے تھے سالدار کے اندر پہنچنے کے ساتھ ہی سید صاحب  
 نے اول اسکو سلام علیک کیا اور فرمایا کہ سالدار صاحب بہت مروت کے بعد تشریف لائے اور پھر اٹھکر بہت  
 شفقت سے معافہ اور صاف فرمایا کہ معافہ کر دینا تھا ہی وہ شخص بیہوش ہو کر گر پڑا اور بہت دیر تک بخود

پڑا یہ عجیب اسکو کچھ ہوش آیا تو تمامی متیار کھول کر پھینک دیئے اور دست بستہ ہو کر عرض کی کہ فدوی کا ارادہ  
 حاسد تھا مگر اب اس ارادہ سے توبہ کر کے آپ کے غلاموں میں داخل ہوتا ہوں ہاتھ پھیلا کر سید  
 صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ کے جان نثاروں میں داخل ہو گیا۔ جو کوئی عالم اور فاضل یا نامی  
 جس کے نصیب میں روزگار ملے سادت لکھی تھی اگر آپ کے پاس اختیار تھا کہ اس کو اپنے فضائل سے  
 اسکو تم کر دینا چاہتے ہو تو اسکو میرے اور دیوبند اور سہارنپور وغیرہ میں (اللہ تعالیٰ نے خواب میں  
 آپ کے فضائل سے مطلع کر کے انکی بیعت میں داخل ہونے کی راہ آسان کر دی تھی چنانچہ اس قسم کے  
 بیسیوں واقعہ مورخوں نے لکھے ہیں جنکو میں نے خوف طوالت ترک کر دیا خدا رب العالمین

مَنْ دَنَا

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضرور ہے کہ اسوقت ہندوستان میں ساتھانجی سمیت اکبرم کا سخت فتنہ پڑا ہوا  
 تھا دکن میں مرہٹوں اور انگریزوں میں جنگ ہو رہی تھی پنجاب میں بخت منگہ کا فتنہ اور نصیب  
 برسرِ رخا ایک روپیہ کا پانچ سیرانج مثیل ہاتھ آتا تھا مارے بھوکھ کے خلعت اپنی اولاد کو بیچ رہی  
 تھی مگر اسوقت بھی سید صاحب کے ساتھ ایک تلو آدمیوں سے زیادہ کھانا کھاتے تھے بدولتی چھوٹے  
 صاحب دارِ رخہ اور خزانچی کو سید صاحب کا یہ حکم تھا کہ سب بھائیوں کے واسطے ایک ہی قسم کا کھانا  
 ایک ہی جگہ پکا یا جائے اور بعد پکانے کے بڑے بڑے کو بڑوں میں اسکو نکال کر چادر سے ڈھک دیا  
 جائے اسوقت سید صاحب تشریف لاکر سب کھانے کو اپنے دست مبارک سے چھو کر یہ دعا سنو  
 اَللّٰهُمَّ زِدْ فِیْهِمْ وَبَارِكْ فِیْهِمْ بِطَرَفِیْہِمْ تَبَّحْتُمْ بِاَیْرِہِمْ بھائی کو کھانا تقسیم ہو جانا یا بڑے بڑے چور  
 برتنوں پر دست و پاؤں اور میٹل میٹل آدمی ایک ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے بوجہ سختی قحط کے کھانا اگرچہ  
 تھوڑا ہوتا تھا مگر اسیں ایسی برکت ہوتی تھی کہ سارا قافلہ سیر ہو کر پھر بھی بہت سا کھانا بچ رہتا یا  
 برابر ہو جاتا تھا :

آپ اسی دورِ بزمیانِ دو آب میں تھے کہ آپ کے مکانِ رائے بریلی سے آپ کے بھائی سید  
 احماد صاحب کی وفات کی خبر آگئی تو پھر بھی اب سید صاحب کو واسطے عزاد و فرغانہ اپنے خویش  
 اقربائے بریلی جانیکی ضرورت ہوئی اسواسطے یہاں سے بجائے ملن اپنے مراجعت کی۔  
 صاحبِ خزان احمدیہ لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپ وطن میں تشریف لائے اسوقت بھی ساتھی  
 کال یعنی قحط سمیت اکبرم موجود تھا وطن میں آپ کے ساتھ قریب شتراسی آدمی کے تھے اور پندرہ  
 سولہ آدمی آپ کے گھر کے عیال و اطفال ہونگے قریب ایک تلو آدمیوں کا نان و نفقہ اسوقت آپ کے

ساتھ کے قحط میں بھی قحط کے فتنہ پڑا ہوا

پہنچائی احماد صاحب کی خبر وفات کے بعد

تھا وطن میں پہنچ کر نذریناروڑانہ کی آمدنی بھی بند ہو گئی تھی اور کچھ گھر میں کچھ ایسا اثاثہ نہ تھا کہ جس سے اس انہوہ کثیر تر نفروڑانہ کا اہتمام ہو سکے اس سبب ان ایام میں بہت تنگی سے گزاراں ہوتی تھی آپ کے وطن میں پہنچنے کے بعد موسم برسات کا شروع ہو کر سینہ کا تار بند ہو گیا تھا ایک گھڑی بھی بارش بند نہ ہوتی تھی گویا آسمان کے دروازے کھول دئے گئے تھے۔ بسبب تنگی خرچ کے حضرت کے گھر اور مسجد میں چراغ بھی نہ جلتا تھا۔ مولوی سید محمد لکھتے ہیں کہ انہیں ایام عسرت میں مجھ سے مصر پر سکافریب ایک باپرت کے بسبب شدت بھوکہ کے میں آپ کے گھر سے باہر نکل کر مسجد میں گیا اس وقت سید صاحب مع چند مرد خاص کے مسجد میں رونق افروز تھے سینہ اسی حالت تاریکی میں سجد والوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بارو کیا حال ہے مولانا بھلا تمھیں شہید سے میرے خند دیکھ اگر فریاد کیا یہاں تو تجلی رہے رنگی نے اپنی رونق بھلا رکھی ہے آؤ تم بھی اُس روشنی کا تماشا دیکھو یہ فرما کر اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھلایا میں نے ٹھیک دیکھا کہ ابواب سرور آمد شادمانی کے اہل مجلس پر کشادہ و ہر ہر نعم دادہ زمانہ سے بالکل بے خبر ہو کر مجھ میں داوہ حصول اُس سرور و شادمانی کا مطلق نہ تھا میں نے تو مثل اندھوں کے بیٹھنے کے ساتھ ہی حضرت سید صاحب کا دامن پکڑ کر دعا شروع کیا آپ نے سبب اس گریہ و زاری کا پوچھا میں نے عرض کیا کہ میرے بچے خود سال اور میری عورت اور خود میں سب بھوکہ سے مر رہے جاتے ہیں آپ صابر بنا کر اور متوکل ہو آپ پر اس عسرت کا کچھ صدمہ نہیں ہے مگر ہم دنیا داروں سے تحمل اس تکلیف کا نہیں ہو سکتا آپ براے خدا دعا کیجئے کہ دو تین روز کے واسطے بارش بند ہو جائے تو راستے کھل جاوے اور کھانے پینے کا سامان میسر آئے اس وقت سید صاحب بیٹھتے ہوئے اپنے یاروں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں غمزدہ رفتہ کے واسطے جو اضطراب کی حالت کو پہنچ گیا ہے دعا کرو غرض ہو جب ارشاد سید صاحب کے سبب یاروں نے دعا مانگے واسطے ہاتھ اٹھائے اور کمال تضرع و انکساری دعا کرنے لگے اور یا امین کہتے جاتے تھے ایکساہت آپ کے ہاتھ اٹھانے کو نہ گزری تھی کہ نامی ابراہیم آسمان سے اُتر گیا اور چاند اور ستارے چمکنے لگے جب آسمان کھل گیا تو حضرت مع اپنے یاروں کے سجدہ شکر کرنے لگے ابھی آپ نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ دو مسافروں نے دریا سے سہلی کے (جوزیر مسجد رہتا تھا) پر لے کر مارے سے آواز دینا شروع کیا کہ لے ملاح کشت لا میواہر بھکویا آتا تو حضرت یہ آواز سکر معین مسجد میں تشریف لے آئے اور کہا کہ مسجد پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ بھائیو تم کون ہو اور کہاں سے آئے اُنکے جواب میں انہوں نے عرض کیا کہ ہم دو آدمی مرسلہ سید محمد حسین خاں و غفرلہ تھے انگریزی مرید حضور کے ہیں اور واسطے کرنے صحبت کے حاضر ہوئے ہیں حضرت نے ایک شیار آدمی کو جو غن لٹا ہی میں طاق تھا فوراً روانہ کر دیا وہ اُسی وقت اُن پر ویزا دیا

لوہا پر لے آیا۔ وہ دونوں آدمی پانی سے بھیگے ہوئے تھے انہوں نے مسجد میں پہنچ کر اور اپنے کپڑے بدل کر چند لمحوں  
 میں سیدہ عیسیٰ اور کچھ روپے اپنی طرف سے نذر کر کے حضرت سے بیعت کی حضرت نے اس وقت چھکڑا کر  
 اور دو روپے میوہ حوالہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ اسے بے صبریہ لے اور اپنا کام چلا میں عرض کیا کہ ان آدمیوں کو  
 لیکر کیا کروں ابھک کو تو کھانا چاہئے تب حضرت نے دو آدمیوں کو تین چار روپے دیکر باہر کی طرف بھیج دیا وہ باہر  
 سے کچڑی لے آئے۔ غرض کچڑی اس وقت کھائی گئی اور سب چھوٹے بڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ دوسری فجر کو  
 جب میں مجلس مبارک میں حاضر تھا تو حضرت نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کہ اسے بے صبریہ بھی کھانے کی حاجت  
 ہے میں نے عرض کیا کہ ایک ہفتہ تک لوٹا کی عنایت فارغ ابائی ہو گئی آگے پھر خدا مالک ہے تب آپ نے فرمایا  
 کہ اسے بہت بہت چھکڑاؤں چند روپوں کے سبب سے صرف ایک ہفتہ تک فارغ ابائی ہوئی لیکن ابھک تو ساری  
 عمر اس رزاق مطلق کی رزائی کے سبب سے فارغ ابائی حاصل ہے اگر ایک تانہ سیدھا یا وادی عرب میں  
 جہان دانہ پانی کا نام و نشان بھی نہیں ہے ہفتہ اقلیم کے گل آدمیوں کے ساتھ لیکر رہوں تو بھی وہ  
 رزاق اپنے فضل عظیم سے آبادی سے زیادہ وہاں بھی چھکڑا دے گا اور چھکڑا دے گا۔ اسی کے مصداق  
 مولوی مرتضیٰ خان صاحب لکھتے ہیں کہ ایک روز سید صاحب فرمایا کہ لے لو گو کھانا پینا میری حیات  
 کا سبب نہیں بلکہ یاد الہی میری زندگی کا باعث ہے اگر میں یاد الہی سے ذرا بھی غافل ہو جاؤں تو  
 ضرور میرا دم نکل جائے۔ اور یہ بھی لوگ روایت کرتے ہیں کہ ابیہم تن و قوت اور قوت اور شجاعت  
 کے سبب صاحب بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے اور بوجہ کم خوری کے انکی قوت اور شجاعت اور شجاعت  
 میں کچھ فرق نہوتا تھا کیونکہ روحی غذا یعنی یاد الہی جو باعث انکی حیات اور قوت و شجاعت کی تھی تو  
 آپ ہر وقت نوش جان فرماتے رہتے تھے۔

جب اس فتح سالی میں آپ کے لوگوں کو تکلیف پہنچی اور بار بار نوبت فاقہ پہنچی تو آپ ایک  
 بعد نماز صبح کے ایک ٹکڑہ کپڑا اور سوئی تاکا لیا کہ اپنے جد امجد حضرت عظیم المقدس سرور کی مسجد  
 کی چھت پر تشریف لیگئے اور شن تنہا اپنے وہاں بیٹھ کر ایک تھیلی اپنے دست مبارک سے سخی اور بعد  
 ازوال وہ تھیلی لیکر نیچے تشریف لائے اور مولوی محمد یوسف صاحب اپنے خزانچی کو وہ تھیلی حوالہ کر کے  
 فرمایا کہ اس تھیلی کو بجاظلت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جائے اسی سے ڈالتے رہو اور اس کا حساب  
 دست رکھو اور نہ کبھی اس کو جھڑو اور نہ خالی کرو اور جب قدر منسلو ہو بلا حساب اسی سے خرچ کرے جاؤ اللہ  
 رب العزت برکت دیوے گا۔ صاحب خزانہ کھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اس تھیلی بابرکت کے آپکے تھیلے  
 پر کبھی خرچ کی تنگی نہیں ہوئی۔ مولوی محمد یوسف صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات میں میں

میں نے اس تھیلی کو بجاظلت تمام اپنے پاس رکھو اور جو نقد آتا جائے اسی سے ڈالتے رہو اور اس کا حساب دست رکھو اور نہ کبھی اس کو جھڑو اور نہ خالی کرو اور جب قدر منسلو ہو بلا حساب اسی سے خرچ کرے جاؤ اللہ رب العزت برکت دیوے گا۔ صاحب خزانہ کھتا ہے کہ بعد تیار ہونے اس تھیلی بابرکت کے آپکے تھیلے پر کبھی خرچ کی تنگی نہیں ہوئی۔ مولوی محمد یوسف صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے کہ اکثر اوقات میں میں



دوسرے کے قریب پہنچی میں موجود ہوئے ہوتے تھے عدہ ہا اور ہزار ہا دوسرے ترقی یافتہ اور اعلیٰ انسانیت سے لگا کر  
شریح کے لئے مگر تکسلی کبھی خالی ہونے نہیں پائی +

جب اس طرح اپنی ذات بابرکات سے برکتوں کا ظہور ہونے لگا تو ایک روز نامی مردمان اولاد سعید  
علم اللہ صاحب قدس سرہ جو آپ کی رحمت سے مشرف ہو چکے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض  
کیا کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے اور اسکا اثر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے جد امجد سعید  
علم اللہ صاحب قدس سرہ نے بہت دفعہ جناب باری میں یہ دعا کی ہے کہ میری اولاد کو فقر اور تنگ دستی میں  
نہ رکھنا اور دنیا کو اپنی فراخ فکر ناکہ بوجہ فراخی دنیا کے تیری نامرمانی میں نہ پڑ جائیں۔ اور جائے خیال ناقص  
ہیں وہ دعا حضرت مرحوم کی ہمارے حق میں قبول ہو گئی جسکی تاثیر سے ہم چند پشت سے برابر نعمت فقر  
وفاقیہ میں رہتے ہیں اور آپکا درجہ السرب العزت کے حضور میں ہمارے جد امجد سے بڑھا ہوا ہے آپ کے  
خدا ہمارے واسطے دعا فرمائیں کہ ہماری تنگی فراخی سے اور غم شہر سے بدل جائے اور ہم اس فقر وفاقہ سے  
نجات پائیں سعید صاحب نے یہ ساری حقیقت سن کر فرمایا کہ ہمارے جد امجد کی یہ دعا محض بظہر خیر غایب ہم  
لوگوں کے اس واسطے تھی کہ ہم لوگ بہ سبب اختلاف دنیا اور دنیا داروں کے عتاب الہی میں نہ پڑ جاویں  
اور دنیا کی فراخی (جیسا کہ اسکا اثر ہے) ہمکو اللہ کی نافرمانیوں میں نہ ڈال دیوے۔ اگر تم سب باہم جو کر یہ پکا  
عہد کر دو کہ تم بدعات اور گمراہیوں اور رسوماتیہ بل ہند میں نہ پڑو گے اور عتاب الہی کا نہ کرو گے تو میں  
تمہارے واسطے فراخی رزق کی دعا کروں اسی وقت کل مردمان برادری نے جمع ہو کر حسب فرمودہ حضرت کے  
پکا عہد و پیمان کیا تب حضرت سعید صاحب اجداد کے نماز عصر کے اپنے جد امجد کے مرقہ مبارک پر صبح  
مردمان برادری کے تشریف لیگئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہارے واسطے دعا کرتا ہوں تم  
آئیں کہ وہ پس بعد کرنے دعا کے حضرت تشریف لے آئے۔ اور اس دعا کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اُس کے قبولیت  
کا اثر ظاہر ہونے لگا بہت سے اوسمی آپکی برادری کے حسب ریت خود سرکار لکھنؤ میں جا کر نوکر ہو گئے  
اور یہ بھی اسی دعا کا اثر ہے کہ بہت سے اوسمی اولاد سعید علم اللہ صاحب قدس سرہ کے اس وقت بھی بڑے بڑے  
عہدوں پر سرکار ٹونک وغیرہ میں نوکر ہیں +

ایک شخص یار علی نام شہید نے جن میں قیام بریلی کے آپ پر جاو بھی کر دیا تھا جس کے سبب قریب میں اردو  
کے آپ حضرت علیل سہ اور کوئی علاج نافع نہوا اسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دیوانے صادق من  
تشریف لاکر محفوظین یعنی ہر دوسرہ اخیر قرآن پڑھنے کا آپکو حکم دیا کہ پڑھنے سے آپکو صحت ہو گئی +  
سعید محمد اسحاق صاحب آپ کے برادر گلان کی بعد انکی بیوہ نے جو جب علاج غافلان شرفا بہند نکاح ناکر

سعید علم اللہ صاحب اولاد کے واسطے دعا فرما رہے ہیں

کرنے سے مستغفرین کیونکہ ایک مدت دراز سے یہ رسم قبیح مثل ہندوؤں کے شرنا و اہل اسلام میں بھی چاکھی  
 تھی جوہ کا نکاح ثانی کرنا خلاف شرافت اور باعث مکالم سبب شرمی کا سمجھا جاتا تھا اب سید صاحب  
 کو منظور ہوا کہ اول اس رسم سنوں کو اپنے گھر میں جاری کر کے پھر سارے ہندوؤں کو پھیلا دیں مگر جب  
 صدیوں کا رشتہ سے یہ رسم موقوف ہو کر بجائے صواب کے جیب لوگوں کی نظروں میں جا کر برین ہو گئے تھے  
 اس امر سنوں کو ایک رفیقہ پرین شمار کئے ہوئے تھے جب آپ نے اپنی بھانج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو انہوں  
 نے اول منظور نہیں کیا۔ آپ اسی کو شمشاد اور نکر میں گئے کہ اپنے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک شہ  
 بھاری گئے لکڑیوں کا مچھ اور بہت سے آدمی اسکو ملکر اٹھانا چاہتے ہیں، مگر بوجہ گرانی اور قتل کے کوئی  
 اسکو اٹھانہیں سکتا۔ اس بلکہ وہ جوہ مخربہ بھی موجود تھیں سید صاحب نے بوجہ و انگ مارا کہ آج اگر درہم  
 دو کرو تو میں اس بوجھل گئے کو اٹھ کر گھر میں لے جاؤں اول تو بوجہ زیادہ بوجھل ہونے کے اس بخند رہے  
 افکار کیا گرا کر سید مست فزاری سید صاحب نے انہوں سے منظور فرما کر اس گھر کو اٹھا دیا اور  
 دونو صاحب یعنی سید صاحب اور انکی بھانج شریفہ اسکو اٹھا کر گھر میں لے گئے اس خواب کی صبح کو جوہ  
 ادا سے غار خجہ کے حضرت نے مولانا محمد اسماعیل شہید اور ولوی چہرہ بھی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ آج توجہ دینا  
 اور سب دوسرے کام موقوف رکھو میں نے آج کی رات ایک عجیب خواب دیکھا ہے جسکی توجہ سے ملے  
 ہوتا ہے کہ میں اپنی کوشش میں کامیاب ہو کر اس رسم قبیح کو اٹھا دوں گا۔ اسکے بعد آپ اپنے دو تھانہ  
 میں تشریف لے گئے اور صبح عورت ہاروی کو جو پہلے سے آپکی بیعت سے مشرف ہو چکی تھیں جمع کر کے بہت  
 دیر تک وعظ اور نصیحت فرماتے رہے خلاصہ اس وعظ کا یہ ہے آپ نے فرمایا کہ اے مومنات اسلامی اس  
 کا نام نہیں ہے کہ صرف زبان سے اپنے کو مسلمان کہنا اور گائے کا گوشت کھانا اور خضہ کرنا۔ اور مسلمانوں  
 کی مروجہ رسموں کو ادا کرتا اور انکی مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہونا بلکہ مسلمان اسکا نام ہے کہ تمامی  
 احکامات الہی کی دل و جان سے تعمیل کرنا یہاں تک کہ اگر خلیل اسد کی طرح فریج فرزند کا حکم بھی ہو  
 تو بھی بخوشی و خرمی اسکو بجالانا۔ شریعت میں جو چیزیں منع ہیں اُسے نہ بچا اور دوزخ میں اور اگر کسی نہایت  
 شرعی کا دل میں خیال بھی آوے تو مدتوں تک اُس سے توبہ استغفار کرنا چاہنا چہ انہیں احکامات الہی  
 میں سے ایک نکاح ثانی جوہ کا ہے خاکہ کہ جوہ جوان ہو اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس قبل  
 سنت کو دینا لوگوں نے بہت قبیح مثل شرک اور کفر کے جان رکھا ہے اسوقت جوہ نکاح ثانی کر اپنی  
 ہے اسکو بازاری کسبوں کے ساتھ نصرت دیکر نانیہ اور فاسقہ اور قحبہ کا خطاب دیتے ہیں ایسے مسلمان  
 سلاطین کھوں سے اندھے اور ذرہ و گرہین اگر یہ فعل نکاح ثانی کا عیب ہے تو ازواج مطہرات رسول خدا

اس کی بھانج صاحبہ کو اسکی ترغیب دی تو انہوں نے اول منظور نہیں کیا۔

اصل امر علیہ السلام (جنین) ہوا سے حضرت عائشہ کے سب سے پہلے نکاح ثانی کیا تھا (معاذ اللہ) صاحب اور  
 طعون ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنی خالہ شرافہ کی طرف سے جو حقیقی بیوی پرہ سیدہ احتراق صاحب  
 کی تھیں (مخاطب ہو کر بہت عاجزی اور انکساری سے فرمایا کہ آپ نے جہانگیر تک نہیں ہو تو یہ بھائی احتراق  
 صاحب مرحوم کو سمجھا کر اس سنت مردہ کو زندہ کرادیں اور آپ نے فرمایا کہ یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ میں  
 تعمیل اس عمل مسنونہ کی واسطے منظور فقہانی کے کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میرے گھر میں میری بیوی  
 اکمال حسن و جمال و عصمت موجود ہے بلکہ اس کو شش بہ بھگنو منظور ہے کہ اگر اسے اس سنت مردہ کا پیش  
 گھر سے شروع ہو کر تمام ملک ہند میں جاری ہو جائے۔ چند روز کے بعد حسب اشارہ اس راجہ کے  
 وہ عقد و مکر تہ نکاح ثانی پر راضی ہو گئی اور ملک ہندوستان میں یہ سب پہلا نکاح بیوہ کا سیدہ  
 صاحبہ کے ساتھ ہوا۔ اس نکاح کے تیسرے روز آپ نے دو تین چھراں تیز فیس کو ٹھلا کر ایک بیوی کے  
 مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شعر الطالع اس نکاح ثانی اور جاری کرانے اس سنت مردہ کے دہلی اور اس کے  
 انون میں اور ایک ایک خط ایسی حضرات کا بنام جملہ غلامان و مریدان خاص ہر اطراف ہند میں بکھیر کر  
 روانہ کرادیے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں مولانا محمد تقی صاحب بیوہ شہیدہ کو جو نہایت کبریاں تھیں  
 مولانا عابد النبی صاحب نے نکاح ثانی ہوا۔ یہ دوسرا نکاح ثانی ہند کے شریف غلامان میں ہوا اس کے  
 بعد تو ہزاروں رانڈوں کے نکاح ہو گئے کہ اس وقت سے وہ سنت مردہ زندہ ہو کر اب تک آپ کے مریدوں اور  
 خادموں میں بدستور جاری ہے گو آپ کے مخالف اس وقت تک بھی اس سنت سے محروم ہیں۔

قصہ نصیر آباد جو بریلی سے آٹھ کوس ہے، محل مسکن قدیم سید صاحب کے ابا و اجداد کا ہے  
 اور اس قبیلہ میں چار بھائی ہیں تین اعلیٰ میں حضرت شہید رہے ہیں چنانچہ مولوی دلدار علی صاحب  
 مرحوم مشہور مجتہد تھے اسی قبیلہ کے باشندے تھے اور ایک غلام علی سنت و اباحت مساوات کا ہے۔ جب  
 سید صاحب کی شہرت ہوئی اور ہزار ہا شیعی اور شیعہ اہل مساوات سے آپ کی بیعت سے شرف ہوا  
 تو مولوی دلدار علی صاحب کو یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی کہ چاہے کوئی ایسی چال چلیے جس سے  
 بزور حکومت یہ تشاہدیت اس فلاح سے بند ہو جائے۔ اس میں ہیں کہ سید صاحب اپنے مکان  
 پر بقیع بریلی مقیم تھے محرم کا چاند نظر آیا اس وقت مجتہد موصوف نے اپنی مراد ملی کے برائے کا موقع سمجھ کر  
 اپنے توابین شیعان پر یہ حملہ نصیر آباد کو تباہ کرنا تمام لکھ بھجوا کر اس محرم میں جہانگیر ہو سکے سینوں کے  
 محلے میں جا کر خوب تیرا کھڑا اور فساد مچاؤ اور جو شخص تمکو انہر ہوا اسکو بالادین تہ تیغ کر دو اس ضرور ہے کہ  
 سید احمد واسطے فائز اپنے سنی بھائی بندوں کے نصیر آباد کو لو لگا تب میں اپنے طور پر اس مقدمہ کو

نصیر آباد کے بیوہ کو فرما کر

دانی لکھنے کو گمشدہ گذار کر کے سید احمد کا پورا بندہ و بست کردہ لگا۔ شیطان نصیر آباد نے یہ حکم اپنے پیرو  
 امر شدہ کا پکر سنیدین کے محلے میں پیغام بھیجا کہ آٹھویں تاریخ محرم چارے تمام اور گشت کا دن ہے ہم اس روز  
 قہار سے محلے میں سے نالان و گریان تبرا کہتے ہوئے بارف و جنگ و آب و بار و دل و مردنگ گذریں گے اگر کوئی  
 تبرا اور آواز دہلی و مردنگ کا منہ پر ہو تو اپنے گھر وں میں اسدن چپ چاپ بیٹھے رہو ورنہ ایک روز کے واسطے  
 مع زن و بچہ با قاتلہ شہر میں جا کر قیام کر لو کہ اس مضمون کا حکم مجتہد صاحب کا پہونچا ہے سو ہم اسکی تعمیل فرما  
 کر گئے اور جو کوئی شخص اس وقت ہمارا غرض یا مقصد ہوگا ہم اسکو نراے سخت دیوے لینگے۔ چارے کے سنی اس خبر  
 کو سنا نہایت حیران ہوئے اور جب کچھ چارہ نہ کھاتا تو نہاں سے ایک آدمی سید صاحب کی خدمت میں  
 پہونچ کر روانہ کیا اور مجتہد کا حکم اور شیون کا ارادہ اور مضمون پیام مخالفین حضرت کے حضور میں کہلا بھیجا۔  
 سید صاحب نے یہ سارا حال سنا کر اس قاصد کو بتا کہ کیا کہہ دیا کہ آٹھویں محلے میں ہرگز نہ آئے ورنہ آفتاب  
 اقبال ساتویں تاریخ کی شام کو میں خود بھی مع اپنے فقیہوں اور مریدوں کے آگئی امانت کے واسطے وہاں  
 پہونچ گیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ میں تو شروع از اب ہم شباب کے اپنی داکو اللہ کی راہ نذر کر نیو کچھ ہمارے ہاں شاید  
 وہاں ہی میری مراد حاصل ہو۔ جب قاصد واپس پہونچا اور سید صاحب کے اس ارادہ کی خبر مضمون کو پہونچا  
 تو انکی جان میں جان آگئی۔ اور سید صاحب نے اپنی تیاری شروع کی اور جب انکی تیاری کی خبر سنا کر  
 پہونچ گئے اور قاصد اور افغانان جو ہمارے بار و غیرہ کو جو آپ کے مرید اور جان نثار تھے پہونچے تو وہ لوگ بھی صدا آ کر  
 انکی راہ انکی سے ایک ذرا قبل سامع ہو کر در وقت پر حاضر ہو گئے۔ ساتویں تاریخ کی شام کو آپ نامہ انتشار سے پہونچ  
 میں پڑھ کر میں رفقہ اور خود نصیر آباد کر دیا ہوئے اور قبل از طلوع آفتاب کے وہاں پہونچ گئے۔ اپنے وہاں تاک  
 کر کھانا کھانے کی تیاری نشان و حکم و تجویز و غیرہ آلات و بدعات و ہوا و ہوا اور خرافات میں مصروف تھا۔  
 اور بجائے سنی سید صاحب کے بروقت نہ پہونچنے کے سبب انکی امانت سے ناامید ہو کر اپنے بال بچوں کو آخر  
 وہ بست کر کے بند غسل و وضو ہتھیرا باندھے ہوئے جان دینے پر مستعد و ہوا اور مناجات میں مشغول تھے مگر وہ  
 مخالفین کی عورت اپنے کوٹھون پر پہونچی ہوئی کمال فرحت اور سرور سے بہ آواز بلند تبرا کہہ کہ ہر قریبوں اور  
 نشان و حکم اور حضرت مسیحین سے مدد مانگ رہی تھیں۔ اور عورت اپنے مستعد پہونچنے پر خوشی پر عین  
 تامل و شہ پر چڑھ کر کمال تضرع و زاری و حضور و انکساری اس وقت سے بجات پائے کے واسطے جانب داری  
 میں مدعا میں کر رہی تھیں۔ اسوقت ایک بانگی صدائے بلند تکبیر چاہ میں نے جھکا فلنہ آسان تک پہونچا  
 تھا اسوقت ان کو جگا دیا اور وہ فوراً اس ناگہان صدائے بلند اور باہمیت کو سکر دیا جسے چہرہ میں خرق  
 ہو گئے اور وہ فوراً فریق کے آدمی اسکی دریافت کے واسطے جانب شرق قصہ کے دوڑے اور وہاں جا کر دیکھا

کہ نقد و فوٹو اور زیادہ سے سلج باصلاح جنگ جسکے پیشرو امیر المؤمنین مسیحیہ احمد صاحب ہیں بکیر کہتے ہوئے  
 شادان و فرحان چنے کہ ہیں۔ اس لشکر ظفر بیک کو دیکھا گئی تو مژدہ ست زندہ ہوئے مگر گرد و مخالفین  
 یہ کیفیت فتوح میں و حضرت لاری شہزاد کی دیکھا زندہ و گرد ہوئے اور حیران پریشان ہوئے  
 پیٹھے اپنے اپنے گھر وں میں جا کر کوٹری کی طرح ستھ پڑے اور اپنے کو ٹھون کی چھتوں پر چڑھ کر امان  
 چھپیں کر کے روئے اور ماتم کرنے لگے مسیحیہ صاحب مع لشکر بجا بدین اول جامع مسجد مقسبہ  
 تعمیر آباد ویرا شریف لیکے اور حیران جا کر ہر ایک شخص سے دو گانہ تحفہ المسجد ادا کیا۔ پھر مسیحیہ صاحب نے  
 سب شیون کو بلا کر فرمایا کہ بھائیو کسی شخص پر دست درازی نہ کرنا اگر کوئی شخص مخالفین سے تم پر زاری  
 بھی کرے تو پامیری اجازت کے اس سے انتقام نہ لینا۔ بعد اسکے ایکسٹین اور فہیدہ آدی کو روکنا  
 اور سرگرداں مخالفین کے پاس بھیج کر یہ پیام کہلا بھیجا کہ بھائیو امین مہمان ہوں اگر زیادہ برا و زاری مسافر  
 پروری ہر ایک محلہ کا ایک ایک سردار پیری ملاقات کو یہاں تشریف لائے تو گرم اور عنایت سے  
 بعید نہوگا اور اگر آپ صاحب کو کسی تشریف آوری میں کچھ حرج کار ہو تو مجھ کو اجازت ہو جائے میں ہی جائز  
 خدمت ہو کر بھائیوں کی ملاقات سے شرف ہوں۔ جب قاصد یہ پیام لیکر انکے پاس پہنچا تو  
 سرگرموں کے نہایت اشتغاف اور گرم ہو کر انہوں نے جواب دیا کہ اس خارجی سے کہہ دو کہ ہماری  
 عین تفریہ داری اور ماتم داری میں اگر جو خارج ہو جائے اس واسطے ہم چند تعزیر اپنے ساتھ لیکر اور  
 حسن تحسین کہتے ہوئے لکھنؤ کو جاتے ہیں اور بذریعہ مجتہد صاحب اپنی فریاد بحضور بادشاہ وقت  
 والی لکھنؤ کے پہنچا کر سزا اس حرکت کی تم کو اور تمہارے دوستوں کو ایسی دوا پینگے کہ جو قیامت  
 تمکے یادگار غلامی رہے اور دوسرے خارجی اس سے عبرت پکڑیں۔ اسکے بعد باوازی بند وادیا  
 اور داحسینا کہتے ہوئے تنگے پاؤں کے سر چادر کو بٹھو کشتی لگے میں ڈالے ہوئے دو تین عکرم اور دو تین  
 بیکے تنگے تعزیر ساتھ لیکر جملہ رٹو سائے مخالفین لکھنؤ کو روانہ ہو گئے اور باقی ماندہ شیون کو تاکید کہ  
 گئے کہ خبردار نہ کوئی شخص تعزیر جاری کرے اور نہ امان کے جوترو پر چارخ جلاوے اور نہ کوئی بہ آواز  
 بلند یا امام یا حسین کہے۔ صاحب مفرز اس مقام پر کہتا ہے کہ یہ فقط مسیحیہ صاحب کی قدم  
 کی برکت تھی کہ وہ رسم بد تعزیر داری کی حسین ہزاروں افعال شرک و کفر و بدعات کے ہوتے تھے خود  
 شیون نے اس سال بند کر دیے تعمیر آباد سے لکھنؤ چار منزل ہے حضرات شیعہ ابھی فقط دوسری  
 منزل پر پہنچے ہو گئے کہ بذریعہ اخبار نویس جالیس کے یہ خبر نواب غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو پہلے ہی  
 من و عن پہنچ گئی اسنے وہ پرچہ نواب فتح الدولہ نائب اور ملا الہام سلطنت کے حوالہ کر کے نظام

فرمایا کہ مہاراجہ رام صاحب نے اپنے دولت خانہ پر شریف لاکر فقیر محمد خان اور محمود خان انگریز  
 خراج کو دے دو تو سب اس ایک ناموں کا مہر خاص سید صاحب کا تھا تاکہ ان کی حکم نامہ کے تحت سے  
 چالاک اور ہوشیار اور پتہ کاروں آخون خاص کے دیکر اس کے مدد سے سید صاحب کے بہت جلد  
 نصیب آ رہا کہ وہ اس کو دے دیا اور پتہ کاروں سے خزانہ خاص سے واسطے خراج اس خراج کے انکو دیا اور  
 آخون تراوہ کو کہ وہ بھی سبھی تھا انو ابھی اپنے تنہائی میں جا کر کہہ دیا کہ سید صاحب کو بھروسہ  
 میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ ان رافضیوں کے قتل اور تہکہ حرمات میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہ  
 ہو گا میں ہر طرح سے آپ کا مددگار ہوں اور بقدر خرچ آپ کو درکار ہو آخون تراوہ سے ایسا کہ اور میری طرف  
 سے کچھ ایسا نہ کرنا۔ اس مقام پر سید صاحب نے فرمایا کہ تمنا ہے کہ نواسہ دار المہاراجہ بھی نصیب نہ تھا مگر ایسا حکم  
 ہے کہ نواسہ ہر طرح کا یہ مطالب تھا کہ نصیب نہ کرنا دیکھنا جو جو بد والی لکھنؤ کی جاگیر میں تھا اور دار المہاراجہ  
 صاحب اور سید صاحب میں حدوت قلبی تھی اس واسطے نواسہ صاحب پانچ سو روپے دے گا اس جاگیر میں کوئی سخت  
 فتنہ اور فساد برپا ہو گا اگر یوں کو اس کی اصلاح ہو جائے تب انگریز نواسہ خان بنی یا پھر ہندوستانی لکھنؤ سے  
 کیفیت طلب کرینگے اور نواسہ صاحب والی لکھنؤ اس کا خرچ مجھ سے ہو چکے ہیں ان میں اس وقت جو قس پارک  
 یا کھنڈ کو میں فتنہ خزانہ کے فرو کرنے کا سوا اسے اسکا اور کوئی طریق نہیں ہے کہ یہ جاگیر ضبط فرما کر سید صاحب  
 کو دے دے گا کہ مقرر کرو جو عرض ابھی حضرات شیخان نصیب پر آتا ہے تو ان کے واسطے اور قس پارک سے ان میں  
 ہے کہ آخون تراوہ سے ایک خرچ ہزار کے نصیب کر دے کہ وہ اس کو دے دے اور ان کو ان میں رہنے ہی میں تھا کہ  
 پیغام سید صاحب کو کہ جو پتہ کاروں کے نصیب کر دے سید صاحب کو بھی گیا تھا اور اس نصیب کر دے میں شہرہ ہو گیا کہ  
 سید صاحب بہت سے سبھی باشندے دیکھنا تھیں وہاں نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے اور پتہ کاروں کے نصیب کر دے  
 اور پتہ کاروں کے نصیب کر دے اس وقت ہزار ہا سوار و پیادہ چاروں طرف سے نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 پڑا تھا۔ اس قدر خلعت کثیر کے واسطے ہزاروں سوار و پیادہ چاروں طرف سے نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 ایک بار چھ اسکوڑھ کو اس سے اور بار کت فرما رہے تھے کہ یہ نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 سے شام تک کا اقیام ہوتا رہتا اور ہزار ہا نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 لشکر میں کئی کئی تہہ و تہا نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 میں آؤں ایک سبھی لکھنؤ میں کہ یہ نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 اتنی مقام نصیب کر دے کہ ایک بار کت فرما رہے تھے کہ یہ نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے  
 سے وہ کسی قدر کے کھانا نہیں کھا سکتا اس واسطے سید صاحب کا نصیب کر دے کہ یہ نصیب کر دے ہو دے

کے ایک طاق میں نکھاتا تھا کہ اس وقت مولوی عبداللہ صاحب جاتسی سے ایک انبوه کثیر کے تشریف لے آئے خیر اس انبوه کو بھی کھانا دیا گیا مولوی عبداللہ صاحب حضرت سفید صاحب کے ساتھ کھانا کو بیٹھے کھانا کھاتے ہوئے مولوی عبداللہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے حرفہ قاف نہ ادا نہیں ہوتا تب سفید صاحب نے فرمایا کہ مولانا اس کھانے کے تمام ہونے سے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ حرفہ قاف ادا ہے ادا ہونے لگیگا سو ابھی آدھا کھانا رکابی میں باقی تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے بولی تھی کہ حضرت حرفہ قاف مجھ سے ادا ہونے لگا +

خیر اس عرصے میں آخون زادہ بھی مع لشکر شاہی کے نصیر آباد میں پہنچ گیا اور سب سے اول حاضر ہوا کہ حضرت سفید صاحب کی بیعت سے شرف ہوا اور انہوں نے شیعہ بھی جو تعزیر وغیرہ لیکر نصیر آباد سے نالان و گریان وصول بجائے ہوئے کھنڈ کو گئے تھے لکھنؤ میں پہنچ کر حضرت مجتہد باقی ضاؤ سے ملائی ہوئے مجتہد صاحب پہلے ہی سے یہ قصد سے ہوئے تھے اب اپنے شیعہ بھائیوں سے اسکی تفصیل سن کر فرمایا نواب عبدالرزاق کے مکان پر تشریف لیگئے اور خوب نکاح مع انکا کر اس قصہ کو میان کیا مگر نواب صاحب نے جواب دیا کہ حضرت آپ تشریف لے جائیں اور اپنے گھر میں آرام کیجئے یہاں تشنہ فتنہ جو نصیر آباد میں بلند ہوئی ہے خدا کے اس سے میں اور آپ اور یہ ریاست محفوظ ہے ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھ میں اور آپ اور یہ ریاست بھی تباہ ہو جائے مجتہد صاحب یہ جواب سن کر چپ چاپ اپنے گھر کو چلا گئے اور ان منصفہ شیعہ سے کہہ دیا کہ ہر طرح ہو سکے تم نصیر آباد جا کر شیعوں سے اور حفاظت حضرت سفید احمد صاحب کے صلح کر کے اپنی تفصیر صاف کر لو کہ تو کون کون سے عالم برکس ہو چلا اور ضاؤ سے بڑھ گیا۔ ایسی باتوں کا جواب سن کر اب بہلن اور حقیقی طور پر اندو گھبرا گئے اور غلین ہو کر حضرت باقی ضاؤ سے کہہ تو ہوئے حضرت شیعہ نصیر آباد کو واپس آئے جب آخون زادہ اپنے فرج شاہی کو ان کے واپس آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے سامنے کہا کہ بہت دھمکیاں اور کہا کہ تم مسندوں کے واسطے نواب صاحب کا یہ حکم ہے کہ انکو والہ شیعوں کے کر دیا جاوے چاہئے ورنہ تم صلح کریں یا انکو ہلاک کریں اور پھر میں انرا بھی یہی ہے۔ بعد ازیں کہ ان سب کو مثل قیدیوں کے زیرِ راست کو کئے سید صاحب کے حضور میں بھیج دیا۔ اب تو شیعوں کی گویاں مر گئی نہایت عاجزی سے ہوتے ہوئے سفید صاحب کے پاؤں پر گر پڑے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے باربرو درگم گستر یعنی اپنی حرکت شیعہ سے تو سبکی آپ بھی ہمارا قصور معاف فرمائیں تب سفید صاحب نے فرمایا کہ تم دو کاغذ لکھ کر اور عراق اپنے قصور اور طلب معافی کے لکھ کر سپہ سپر فرزد و تھوڑ کر اور مفتی اور قاضی کی مہر بھی سپر کر دو تب انہیں سے ایک کاغذ کو تو میں لکھ دوں گا اور ایک کاغذ اپنے پاس رکھو لگا دو لوگ فرما دوں گا

مولوی عبداللہ صاحب حرفہ قاف ادا ہونے لگا



میں تو یہ ہوا کہ وہ مستحق رہا اور وہاں ہی رہی۔ مگر اس کے پاس لے آئے آپ نے اسی وقت ایک گاڑی  
بہشتیاب متعلقہ اور بہادر لکھنؤ کو روانہ کر دیا اور ایک گاڑی کو اپنے پاس رکھ لیا جس میں اس آتش فشاں کو اس  
غیر و ثوبی کے ساتھ منسلک کر کے بحر و طاقیت تمام بریلی کو تشریف لے آئے۔

جسب تیس بریلی میں پہنچے تو ایک نیا زمانہ ان طرف نواب متعلقہ اور ولہ نائب سلطنت اس

مضمون کا مسیّد صاحب کو پوچھا کہ آواز دے دو کہ کون سا کس کا حال کیا ہو رہا ہے اگر اپنے قدم

کی برکت سے باشندگان لکھنؤ اور فاضل اس مشتاق کو مستفید کر تو لعلیہ از خوت اور خالی مروت سے بھی

بعد پوچھئے اس عریضے کے مسیّد صاحب بیت مولانا عبدالحی صاحب اور ایک مسیّد

کے رونق افروز شہر لکھنؤ کے ہونے اور شاہ سیر محمد علیہ الرحمہ عرف پرنس شاہ کے بیٹے پر سکون کریں جو

لکھنؤ میں بھی مثل اور شہرون کے ہزار باخاقت آپ کی بیعت سے مشرف ہوئی۔ آپ کے وہاں پوچھنے کے بعد

جسب جمعہ کا دن آیا تو اسے در خلقت واسطے شیعہ و عطا اور نصیحت کے مجمع ہوئی تھی کہ جامع مسجد میں نہیں

سما سکی اس پاس کے مکانوں اور دیاروں اور چھوٹی پر لوگ چڑھ گئے اُس دن بیت سے علماء و فرائض

و جو ایک مشہور کان ملا اور مقول کی تھی اور چند شاگرد مولوی ولد علی صاحب جمعہ وقت کے باراد

بحث آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہونا جمعہ کے آئینہ مولوی عبدالحی صاحب کو عطا کئے کا حکم

دیا اُنہوں نے قرآن مجید کھول کر آیت وَذَٰلَٰلِہٖ اٰیٰتٍ لِّیَّ اَعْرِضْ لَکَ اٰیٰتِہٖا شَرِیْحًا۔ اس

وعدہ کا ایسا اثر ہوا کہ سامعین مسکملی حالت میں ہو گئے اور ہر ایک کے سونچنے سے صدائے واہ واہ جاری

تھا اور اس فضاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ علماء اور فضلاء و فقیہین (یعنی شیعہ و شیعہ) جو صد ہا حاضر

تھے مولوی صاحب کی فصاحت اور بلاغت اور قوت بیان سے کہ قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ اس فاضل

عصر اور علامہ دہر کا علم اور فضل ہم سب سے زیادہ ہے اور یہ بھی جو ملے کہ حق تو یہ ہے کہ ہماری ساری عمر

بہل اور نادانی میں طے ہوئی اور اس وادی کا راہ آج تک نہ کو نہیں ملا اور ہم نے منطوق اور فلسفے کے پیچھے پڑ

کر ساری عمر برباد کر دی غرض اسی آیت مذکورہ بالا کا وعدہ میں جمعہ تک رہا۔ اثنائے اقامت لکھنؤ میں نواب

مستقلہ اور ولہ نائب سلطنت نے آپ کی وصوت کے بہت بھر اور انگ ساری سے آپ کو اپنے گھر بلایا۔ حضرت مسیّد

صاحب مع مولانا محمد اسماعیل شہید مولوی عبدالحی صاحب اور دروہین خاص لوگوں کے ہفتہ شنب

نواب مستقلہ اور ولہ کے یہاں تشریف لگے بعد صاف اور معافہ کے جب آپ اس مجلس میں مدتی آفر ہوئے

تو سبحان علی خان نے (جو ایک مشہور علامہ دہر حالہ حاضر نواب صاحب موصوف سے تھا) ہر دو مولانا

مدنی لکھنؤ شیعہ میں الیہاں کے دریافت کے مولوی عبدالحی صاحب نے حضرت سید

جسب تیس بریلی میں پہنچے تو ایک نیا زمانہ ان طرف نواب متعلقہ اور ولہ نائب سلطنت اس

سے اجازت لی کہ اول صدی ہجرت جب تک کہ ایک کھڑا سچا شخص اور پھر اس حدیث سے اسکی فریاد و تشہر کر کے  
 کہ سب عالم اور باطنی چاروں مجلس میں حاضر تھے اقریب اور تمہیں کہنے لگے اسکی بعد کھڑا آیا اور یہ سوال کیا  
 تو اب عتقاد اللہ کے بارے میں ہزار روپیہ نقد آگئی مگر کر کے ایک روپیہ نہایت کیا۔ قریب یہ تمام کہ فریاد کی اس کے ہوا  
 سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے مگر وہاں انھیں راضی نہ تھا۔ صاحب نے انکی ملاوٹ کی محل چہ مقبول و  
 مقبول میں مشہور اور خطرات اور ذات میں معروف تھے بوجہ اتنی بوجہ سید صاحب کی بیعت سے  
 پرہیز کرتے تھے آخر جب انکا بھی نصیب چمکا تو انہوں نے مولوی علی صاحب علیہ الرحمہ و آلہ وسلم کی  
 کو چاہا سوقت اسکی پاس مقبول اور مقبول کی تہ تھے واسطے تفتیش اور نہ پادشہ کر نہ مال سید صاحب  
 کی انکی خدمت میں بھیجا اور یہ بھی کہ لاہور میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں صاحب یہ پیغام  
 سید صاحب کو پہنچا تو آپ نے فوراً ملاقات تنہائی کی مقبول کر لیا اور وہ سب دن و رات حاضر رہے انکی ہمارے  
 ذی الجلالہ روز مولانا محمد اشرف صاحب اجیت مولوی و لاہور علی صاحب علیہ الرحمہ وقت مقبول  
 پر حضور میں حاضر ہو کر ایک علیحدہ مکان میں انکی ملاوٹ سے مشرف ہوئے اس مکان میں سید صاحب  
 اور مولانا محمد اشرف صاحب اور مولوی و لاہور علی صاحب علیہ الرحمہ وقت مقبول  
 نے بعد مزاج پرسی کے عرض کیا کہ اللہ رب العزت نے صاحب رسالت آپ کو و کما اکراما لکھا اور انکی  
 رسالت کے لئے انکی فریاد سے اسکی تفصیل کیونکر ہے تب سید صاحب نے کابل و گلستانہ کا ایک بیان (ارباب  
 ان دونوں مساجد کا یہ حال تھا کہ روز بروز تے آتھوں سے ڈاروی تہہ گئی تھی جسکا سبب مقالات و طریقت  
 لکھا ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب نے سید صاحب کی تفسیر کو بھی تھی عرض ہو چکا ہے آپ نے بیان کیا کہ مولوی  
 محمد اشرف صاحب نے باوجود اس قدر علم اور کمال کے وہ بیان نہ کہیں سنا تھا اور کسی کہ اب میں دیکھا تھا وہ بیان  
 مہر ہو گئے اور سوا سے اسکے اور کچھ نہیں آیا کہ ان دونوں عالموں نے اپنے ہاتھ واسطے بیعت کے بعد لا کر اپنے  
 ہاتھ پر بیعت کی اور یہ لکھا کہ یہ سبب ہماری ناہنجی ہے تھا کہ ہم نے حضور سے ملاقات تنہائی کی در خواست کی  
 تھی اب حوائف کیجئے اور ہر کواپنے خادمان صاحب سے تہذیب فرمائیے۔ جسکا سبب مقالات و طریقت یہ بھی لکھا  
 ہے کہ مولوی محمد اشرف صاحب فرماتے تھے کہ جس روز میں سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی رات  
 کو صاحب رسالت آپ علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوا اور آپ کے سوا اور جو شخص دیکھتا اس  
 بیعت سے بچ کر حاصل ہوئے میں اسکا بیان نہیں کر سکتا سبب متوجہ اس بات پر تفتیش ہیں کہ انکی بیعت  
 یہ ایک بڑی برکت اور ظاہر علامت آگئی کہ امت اور غیر امت کی تھی کہ بیعت کرنے کے ساتھ ہی آدمی کا دل  
 و گھنگ بدل جاتا تھا فاسق و منافق اور بدکار و سادکار ایک دم میں شفیق اور علی ہو جاتا تھا اور غیر محبت آگئی

وہی ہے جس نے ان کو اپنا گھر بنا لیا ہے۔



تھے مولانا شہید بطرز دلیرانہ سلام علیک کر کے فوراً بیٹھ گئے۔ چونکہ مجتہد صاحب نے ان سوانح ہندگی اور آداب و ریشہ کی سلام علیک کا دستور نہ تھا انہوں نے شجب ہو کر پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آنا ہو مولانا نے جواب دیا کہ میں ایک مسافر سپاہی ہوں ایک مسئلہ کی تحقیق کرنے کو آپ کے پاس آیا ہوں مجتہد صاحب نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے مولانا نے عرض کیا کہ اقلید اور افغان میں کیا فرق ہے ذرا اسکو سمجھا دیجئے مجتہد صاحب نے بہت سے دلائل سے اُن دونوں کا فرق بیان کیا مولانا نے اُن سب دلائل کو رد کر کے دونوں کو ایک کر کے دکھا دیا تب مجتہد صاحب نے اور دلائل اپنے دعوے کے بیان کئے مولانا نے اُن دلائل کو بھی رد کر دیا۔ مجتہد صاحب نے تیسری بار اور وجوہات مقولہ اُن کے فرق کی پیش کیں مگر مولانا نے انکو بھی فوراً رد کر دیا تب تو مجتہد صاحب کی آنکھیں کھل گئیں اور اپنے دلائل پر کہا کہ یہ کیسا سپاہی ہے جو ہمارے دلائل کا ایک شینہ بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ مجتہد صاحب اپنے طالب علموں کے سامنے ناچا جواب ہو کر بہت خفیف ہو گیا اور سمجھ گئے کہ دریا سپاہی ہی نہیں ہے بلکہ کوئی بڑا اہل علم و ہر اور فاضل حضرت اسوقت مولانا سے پوچھا کہ اچھا اسم شریف کیا ہے مولانا نے کہا حاجز عسکر العبد ہے۔ اسوقت مجتہد صاحب نے اپنے طلباء کے سامنے اپنی غفلت رو کر نیکو یہ بات بتائی کہ ایسے مسائل زبانی تقریر سے طے نہیں ہو سکتے آپ تحریری بحث کریں تب مولانا سلام علیک کر کے وہاں سے چل دیے۔ مجتہد صاحب نے آپ کے پیچھے آدمی ڈوڑا کر فرمایا کہ دیکھو یہ کون شخص ہے اور کہاں کو جاتا ہے۔ اُن آدمیوں نے بعد دریافت مجتہد صاحب سے جا کر کہا کہ یہ مولوی محمد امجد علی دہلوی مشر شہید سید صاحب کے پرنسپل مجتہد صاحب نے چند آدمی آپ کے پیچھے ڈوڑا کر محنت فائر و لاگو واپس بلوا بھیجا جب آپ دوبارہ مجتہد صاحب کے مکان پر پہنچے تو مجتہد صاحب نے سرور ڈاکٹر بہت تعظیم سے آپ سے معاملہ اور مصافحہ کیا اور اول بار یہ آداب نہ پیش آئی کی خدمت کی مولانا نے ڈیڑھ ٹیکر کھیر خدمت ہو کر اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے مجتہد صاحب نے جملہ کاربنڈا و شیعہ کو جمع کر کے ایک بڑا لمبا چوڑا اجتماع منعقد فرمایا وہاں فیہ کات جواب مائل و لائل عقلی و نقلی و مطربیہ لہائے مشککہ و مضامین تفاسیر و احادیث و کتب سیرت و تاریخ وغیرہ لکھ کر آپ کے پاس بھیج دیے یا حبیب مولوی زادار علی صاحب کا آدمی اس کاغذ کو لیکر آیا مولانا صاحب بہ ہمت ایک سپاہی کے گلے میں تلوار ٹھکانے ہوئے شہل رہے تھے اور مولوی عہدہ اسکی صاحب مع چند آدمیوں کے ایک طرف کو بیٹھے تھے مال کو ہر گز شک بھی نہوا کہ یہ سپاہی مسلح پیشتر مولوی ہو گا اُس نے مولوی عہدہ کی صاحب کو مولانا عہدہ استغیثی اپنا مکتوب الیہ بھیج کر کاغذ انکے حوالہ کر دیا مولوی عہدہ بھی صاحب نے اُن مضامین اوق کو جو اس کاغذ میں مجھ سے تھے دیکھ کر سمجھا کہ بلا موجودگی خدا کتب ہر علم و فن کے جسکا حوالہ اس کاغذ میں ہے اسکا جواب اچھا یہ تحریر موزنا محال ہے اور یہ سب کتابیں ایسی حالت میں ایک ایک پتھر موزنا ہوا ہے



عالم و اہل عرف و علم و اہل تشیع ایک جیتے سے مشرف ہوئے۔ عجب دنیا و ایک بار کے کچھ اور پیدائش ہے۔  
 دین پر مبنی کو شرف سے آئے۔

[illegible]

اور حضورؐ میں دربر میں منزل مخصوص تک پہنچ گیا۔ اُس وقت سب دوسرے آدمی بیٹھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپ کے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور نہ یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگوں کی ہے ورنہ میں تو ایک بندہ خاکسار ہوں۔ صاحبزادے نے لکھا ہے کہ اُس وقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اسی حالت میں اسکا لہا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لڑکتا چلا جاتا تھا +

اس مکان کی تعمیر کے بعد آپ نے وہاں ایک متصل نیکہ شاہ کلہ مقدس صاحب قدس سرہ اور ایک وسیع منبر پر اسے بریلی میں تعمیر کین تاکہ سنت اپنے جوامہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی لکھ انہوں نے بھی دو مسجدوں پر ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبویؐ تعمیر کی تھی (ادا ہو جائے۔ یہ دو مسجدیں بھی تین مہینے کے اندر تیار ہوئیں اور بوقت تعمیر ان دو مسجدوں کے بھی مثل دوسرے لوگوں کے بغرض ادا نہ گئے سنت اپنے جوامہ کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ ان مسجدوں کی تعمیر پر زور و دن کا کام خود آپ یا آپ کے یا آپ کے صاحبزادے نے لکھا ہے کہ جس کی کوہ اشارہ حق سبحانہ تعالیٰ مسید صاحب بنیت برکت ایک روپیہ بھی دیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر فاقہ اُس کے گرد نہ پہنکتا تھا وہی سوائف خود اپنی والدہ کا جو پیشہ مسید صاحب کی تھی ایک دفعہ اسی قسم کا لکھا ہے کہ میری والدہ کو مسید صاحب نے ایک روپیہ بنیت برکت فرمایا تھا سو میری والدہ نے اس روپیہ کو ایک صدوقہ میں رکھ لیا اور جب قدر روپیہ کی انکو ضرورت ہوتی اس صدوقہ پر بیت لگا کر خرچ کیا کرتی تھیں اُس میں بھی کسی نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ والدہ کو لطف سے ذکر اہر برکت کا حضرت کی مجلس میں کیا تو حضرت نے حال اس برکت کا سنکر مسعد شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بوجیب حدیث نبویؐ کے اگلا خذ خلق عبدک یعنی رہنما رہے خیال کے ہوائی تھارے رہا ہے وہ برکت اُس ایک روپیہ کے سبب کی اور اپنے خزانہ عجب ہے اُس صدوق کے اندر بوجیب تھارے تلن کے روپیے بیو بچا دیے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نیچے نہیں دیتا بلکہ جس کی یہ بنیت برکت میں روپیہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اُس کے گھر میں برکت کرتا ہے اور طرح بطرح کے حیلوں اور ذریعوں سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کر دیتا ہے تو لکھ مذکور لکھا ہے کہ اس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب انکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ مسبب کھرا کر کے اپنے خزانہ عجب سے انکی حاجت پوری کر دیتا مگر صدوقہ کے اندر پڑھنا اور پوکنا بند ہو گیا۔

صاحب نقلاطہ طریقت لکھا ہے کہ بریلی میں مصطفیٰ نام ایک زمانہ (رضخہ) رہتا تھا مثل محمد تو کچھ ہاتھ پاؤں منہ دی لگاتا اور کوسے چمڑے اور چڑیاں پہنتا۔ اور ڈالھی موچہ منڈا کر عورتوں کی طرح شرم

اور حضورؐ میں دربر میں منزل مخصوص تک پہنچ گیا۔ اُس وقت سب دوسرے آدمی بیٹھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ حضرت جب ایسا کرنا تھا تو ہماری زور آزمائی کی کیا ضرورت تھی آپ کے ساتھ ساتھ چلے آتے تھے اور نہ یہ فرماتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ برکت تم ہی لوگوں کی ہے ورنہ میں تو ایک بندہ خاکسار ہوں۔ صاحبزادے نے لکھا ہے کہ اُس وقت آپ پر ایک حالت مجذوبانہ ہو رہی تھی اسی حالت میں اسکا لہا دھکا دیتے تھے کہ وہ مثل گیند کے آگے آگے لڑکتا چلا جاتا تھا +

اس مکان کی تعمیر کے بعد آپ نے وہاں ایک متصل نیکہ شاہ کلہ مقدس صاحب قدس سرہ اور ایک وسیع منبر پر اسے بریلی میں تعمیر کین تاکہ سنت اپنے جوامہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی لکھ انہوں نے بھی دو مسجدوں پر ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبویؐ تعمیر کی تھی (ادا ہو جائے۔ یہ دو مسجدیں بھی تین مہینے کے اندر تیار ہوئیں اور بوقت تعمیر ان دو مسجدوں کے بھی مثل دوسرے لوگوں کے بغرض ادا نہ گئے سنت اپنے جوامہ کے آپ بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ ان مسجدوں کی تعمیر پر زور و دن کا کام خود آپ یا آپ کے یا آپ کے صاحبزادے نے لکھا ہے کہ جس کی کوہ اشارہ حق سبحانہ تعالیٰ مسید صاحب بنیت برکت ایک روپیہ بھی دیتے تھے تو وہ شخص مالدار ہو جاتا تھا فقر فاقہ اُس کے گرد نہ پہنکتا تھا وہی سوائف خود اپنی والدہ کا جو پیشہ مسید صاحب کی تھی ایک دفعہ اسی قسم کا لکھا ہے کہ میری والدہ کو مسید صاحب نے ایک روپیہ بنیت برکت فرمایا تھا سو میری والدہ نے اس روپیہ کو ایک صدوقہ میں رکھ لیا اور جب قدر روپیہ کی انکو ضرورت ہوتی اس صدوقہ پر بیت لگا کر خرچ کیا کرتی تھیں اُس میں بھی کسی نہ ہوتی۔ ایک مرتبہ والدہ کو لطف سے ذکر اہر برکت کا حضرت کی مجلس میں کیا تو حضرت نے حال اس برکت کا سنکر مسعد شکر ادا کیا اور پھر اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ہمشیرہ بوجیب حدیث نبویؐ کے اگلا خذ خلق عبدک یعنی رہنما رہے خیال کے ہوائی تھارے رہا ہے وہ برکت اُس ایک روپیہ کے سبب کی اور اپنے خزانہ عجب ہے اُس صدوق کے اندر بوجیب تھارے تلن کے روپیے بیو بچا دیے ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہ روپیہ کچھ نیچے نہیں دیتا بلکہ جس کی یہ بنیت برکت میں روپیہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اُس کے گھر میں برکت کرتا ہے اور طرح بطرح کے حیلوں اور ذریعوں سے اُسکی ہر حاجت کو پوری کر دیتا ہے تو لکھ مذکور لکھا ہے کہ اس تاریخ کے بعد سے میری والدہ کے ساتھ بھی یہی کیفیت برکت کی جاری ہو گئی یعنی جب انکو کچھ حاجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ مسبب کھرا کر کے اپنے خزانہ عجب سے انکی حاجت پوری کر دیتا مگر صدوقہ کے اندر پڑھنا اور پوکنا بند ہو گیا۔

صاحب نقلاطہ طریقت لکھا ہے کہ بریلی میں مصطفیٰ نام ایک زمانہ (رضخہ) رہتا تھا مثل محمد تو کچھ ہاتھ پاؤں منہ دی لگاتا اور کوسے چمڑے اور چڑیاں پہنتا۔ اور ڈالھی موچہ منڈا کر عورتوں کی طرح شرم

ہوا جس کا انگلی چلی گرا اور سرخ کپڑے پہنتا تھا ہزاروں جگت اور چڑھ توڑ اور فقر سے اس کو یاد تھے اپنے غم کا بڑا آستانہ اور نہایت حاضر جواب تھا۔ جب مسجد میں صاحب کی شہرت پہلی اور ہزاروں خلعت آپسے غرض پاسنے لگی تو اسکے بھی غیبی فتنہ مینار جو رہے اور اسکی ازلی قبولیت نے جو ان خراجہ تون میں مکتون اور مستقر تھی جوش مارا۔ اسکے دل میں بھی حاضری خدمت اور توبہ کر نیکاشون پیدا ہوا۔ اول اسنے چڑھ کات کرچہ بدھیر کر گیا اور اس روپیہ سے ایک چڑا شرعی لباس کا تیار کرایا جب یہ سب تیار ہو چکا تو پھر ایک دن نذر بیعت اور شکل سے کچھ شیرازی اور وہ شرعی چڑا لائے ہوئے خدمت شریف میں حاضر ہوا اسوقت مولوی بوگیا صاحب و خاندان فرما رہے تھے یہ میان مصلیٰ اس مجلس کے کنارہ پر ہو چکا اور بت سے دور ہی بکھڑا رہا۔ حاضرین مجلس اسکی وضع اور بیعت دیکھ کر بہت تعجب ہوئے۔ بعد تمام ہوئے وہ وقت کے کہیں حضرت مسید صاحب کی نظر فیض اثر اس طالب راہ حق پر پڑی آپنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے انہوں نے عرض کیا کہ کوئی زمانہ ہے جب آپ بہت مرضی اور محبت سے اسکو نزدیک بلایا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُسنے اپنے زمانے کا بیان میں جواب دیا کہ ماری جاؤں بلانیں کون میدان کی حد میں آئی ہوں حاضر ہو گئی جو گن شو گئی آپنے فرمایا ہم دیر کیا ہے اسوقت اس سے بیعت ایک رو سب زمانہ لباس اُسپر سے ڈال دیا اور وہ شرعی چڑا جو وہ ساتھ لایا تھا پہنوا کر بیعت اُسکا نام رکھا۔ اسوقت صرف اسکا نام اور لباس ہی نہیں بدلا بلکہ بہرکت بیعت کے اُسی گھڑی اسکے باطن اور اندونی خیالات کی کاپیا لپٹ ہو گئی اب یہ میان ولایت اور نہایت متقی اور پرہیزگار اور شجاع اور بہادر ہو گیا۔ وہ رضائی زمانہ جو چند روز پیشتر بریلی کی گلیوں میں زمانہ لباس پہنے ہوئے غافلانہ بینا پھرتا تھا اب سنے محبت الہی کی آنکھیں بند ہو گئیں اگر اسوقت کوئی مرد اسکے موہبہ سے لٹکتی تھی تو سچا اللہ واحد اللہ اکبر اس سوز و گداز بلند ہوتا تھا کہ شے والوں کے دل بھل جاتے تھے اب بجائے چڑیان اور کڑھن کے اسکے ہاتھ میں شمشیر اور بجائے ڈھولک کے اسکی پیٹھ پر ڈھال لگی رہتی تھی اب وہی زمانہ آپکے ہمراہ رکاب ناک خراسان کو گیا اور داد مروا گئی کی دیکر آخر شہید ہوا اور مراد کو پہونچ گیا۔

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک مجذوب جو سراسر ہوش تھا آپسے دو چار ہو گیا آپنے تھوڑی توجہ اسکی طرف کی وہ اُسی دم ہوش میں آکر آپکے ساتھ ہو گیا اور بڑا سا لاک با خدا ہوا اور تادم بست آپکی خدمت میں رہ کر ایک بڑے سرکہ جنگ میں دو مروا گئی کی دیکر شہید ہوا۔ پھر وہی مولف لکھتے ہیں کہ اسی طرح بہت سے مجاہدین اور دیوانے اور مجذوب آپکی ایک نظر فیض اثر سے ہوش میں آکر سا لاک ہو جاتے تھے۔ اور جبکہ واسطے اپنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا یا بدن پر ہاتھ پھیلا یا چمکروم کر دیا غذا اچھا اچھا ہو کر ہوش میں آ گیا۔

میان مصلیٰ عرفی ولایت اور نہایت متقی

انگریز عاصی دیوانوں کا ہوش ہو جانا



اسکے بعد نواب صاحب مرحوم ایک اور قصہ عجیبہ تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن جب آپ اپنی مجلس میں رونق  
 تھے دو کسی خود تین چوتھیں تین چھیل لہاس اور زور سے آواز سننے پر سستہ کناڑہ مجلس ملائک مانس پر  
 اگر باادب کھڑی ہو گئیں اور اپنے معمولی طریقے سے بہت جھجک کر آداب تسلیمات بجا لائیں حاضرین مجلس انکو  
 تا ایک سحر کردور دور کرتے گئے مگر چونکہ کچھ نصیب چکے تو سید صاحب کی فخر و ایت اثر اپنے چار پڑی آہستہ آہستہ  
 نور انکو اپنی مسجد میں بلایا اور چند گھنٹے نصیحت آمیز انکو سننا کر انہ کے خوف سے ڈرا لیں آپکے کلام عجز نظام  
 انکے سینوں کے دار پار ہو گیا رہے خوف الہی کے تھوڑے گھنٹے میں اور احوال پر مار کر رہ گئے لیکن اور اسی وقت اپنے  
 احوال ماضیہ سے آپکے ہاتھ پر توجہ کر کے صاحب قاعدہ شریعت کے دو سالانوں کے کلک میں داخل ہو گئیں  
 اور تادم زاریت یاد آتی ہیں شغولی پر کمرہ خاندان کے ساتھ اپنے رہنے لگیں۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک  
 محنت کا خدمت بابرکت ہیں حاضر مکر تائب ہونا اور آپکے ساتھ خراسان میں جا کر شہید ہونے کا بھی اجنبی  
 مثل قصہ بیان و مصافی شمع وایت اللہ کے بیان کیا ہے۔ پھر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ اس پروردگار  
 کے سبب آپ کے مخالفت اور شقی زانی زبان تلخ اقوال قدیم نگاروں کے آپکو جاوگر تلا کر دیتے تھے اور اسے  
 ڈر کے انکی نظر دایت اثر کے سامنے ہوتے تھے اور نہ انکی مجلس میں آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی آپکے سامنے  
 جاتا ہے وہ سحر میں پھنس کر گویہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسکے بعد نواب صاحب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ اطراف  
 ہندوستان میں صرف آپ ہی کے سبب سے دایت پھیلی اور آپ ہی کی ذات بابرکات کے باعث سے  
 ہندوستان کا شرک و بدعت دور ہوا پھر لکھتے ہیں کہ آپ کو مقام دعا اور تربت دعوت میں بڑی عمارت اور  
 مشق تھی گھنٹوں اور بیرون ملک آپ اور دو عالمین مانگا کرتے تھے جب آپ کسی اہم امر کے واسطے دعا  
 کرتے تھے تو حاضرین مجلس سکاٹین کو بلوایا کرتے تھے۔ جب بڑے بڑے مجتہدین میں آپ دعا کے واسطے  
 ہاتھ اٹھا کر باوازد بلند نہایت عجز اور انکساری سے بعد اظہار وجہ سوال کے دعا کرتے اسوقت حاضرین ہمیں  
 پر ایک عجیب رقت غاری ہوتی تھی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی تھیں بلکہ اکثر آدمی بیہوش ہو جاتا  
 کرتے تھے اور جب بعد معلوم کر لیتے تھے کہ آپ کسی خاص مطلب کے واسطے ہاتھ اٹھاتے تو کبھی ایسا ہوا  
 کہ وہ مطلب حاصل نہ ہوا اور انکی خدمت میں حاضر رہنے سے صفائی قلب اور تزکیہ نفس ایسا جلد ہوا  
 تھا کہ سیکڑوں پتلون اور پرسوں کی ریاضت میں بھی وہ بات حاصل نہ ہو۔ انکی عادت شریفہ سے تھا کہ  
 مولویوں کو مولانا بکر پکا کرتے تھے۔ آپکے خشوع و خضوع اور لذت عبادات کا بھی یہ حال تھا کہ دو رکعت  
 نماز تہجد دوپہر میں تمام کیا کرتے تھے اور بیعت لینے کے وقت ہر ایک مرید کو تہجد پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے  
 تھے اسوقت کچھ کھار و عورت ہندوستان میں تہجد گزار تھے قول شاعر نے یہ جھٹ نہاد ہوس کے تہجد کے

دو سہرے کا ایک نواب صاحب مرحوم

نواب صاحب کی زندگی کا بیان

لئے بچتیار اپنے شوہر سے ہوئی ہو جو کوئی ہم سیر اور آپ فرمایا کرتے تھے اگرچہ کچھ محکوم حاصل ہوا تو سبب  
برکت نماز تہجد کے حاصل ہوا اور پیرائے کی بھی آپ کا ویسی مشق تھی کہ آپ غوطہ مار کر تودریا میں دوڑ کر تھک نکل  
پڑھ لیتے تھے اور بائیں تن و توش اور قوت و شجاعت کے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے بلکہ ایک روز  
اپنے فرمایا کہ بھائیو یہ مت سمجھو کہ باعث میری حیات کا یہ کھانا پانی ہے بلکہ یہاں تک نہیں ہے میری زندگی کا  
یاد آتی ہے اگر یاد آتی ہے نہ ابھی غافل ہو جاؤں تو فوراً میرا دم نکل جائے +

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اپنے فرمایا کہ مجھے یونین کا قرآن مجید کا ایک مثال  
ہندوئی زبان میں سنانا ہوں جس سے تم اصل مطلب نزول قرآن مجید کا سمجھ لو گے۔ سزا سکا واسطی سے سمجھنا  
چاہئے جیسے ایک شہنشاہ ہے اُسے اپنے بہت سے غلام اور لونڈیوں کو ایک ملک میں بھیجا اور پھر اپنے  
کسی مقرب کی معصرت ایک فرمان شاہی لکھے پاس روانہ کیا تب اس مقرب نے وہاں پہنچ کر وہ فرمان  
انگوٹھا۔ اب اُسکو سکر وہ لوگ تین فرقے ہو گئے۔ ایک فرقے نے فرمان کو سکر صاف انکار کیا اور کہا کہ نہ یہ  
فرمان شاہی ہے اور نہ تم بادشاہ کی طرف سے آئے ہو بلکہ یہ سید تہارمی بناوٹ ہے سو یہ فرقہ بوجہ اپنے  
انکار اور نافرمانی کے باغی اور سرکش ہوا اس فرقے کے لوگ جب گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس آئے ہیں تو سخت  
تبدین دائم الجس کئے جاتے ہیں اور ہمیشہ کے واسطے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار رہتے ہیں۔ دوسرے  
فرقہ فرمان شاہی کو سکر کہنے لگا کہ بلاشبہ یہ فرمان سلطانی ہے اور آئندہ فرمان بھی بلاشبہ مقرب شاہی  
ہے انہوں نے اس فرمان کو چوما چاٹا اور سر پر رکھا اور ہاتھ باندھ کر اُسکے سامنے ٹھکے ہوئے گر جو حکم آجین  
آسان تھے اپنے چلنے لگے اور شکل حکون سے جی چڑا یا سو یہ فرقہ ٹک حراموں کا ہے۔ تیسرے فرقے نے فرمان  
شاہی کو سکر اُسکے کل حکون کو بان لیا اور آئندہ فرمان کو مقرب مرسلہ سلطان یقین کر کے اُسکی اطاعت  
اور فرمانبرداری کی سو یہ تیسرا فرقہ ٹک حلالوں کا ہے۔ سو قرآن مجید نے بنی آدم کو تین فرقوں یعنی کافر  
اور منافقوں اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ مسلمان فرمانبردار اور حکم بردار کو کہتے ہیں پس جو سارے حکون ہیں  
ہے وہی مسلمان یعنی فرمانبردار اور حکم بردار ہیں +

وجہ مولوی مرتضیٰ خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میرزا محمد علی صاحب باشندہ لکھنؤ کو جو ایک  
ٹیکے ویندار پر مبنی گارڈ مشقی قطب لکھنؤ کے مشہور تھے سید صاحب کے ظہور کے قبل انکو یہ الہام ہوا تھا کہ  
اب مقرب ایک امام مسلمانوں میں پیدا ہو گئے اور اُسنے خلقت کو بہت ہدایت ہوگی سو جب سید صاحب  
کا ظہور ہوا میرزا محمد علی صاحب القادری بانی سید صاحب کو امام مہم کہ سمجھ کر آپ کے مرید اور فرمانبردار  
ہو گئے تھے جب سید صاحب بریلی میں مقیم تھے ایک مرتبہ میرزا محمد علی صاحب آپ کی زیارت کے واسطے

لکھنؤ سے تشریف لائے ہوئے تھے انہیں ایام میں فقیر محمد خان صاحب غفر فرج سرکار لکھنؤ پر سید صاحب  
 مریدان ناہر سے تھے ایک بڑی منہبہ طرہ کی باخوبان کا ماحرہ کہنے ہوئے تھے اور وہ گواہی باوجود کہ نہ  
 بہت سے حملوں کے فتح یونی تھی اسوقت انچار ہو کر فقیر محمد خان صاحب نے لکھنؤ رسید صاحب ایک کمر  
 اس مضمون کی روانہ کی کہ آپ واسطے فتح ہوئے گزشتہ کے دعا کریں اور میرا سید علی صاحب کو میرے پاس  
 بھیج دیں۔ غرض سید صاحب نے دعا کی کہ میرا سید علی صاحب کو ان کے پاس بھیجے یا میرا سید علی صاحب  
 کا بیان ہو چکا تھا کہ گواہی مذکور بضاعت آہی فوراً فتح ہو گئی۔ بعض لوگ یہ بھی ہدایت کرتے ہیں کہ اس  
 گزشتہ کے فتح ہونے کی شان اتنی معلوم کر کے ایک بزرگ مستجاب الدعوات اس گزشتہ کے قائم رہنے کے  
 واسطے وہاں بیٹھا اور دعا کرتا تھا اور اسی سبب وہ گواہی قدرت سے قائم تھی اور فوج شاہی اس سے قائل  
 آگئی تھی لیکن جب یہ برکت دعا سید صاحب کا وہ شان اتنی پٹی اور ایک قطب مرسلہ سید صاحب  
 وہاں پہنچے تو اس بزرگ متبعینہ گزشتہ کو ابھی تک حال تغیر ہوئے نہ شان اتنی کا سلام نہ تھا وہ دستور  
 ایک قیام کی دعا کر رہا تھا اس واسطے سید صاحب نے تشریف لیا کہ اسکو فراموش اور اس سے حالی تغیر  
 شان اتنی کا بیان کیا تب وہ فوراً وہاں سے چلا یا اور گزشتہ فتح ہو گئی واللہ اعلم بالصواب  
 مولوی مفتی محمد تقی خان صاحب آپ کے اشراق اور عذائی کی ایک حکایت اس طرح لکھتے ہیں کہ ایک روز  
 ایک شخص دنیا دار سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ بھی سید مریدان میں بھی  
 سید ہوں میری دو بیٹیاں جوان قابل شادی کے ہیں سو چھوٹا آب کچھ دلو ایسے جس سے انکا بیاہ ہو جائے  
 آپ نے فرمایا کہ سید بھائی آپکی بیٹیاں ہماری بھتیجیاں ہیں ہم انکے نکاح جو جانے کے واسطے آگیا ہوں وہ  
 دیوے لگے گر جو تھے اپنے خیال سے اپنے دل میں تجویز کر رکھا ہے کہ یہ سیر نہیں ہو اور وہ چیز بھی ہو ساری خیال  
 کو تو تم موقوف کرو اور جی طرح اللہ اور اس کے رسول نے بیاہ کے مقدمہ میں حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اس واسطے ہم  
 اپنا ایک آدمی تمہارے ساتھ کر دیتے ہیں موافق قرآن وحدیث کہ جو چیز انکے بیاہ کے واسطے درکار ہوگی سو  
 یہ آدمی سب چھٹا کر دیو لگا۔ اس جواب باصواب کو نہ کر وہ شخص کا فور ہو گیا  
 دوسری مولوی مرتضیٰ خاں صاحب لکھتے ہیں کہ جب فجر کے وقت آپ کے قافلے کے آدمی بھیج کر فتح  
 قافلہ واسطے چیرنے اور لاسے لکڑیوں کے جنگل کو جانے تو اکثر اوقات سید صاحب بھی انکے ساتھ جنگل  
 کو تشریف لیا کرتے اور ٹھکانا دیو سب مبارک میں لیا کہ دم بھر میں منوں لکڑیاں چیر کر بھینک دیتے جب دوسرا  
 لوگ آپ کا یہ حال اور مشقت دیکھ کر آپ سے کلہاڑی مانگتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے قوت میں کم  
 نہیں ہوں اور ثواب کا شے زیادہ حاصل ہوں +

ایک کاتب نے لکھا کہ سید صاحب علی صاحب کی برکت سے اسکی کتب میں

وہی مولانا مرتضیٰ عثمان صاحب لکھتے ہیں کہ میں بچائے قبلہ کے بعد اذکی طرف مرنہ کر کے مراقبہ کیا کرتا تھا مجھ کو حاجی عبدالرحیم صاحب نے جو ایک بزرگ خادمان خاص مسید صاحب بنے تھے بار بار اس حرکت سے منع بھی کیا مگر میں نے نہ مانا اور یہ ہذر کیا کہ بعد اذکی طرف مرنہ کر کے بیٹھنے سے مجھ کو مراقبہ میں لذت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ جب میں بمقام میری مسید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حاجی عبدالرحیم صاحب نے یہ حال میرے بعد اذکی طرف مراقبہ بیٹھنے اور سپردہ کر کر نیکا مسید صاحب کے گوش گزار کر دیا لیکن مسید صاحب نے یہ سارا حال سن کر اپنی زبان مبارک سے مجھ سے کچھ نہیں فرمایا مگر میری طرف سے بہت توجہ کی میں خیال کر رہا تھا کہ اسی توجہ نے اسی دم میرے قلب کو بدل دیا بعد اذ رو بیٹھنے کی بجائے میرے دل میں قائم ہو گئی اس تاریخ کے بعد پھر میں بعد اذ رو ہو کر کبھی مراقبہ نہیں شیخا۔

وہی مولانا لکھتے ہیں کہ میں ایک روز مسید صاحب سے عرض کیا کہ آپ کی برکت سے میں اپنا حال شیخ سے اچھا پاتا ہوں اس واسطے میری تمنا ہے کہ جو میرے دوست اور عزیز ہیں آپ کی برکت سے ان کا بھی ایسا ہی حال ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جب ہم تکو خلافت دیوبند کے اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت ان لوگوں کا حال بھی اچھا ہو جائیگا۔ پھر آپ نے مجھ کو خلافت عطا کی اور آواز بلند میرے واسطے بہت دعا کی اور مجھ کو امید ہے کہ وہ دعا میں میرے حق میں قبول ہوئی ہوگی چنانچہ غلامان دعاؤں کے ایک دعا کی قبولیت کا اثر میں ظاہر ہوا دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے میرے واسطے دعا کی تھی کہ جو کوئی اس سے دین کے کام میں جھگڑے اور یہ حق پر ہو تو ناحق والوں کو اس پر غالب نہ کرے۔ سو آج تک کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی ناحق والا مجھ پر غالب ہوا ہو بلکہ میرے مخالفان دین کو ہمیشہ فکرت اور خواری مضیّب ہوتی رہی ہے۔ بعد اذ خلافت کے بیٹھے حضرت سے خیر خواہی مسلمانوں کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ خیر خواہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان مجھ کو اہوا کرتا ہے یا اس کو کھانا مسکو کھانا کھلائیو یا اور جو کسی مسلمان کے کپڑے پیچھے ہوں اور تھارے پاس کپڑے موجود ہوں تو اس کو کپڑے پہنائیو۔ اور اگر کسی بھائی کو روپے پیسے کی حاجت ہو تو حسب مقدار خود روپے پیسے سے بھی اس کی مدد کرو۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی کام کے واسطے شکوہ کرے تو بھیجے اور وہاں جانا خلاف شرع بھی نہ ہو تو وہاں جا کر اس کا کام کرائیو۔ اگر وہ جابر ہو تو اس کی خدمت اور عیادت کرو۔ پس جب وہ تم کو اپنا دوست سمجھ گیا تو تمہارے کہنے کو مانگیا کیونکہ ہر آدمی اپنے دوست کا کہنا ماننا ہے اور جب تم سمجھو کہ اس کو تمہاری دوستی کا یقین ہو گیا تب اس کو نصیحت کرو اس وقت وہ غرور تمہارے کہنے کو دل سے قبول کر لیا پہلے اہل سنت و اجماعت کے عقائد اس کو بتلاؤ نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل یاد کرو فکر اصداء اور درود و استغفار اس کو سکھادو۔ اور تمہاری میں اس کے واسطے دعا بھی کرتے رہو۔

پیشانی کے بعد اذ رو مراقبہ بیٹھنا چھوٹ جائے

خیر خواہی مسلمانوں کا بیان

کہ اسے اللہ اس شخص کو اپنی سیدھی راہ پر قائم کرے +

وہی مولانا کہتے ہیں کہ سید صاحب کے محمدیہ ایمان والی اکیروز کا اس طرح سے بیان کیا کہ میں  
(یعنی سید صاحب) ایک دن مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس  
مولوی مرشد الدین صاحب بیٹھے ہوئے باقیں کرتے تھے میں (یعنی سید صاحب) بہت دیر تک انتظار  
تخلیہ والاں میں ٹھہرا کہ جب یہ صاحب تشریف لیا میں تو میں مولانا صاحب کے کچھ عرض کروں۔  
وہی بیٹھنے کی حالت میں مجھ کو یہ اہام ہوا کہ اگر تو مولانا کی طرف انتظار کیا تو پیرم تیری دستگیری ہوگی  
یہ وقتہ کہنے کے بعد مولوی مرتضیٰ خاں صاحب اپنی راسے اورد بڑھا دئے یہ کہتے ہیں کہ اس اہام سے  
معلوم ہوا ہے کہ ان ایام میں سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے بڑھا ہوا تھا۔ جانتے  
کرتا ہے کہ یہ بات تو بیٹھے بہت لوگوں سے سنی ہے کہ جب سید صاحب حج کو تشریف لینگے اس وقت مولانا  
شاہ عبدالعزیز صاحب کو سید صاحب کی علو مرتبت کا حال غیب سے علم ہوا اس وقت سے مولانا صاحب بیٹھے  
فرمایا کرتے تھے کہ بعد اسی سید صاحب کے میں آنکھ بات پر حیرت کر کے وہ شرفِ حرکات و عدا سے غمزہ حاصل  
کرتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ سید مولانا صاحب کی حامل نبوی کیونکہ سید صاحب کے دوبارہ وطنی آنے  
سے پہلے ہی مولانا صاحب کا انتقال ہو گیا تھا +

وہی مولانا کہتے ہیں کہ سید صاحب نے اکیروز مجھ سے فرمایا کہ خدا کا ذکر شریعت کا درگاہ ہے اور شریعت  
کے کام ذکر کے درگاہ میں اور آدمی کو تین طرح کی بینائی ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ ظاہر کی بینائی جس سے  
وہی کائنات میں اور کُل موجودات کو دیکھتا ہے اس بینائی میں سب مسلمان اور کافر یکساں ہیں۔ دوسری  
عقل کی بینائی آدمی اُن اٹھکھون سے دین حق کے مسائل کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اس دوسری بینائی سے  
کو پھر ایک تیسری بینائی عطا ہوتی ہے اور وہ دلی بینائی ہے سوائے قلبی بینائی سے وہ محض حالات و ہنگام  
دین بقدر وسعت اپنی بینائی قلبی کے دیکھتا ہے پھر آئینہ فرمایا کہ دیکھو یہ کافر اور ظالم کیسے ہی عقل مند ہوں  
مگر چونکہ عقل اور قلب کی بینائی سے اندر سے ہیں اس واسطے راقی کی شناخت انکو ہرگز نہیں ہوگی +

صاحب خزن کہتے ہیں کہ جن ایام میں آپ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے بہت سے عوام اُفق الہامی  
اور اُن کے اطراف اور حوا میں سے بطلب حضرت کے متواتر علی آتی تھیں آخر کار رعیت ایک سو آدھ ہون کے آپ  
مدینہ سے بجانب اُردو روانہ ہوئے مگر ہمیشہ یہ کیفیت رہتی تھی کہ فجر کا ایک میل راہ چلے ہفتوں باقی تھے کہ  
بہت سے آدمی دیہات محلہ شکر کے مجمع ہو کر کمالی عجز و انکساری آپ کو اپنے گارون میں لیا کر قریب نام  
کے محل مسلمان مزدورت اور بچے آپ کی بیعت سے مشرف ہو جاتے تھے اور اصرار تمام ایک دو دن اپنے یہاں بیٹھ

سید صاحب کی علو مرتبت کا بیان

بین تینوں بینائی کا بیان

صاحب آقا اُردو کا غرض

دعوت میں کیا کرتے تھے قصہ کوتاہ یہی ہے کہ آباد کو جو صرف چار منزل پہنچتا تھا جیسے کہ غرض میں آپ پہنچے  
 اسی سفر میں ایک روز بعد مغرب کے ایک ایسے دیہان گاؤں میں جا کر فروکش ہوئے جہاں ہر شکل تمام صورت  
 دو من کچھری میسر آئی مگر کھیر پکائے گئے واسطے کوئی بڑا برتن موجود نہ تھا تب وہیں بارہ گھڑے شی کے خرید کر  
 انہیں دو کچھری پکائی گئی۔ جب پک کر تیار ہوئی تو پھر کوئی ایسا برتن موجود نہ تھا کہ حسین ڈال کر کھائی جائے  
 اس واسطے ایک کنوئے کے چونچے اور من کو چونچے کر کے تھکے صاف اور پاک کر کے وہ کھانا اُس پر ڈال لایا اور  
 سب لوگوں نے وہاں بیٹھ کر کھایا۔ آپ داخل آباد ہوئے اور قریب رات بارہ روز کے آباد میں مقام  
 رہا وہاں ہزار ہا خلقت آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ اس غرض میں بہت سے خطوط طلب حضرت  
 کے بنارس سے پہنچے تب آلہ آباد سے روانہ ہو کر دیہات ٹھٹھہ شرک کو پاینت کرتے ہوئے ایک نئے محلہ  
 کے اندر بنارس پہنچ گئے اور وہاں جا کر مسجد مدرسہ مسجد میں قیام ہوا اور قریب ایک ایک بنارس  
 میں مقیم تھے۔ اس غرض میں قریب دس ہزار آدمیوں کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے اٹھائے  
 قیام بنارس کے آپ نے اپنے ہمراہیوں کو تاکید سخت کر دی تھی کہ یہ شہر تاریکی کھڑا اور شرک سے بھرا ہوا ہے تم  
 لوگ تا قیام اس شہر کے ذکر جبریل اور ان ساری بروقت کرتے رہا کرو اور انوار ذکر سے اس تاریکی کو دور کرو۔  
 ایک ہفتہ آپ بنارس میں پہنچے ہوا تھا کہ بہت سے ہندو اور سادہ و سنت لوگ جو ہندوؤں کے گرو تھے  
 بڑے استغاثہ اور فراد آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہندو مذہب میں جو آپ اس شہر سے  
 تشریف لے جاویں آپکے ذکر اور فکر سے ایک فتنہ عظیم ہمارے دیوتاؤں اور ان کے کشنوں میں واقع ہو گیا حضرت  
 نے بہت ملائت سے انکو دعوت اسلام کی مگر وہ انہی کا فرہیت اچھا اور بہت غیب کر کے چلے گئے۔  
 اٹھارہ قیام بنارس میں دو تین آدمی خاندان چھوڑ کر اور ایک مالدار عورت حیات النساء سلیم نام  
 مہولہ کے پیش منہ کس صاحب فرنگی کی آپکی بیعت سے مشرف ہوئی۔ یہ عورت حضرت کی بیعت سے  
 مشرف ہونے کے بعد اپنے شوہر نصرانی سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہو گئی اور باقی عمر باقی میں صرف  
 اُن کے مسلمان ہو کر مری۔ تو کوئی مرقضی خان صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ شہر کے خاندان شیخ و سادات کے بھی  
 آپکی بیعت سے مشرف ہوئے تھے انہوں نے عہدہ عہدہ قیمتی کپڑے اور قسم بہ قسم کے تحائف آپکے اندر رکھے  
 تھے آپ نے اُن کپڑوں کو مولوی محمد یوسف صاحب داروحد کے حوالہ کر کے فرمایا کہ ان دنیا داروں کے ہر  
 کو فروخت کر کے اہل حق ان کے رضائیوں کے اہل حق اور رومی اور گارٹھ اور گزی کے تحائف انسانوں کی  
 ضروریات کی چیزیں بنا کر اگر حاجت مند بھائی بندوں میں تقسیم کر دو۔

فقہ اول بنارس میں انوار ذکر

ایک دفعہ شیخ غلام علی صاحب آلہ آبادی ایک عہدہ تالین سعید صاحب کے واسطے لائے تھے شیخ غلام

صاحب کا دل خوش کر لیکہ واسطے ایک دو آیتیں پڑھ گئے اسی عرصہ میں ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس روحانی تہمین سید اور جانشین سے مرا ہوں تب آپ نے وہی قائلین کے حوالہ کر دیا۔  
 بتا کر اس سے روانہ ہو کر حضرت سید صاحب سلطان پور اور اسکے مصافحات کو جہان شاکر عالم  
 باختر والی لکھنؤ میں مقیم تھا تشریف لیکے اس لشکر میں ہزار ہا مرید آپ کے موجود تھے کہ فی دو ہفتہ تک وہاں  
 قیام کر کے پھر بریلی اپنے مسکن مبارک کو مراجعت کر گئے۔

صاحب مخزن لکھنؤ سے کہ ایام طفولیت سے آپ کی طبیعت اور جبلت میں شوق و ذوق اعلیٰ سے کا لیا  
 و انطوائے نائرہ کفر و بدعت بھڑا ہوا تھا اس واسطے ہرگز ٹری اور ہر ساعت جہاد اور قتال کفار کا ارادہ کرتے تھے  
 تھے اور سرکار انگریزی کو کافر تھی مگر اسکی مسلمان رہنما کی آزادی اور سرکار انگریزی کی بے دیر پائی اور ہر  
 موجودگی ان حالات کے ہماری شریعت کے شرائط سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کو مانع نہیں اس واسطے  
 آپ کو منظور ہوا کہ اقوام کے پیچھا پیچ جو نہایت ظالم اور حکامات شریعت کی خارج اور مانع تھے جہاد کیا  
 جائے مگر جہاد کا کام ایسا نہیں ہے کہ جھٹ پٹ انجام کو پہنچ جائے اور اس سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو  
 لوٹ آئے لہذا آپ نے چاہا کہ جہاد کرنے سے پہلے فرزند حج کواداکر لیں اور بعد ازاں اس فرزند کے بچوں  
 سے جہاد شروع کریں۔ آپ نے اپنے دل میں لگا کر ارادہ حج کے اعلیٰ خطہ پر نام ساکنان دینی و  
 جمہلیت و ہزار پور وغیرہ روانہ کر دیے اور مولوی محمد اسماعیل شہید اور مولوی عبدالحی صاحب کو بھی اسی کام  
 کی تیاری کرنے اور اپنے اپنے قبائل لانے کے واسطے مہملی کو بھیجا۔ جب یہ اطلاع آپ کے مریدوں اور شاگردوں  
 کو پہنچی تو وہ لوگ اپنے اپنے باغ اور زمین وغیرہ فروخت کر کے دینی میں آکر مولانا محمد اسماعیل صاحب کے پاس  
 جمع ہو گئے اور عرض اٹھ اپنے شمولیت حج کے لکھ کر بھنور رسید صاحب کے روانہ کیں۔

ان دنوں جن کا آپ تیاری حج کی کر رہے تھے ساکنان کا پورہ کوٹہ و جہان آباد و کچھہ و قریہ پور  
 اور ٹوکی بہت سی عرضیان بطلب حضرت کے پہنچیں۔ صاحب مخزن لکھنؤ سے کہ قبل از روانگی اس سفر  
 پور کے آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اس دور و سیر میں بہت سے انعامات و سعادت کا مجھے وعدہ فرمایا  
 ہے تو بھی (یعنی صاحب مخزن) اس سفر میں ہا سے ساتھ مل اور یہ اپنا پروا صاحب کرنے کہ بعد ازاں سے نماز  
 فجر تا شروق اور بعد ازاں عصر تا مغرب ہماری مجلس میں حاضر ہر نمازہ انور می اٹھا یا کر غرض آپ بریلی  
 سے روانہ ہو کر دیہات ملے ٹوکی کو ہامیت کرتے ہوئے ایک بختہ کے بعد دریائے گنگا سے پار ہو کر آپ کا پورہ  
 پہنچ گئے اور وہاں سید محمد اسماعیل صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ کانپور میں بھی ہزار ہا خلقت آپ کی ہجرت  
 سے مشرف ہوئی۔ منجملہ ہجرت کرنیوالوں کے مندرجہ صاحب فرنگی کی دعوت تھی جسے بعد ہجرت کرنے کے ساتھ

بریلی کو ایک مرتبہ آجیت کرنا

جہاد صاحب کی حج کی تیاریاں

جہاد صاحب

روز یک دو فون وقت انکی دعوت کی اور ایک مکان عظیم الشان میں اسباب و سامان ضروری کے انکی  
 نذر کیا سید صاحب نے فرمایا کہ اپنے تہارن تدرجوں کی تم ہماری طرف سے اس مکان کی تنوکی ہو کہ نہ مت  
 مسافریں اور خصوصاً مردان اس گروہ کی کراچی رہو۔ کانپور سے چکر کوڑہ جہان آباد میں ہدایت کرتے  
 ہوئے آپ مجھ اور تشریف لگئے اور وہاں قاضی کی مسجد میں قیام فرمایا اور کل مسلمان مرد و عورت اس قبضہ  
 کے انکی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بوقت قیام قبضہ مجھ اور ان کے وہاں ایک عیب وارادہ تہذیب میں آئی  
 ایک روز حضرت سید صاحب بعد اذان نماز فجر کے مراقب بیٹھے تھے آخر کا قریب چاشت کے اپنے مراقبہ  
 سے سر اٹھا کر آواز بلند کر کے کہہ کر شکر نثار آہیں کمالی خشوع و خضوع گریان و خندان کرنا شروع کیا بعد حدود  
 ثنائی کے آپ سجود میں گر پڑے اور سب سے سر اٹھا کر مبارکباد دیکر فرمایا کہ آج ہاتھ عین بیٹھے جھکنا ارادہ  
 دی ہے کہ اس وقت جھکنا اور تیرے کل ہزار بیوں کو سینے بخشد یا اور بعد اس نما کے ایک ہاتھ غیب سے نکال  
 دیا اس ہاتھ نے اس مسجد کو حیات المادہ میں پیدا کر ڈال کر دیا اس وقت اپنے فرمایا کہ اس مسجد میں جہاد  
 آدمی موجود ہیں ان میں سے ایک کا غریب لکھنا اور ان کو مشکل اصحاب بدر کے منظور اور قبول بارگاہ ایزدی  
 کا تصور کرو۔ وہاں سے چکر آپ کچھ پہنچے اور ہاتھ لگے لوگوں کی شرف بیعت سے مشرف کر کے فتح پور تشریف  
 لگئے اس بستی میں جو بعد نماز عصر کے آپ مراقب بیٹھے تو قریب نماز مغرب کے مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمایا کہ  
 خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج اس رب العزت نے تہامی اویا و قبولین سلف سے جھکنا ارادہ کر کے  
 ارستہ او فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کر لگا اسکو تہامی کو ہات و دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھنا اپنی  
 رہنمائی اور انجام سے سرفراز کرونگا اس بشارت میں آپ کے خلیفوں اور خلیفوں کے خلیفوں کی بیعت  
 بھی شامل ہے اس وقت تینے (یعنی سید صاحب) عرض کیا کہ لے کریم و رحیم میرے ابا و اجداد کو بھی میری  
 بیعت سے مشرف کرنا کہ وہ بھی اس وعدہ مغفرت میں شریک ہو جائیں۔ کئی روز تک اس آخری دعا کی  
 قبولیت میں توقف رہا۔ اس عرصہ میں سید صاحب وطن میں واپس پہنچے وطن میں پہنچا اس  
 دعا کی قبولیت کے واسطے آپ بہت گوارا لے آئے آخر اس کریم و رحیم نے اپنے فضل عظیم سے اس دعا کو بھی قبول  
 فرمایا اور حکم دیا کہ سید محمد (مؤلف مخزن احمدی) کو اپنے ابا و اجداد کی طرف سے وکیل کر کے انکی طرف سے  
 اس سے بیعت لیجئے۔ بعد معلوم کرنے اس بشارت کے سید صاحب نے سید محمد کو اپنے ابا و اجداد کی طرف  
 سے وکیل کر کے وکالت اپنے کل بزرگوں کی طرف سے اس سے بیعت لیلی۔ اس سفر سے واپس آکر ایک  
 مہینے تک آپ بریلی میں مقیم رہے۔ اس عرصہ میں حاجیوں کے قافلے دہلی وغیرہ سے پہنچنے شروع  
 ہوئے اور قریب ڈھائی سو مرد و عورتوں کے احوال دہلی سے بارادہ حج پہنچنے اور قریب ایک سو بیوں



کے اطراف بریلی سے جمع ہو گئے اور غریب چالیس گاؤں میں گئے کچے خوشی و تازہ آب تھے غرض قریب چار سو آدمی  
 کہ آپکے ساتھ چلنے والے جمع ہوئے جس خبر کو آپ روانہ ہو گیا تو تھے اس رات آپکے مکان ٹوٹا رہا کی  
 روح بہ سبب انسانی ظالم بریلی اور آپکی جدائی میں بہت سوچ و لال نظام کر کے ایک دوسری مخلوق الہی  
 سے جو دیان حاضر تھی مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا قایم نامہ رکھو جوڑ کر چلا جائیگا یہ کہہ کر ایسا زار زار  
 یہ زائش و زنج کیا کہ انرا اس گریہ و زاری کا سید صاحبہ بھی ہو گیا اور آپ بھی روئے لگے اور چونکہ اس وقت  
 سب صاحب کو کچھ حضور الہی ہو رہی تھے آپنے اللہ رب العزت سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا فضل و کرم  
 اور یہ الفت اس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب ہے ورنہ نسل میرے ہزار آدمی اپنے اپنے مکانات کو  
 پہنچ کر چلے جاتے ہیں کبھی کوئی مکان آگے واسطے رنج و لال نہیں کرتا سونے رب تو ہی اپنے فضل سے  
 اس مکان کو تسکین دے اس وقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اس مکان کو بھی ہم جنت میں داخل کرینگے  
 یہ خطاب اس روح مکان سے ہو بھی سنا وہ سینے بھی بہ تمجیل حکیم الہی اسکو یہ بات سنا دی تب اس مکان  
 نے خوش و خرم ہو کر تسکینی پائی اور خوش ہو گیا۔

حکیم شوال سنہ ۱۲۸۵ ہجری یعنی بروز جمعہ الفطر بعد ادا کیے نماز عید مع چار سو مرد و عورت اور بچوں کے ہزار  
 حج آپ بریلی سے روانہ ہوئے ہزار آدمی آپکے فراموشی کے پاس صوفیہ بعد ایک سو دویسہ کے موجود تھے  
 انہیں سے بھی آپ فقیران اور سکینان اور مالی و صوفی وغیرہ کو تقسیم کرتے رہے۔ اس وقت جو آیا خالی ہاتھ  
 نہ گیا۔ اس روز بعد ایک بل کہہ چلا کہ ایک باغ میں ڈیرہ ہوا وہاں جا کر جو کل اہل قافلہ کی شمار کی گئی تو کل  
 چار سو سات آدمی مرد و عورت اور بچے شمار ہوئے۔ اسی جگہ آپنے مولوی محمد رفیع صاحب اپنے فراموشی سے  
 دریافت کیا کہ اس وقت کتنی جمع ہے اسے پاس موجود تھے انہوں نے عرض کیا کہ کل چھ یا سات روپہ ہر ہفت  
 میرے پاس موجود ہیں تب آپنے فرمایا کہ اتنے روپہوں سے تو اس قافلہ کا ایک وقت کا خرچ بھی نہیں ہل سکتا  
 بہتر ہے کہ ان روپہوں کو بھی ان فقرا بریلی کو جو اس وقت حاضر ہیں دیدو۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے  
 بتجمل حکم وہ کل روپہ اس وقت تقسیم کر دیا۔ اس بار سے قافلہ کا کل خرچ سمندر صاحب کے ذمہ تھا اور اس وقت  
 سمندر صاحب کے پاس ایک جہت موجود نہیں تھا مگر اللہ رب العزت کی برزاقی کا آپکو ایسا یقین و اشن تھا کہ آپ  
 نہ ابھی نہ گھبرائے مگر ان ہم جیسے بے مبرون نے جب آپکی بے غریبی اور بس سفر و دراز اور قافلہ کش کا مواظف  
 کر کے دیکھا تو اس ہاتھ ہو گئے اس وقت ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائیو! اندھی جانک سے دیکھتے ہیں  
 ناؤ کیسے پار ہو۔ سمندر صاحب نے اس وقت اپنے سر مبارک سے ٹوپی اتار کر یہ دعا کی کہ اے اے کہم کا یہ باز تو نے  
 اپنی اللہ مخلوق کو کچھ ناچیز کمینہ کے ہاتھ کر دیا ہے سو مجھ بچا سے پاپا لطف اور کرم کر کے بہت خیر و خوبی

کے ساتھ انکی نوا وادہ اپنے نژاد حنیف سے مہیا فرمائے اپنے انعام عام کے ساتھ انکو نزل پر حضور ذاک پر و خواست  
یہ دعا کر نیکی بعد نزل اول باغ سے کوچ کر کے آپ دلو کو روانہ ہوئے۔ سو سو بیسات کا تھا ہزارا والا لالاب اور  
شرک پانی سے پڑ تھی جب دلو بقدر وسیل کے رگیا تو ایک باغ میں برسر راہ آپ آرام کو کیا پھر نیکی کے طور پر  
دیر وہاں پہنچے ہوئے گذری تھی تو دیکھا کہ دو سو تیر رفتار مع چالیس چار پانچ پانچاؤں کے دلو کی نظر  
چلے آتے ہیں تھوڑی دیر میں وہ لوگ وہاں پہنچ کر حضرت کی خدمت بابرکت میں جا حاضر ہوئے اور بعد ازاں  
اور منافقہ کے اسی ستر گھاس پر چچان حضرت رونق افروز تھے حضرت کے سامنے بیٹھ گئے اولیٰ انہوں نے  
بیعت کی پھر ایک نے انہیں سے عرض کیا کہ ہم دونو حقیقی بھائی بیٹھنا بھائی اور یہ چھوٹا بھائی ہے سینے میں  
روز سے خبر تشریف آوری حضور کی مع قافلہ حجاج مستی تھی اسی روز سے ارادہ دعوت سارے قافلہ کا کر رکھا تھا  
سو آج جب میں کھانا پکانے کی تیاری کرتے لگا تو اس میرے چھوٹے بھائی نے جوتا پکے حضور میں دیا نہ رہے  
تیاری دعوت سے جھک کر منع کیا اور کہا کہ حج میں دعوت کو نہ لگا کل تم دعوت کرنا سو جب میرا اور اسکا جھگڑا  
اول دعوت پر ہوا تو شہر کے لوگوں نے ہم دونو کو حضور کی خدمت میں بھیجا یہاں آپ جب حکم دیں وہ حج  
اول دعوت کر کے سید صاحب نے دونو بھائیوں کو آپس میں رضامند کر کے اسی بڑے بھائی کے مگر پہلے دعوت  
کا حکم دیا وہ دونو بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے۔ جب کچھ شدت گرمی کی کم ہوئی تو حضرت بھی مع قافلہ  
اُس باغ سے روانہ ہو کر بوقت شام داخل قصبہ دلو ہوئے اُس رات کو ہزار ہار دعوت جیت سے مشرف  
ہوئے آپ ایک ہفتہ تک اس قصبہ میں یہاں پہلے نوین روزہ پاسو پیر پر کثرتیان کرایہ کر کے اور سوار  
نظور یہاں آجوں کو دیکر دہانے آگے کو روانہ ہوئے اور جتھر روپیہ کی ضرورت تھی سب اسی قصبہ دلو  
میں بلا طالب جمع ہو گیا۔ جس وقت کشتیوں پر اسباب لادا جاتا تھا اس وقت آپ کو معلوم ہوا انسانی کشتی بہتر  
سہارے قافلہ کا اسباب لادا گیا ہے دریا میں غرق ہو جاوے گی اس وقت آپ کے واسطے ایک دوسری کشتی سواری  
کے لئے تجویز ہوئی تھی آپ نے شان الہیہ معلوم کر کے اُس اسباب الی کشتی کا اسباب نکلوا کر اُس میں آپ سوار ہوئے  
اور اپنی سواری والی کشتی میں اسباب لدا دیا کہ اگر یہ کشتی ڈوبے گی تو غرابو لگا اسباب تو ضائع ہو گا مجھ کو بیکر  
ڈوبے تو ڈوبے اسکی بھج کو کچھ پروا نہیں ہے جب اُس ڈوبنے والی کشتی میں آپ سوار ہو گئے تو پھر آپ کو حنیف  
سے بشارت ہوئی کہ اب یکیشی ڈوبائی بجائیکے تب آپ نے شکر اُتہی او کیا اور اگے کو روانہ ہو گئے۔

ابھی آپ کشتی پر سوار نہ ہوئے تھے کہ شیخ مظہر علی صاحب ساکن دھرمہ جو بمقام دلو آپ کے استقبال کر  
آئے ہوئے تھے مظہر ہوئے کہ آواز تشریف آوری حضور کا سکر عرصہ سے سالان دعوت تیار ہے اور دھرمہ  
غیر مکان یہاں سے قریب پانچ کوس کے برابر دریائے گنگا واقع ہے اگر حضور میری دعوت کو قبول فرما

و ہاں تک اقامت فرمایا تو حسین بندہ نوازی سپہ مشرتا قبول فرمایا اور شیخ منظر علی صاحب امید وقت گھوڑا پر سوار ہو کر اپنی لشکر اپنے مکان کو تشریف لیگے اور حضرت سیدنا قافلہ مبارکی کشتی محاذی دھرمہ کے پہنچ گئے قریب پہر پڑا تے گئے شیخ منظر علی صاحب بن طعام سارے قافلہ کے حاضر ہوئے کھانا اس کثرت سے تھا کہ سارا قافلہ سیر ہو کر اس وقت کے واسطے بھی بچ رہا صبح کو قریب تین سو آدمیوں کے بیعت سے مشرف ہوئے پھر لشکر ہائے اٹھایا گیا جب کشتی محاذی موضع ڈوگڈگی کے پہنچی تو شیخ محمد پناہ مع اپنے فرزند شیخ محمد کھانہ کے کنارہ دیار کے گڑھا پر گھڑے ہوئے باؤنوں کے کشیدہ کر اپنی طرف بلائے تھے حسب ایما و سیدنا قافلہ کشیدہ کر کے پھر پونہ تین سو وقت وہ دونو صاحب کشیوں میں چڑھ آئے اور حضرت سیدنا قافلہ سے صاف فہم ہوا کہ کہ عرصہ کیا کہ مدت سے خبر تشریف آوری حضور کی نہ کہ اسباب مہمانی کا تیار کر رکھا ہے اور وہ درخت بہت سے آدمی تاکر امید حصول بہت ہمارے مکان ڈوگڈگی میں جمع ہیں اگر وہ تین روز پر بیان قیام فرمائیں تو حسین بندہ نوازی ہے تب حضرت نے قیام کر لیا حکم دیا حسب ایما قافلہ کشیدہ کر کے اتر پڑے تمام کو بہت آدمی تاکر بیعت سے مشرف ہوئے اس بہت سے جوتہ سے امام حسین کے نام سے بنے ہوئے تھے حضرت نے معلوم کر کے اُنکے گرا دینے کا حکم دیا اُن لوگوں نے اسی شبہ مارک میں پھاڑ دیا اور چلے اپنے گھروں سے لاکر فوراً اُن نشانات شرک کو گرا کر زمین کے ہموار کر دیا۔ اور بہت سے علم اور شد سے اور شیخ و غیرہ اُنکے گھروں میں موجود تھے سب کو قڑچھوڑ کر انکی چاندی بقدر دوسو روپے کے بھی حضرت کے والد کو لے گیا کہ پہلے یہ مال زندہ شیطان کا تھا اب آپکے ذریعہ سے اصلی طور پر روح پر فوج حضرت امام حسین کو پہنچا۔ دوسرے دن قریب شام کے اُس گانے سے رخصت ہو کر کشیدہ پر پہنچے اس وقت حضرت نے کھانا پکایا کا مکہ دیا لوگوں نے عرض کیا کہ یہاں سے کنارہ آؤ وہ کوس ہے اور اب حیدر پور ہستہ راہ میں کچھ پانی ہند ہے کہ راہ چلنا محال ہے اس وقت کھانا پکانے کا بندوبست نہیں ہو سکتا۔ اُس رات سارے قافلے میں مع عبور قون اور بچوں کے قافلہ کا سامان تھا ہر ایک خاموش اور تیار و صابر تھا جب ناز عشقی ہوئی اس وقت دیداروں نے عرض کیا کہ فاصلہ دور دراز سے دو تین شعلیں اس طرف کو آتی ہوئی نظر آتی ہیں آتے آتے جب وہ شعلیں کنارہ کے نزدیک پہنچیں تو دیکھا کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار اور بہت سا کھانا قسم قسم کا میٹگیوں میں رکھوئے ہوئے چلا آتے ہیں۔ اسے کشتی کے نزدیک اگر چہ آگاہی صاحب کہاں ہیں حبیب حضرت نے کشتی میں سے جواب دیا تو وہ گھوڑے سے اتر کر اور اپنی ٹوپی سر سے اتر کر بہت ادب سے حضرت کے سامنے کشتی میں آئے اور بعد سلام و مزاج مٹری کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکروں کے واسطے لائے خبر تشریف آوری حضور اس طرف تعینات کر رکھے تھے تاج انہوں نے چھوڑ دی۔ سو یہ حاضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوا

اور بعد سلام و مزاج مٹری کے عرض کیا کہ تین روز سے میں نے نوکروں کے واسطے لائے خبر تشریف آوری حضور اس طرف تعینات کر رکھے تھے تاج انہوں نے چھوڑ دی۔ سو یہ حاضر واسطے حضور اور کل قافلے کے تیار کر کے لایا ہوا

ہمارے بندہ نواری پر سکو قبول فرمائیں۔ حضرت نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ فوراً وہ گمانا اپنے رتوان میں لیکر  
 قافلے میں تقسیم کر دو۔ قریب دو گھنٹی تک وہ انگریز حضور میں حاضر رہا اور پھر حضرت نے اپنے آدمیوں  
 کے واپس بلا لیا۔ وہ انگریز ایک نیل کا سوداگر تھا جس کا نام کہہ کے قریب اسکا نیل کا کارخانہ تھا اس قریب  
 سے وہاں وہ سکونت رکھتا تھا۔ اور دراصل اس قافلہ کو اللہ نے اس رات بھوکھا مہینہ نہرا  
 اور اپنی قدرت کے ظاہر کر نیکو ایک نصرانی غیر ملک کے آدمی کے ہاں سے لکھا اپو پوچھا دیا۔ وہاں سے چکر  
 رام چورہ کے گھاٹ پر لنگر ڈالا گیا اس گھاٹ پر شیخ حسن علی جو ایک مریدان خاص حضرت سے تھے  
 سے منتظر کھڑے تھے انہوں نے تین روز تک سارے قافلے کی دعوت کر کے چوتھے روز آپ بھی سب اہل و عیال  
 خود بارادو حج بیت اقدس قبول قافلہ ہو گئے آمدن ایک زمیندار موضع دینی کا سارے قافلہ کی دعوت کا  
 سامان لایا پانچویں روز وہاں سے لنگر اٹھا کر بروہا گھاٹ پر شہر الہ آباد میں لنگر ڈالا گیا اور سارا قافلہ سب زین و  
 بچہ حسب تجویز شیخ غلام علی صاحب کے راجہ اودت رائے کی بارہ دسی میں جو برابر جاتھی فروکش ہوا  
 آدھ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی شیخ صاحب اکبر آباد و پیر پور اور دعوت  
 قافلہ پھیل کر کے ہر جگہ دکھائے پورا قافلہ آئے تھے اور کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سدا مسکین الہ آباد  
 کے پندرہ روز تک قافلہ کے ساتھ ہی کھاتے رہے۔ آدھ آباد تک پہنچنے میں خود مردان قافلہ کی سات تلو  
 ہو گئی تھی۔ شیخ غلام علی صاحب تیرہ مرد دھیمے اور ہر ایک حاجی کے واسطے ایک ایک جڑو پار دیا مام اور  
 ہر ایک اہل قافلہ کے واسطے ایک ایک روپیہ نقد اور حضرت کے قرابت داروں کے واسطے دس دس روپے  
 نقد اور خود حضرت کے واسطے چار ہزار پانچ سو روپیہ نقد مذکور کیے۔ یہاں الہ آباد میں بھی ہزار ہا خلعت آپ کی حجت  
 سے مشرف ہوئی۔ شاہ اہل صاحب کے ایک دسے مشہور شاخون میں سے بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔  
 دو تین ہفتے کے بعد آدھ سے رخصت ہو کر پوربھار میں لنگر ڈالا گیا وہاں شیخ عبداللطیف صاحب سودا گرنے  
 ایک ہفتہ تک سارے قافلہ کی دعوت کی وہاں غریب و صوم و عوام سے کی چار ہزار روپیہ نقد حضرت کو ذرا کئے اور خود بھی  
 بارادو حج شریک قافلہ ہو گئے۔ یہاں بھی ہزار ہا خلعت آپ کی حجت سے مشرف ہوئی بعد ایک ہفتہ کے مرزا  
 چور سے روانہ ہو کر دو تین روز چار گڑھ میں قیام رہا اور وہاں سے ملگرداغل شہر بنارس ہوئے۔ چونکہ اس شہر میں  
 آپ کے مرید و مخلص کثرت سے موجود تھے اور بوجہ شدت بارش کے موسم بھی قابل سفر دیا کے تھا اس واسطے ایک ماہ  
 تک بنارس میں قیام کیا گیا دو وقت سارے قافلہ کی دعوتیں ہوتی تھیں جیسا کہ الفاسم اور شاہزادگان  
 خاندان تیموریہ جو پہلے سے آپ کے مریدان میں تھے طبی تواضع سے پیش آئے غازی علی بھی اس شہر میں ہوئی  
 اور گوشت قربانی اس کثرت سے جمع ہوا تھا کہ سارے مردان قافلہ کے بعد باقی باشندگان بنارس اسی گوشت کو

آدھ آباد میں پندرہ روز تک شیخ غلام علی صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کی



سند ہو گئے اور تمام حاضرین سے فرمایا کہ میں بھائی حافظ اکرام الدین کے واسطے دعا کرتا ہوں تم آئیں کہ آپ دعا  
واسطے پڑھ کر اٹھا کر کہہ کہ یا اے نبی قسمی جہان کو بے سبب پیدا کیا اور آسمان کو بے مقدر کیا تو اسے اپنی جہاد کی  
پتھر سے ناکھڑکا لا اؤم علیہ السلام کو بے باپ سے بنس یا۔ اور عیسائی علیہ السلام کو بے باپ  
کے پیدا کیا اور ہم سے نبی اسی کو علم اولین اور آخرین سے سرفراز کیا ہو اسے اللہ اپنے نبی اسی کی برکت  
سے اس شخص کو علم ظاہر و باطن کا عطا فرما۔ اسکے بعد فرمایا کہ میں نے اور سب بھائی مسلمانوں نے تمہارے  
واسطے دعا کی ہے اس واسطے امید دیتی ہے کہ اندر رب العزت تمکو علم ظاہری اور باطنی سے سرفراز کرے گا۔ اس وقت  
دعوت کہنا شروع کر دو۔ اس دعا کے ساتھ اسکی شرح صدر عینیت سے ہو گئی تب اسنے دعوت کہنا شروع کیا اور  
ایسا بحر البیان دعا فرمایا کہ اب جو کوئی ائمہ کا وعظ سنتا تھا حیران ہو جاتا تھا۔ جب کسی شخص نے دہلی  
میں جا کر اسکی وعظ گوئی کی تعریف کی تو کیکو یقین نہوا۔ بعد ایک مدت کے مولوی اکرام الدین صاحب خد  
دہلی میں آئے اور جامع مسجد میں وعظ کرے۔ تمام شہر میں انکے وعظ کا چرچا پھیل گیا لوگ کہتے تھے کہ  
بعد مولوی محمد امجد خیل شہید کے مرنے پر اسکا وعظ کیا نہیں گئے تھے مگر صفتی صدر الدین خان اور مولوی فضل حق  
صاحب نے اس خبر کو سنا نہیں جانا آخر ایک جمعہ کو یہ دعوت عالم بھی انکے وعظ میں حاضر ہوئے اور چند سوال بھی  
سوج کر لائے تھے لائے دریافت کر گئے۔ جب انہوں نے وعظ کہنا شروع کیا تو قسم قسم علوم اور فنون اور  
عجائبات اور نکات قرآنی بیان کرنے لگے اور طرفہ کہ جو سوالیوں کو صاحب سوج کر لائے تھے وہ سب سوال بیان  
کر کے انکے جواب بھی نہایت بخوبی سے دیدیئے۔ ان دنوں حاضرین نے بعد وعظ کے اسنے مصافحہ کیا اور کہا کہ  
بھائی تمہارا یہ علم برکت حضرت سید صاحب مہر ہی سے کسی نہیں ہے۔ مولوی اکرام الدین صاحب کے علم  
کا حال تفسیر سورۃ فاتحہ سے جو انہوں نے لکھی ہے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ میاں سے اب بھائی کا وعظ کہنا  
عزیز پورا افسانہ نہیں ایک دو مقام کر کے لانا پور ہو جائیے۔ والہ پور کے لوگ حضرت کی بہت شتاق تھے اور بتا  
تے کہ ابھی پیشوا کی کو آئے تھے اسنے یہاں ایک ہفتہ تک قیام کیا۔ اس ہفتہ میں مولوی محمد امجد خیل شہید اور  
مولوی محمد علی صاحب رونانہ جا بجا وعظ کیا کرتے تھے انکے وعظ کی تاثیر سے ہزار ہا خلقت شرک و بدعات سے  
تائب ہو کر سید صاحب کی بیعت سے مشرف ہوئے بہت سی کبیان اپنے پیشوا کی کاری سے تائب ہو کر  
لوگوں کے نکاح و عین داخل ہو گئیں۔ بعد ایک ہفتہ کے یہاں سے روانہ ہو کر آپ داخل شہر علی گڑھ ہوئے  
ہوئے اور قریب دو ہفتہ کے اس شہر میں قیام کیا ہزار ہا خلقت اس شہر کی بھی شرک و بدعات مروجہ سے تائب  
ہو کر اپنی بیعت میں داخل ہوئے چنانچہ مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ آپکے ایک مشہور ابو عبد  
خلیفہ جیسے گھوڑے کا خلعت کو آپکے بعد ہایت جولی اسی شہر کے باشندے تھے اس شہر کے لوگ اپنی اولاد

اور جان نثاری میں آپکے سارے مریدوں پر بہت سیلئے اس شہر کا خاندان صادق پور آپکے کل ۱۲ بھائی  
 کا پیشہ و سمجھا گیا ہے۔ پٹنہ سے روانہ ہو کر موگیار اور بھالگل پور میں ٹھہرے اور ہر اسیت کرتے ہوئے آپ  
 مرشد آیا و پونچے۔ مرشد آیا و میں چار پانچ روز قیام رہا مگر بوجہ ظلمتِ رفض کے جس سے یہ شہر بھرا ہوا  
 ہے ایک فرد بشر بھی اس کا نام نہیں لے سکتا۔ آپکی ملاقات کے واسطے نہیں آیا۔ یہاں تک کہ موگیار پہنچے تو رات گئے  
 موگیار میں تمام ہوا و ان کے روانہ ہو کر مقامِ شعیام میں داخل ہوئے یہاں سید عبدالعزیز ابن سید بہادر علی  
 جنکو آپ نے یہاں خلافت بھی دی تھی اور بہت سے آدمی اس شہر کے آپکی بیعت سے مشرف ہوئے۔  
 یہاں سے روانہ ہو کر قریب کلکتہ دوپہر کا گھانا پکانے کے لئے کشتیاں بھرائی گئیں اس وقت منشی امین الدین  
 صاحب وکیل ہسٹریا راجہ کو رسالے اہل اسلام کلکتہ سے شیعہ مع بہت سے عائدہ ساکنان کلکتہ کے تحت  
 شریف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تاقیام کلکتہ کے اس خاکسار کے غریب خانہ میں رونقِ اخروہ  
 رہیں اور جو ان دنوں ہمیشہ برفول خیال تھے زمین حضرت نے آپکی درخواست کو قبول کر لیا۔ اس کے تھوڑی  
 دیر کے بعد اور بہت سے شریف و نجیب کلکتہ کے وہاں پہنچے اور حضرت کو اپنے مکانات کو لیا جاتا  
 مگر چونکہ حضرت نے منشی امین الدین سے وعدہ کر لیا تھا اس واسطے آپکی درخواست کو منظور فرمایا۔ بعد ازاں  
 سڑک کے اول حضرت بداری آپکی منشی امین الدین صاحب کے مکان کو تشریف لے گئے اور پھر منشی صاحب  
 نے ہر قسم کی سواریاں بھیج کر آدمی رات تک سارے قافلہ کو اپنے مکان میں پہنچا دیا۔  
 ایک عرصہ بلغمین قافلہ کا ڈیرہ کرایا گیا رات کو نہایت عمدہ اور پُر نگاہ گھانا منشی صاحب کے یہاں  
 سے آیا اور باخلافت سارے قافلہ نے سیر ہو کر کھایا۔ صبح کو منشی صاحب نے سارے قافلہ کے واسطے جو تھے  
 خرید کر ہر ایک کو تقسیم کر دیے اور جس جس کے پاس کپڑا نہ رہا تھا اسکو کپڑے بنوا دیے۔ لیکن اس تاریخ سے  
 سید صاحب کو اس مکان میں آنا کہ منشی امین الدین صاحب نے حضرت سے پھر اگر انہوں نے کبھی  
 نہیں دکھلایا اگرچہ دو نو وقت ان کے یہاں سے سارے قافلہ کو کھانا آتا تھا اور ان کے آدمی ہر وقت خدمت  
 کے واسطے موجود رہتے تھے مگر وہ خود کبھی نہ آئے اسی طرح پر قریب ایک مہینہ گزر گیا اور یہاں حضرت کو  
 بھی بارے کثرتِ بیعت کرنا ہونے لگا اور اسی فرصت میں جو ان کے پرسانِ حال ہوئے انکو وراثت کو خود بخود  
 مولوی محمد الدین صاحب واسطے استفسار حال منشی صاحب کے آپکی جائے سکونت پر تشریف لے گئے  
 منشی صاحب بہت تپاک اور محبت سے پیش آئے مگر مولوی صاحب نے دیکھا کہ منشی صاحب کا مکان ہر قسم  
 کی منموہات شرعی شکلِ نظر و ناقص و شراب و باجہ و تصاویر وغیرہ سے بھرا ہوا ہے مولوی صاحب نے  
 بعد مزاج چڑھتی اس سبب منموہ کی بُرائی اور خوفِ مآخذہ الہی اور دنیا و قریب کی ناپائیداری بہت

منشی سے بیان کی کہ ان کلمات نصیحت آمیز کو سن کر کچھ ایسا اثر منشی صاحب پر ہوا کہ انہوں نے وہی وقت  
 ہزار ہا روپیے کا اسباب شراب خواری کا اٹھوا کر بیٹھ کر دیا اور خامی ظروف تقریاً دینہ علیحدہ اٹھوا کر ان کے گھر  
 کا حکم دیا۔ اُس کے بعد مولوی صاحب نے سبب عدم حاضری بھٹہ رسید صاحب اُن کے پرچہ اس وقت منشی  
 صاحب نے بہت شرم و حیا کے ساتھ عرض کیا کہ میں ایک طبی معیت میں گرفتار ہوں اور بالمشافہت سے  
 اسکا ذکر کرنا ہے ادبی چھٹا ہوں یہ میرا رفق آپ سے عرض کر گیا اُس رفق کو مولوی صاحب نے تنہائی میں لے کر  
 پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ اس شہر میں ایک کسی نہایت حسینہ عجلہ اور بڑی انداز منشی ہے اور بہت سے  
 الدار آدمی اُس کے شیدا ہیں بھلا اُن کے ایک منشی صاحب بھی اُس کے عاشق نہ رہیں مگر وہ غارتگر ایمان بھٹتے  
 میں صرف ایک بار بیان شبہاں ہوتی ہے اور منشی صاحب اُس سے نکلیں بھی کرنا چاہتے ہیں مگر وہ  
 کجخت راضی نہیں ہوتی اب منشی صاحب سخت مختصر میں پڑے ہیں اگر رسید صاحب کی خدمت میں  
 ہوں تو وہاں بیعت تو بہ کنی ہوگی اور اُس غارتگر ایمان کو ترک کرنے پر مجبور قلبہ محبت کے اُنکی جان نہیں  
 رہتی مولوی وحید الدین صاحب یہ ساری کیفیت مکرر رسید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولوی  
 صاحب اُن کے گوش گزار کر دیا حضرت نے فرمایا کہ اُن سے کہہ دو کہ اگر وہ خدا کی راہ میں سچی تو ہر شے کو خدا و تعالیٰ  
 اُن کو دیکھ عہد پر قائم رہے گا۔ دوسرے دن مولوی وحید الدین پھر منشی صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے  
 یہ بشارت زبانی حضرت کے اُنکو سنائی اتفاقاً چند روز بعد اُن کسی کے آئینہ تھا مولوی وحید الدین  
 صاحب کی سوجھ بوجھ میں شل برق وہ بھی اُن پہنچی اور مولوی صاحب کے سامنے آکر بیٹھ گئی مگر منشی جی  
 بہت متعجب ہوئے۔ اُس کسی نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر بعد مراجعہ پرسی کہہ کر کہا کہ یہاں سے تشریف  
 لائے مولوی صاحب نے کہا کہ رسید صاحب کے قافلہ کا ایک روٹیں ہوں۔ اس موقع میں رسید صاحب  
 کو بھی ابھام ہوا آپ بھی اپنے چند رفیقوں کو ساتھ لے کر منشی صاحب کے مکان کی طرف چل دیے۔ منشی  
 صاحب نے اُنکی تشریف آوری کی خبر مکرر جھٹ پٹ اُس میں کہ ایک کوٹھری ملحقہ میں داخل کر کے دروازہ  
 بند کر دیا اور آپ استقبال کر کے رسید صاحب کو اندر لے آئے اُس کوٹھری کے سامنے جہیں وہ کسی بندھی  
 حضرت بیٹھ گئے۔ اس وقت منشی جی حضرت کے سامنے دست بستہ مؤدبہ بیٹھ گئے۔ مولوی وحید الدین صاحب  
 نے حضرت سے عرض کیا کہ آج اتفاقاً چند روز سے مریض صاب مرض کے حضور میں طبیب حاذق کے  
 حاضر ہے۔ اب طبیب کی زلفات چاہئے۔ یہ سنتے ہی حضرت نے حسن الحاقین کا وعظ شروع کیا اور اس  
 اور شور سے اُس خالق ارض و سما کی حسن الخالقیت اور شرح شکر نہاں آئی کہ حسن اور خوبصورتی کا کیا شکر ہے اور  
 و ملتہدی کا کیا شکر ہے اور پھر ان سب چیزوں کے غائی اور قابل زوال ہونے کی کیفیت اور پھر موت اور مواخذہ

منشی صاحب کا اُنکی والدہ کے ساتھ نکاح ہو جانا



ابھی کا حال اور قراور عالم شہر کی نیکی آنکھوں کے سامنے تصویر کر کے دکھلا دی کہ اسکی تاثیر سے اگلے  
بہوش ہو گئے اور وہ کسی بھی جو ہر بر فائدہ و خط کا سن رہی تھی کہ ٹھہری کے اندر بیٹھ کر نیم بطن کے تپ سے  
اگلی اور بھر اتام و عطف کے خود کو ٹھہری کا دروازہ کھول کر دھاتین مانی ہوئی باہر نکل آئی اور اپنے کل احوال  
اضحیٰ سے توبہ کر کے سب سے اول بیعت سے مشرف ہوئی اُسکے بعد منشی جی نے بھی بیعت کی اس کی  
نے بد مشرف ہوئے نہ بیعت کے خود حضرت کو وکیل اپنے نکاح کا کر کے عرض کیا کہ جس ادنیٰ اعلیٰ سے حضرت  
جہا میں اس نو شہری کا نکاح کر دیں شب حضرت نے اس مجلس میں منشی جی سے اسکا نکاح کر دیا۔ بعد اس  
بیعت کے بدو نو میان بیوی بڑے صلح اور ترقی ہوئے مگر صاحب خزانہ احمدی سے دوسرے طور پر اس  
قصد کو بیان کیا ہے اگرچہ حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔ حکایت ہی کی ایک یہ بھی روایت ہے  
کہ ایک مالدار مسلمان دائمی آخر نے جبکہ رگ دریشہ میں شراب پیسی ہوئی تھی اپنی خدمت ابرکت میں عرض  
کیا کہ حضرت شراب نوشی کا تو میں ایسا عادی ہوں کہ اس بدو ن ایک گھنٹہ بھی جی نہیں سکتا میں اور  
سب منہیات شرعی سے آپکے ہاتھ پر توبہ کرنا ہوں مگر شراب کو چھوڑ نہیں سکتا آپ نے فرمایا کیا مضائقہ  
ہے اگر ہمارے سامنے شراب نہ یا کر دے تو میں تمام اس شرط کو منظور کر کے اور سب منہیات شرعی  
سے توبہ کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اپنے گھر میں جا کر جب آئینہ شراب کی خواہش نے زور کیا تو ذکر  
سے شراب مانگی وہ ایک پیالہ میں دھا لاکر شراب سے آیا جو نہیں پیالہ ہاتھ میں لیکر موہنے کے نزدیک لیگیا  
تو دیکھا کہ دانتوں میں آگلی دبا سے ہوئے سامنے سید صاحب کھڑے ہیں تو پیالہ شراب کا ہاتھ  
سے پھینک کر توبہ کرنا ہوا کھڑا ہو گیا مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں سمجھا کہ شاید مجھ کو  
وہم ہو گیا تھا سید صاحب یہاں کیسے آئے ہوں گے پھر نوکر کو حکم دیا کہ ایک دوز پیالہ شراب کا لاؤ جب نوکر  
شراب لیکر آیا اور آئینہ پیالہ ہاتھ میں لیکر موہنے کے نزدیک کیا تو پھر دیکھا کہ شکل سابق سید صاحب سامنے  
کھڑے ہیں اسوقت پیالہ پھینک دیا اور کھڑا ہو کر حضرت حضرت کر کے اس طرف کو دوڑا پھر دیکھا کہ وہاں  
کوئی بھی نہیں ہے شب مکان کے کل دوازون کو قتل کر کے ایک کو ٹھہری میں لٹکے دیا شراب  
طلب کی تو موہنے کے نزدیک پیالہ بچانے کے ساتھ ہی پھر سید صاحب کو سامنے کھڑے دیکھا تب بھی  
پیالہ پھینک دیا مگر سید صاحب کو ڈھونڈنا تو آپکا کچھ تانایا آخر لاچار ہو کر باخانہ میں جا کر شراب طلب  
کی تو وہاں بھی حضرت کو سامنے کھڑے دیکھا اسوقت اسے شراب سے بھی توبہ کر کے سب شیئہ اوپر  
شراب نوشی کے توڑے کر چھکوا دیے +

سید صاحب کی اہمیت سے ایک اور عالم کا شراب نوشی

صاحب ذکر علی بروایت شہار علی صاحب شاگرد رشید مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب شہر

کہ میں کہ بعد عروج مسید صاحب کے مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے کل مریدوں اور شاگردوں سے  
 کہہ دیا تھا کہ جو کچھ ہونا ہے اسے مسید صاحب سے ہو گا تم سب انہیں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ منکر تشار علی  
 صاحب بھی آپ کے ساتھ ہو گئے اور کلکتہ میں بھی آپ کے ساتھ تھے سو وہ ذکر کرتے ہیں کہ بروقت قیام کیا گیا  
 کے ایک روز مولوی راشد صاحب نے ہونے کے لیے ہایہ کا فارسی ترجمہ کیا ہے اور مولوی غلام حسین اور ایک  
 تیسرے عالم جن کا نام راوی یا صاحب ذکر چلی کو یاد نہیں رہا ایسی تنہائی اور تجلیہ کے وقت میں مسید  
 صاحب کے مکان پر آئے کہ اس وقت مولوی مسید صاحب دراز تھے اور کوئی عالم مولوی وہاں موجود نہ تھا۔ اور  
 بغرض امتحان علم و کمال مسید صاحب کے اس تنہائی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے اس وقت اس سرے  
 کی تفسیر کو آپ نے اس خوبی اور صاحت کے ساتھ بیان کیا کہ یہ تینوں عالم مستحکم ہو گئے اور اس وقت  
 آپ کے دست مبارک پر محبت کرنے کے ملاقات تنہائی اور سورۃ طہ کی مندرت کرنے لگے۔  
 حدین قیام کلکتہ کے ایک روز آپ کی دعوت شاہزادگان شیخو سلطان کے مکان پر پہنچی حضرت مع مولانا  
 محمد امجد علی اور دوسرے رفقاء کے کالین کے وہاں تشریف لینگے ایک پونا شیخو سلطان کا چوٹا گرو عبد الرحیم  
 عرف عبدالرحیم معروف تھا اپنے تئیں مثل اپنے استاد کے ہم پایہ مترازا اور اظالموں کے سمجھتا تھا مسید  
 صاحب کے سامنے بیٹھ کر انکار واجب اللہ جل شانہ و اعظم برائے انکار نبی اسی اور قرآن مجید کا زبان  
 عربی میں کرنے لگا مسید صاحب نے فرمایا کہ یہاری پیدائش اور نشوونما ملک ہند میں ہوا ہے اور کبھی شاپن  
 عربی میں بات چیت کر لیا اتفاق نہیں ہوا اور چونکہ اصل غرض مقصد کا ظاہر کرنا ہے بہتر ہے کہ آپ  
 زبان ہندی میں بات چیت کرو تاکہ میں اور تم سب حاضرین مجلس اس کلام کو سمجھیں اُس نے یہ بات  
 سن کر اور بخوشی دیر تو قف کر کے پھر زبان فارسی میں گفتگو شروع کی۔ اس وقت آپ نے فرمایا ہر چند کہ زبان فارسی  
 بھی میں سمجھتا ہوں اور تمہارا زبان دانی عربی اور فارسی کی بھی سب حاضرین مجلس پر ظاہر ہو گئی اور  
 چونکہ یہ سب تکلف ہے بہتر ہے کہ آپ اپنی مادری زبان اردو میں گفتگو شروع کرو تب لاچار اسے اردو میں  
 برعایت قواعد منطقہ و دلائل کلاسیہ گفتگو شروع کی اس وقت مولانا امجد علی صاحب کے خیال میں آیا کہ شاید  
 حضرت اس کا جواب دینے کا محکوم ارشاد فرمائیں گے تب میں اس کی خوب خبر لگا کہ مسید صاحب خود اس کا  
 جواب دینے کو تیار ہوئے اور کچھ لحاظ قواعد منطقہ کا انفرار حصیہ کسی فضل کتب کو تعلیم کرتے ہیں آپ نے کہا اتنا  
 عارفانہ بلکہ سپاہیانہ سے اس کو اس طرح پر سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو اس ملک کی عالم سب کی جہتی ہے کسی نے  
 اس کو نہیں دیکھا اور نہ کچھ اس کے اوصاف سمجھتے ہیں اگر کوئی شخص کمپنی کا بھیجا ہوا ہمارے پاس آئے اور  
 کہے کہ کمپنی تنگو اس وقت طلب کرتی ہے شکے پاؤں میرے ساتھ چلو تم اس حکم کو قبول کرو گے یا نہیں اس نے کہا

ایک شاہزادہ شاہزادہ کا وجود اور اس کے انکار کا اور فاضل محمد مسید صاحب کے محبت کیا

ان اسی دم قبول کروں گا کیونکہ وہ حاکم ہے اور میں محکوم سید صاحب نے فرمایا کہ سننے نہ کبھی کہنی کو دیکھا اور  
نہ کچھ اُسکے اوہ منافق سننے کہ طرح جانو گے کہ یہ شخص کہنی کا بھیجا ہوا ہے اُسے نہ کہہ کہ فی نشانی مثل جبرائیل  
خبر ہو کہ کچھ کہتیں کر لیں گے آپ نے فرمایا کہ جیسے لا یرکبہ میں کہ اس جیسے جبرائیل تھا جلی تارکین میں پھر نکالے کہیں  
ہو گا کہ یہ شخص دراصل درسلہ کہنی کا ہے جس کے ساتھ تم تنگے بانوں چلے جاؤ گے اُسے کہا کہ وہ حاکم اور ہم  
محکوم ہیں محکوم اُسکا حکم ہے جو ان وجہا ماننا ضرور ہے تب سید صاحب نے فرمایا کہ کہنی موجود ہے پر ایک اس قدر  
کا ایمان ہے کہ اس میں خیال اپنی سمجھتی کا بھی نہیں کرتے اور اُسکا حاکم اور اپنے سنیں محکوم کہتے ہو اور یہ  
قرآن کلام پھر نظام کہ جسکی شان میں اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اگر سب جن اور آدمی جمع ہو کر ایسا  
قرآن بنا جا جائے تو ہر آدمی اُسکے حصے میں لاسکے گا اگرچہ اُسکے بدلے میں ایک دوسرے کا مددگار ہو اور حضرت  
رسالت پناہ بنا جائے تو ہر آدمی اُسکے حصے میں لاسکے گا اگرچہ اُسکے بدلے میں ایک دوسرے کا مددگار ہو اور حضرت  
آپ کی زبان مبارک سے نہ کہ وہ کافر پھر پتہ کار گیا اور حیران ہو کر کہنے لگا کہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ہم خواندہ نہیں  
ہیں یہ علم آپ نے کہا ہے سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علم اُس مالک ملک کا سکھایا ہوا ہے جس کے وجود کا تم انکار  
کرتے ہو اے اللہ اللہ کہ استغدر کلام ہدایت الیام سننے کے بعد اُس نے طریقہ ایجاد سے تو ہر کوئی  
اُسکے ساتھ پرست کر لی اور اُسکے استاد کو بھی سید صاحب کی خدمت میں حاضر کر لیا کہ شش کی گئی  
کر اُس پر بخت ازلی کے نصیب خشتہ بیلار ہوئے اور سامان ہو جائیکے ڈرنے و درود بجا گاتا پھرا  
صاحب ذکر علی زبانی مولوی محمد علی راہپوری کے لکھتے ہیں کہ غلام حسین نام وکیل کلکتہ ہیں ایک  
بڑا دلاور آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپے نقد موجود تھے گروہ شاؤسے کے پیر میں پڑا ہوا تھا اُسکے رات  
دن ایک کروڑ روڑا کر لیا تھا یہ شخص بڑا شرابی اور پرکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت  
عداوت پیدا ہو گئی کہ آپ شراب نوشی اور زنا راگ وغیرہ عیش و عشرت کی چیزوں سے کبھی منع کرتے  
ہیں اور یہاں تک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہو گئی تھی کہ اگر اُٹھا کہ جب سید صاحب نے اُسکی جہیز  
سے منع کرتے ہیں اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت  
کا حال معلوم تھا مگر ان سب باتوں کو سب سے بڑا آپ خاموش رہتے تھے اگرچہ بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان  
میں شہل رہتے تھے اُسوقت ایک بیک اپنے اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین  
دلال پر اتل ہو گیا جب شہر میں کوٹ کو آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسوقت دیوانہ اور مجنون ہو گیا تھا اُسکو  
کبھی کبھی پریش آتا تھا تو یہی بیکار کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھ کو اُسکے پاس پہلو جب لوگ  
اُسکو حضرت کی خدمت میں لائے تو اُسکا ایک گونہ تعظیم ہو جاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر حزن

یہ شخص ایک بڑا دلاور آدمی تھا اُسکے پاس نوے لاکھ روپے نقد موجود تھے گروہ شاؤسے کے پیر میں پڑا ہوا تھا اُسکے رات دن ایک کروڑ روڑا کر لیا تھا یہ شخص بڑا شرابی اور پرکار تھا اُسکو سید صاحب سے اس سبب سخت عداوت پیدا ہو گئی کہ آپ شراب نوشی اور زنا راگ وغیرہ عیش و عشرت کی چیزوں سے کبھی منع کرتے ہیں اور یہاں تک اُسکو سید صاحب سے مخالفت ہو گئی تھی کہ اگر اُٹھا کہ جب سید صاحب نے اُسکی جہیز سے منع کرتے ہیں اُسی قدر ہماری لذت بڑھتی جاتی ہے سید صاحب کو بھی اُسکی مخالفت اور عداوت کا حال معلوم تھا مگر ان سب باتوں کو سب سے بڑا آپ خاموش رہتے تھے اگرچہ بعد نماز عصر کے آپ ایک میدان میں شہل رہتے تھے اُسوقت ایک بیک اپنے اپنی ٹوپی سر سے اتاری اور فرمایا کہ خدا کا غضب غلام حسین دلال پر اتل ہو گیا جب شہر میں کوٹ کو آئے تو معلوم ہوا کہ وہ اُسوقت دیوانہ اور مجنون ہو گیا تھا اُسکو کبھی کبھی پریش آتا تھا تو یہی بیکار کرتا تھا کہ سید صاحب برحق کو لاؤ یا مجھ کو اُسکے پاس پہلو جب لوگ اُسکو حضرت کی خدمت میں لائے تو اُسکا ایک گونہ تعظیم ہو جاتی اور جب حضرت سے جدا ہوتا تو پھر حزن

کرا تا آخر اسی حالت میں سب دھن دولت چھوڑ کر گیا اور ایک کروڑ روپے کی حسرت ساتھ ہی گیا  
وہی صاحب ذکر جلی بروایت مولوی محمد علی صاحب رامپوری بیان کرتے ہیں کہ جو کوئی  
جس کرامت کے واسطے مسید صاحب کو آتا تھا تو اللہ تعالیٰ مری کرامت آپ کے ہاتھ سے ظاہر کرتا تھا  
تھا اور اتباع اپنے جدا عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بھی آپ کی عادات شریفہ سے تھا کہ جب  
کوئی آپ کے پاس آتا یا آپ کے پاس جاتے تو ہمیشہ آپ پہلے سلام علیک کہہ کر کہتے تھے بلکہ بعض لوگ  
دسے پاؤں کی پشت کی جانب سے آتے تو بھی اللہ تعالیٰ نے ان کا آپ کو معلوم کرا دیا اور بلا سو نہہ مشورہ  
کے آپ نے ان کا نام لیا کہ پہلے ہی سلام علیک کہہ دیا عرض سلام علیک میں آپ کسی دوسرے کو سبقت  
کرتے نہ دیتے تھے +

وہی صاحب ذکر جلی زبانی جمید اللہ اور مسید کرامت علی صاحب کے لکھا ہے کہ ایک دن بوقت  
شام مقام کلکتہ آئیے گا کہ اس پر شعل ہے تھیں اس جگہ کے قریب ایک پوری کا گھر تھا وہ پوری آپ کو  
شہلتا ہوا دیکھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور بہت آرزو اور وقت غوثا رہے آپ کو اپنے مکان میں  
لیگایا اور وہاں لیا کر آپ سے عرض کیا کہ آپ سے کچھ سنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا سنو گے اس شعلی نے  
میں نے محض بعض مشائخ عرض کیا کہ علم ریاضی میں کچھ بیان فرمائیے آپ نے حکم ریاضی کا کبھی ایک قول  
بھی نہ سنا تھا مگر بجانب اللہ اس وقت اس علم کی باتیں اس خوبی سے آپ پر کھلیں کہ اگر اقلیدس بھی  
زندہ ہوتا تو آپ کی شاگردی کرا دے پوری شکر و کرم ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہمارا مولوی ریاضی دان کا سلسلہ  
مطلوبہ ہے اس شخص سے بڑھ کر کوئی دنیا میں ریاضی دان نہ ہو گا +

شہر کلکتہ میں بیعت کرنے والوں کی یہ کثرت تھی کہ ہزار یا سو آدمیوں کو ایک جگہ جمع کر کے سات  
اتھ پڑھویوں کو اس مجمع میں پھیلا کر ہر ایک بیعت کنندہ کو حکم دیتے تھے کہ ایک کنارہ کسی گزنی کا پھل  
اُن پڑھویوں کے پکڑ لیں پھر آپ اُن پکڑھویوں کا ایک کنارہ اپنے ہاتھ میں تمام کرکٹاں بیعت کو یاد دلاتے  
تھیں کرتے تھے اور یہ کیفیت دن بھر ہوتی تھی آپ کے قشر لب لالے سے پہلے ہزار نام بے لکاحی حور تھیں  
وہ اپنے لوگوں کے گرد ان میں تھیں اور ہزار مسلمان غیر مخنون اُس شہر میں موجود تھے شراب تو ایک  
عام بات تھی اُس سے شاد و مایوس کوئی خالی ہو گا اگر کوئی نماز روزہ کو کہتا تو جواب دیا کرتے تھے کہ نماز روزہ  
کہہ دیتے تو کوئی کہتی کا حکم ہے اور نہ کوئی نسل کا آؤر ہے پھر حکم ہم انکو کیسے کریں اب آپ کی برکت سے وہی  
کلکتہ رشک ارم ہو گیا ہر ایک بیعت کرنے والے سے نکاح اور عتہ کا حال پوچھا جاتا تھا اگر غیر مخنون یا  
بے لکاحی حور و ناموز تو تو ریاہت اور اگرادی جانی بلکہ ان دونوں کی شناخت کے واسطے ہر محلہ اور

ظہار میں ایک ایک پیکار ہو جاتا اور مولانا ان سے دیکھتے ہیں

کلی کے چوہری تعینات تھے ایسے لوگوں کا نشان دہیتے جاویں۔ ہر روز دس پندرہ بندہ بھی مسلمان ہوتے تھے انکا بھی ختمہ کر کے ایک علیحدہ مکان میں انکو رکھا جاتا تھا اس کثرت سے عقول آدمی افسوس مکان میں جمع ہو گئے تھے کہ دس پندرہ آدمی اہل فائزہ سے انکی خدمت کے واسطے تعینات تھے تہہ نہ کھانگتے اور انکے ذرا عین اسقدر کثرت۔ آپیکہ مریدوں کی ہوتی کہ جو کوئی آپ سے بیعت کرتا تھا اسکو راوی سے خارج کر دیتے تھے اسوجہ سے باعین کی اور بھی کثرت ہو گئی مولوی جلیل صاحب باور مولوی محمد علی شہید برمنگل اور جلیل کو ظہر سے شام تک وقفہ فرمایا کرتے تھے اور ان بزرگوں کے وعظ کی یہ تاثیر ہوتی کہ غفلت منہل پروانہ گویہ ہو گئی۔ ہر ایک بیعت کنندہ کے شراب نوشی سے تائب ہونے پر شراب کی دکانیں بند ہو گئیں شیکہ داران شراب نے اسکی نالیش محضور حکامین ضلع کر کے استغفار داخل کر دیے اور کہا کہ صبح سے شام تک ایک خریدار نہیں آتا انکے ہاتھ فروخت کریں۔ صاحب کلکٹر نے اسکی تحقیقات کر کے ٹھیکہ داروں سے کہا کہ بسبب قشریف آدمی اس درویش بالکمال کے یہ بلا تم پر یہ نازل ہوئی ہے مگر جاوید درویش ملک عرب کو جانوالا ہے اسکے جانیکے بعد پھر تمہاری دکانیں دستور سابق جاری ہو جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ قیامت تک بھی اثر اس درویش کا یہاں سے نہاویگا۔ افرانوں میں اگرچہ سید صاحب کے ساتھ فائدہ پہنچ گئے صرف سات آٹھ سو آدمی تھے مگر باہر کے مہمانوں کی اسقدر کثرت تھی کہ روزانہ دو ہزار آدمی سے کم کھانا کھا دالے ہوتے تھے لیکن بفضل انہی بزرگ تہم سید صاحب کے کھانا بھی اس کثرت سے آتا تھا کہ سب آدمی سیر ہو کر منور رہ رہتا تھا۔ سید صاحب کی داد و دہش کا بھی یہ حال تھا کہ جس سائل نے ہوا لگا وہی اسکو دلایا بقول شاعر، ست رشت آہن بان مبارکش ہرگز، مگر یہ اٹھان نا آگہ الا اندر شیخ عید اللطیف صاحب سودا گروں کو چونکہ ذمہ یہ کام داد و دہش کا سپرد تھا فرماستے تھے کہ قریب دس ہزار روپے نقد کے بقام کلکتہ ساٹھ سو گئے۔

صاحب فخر احمدی اور نواب میرالدین حرم دونوں متوجہ اتفاق تھیں کہ تہہ پہلے افق برنگالہ میں ایک ٹلا مالدار ہندو سیٹھ ہمسرہ قارون رہتا تھا ایکرات کو اسنے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑی ایسی بیڑی آسمان سے نازل ہوئی وہ اس بیڑی میں چڑھ کر آسمان پر گیا ایک دروازے سے آسمان میں داخل ہو کر اسنے ایک شخص جو شر و خوش لباس کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور اسکے نزدیک بہ آداب تمام اسکو سلام کیا اور پوچھا کہ حضور کا اسم شریف کیا ہے اسنے جواب دیا کہ میں حضرت آدم علی باپ سائل بنی آدم کا ہوں (سب ٹھ صاحب نے کہا) کہ اس کرسی نشین سے باتیں کر نیکے وقت جو میری لگا بائیں طرف کو جا پڑی تو دیکھا کہ وہاں ایک دروازہ ہے اور اس دروازے کے اندر سے عجیب شور و شر

اور نالہ و فریاد برپا ہو رہا ہے جب بیٹے غور سے اس کے اندر لگا کی تو دیکھا کہ آگ کے بڑے بڑے شرکاز اور انگارے اچھل رہے ہیں اور دھوئیں کا دل بادل ہو کر سارے مکان کو گھیرے ہوئے اس مکان کے اندر سے ایسی بدبو آتی ہے کہ دلخ پر آئندہ ہوا جاتا ہے اور سبز بن کی آواز فریاد اور آہ و نالہ و زاری سے دل پاش پاش ہوا جاتا ہے یہ کیفیت دیکھنے کے ساتھ ہی میں بیہوش ہو کر گر پڑا تب اس کرسی نشین نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اسکو یہاں سے اٹھا کر دہنی طرف والے دروازہ پر لیا اور جب میں وہاں لایا گیا تو اس دروازے کی نیم چتر شیشی کے میرے ہوش و حواس درست کر دیے تب میں نے اٹھ کھڑا دیکھا کہ اس دروازے کے اندر عمدہ مکانات میرے اور باقوت اور زبرد و موتیوں سے بنے ہوئے ہیں درخت سبز اقسام اقسام کے سیودن سے لے کر لے آئے جانور چھپے کر رہے ہیں اب صفائی کی ہنرمیں نہایت لطافت اور خوبی سے جادری ہیں یہ کیفیت دیکھ کر میرے دل کو بہت سرو ہوا تب میں نے اس کرسی نشین کے پاس جا کر حال اُن متضاد مکاناتوں کا پوچھا اسنے فرمایا کہ یہ ہر طرف بہت بریں جائے سکونت مومنین و مومنین کی ہے اور بائیں طرف دوزخ و نفاق و کفار و شرار کا ہے جو موتوں اور غیر اللہ کو پوجتے ہیں اور یہ دونوں کے حکم کو نہیں مانتے اور تو کہ زمرہ کفار و شرکین ہے اگر تو اسی کفر پر مگر تو تیرا ٹھکانا یہی دوزخ ہے جسکو تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا چونکہ ابھی قبری موت نہیں آئی تھی کہ ابھی اطمینان ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے بہت پرستی اور کفر سے تائب ہو کر مومن موجد ہو جائے اور بہشت بریں کو جسکا تو ابھی نظارہ کر چکا ہے اپنا ٹھکانہ کر لے۔ بعد فرمانے اس تفصیل و تشریح دونوں مکاناتوں کے اس کرسی نشین نے فرمایا کہ در نیو لایک ہادی من اللہ سید احمد نام جج بیت اللہ کلکتہ میں وارد ہے اور غریب ملک عرب کو جانیا اللہ تبارک و تعالیٰ کو جا کر اس کے ہاتھ پر کفر سے توبہ کر کے مومنین موجدین میں داخل ہو جا۔ جب وہ سیدہ یہ خواب دیکھا اٹھا تو بیوقوف بسوازی ڈاک گارسی سلمہ سے طرف کلکتہ کے روانہ ہوا اور کلکتہ میں پہونچ کر فوراً حضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ خواب کا حضرت کے روبرو بیان کر کے کفر سے توبہ کر کے مومنین میں داخل ہو گیا حضرت نے حسب قاعدہ اسکی حقنہ کر کے اول محتون خانہ میں داخل کر دیا اور بعد وہ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے گھر کو وہ واپس چلا آیا۔

ایک نام نہاد ہندو مسیح کا ایک بچا خواب دیکھ کر حضرت کے ہاتھ پر ایمان لایا

انہی دنوں میں جب شہر حضرت اور حضرت کے خلفائے و خط و نصیحت کا کلکتہ میں ہو رہا تھا انگریزوں کو بھی حضرت کے کلمات نصیحت آمیز سننے کا شوق ہوا معرفت حاجی جیول بخش صاحب نام ایک مشہور سوداگر کے آپکی خدمت بابرکت میں درخواست بھیجی کہ ایک روز تکلیف فرما کر ہم شتا تون کو

بھی اپنے کلمات ہدایت آمیز سے سرفرازی بخشے۔ حضرت نے مولانا محمد اسحاق عیسیٰ صاحب شہید کو آنکھ پاس  
 بچھڑایا۔ اس دن قریب دہشت ہزار کے ہم اور صاحب لوگ آپکا وعظ سنتے کہ جمع ہوئے مولوی صاحب کے ساتھ وقت  
 ایک دو تین اور حاجی جویون بخش صاحب سوداگر تھے۔ مولانا نے نوے ہجرت کا بیان شروع کیا اور اس روز  
 شہر اور فصاحت اور بلاغت سے یہ بیان ہوا کہ دہشت ہزار سالہ عین کی رو سے نوے ہجرت کا بیان بندہ کو بخیر  
 و مال سے آسودہ کو بچھڑے ہوئے دہشت ہزار سالہ عین سے بڑا فتنہ و وعظ کے انگیزوں نے بہت سی شہر خاں  
 بطور انعام کیے آئینہ بنی چارین مگر مولانا نے قبول نہیں فرمایا اور کہا کہ ہم لوگ محض خدا کے واسطے بیان  
 کرتے ہیں اور اسکا عوض کسی سے نہیں لیتے۔

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اٹھارہ قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسحاق عیسیٰ صاحب شہید و وعظ فرما رہے  
 تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں اس کے جواب میں  
 مولانا نے فرمایا کہ ایسی باتیں دریا اور غیر متعلقہ سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے اس وقت پنجاب  
 کے سکوان کا ظلم اس خدا کو پہنچ گیا ہے کہ آپسٹریا کو کیا جائے۔

یہ وقت قیام کلکتہ کے ایک بڑے شہر و برہے فاضل عبد الرحیم مراد بہ عبد الرحیم سے مولانا محمد اسحاق عیسیٰ صاحب  
 صاحب شہید نے بحث کر کے اسکو راہ راست پر لانا چاہا تھا کہ یہ عبد الرحیم مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کاشاگر  
 اور مولانا محمد اسحاق عیسیٰ صاحب کا ہم سبق تھا۔ اسکی طبیعت روز اول سے نہایت پیچیدہ اور بالائی تیر تھی اس کے  
 تیر تھے اور پیچیدہ سوا اول کو شکر شاہ صاحب فرمایا کہ اس عالم سے بھگواندیشہ ہے کہ کہیں دہریہ نہ رہے  
 سو موافق اس پیشین گوئی کے یہ تحصیل علم مقبول کے شخص دہریہ ہو گیا تھا خدا کا بھی قائل نہ تھا اور یہ کہارتا  
 تھا کہ سیرت نزدیک قابل تعظیم تھا سورج ہے جس سے بہت نفع عالم کوین کو پیچیدہ ہے اسکو جو کہو سو بجا ہے کہ  
 سوا اول کوئی شے قابل عبادت و تعظیم نہ رہیں اتنی صبح شام یہ شخص سورج کو سلام کر لیا کرتا تھا ایسا بڑا عالم تھا  
 کہ کلکتہ کے سب لوگوں کو طفل کتب کہا کرتا تھا بلکہ ہندوستان بھر میں کسی مولوی کے علم کا قائل تھا اور وہ  
 اسکیل کو کہا کرتا تھا کہ وہ ایک ایسا عالم اور بہتر آدمی ہے اس گھنڈے سے سید صاحب کی خدمات میں  
 میں حاضر ہوا مولوی محمد اسحاق عیسیٰ صاحب نے اسکو سبھا نے اور قائل کر لیا ارادہ کیا تھا مگر اس میں  
 ہے کہ یہ شخص شقی الہی تھا مولانا صاحب کے اس ارادہ سے واقف ہو کر فوراً کلکتہ سے بھاگ گیا اور جہانک بھگواندیشہ  
 سے اسی عیسائی گھر گیا اور بقا بدوشتہ تقدیر کے وہ علم اور شاہ صاحب کی صحبت اسکو کچھ کام نہ آئی بلکہ اس کے  
 علم نے بھی اتباع نوشتہ تقدیر کے اسکا اثر ظاہر کیا۔

میں نے اپنے کمال حضرت کا قیام کلکتہ میں صاحب شیخ احکام الہی بہرہ ور علی مرگلی تب بیان سے

چھنے کی تیاران جوئے لیکن یہاں سے گیارہ جہاز کرایہ کئے گئے اور گیارہ ہزار روپے بطور ریل انکو پیشگی ادا کر دیئے  
 گئے۔ ہر ایک جہاز پر سوار ہونے کے واسطے اہل قافلہ کو حضرت کے تقسیم کر کے ہر جہاز پر ایک ایک لائق آدمی کو مقرر کیا  
 مقرر کیا اور بقدر بارہ ہزار روپیہ کے غلہ وغیرہ فراورادہ سفروہائی یہاں سے خرید کر ہزاروں پائالیاں - ہزاروں دم  
 جراباتی پر کہ جسکا ناخدا سید عبد الرحمن باشندہ حضرت مہربان اور معلم جہاز شیخ داؤد باشندہ سورت تھا حضرت  
 مع اپنے قرابت داروں کے سوار ہوئے جب سب اہل قافلہ وارہ چکے تو ناکر جہازہ نکلا اٹھا یا گیا۔ ورات دن  
 جہاز گنگا ساگر کے بیٹے پانی میں رہے تیسرے دن کیلا گھیا سے گزر کر جہاز کھاری پانی میں پہنچے۔ یہاں ایک  
 واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور میں آیا اور وہ یہ ہے کہ رو مانیت مندر کی ایک بیست ناک صورت ہونے کے  
 حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور و افادہ کبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے میرا ہر ایک جہازت کر کے میری  
 اندر ملا کر ہونیکو کیوں آیا ہے تو نہیں جانتا کہ میں وہ سمندر ہوں جسے ایک دم میں فرعونوں کو ملا کر دیا تھا اور  
 میں وہ ہوں کہ ہزاروں جہاز اور کشتیاں ہر سال میری اندر تباہ ہوتی ہیں اور میں وہ بحر محیط ہوں کہ ساری  
 زمین کو صبح ساکنان زمین کے گھر سے ہوئے ہوں اگر میں چاہوں تو ایک دم میں سارے ساکنان زمین کو غرق  
 کروں میں معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے ہزاروں گویا سب گرا سفد و خلعت کر اپنے ساتھ لے کر کیوں ملا کرنا  
 چاہتا ہے۔ سید صاحب نے جب یہ کلمات نہ سنے تو اس قدر سے کہنے لگا کہ یہ الہام ہوا کہ تو سمندر  
 سے کہہ دے کہ تو کسی غرور و تکبر کی بات کرتا ہے۔ میں اور تو وہ تو طلائع غلام اس جہاز اور قہار کے ہیں تو اندر  
 سے ڈرا و میرے ہر وہ مقتدر شیخ و گھار یہ کبر و منی فقط اسی رب الارباب کو شایان ہے جبکہ بحر قدرت کے سامنے  
 تو مثل ایک قطرے آجسکے بھی نہیں ہیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرض کرے بلا حکم اس تھا جس کے تو ایک حرکت کرنا  
 پر بھی قادر نہیں ہے جب حضرت کے موزہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور مودتہ سے سنئے جناب سمندر مثل جہاں تاب  
 ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل مید کھپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں تو  
 اس قادر کریم کی مخلوقات میں سے ایک اور فی المخلوق ہوں اور رات دن اُس کے خوف سے تھر تھراتا اور اُسکی  
 عظمت کے سامنے سر جھکا رہتا ہوں میری کیا طاقت کہ بغیر اُس کے حکم کے حرکت کر سکوں یا کسی کو اپنا سپہ پاسکوار  
 یا سپاہی یا رفیق آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب میں نے آپکو سنا پایا تو اب میں واسطے آپکا اہل  
 کے حاضر ہوا ہوں آپکا غلام فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں۔ اور یہ کہ رکشہات ہوا جب جہاز سمندر میں پہنچے  
 تو اسے سوچوں کے ہٹھ گئے اسوقت حضرت نے سب لوگوں کو حلی کر کے کمال قدر زور و زاری واسطے حفظ  
 اور ان جان و مال اہل قافلہ کے دعا کی۔ اور حاضرین آمین کہتے تھے۔ اسوقت حضرت کے اوپر ایک بالی طاقت  
 اور رشتہ ہوئی تھی کہ اس دعا کی قبولیت کی صدا ہر دہر و دوا پر سے لگتی تھی ہر گت اس دعا کے ہی وقت ہوا اور فر

رو مانیت مندر کی ایک بیست ناک صورت ہونے کے  
 حضرت کے سامنے آئی اور بہت غرور و افادہ کبر سے بولی کہ تو نے اپنی جان سے میرا ہر ایک جہازت کر کے میری  
 اندر ملا کر ہونیکو کیوں آیا ہے تو نہیں جانتا کہ میں وہ سمندر ہوں جسے ایک دم میں فرعونوں کو ملا کر دیا تھا اور  
 میں وہ ہوں کہ ہزاروں جہاز اور کشتیاں ہر سال میری اندر تباہ ہوتی ہیں اور میں وہ بحر محیط ہوں کہ ساری  
 زمین کو صبح ساکنان زمین کے گھر سے ہوئے ہوں اگر میں چاہوں تو ایک دم میں سارے ساکنان زمین کو غرق  
 کروں میں معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے ہزاروں گویا سب گرا سفد و خلعت کر اپنے ساتھ لے کر کیوں ملا کرنا  
 چاہتا ہے۔ سید صاحب نے جب یہ کلمات نہ سنے تو اس قدر سے کہنے لگا کہ یہ الہام ہوا کہ تو سمندر  
 سے کہہ دے کہ تو کسی غرور و تکبر کی بات کرتا ہے۔ میں اور تو وہ تو طلائع غلام اس جہاز اور قہار کے ہیں تو اندر  
 سے ڈرا و میرے ہر وہ مقتدر شیخ و گھار یہ کبر و منی فقط اسی رب الارباب کو شایان ہے جبکہ بحر قدرت کے سامنے  
 تو مثل ایک قطرے آجسکے بھی نہیں ہیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرض کرے بلا حکم اس تھا جس کے تو ایک حرکت کرنا  
 پر بھی قادر نہیں ہے جب حضرت کے موزہ سے یہ کلمات دلیرانہ اور مودتہ سے سنئے جناب سمندر مثل جہاں تاب  
 ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد مثل مید کھپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں تو  
 اس قادر کریم کی مخلوقات میں سے ایک اور فی المخلوق ہوں اور رات دن اُس کے خوف سے تھر تھراتا اور اُسکی  
 عظمت کے سامنے سر جھکا رہتا ہوں میری کیا طاقت کہ بغیر اُس کے حکم کے حرکت کر سکوں یا کسی کو اپنا سپہ پاسکوار  
 یا سپاہی یا رفیق آپکا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب میں نے آپکو سنا پایا تو اب میں واسطے آپکا اہل  
 کے حاضر ہوا ہوں آپکا غلام فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں۔ اور یہ کہ رکشہات ہوا جب جہاز سمندر میں پہنچے  
 تو اسے سوچوں کے ہٹھ گئے اسوقت حضرت نے سب لوگوں کو حلی کر کے کمال قدر زور و زاری واسطے حفظ



اور کراٹھ اور مریوں کا صدر کم ہو گیا اور جہاز شل برق کے اٹھنے چلے جاتے تھے۔ جب جہاز کچھ آگے بڑھے تو  
 چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا زمین کا نشان نہ رہا۔ جب طبع بنگال سے نکل کر جہاز مجاوی جزیرہ تک  
 کے پونچھے اُس رات کو حضرت تمام شب بیدار رہے اور مانند سبائون کے کبھی اوپر اور کبھی نیچے آنے چلے  
 تھے اور فراتے تھے کہ عفاریت (دلیہ) اور شیاطین اس گرد و لیل پر حملہ کرنا چاہتے تھے مگر خداوند تعالیٰ نے انکو  
 روک دیا کہ آپس پا کر دیا۔ جب صبح ہوئی اور جہاز جاسے خطر آگے سے پار ہو گیا تو خدا جہاز نے اُسکے شکر میں  
 حلو تیار کر کے مجلس ہولود شریف کی مرتب کی اور بڑے بڑے عربی و فارسی مولود مسعود کے اُس غلو کے کو تقسیم  
 کرا دیا۔ یہاں سے آگے چل کر بندر کالی کت اور بالا بار اور جزیرہ آریختی اور قحوظہ میں بقدر ضرورت توقف کرتے  
 ہوئے دریا سے بند سے نکل کر بحر عرب میں جا پہنچے۔ کتوڑ سے دن جہاز بحر عرب میں چل کر عدنان میں پہنچا  
 بعض معتبر راویوں کا یہ بھی بیان ہے کہ اس سفر دریائی میں ایک مرتبہ جہاز میں میٹھا پانی نہ رہا تھا نا خدا جہاز  
 نے اسکی اصلاح حضرت سے کی اور حضرت نے اپنے ایک حقیقی سے دعا کرنے کو بھیج گئے عین حالت و حاجت  
 انکو یہ الہام ہوا کہ اس مقام پر مجھے معذرت کا پانی میٹھا کر دیا ہے جو قدر چاہو جہاز میں بھر لو حضرت نے مالک  
 جہاز کو یہ بشارت سننا دی انہوں نے فوراً بقدر ضرورت خود اس جگہ سے میٹھا پانی بھر لیا۔ پانی نہایت  
 صاف و شفاف اور شیریں تھا۔ عدنان میں پہنچ کر بھی ایک ماجر نے عجیب اور واقعہ خوب ظہور میں آیا۔  
 جب حضرت مع چند آدمیوں کے ایک کشتی پر سوار ہو کر کنارہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہر عدنان بندر سے بہت  
 فاصلہ پر ہے اسوقت گرمی ہلاکی پڑ رہی تھی بسبب شدت حرارت کے ایک قدم بھی چلنا مشکل تھا۔ ان کوئی  
 سواری بھی موجود نہ تھی اور اکثر زمین پر چلنا پڑتا تھا۔ جب سواری کی تلاش کی تو معلوم ہوا کہ ساتتے واسطے پہاڑ  
 پر سے اونٹ کرایہ پر لے سکتے ہیں اگر اُس شدت طمشی میں اُس پہاڑ تک جانا اور اونٹ لانا محال بلکہ غیر ممکن  
 تھا اسوقت سب پہاڑیوں نے لاپار ہو کر حضرت کی توجہ چاہی آپسے فرمایا کہ جس چیز کی ضرورت ہوگی اسکو  
 اُسکو آپ پہنچا دیگا تم کچھ نہ کرو لیکن ہر آدمی سات سات بار سورہ فاتحہ پڑھ لے۔ ہمارے وہاں سے جو جب ارادہ  
 حضور کے سونے فاتحہ پڑھنا شروع کیا اور ابھی صدر معلوم سورہ فاتحہ کا پورا نہیں تھا دیکھا کہ جانب پہاڑ سے چلے  
 اونٹ چلے آئے ہیں اور بغیر بلا کے سیدھے آپ کے پاس چلے آئے۔ اور بلا خدا سب کو سوار کر کے شہر عدنان میں  
 لے گئے اور طرفہ یہ کہ آپ کے پہنچانے کے بعد وہ شتر بانوں کے کہیں غالب ہو گئے۔ واسطے دیکھ کر یہ کہ یہ چند  
 اونٹوں کو تلاش کیا مگر کہیں انکا پتہ نہ ملا چاہو کہ قاضی شہر کے پاس گئے کہ ہاں کرایہ جمع کر دیں جب وہ شتر بان آجکا  
 قاضی صاحب اُسکو دیکھ گئے۔ جب قاضی شہر سے شتر بان اور شتر بان کا حلیہ بیان کیا تو وہ بولے کہ نہ یہ ہے حلیہ  
 اور صورت کا کوئی شتر بان یہاں رہتا ہے اور نہ ایسے رنگ و رنگ کا کوئی اونٹ اس شہر میں ہے وہ کوئی

جہاز کا پانی شہر کا پانی تھا  
 جہاز کا پانی شہر کا پانی تھا  
 جہاز کا پانی شہر کا پانی تھا



بیٹھے گئے اور ایک دو مہرے کو مبارکباد دینے لگے :

اس کے بعد پندرہ رمضان المبارک کا گیارہواں بچہ رویت ہلال رمضان المبارک کے خادمان مسجد بیت الحرام نے اس قدر قد بلین اور چرخ اور چھاڑ فائوس روشن کئے کہ چکی روشنی افق آسمان تک پہنچ گئی اور بجائے شب تاریک کے روز روشن ہو گیا۔ رمضان المبارک کی راتوں میں جتنے مین دو بار سید صاحب تراویح کا غزوہ اور کریمیکہ واسطے مسجد شمیم تک کہ قدرتیں یکے کے بعد بازا اور ہائیسہ احرام باندھ کر کہتے اور بعد اوقات اور سحر کے نماز صبح سے اول فارغ ہو جاتے اور صبح کی نماز اول وقت شافعی فصلے پر پڑھ کر اپنے مکان کو پہنچ آتے۔ بیسویں تاریخ رمضان المبارک کو حضرت مجدد مہمبہ بیت الحرام میں مختلف مسجد گئے اور عید کا چاند دیکھ کر عید ادا سے نماز مغرب کیلئے اپنے مکان کو تشریف لائے۔ اور وہ شوال عید بھر کو مغلہ میں رہ کر طوفا خانہ گھمید کرتے رہے :

ملک عرب کے بھی بہت لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے قینیا بوسہ ملک بلنار کے قافلہ کا ایک بہت بڑا عالم جو فارسی زبان جانتا تھا حضرت کی بیعت مشرف ہوا اور حضرت نے اس کو ملک بغداد کی بیعت کے واسطے اپنا خلیفہ کر کے سند خلافت اور ایک نقل کتاب صراط المستقیم کو عنایت کی۔ اور شیخ عمر ہفتی کہ المعروف بہ محمد الرسول جو ہندو جہاں اشرع شیخ اہل مکہ تھے اور سیکہ عیشیل اور یہ جعفرہ قنون بزرگ بڑے صاحب کمال باوریا کہ معتقد سے تھے جب سید صاحب کہ معظم میں پہنچے تو ان بزرگوں نے اپنے کشف سے سید صاحب کا مرتبہ معلوم کر کے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی اور ان تینوں بزرگوں کا یہ حال تھا کہ جب سید صاحب طواف کیا کرتے تو یہ بھی اُس طواف میں شریک رہتے کسی دل کے اندھے اہل عرب نے ان بزرگوں پر اعتراض بھی کیا تھا کہ آپ ایسے بزرگ اور ولی کامل ہو کر سید صاحب کے ساتھ کیوں طواف کرتے ہو تو انہوں نے اُس ناچھ سائل سے کہا تھا کہ میں اپنے کشف باطن سے معلوم کر رہا ہوں کہ اس بزرگ کا ہر ایک طواف قبول ہو گا ورنہ یہی ہے اور جو لوگ اُس طواف میں آپ کے ساتھ رہتے ہیں ان کا طواف بھی مقبول ہے اس سبب ہم ہمیشہ اُن کے طواف میں ساتھ رہا کرتے ہیں :

جب ہلال مبارک عبدالضی شمسہ ہجری کا نظر آیا تو انھوں نے تاریخ یوم تردیکو امیر کھاج نے جو سلطان روم کی جانب سے ہمراہ قادیروم و شام و مصر کے آیا تھا منبر مسجد اکرام پر چڑھ کر کمال فصاحت اور بلاغت سے ایک خطبہ شتمل مناسک حج پڑھ کر سنایا اس وقت قریب ایک لاکھ آدمیوں کے حاضر تھے اُس دن بعد ادا سے نماز عصر کے نامی اہل مکہ اپنے اپنے گھروں کو مقفل کر کے اور بڑے لوگوں کو بطور پاسبان اختیار کر کے منہ کو روانہ ہوئے اور کل حاجی بھی اسی رات شہر منہ میں جا کر شعبہ باش ہوئے اور صبح کو قید آباد



شاہ صاحب ہونے کے ایک عجیب و غریب اور عبرت انگیز اور طریقت آمیز خواب اس طرح پردہ کیا کہ ایک بڑا فرزند  
 اور وسیع میدان سے آئینہ منیدہ فرش مثل براق نہایت عمدگی اور آب و تاب سے بچھا ہوا ہے اور اس فرش پر  
 بہت سے آدمی انسانی چہرہ اور عمدہ شکلوں والے لباس فاخر پہنے ہوئے حضرت علی کا ہم اند و ہمہ کی تشریف  
 آگئے منظر میں شاہ صاحب نے فریاد کیا کہ اے صاحب کمال تشریف آوری جناب میرا معلوم ہے کہ اسی فرش پر ایک کتبہ لکھا ہے  
 اگلا تھوڑی دیر کے بعد حضرت امیر جانب قبلہ سے نمایاں ہو کر رونق افروز اس مجلس کے ہونے اور مولانا صاحب کے  
 روبرو چارہ انور بٹھو گئے اور مولانا مدوح پیاس ادب آگے ماسندہ و زانو ہو کر بیٹھے حضرت امیر نے سوا سے شاہ  
 صاحب کے کسی دوسرے آدمی سے کلام نہیں کیا شاہ صاحب نے جناب امیر کو اپنی طرف متوجہ اور ہیران ہاگوار  
 اس موقع کو نیست جاگو چند سوال حسیہ ذیل عرض کئے اول یہ کہ چارہ ان فقہاء کے مذہب میں کونسا مذہب  
 آپ کو پسند اور مختار ہے آپ نے جواب دیا کہ ان میں کوئی مذہب بھی تم کو پسند نہیں ہے اور فرمایا کہ ان میں کوئی مذہب بھی  
 میرے طور اور طریقے پر نہیں ہے سب مذہب میں انفرادہ و تفرید ہو گئی ہے دوم آپ نے عرض کیا کہ ان مشہور طرق ادیان  
 میں کونسا طریقہ حق ہے حضور نے بطور رسد جناب امیر نے فرمایا کہ ان میں بھی کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں ہے ہر طریقہ  
 میں کچھ کچھ چیزیں باہر یعنی باخلاف بطور میرے لوگوں نے ایجاد کر لی ہیں اور اس وجہ سے مسکے سب ہمارے عام  
 اور طریقے سے بہت دور چلے گئے ہیں کیونکہ ہمارے عہد میں صرف تین طور کے شغل حصول تقریب الہی کے تھے  
 یعنی ذکر اور تلاوت قرآن اور نماز تھے اب ان لوگوں نے نہ صرف ذکر کو فعل مقرر کر لیا ہے اور تلاوت قرآن  
 اور نماز کو دو اصل اشغال حصول تقریب الہی کے شغل ہی نہیں جانے پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اگرچہ تم کو  
 بذریعہ چند طریقوں کے اقتساب اور قسمل آپ کی جناب میں حال ہے لیکن امید دار ہوں کہ بلاد اسطہ حضور کے  
 دست مبارک پر بعیت کروں اسوقت حضرت امیر نے اپنے ہاتھ پھیلا کر اسے بیعت لی اس بیعت سے بہت خوش  
 لگا الف) شاہ صاحب کے اعلان میں ہوا اس کے بعد شاہ صاحب نے عرض کیا کہ اکثر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آپسے  
 جھگڑتے تھے مگر اسکی اصل کیا ہے اور آپسے حق میں کیا حکم ہے حضرت امیر نے فرمایا کہ میری انکی شکایت بار بار  
 تھی یا فرمایا کہ جو بیک شکایت بار بار نہ کہ شکر یعنی باہم ہو گئی تھی مگر ناخبر لوگوں نے اسکو بہت برا حالیا اور دور دور  
 لیکھتے پھر شاہ صاحب نے عرض کیا کہ ملاں بھاحت اپنے کہ سید او گئی اولاد سے سمجھتی ہے جناب امیر نے فرمایا کہ  
 وہ سمجھتی ہے میں میری اولاد سے ہرگز نہیں مہیں پھر حضرت امیر نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ کسی شخص نے ایک کتاب  
 تیسوی زبان میں تصنیف کی ہے اور اس میں کھات میری حاکمیت کے لکھے ہیں تو اسکی کچھ خبر ہے شاہ صاحب  
 نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے اس میں انہی آدمیوں کے حال سے واقف ہوں مگر اسکی حقیقتات کو کے پھر  
 اور کچھ ایسے بعد اور چند باتیں جو شاہ صاحب کو یاد ہیں پھر حضرت امیر لکھا ایک اٹھارہ سہ قسط

شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ کسی شخص نے ایک کتاب تیسوی زبان میں تصنیف کی ہے اور اس میں کھات میری حاکمیت کے لکھے ہیں تو اسکی کچھ خبر ہے شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے اس میں انہی آدمیوں کے حال سے واقف ہوں مگر اسکی حقیقتات کو کے پھر اور کچھ ایسے بعد اور چند باتیں جو شاہ صاحب کو یاد ہیں پھر حضرت امیر لکھا ایک اٹھارہ سہ قسط

لاسے تھے بہت جلدی سے اور رونق افزا ہو گئے۔ اور شاہ صاحب نے اس خواب کو خبر کر کے اسکی نقلیں  
 بجا بجا ارسال کر دیں تاکہ اسوتفسیر میں خلل نہ ہو کہ کسی راہ اعتدالی کی اختیار کرے اور افراد و تفریط سے باز رہے  
 یہاں آگے تلک میں انہیں دنوں میں ادا داسے حج کے ایک اور عجیب معاملہ حضرت انگیر واقع ہوا۔ خواب  
 فریاد کر رہا اور صاحب مختصران باتفاق لکھتے ہیں کہ مولانا محمد اسلم شہید کی والدہ شریفہ بھی اس سفر میں اپنے  
 بیٹے کے ساتھ تھیں جو بعد ادا کے حج کے سخت بیمار ہو گئیں۔ اسوقت تک کہ یہ مخدومہ مسید صاحب کی ہدایت سے  
 مشرف نہ ہوئی تھیں بلکہ انکی بیعت کر رہے تھے انکو سخت انکار تھا اور اپنی خام نیالی کے سبب کجا کرتی تھیں  
 کہ مسید صاحب نے ہمارے گھر میں بیعت کی ہے اب ہم الٹی آگے ہاتھ پر کیسی بیعت کریں حالانکہ ان مخدومہ کے  
 شوہر مولوی عبدالغنی صاحب اور انکی لائق بیٹے مولوی محمد اسلم صاحب بلکہ اس زمانہ ان مکمل مرد اور  
 حضرت مسید صاحب کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ مولانا شہید نے انکا وقت اخیر دیکھ کر حضرت کے آقا  
 پر بیعت کر دیکھا اسلئے بہت بچھا یا مگر انکو کچھ ایسی آگے نہ لگئی کہ انہوں نے ہرگز قبول کیا تب مجبور ہو کر مولانا  
 خاموش ہو رہے اور بارگاہ الہی میں انکی ہدایت کے واسطے بہت دعا کی اور گرا گرا کر عرض کیا کہ اے بار خدا میری  
 والدہ کو کہ اب انکا وقت اخیر ہے اسی آگے نہ کہ وہ مسید صاحب کو چاہیں اور آپکے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور اس  
 بمعنی بہت سے آرائیں۔ مولانا کا تیرا نشانہ ملاو پر پہنچا کہ اپنے منہ سے پلے ان مخدومہ نے مسید صاحب کو مشرف  
 کو خواب میں دیکھا کہ سرائیز سے پرہیز ہے اور شافقت مار سے پیش آفتاب کے سچاں ہو رہی ہے نہ کہیں سایہ ہے  
 کہ جہاں ذرا آرام کریں اور نہ پانی ہے کہ جس سے چاںس بچھائیں۔ یہ مخدومہ بھی بحالت ہزار ہزار سایہ اور پانی کی  
 آتش میں باد صحر اور حیران و پریشان و غرق تھی تھیں ایسی حالت تباہ میں اسوقت انہوں نے دور سے  
 دیکھا کہ ایک جگہ پر خلعت کشید ایک مخدومہ سایہ میں شاواں و درخان کھڑی ہوئی عشرت عشرت کر رہی ہے  
 اس مخدومہ نے کسی آدمی سے پوچھا کہ یہ کون بالغیب لوگ ہیں جو ایسے وقت میں زیر سایہ کھڑے ہوئے ہیں  
 اٹھارہ تھے میں اس آدمی نے جواب دیا کہ یہ گروہ مردان حضرت مسید احمد صاحب ہے اگر تم بھی انہیں داخل  
 ہونا چاہتی ہو تو حضرت کی بیعت سے مشرف ہو جاؤ ورنہ اس عشرت عشرت میں داخل نہ ہونے پاؤ گی۔ یہ خواب  
 دیکھ کر مخدومہ بدو اس ہو کر سیدہ ہوئیں اور اسوقت مولوی محمد اسلم صاحب کو بلا کر یہ خواب انکو سنایا اور  
 کہا کہ مسید صاحب کو بلاؤ عرض اسوقت مسید صاحب رونق افزا ہوئے اور ان مخدومہ نے اپنے  
 انکا پر محضت کر کے گوال صدق آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور بیعت کے ساتھ سوئیں اور ساتھ ساتھ خیر کے راہی  
 آخرت ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۴

اسبے تیار ہی سفر دریشہ منورہ کی ہونے لگی ایک سوئیں کو شہر حضرت احمد پاشا حاکم مامہ مظفر کے کراہے



حذو کو کیونکہ اس قافلہ میں سوائے سادان خوراک اور پوشاک کے اور کچھ بالی و حسابات نہیں تھے اور شیخ احمد پاشا  
 نائب سلطان روم نے اس قافلہ کو میرے سپرد کر کے اس زمانہ میں پہنچا لیکن ضمانت مجھ سے لی ہے اگر تھو  
 لٹنا منظور ہے تو ہمارے پیچھے ایک قافلہ مغربی لوگوں کا آتا ہے جسکے پاس مال و اسباب و نقد و شہار  
 ہے۔ یہ مال مسکروا قطیعہ الطریق و ہرچ کوٹ گیا۔ اس بات کو آتا ہے وہ تین سید صاحب نے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب میں دیکھا کہ حضرت بیست امیر المؤمنین علیہ السلام اور حضرت  
 خاتون قیامت اور حسین رضی اللہ عنہم معین سکھائی عبادت کے واسطے اشرفیہ لائے اور ہر ایک بزرگ  
 نے حضرت سید صاحب کے ساتھ مبارک پراپنا اپنا نقد و کھار تعلق اور تعلق کی اور بیست ہی ہزار تین آٹھ  
 دین۔ خیر اسی رات کو بوقت نصف شبہ مدینہ منورہ میں پہنچ کر ایک منافع میں متصل ہو گیا جس کے بار  
 شہر کے مقام ہوا اور فجر کے دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی داخل شہر مدینہ ہوئے اور اس وقت مسجد نبوی میں  
 نماز اشراق ادا کی اور مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ چند روز  
 کراہہ کیا ایک مکان میں حضرت سکون گزین ہوئے اور باقی رکازات کو اہل قافلہ پر تقسیم کیا پچیس روز  
 تک وہاں مکانات متبرک کی زیارت میں معروف رہے اور اس عرصے میں بیست اہل مدینہ بھی آگئی  
 بیعت سے مشرف ہوئے چنانچہ منہج انکے ایک خواجہ الماس صاحب غوث مدینہ طیبہ اور سراج  
 اولیا مسجد نبوی کے تھے انکے ذریعہ سے سید صاحب کو بہت خدمت مبارک کی و اعلیٰ بھی طرح  
 پر حاصل ہوئی کہ دو دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر راقب بیٹھے  
 جب سید صاحب مدینہ منورہ میں رونق افروز تھے اس وقت مولوی سعید الدین صاحب بنگالی جو سبب  
 بیماری کے میں اپنے فرزند مولوی حمید الدین صاحب کے گھر میں رہ گئے تھے و انتقال کر گئے اور اسی انتقال  
 کے روز سید عمر معروف بن عبد الرسول نے جواب دیا کہ اور حق دان سید صاحب سے تھے مولوی  
 حمید الدین صاحب کو بشارت دی تھی کہ تم خداوند تعالیٰ کا شکر کرو کہ برکت بیعت سید صاحب کے ہونا  
 والد کی مغفرت ہوگئی اور یہ ذکر حضرت تمہارے والد کا میں نے ملاو اعلیٰ میں سنا ہے۔ اور اور مدینہ منورہ  
 میں بروز ذات مولوی سعید الدین صاحب کے سید صاحب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ آج مولوی سعید الدین  
 صاحب کا انتقال ہو گیا اور انکا ذکر ملاو اعلیٰ میں ہوا ہے۔ جب مدینہ سے سید صاحب کا قافلہ نکلا  
 میں آیا تو عند القابلہ معلوم ہوا کہ جس روز سید صاحب نے انکی وفات کی خبر دی تھی ٹھیک اسی دن انکا  
 انتقال ہوا تھا۔ پچیس روز کے قیام کے بعد موسم مراٹے دور کیا اور حضرت کے اہل قافلہ کے پاس سرائی  
 کیلئے موجود نہ تھے۔ پچیس سبب کسی قدر تکلیف و محنت لگی مگر انہیں کوئی آدمی دیر نہ چھوڑنے پر آمادہ تھا





ایک ہفتہ اور حضرت مین آپ کے ساتھ رہنے کا بہت طویل عرصہ تھا اس کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے۔  
 جب کہ یہ راخداش عار و دوستی میں انسان عمدہ سیرا و مستند و ان ایام میں موسم برسات کا اور مستند بہت  
 گرم تھا۔ آخر بعد قیام پندرہ روز کے محاسن سے روانہ ہو کر چار روز میں بی بی پو پنگی کے صاحبہا جہاز اس سرحدت  
 سے اپنے خراب موسم میں داخل ہوئے تو عامی اہل جہاز اور تجاران کہتے تھے کہ چالیس برس سے اوپر  
 ایسے موسم میں کوئی جہاز اس سرحدت سے نہیں آیا۔ ساکنان بی بی وقت سے آپ کی نشریات اور می کے  
 منتظر تھے مثل گلگتہ کے یہاں بھی ہزار ہا مخلوق آپ کی صحبت سے مشرف ہوئے چونکہ یہاں آپ کو زیادہ قیام  
 کرنا منظور نہ تھا اس واسطے علماء و شہر مئی سے چند غلیفے واسطے تریچ ہایت کے مقرر کر کے بی بی سے پھر جہاز روانہ  
 پر سوار ہو کر بعد شہر کے سفر ایک ماہ میں گلگتہ میں پہنچ گئے۔ پھر دو مہینے سے زیادہ دوبارہ گلگتہ میں مقام  
 رہا اور مثل سابق ہزار ہا خلقت اس وقت بھی آپ سے فیضیاب ہوئی ایک شخص سید محمد غلام جو برہما کے  
 لکاس سے سونا اور جواہرات لیکر گلگتہ میں آیا ہوا تھا آپ کی صحبت سے مشرف ہوا اور سند خلافت اور ایک اقل  
 صراط المستقیم کی ساتھ لیکھا اور اپنے ملک میں جا کر ہزاروں خلقت کو راہ راست پر لایا۔ بوقت واپسی صاحب  
 سید صاحب گلگتہ میں قیام تھے مولوی راشد نام ایک شخص بوجہ اپنے علم و فضل کے سید صاحب  
 کی طرف سے بالکل اپنے اعتقاد تھا ایک روز مولوی نعمت اللہ صاحب مولوی راشد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر انگر  
 سید صاحب کے پاس آئے سید صاحب وقت ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے سید صاحب نے  
 حسب عادت خود ان کو فوٹو لیا کہ اسلام علیکم کہہ کے کھانے کی تو انہی کی اور مولوی راشد کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا  
 کہ ہاتھ دھو کر شریک ہو جاؤ پھر دیکھئے ہاتھ سید صاحب کے معنی راشد صاحب پر ہوش ہو کر گر پڑے اور جب  
 ہوش میں آئے تو اپنے انکار سے توبہ کر کے بڑی حسن عقیدت سے سید صاحب کے ہاتھ پر معیت کی اور  
 معنی راشد صاحب فرمایا اگر تھے کہ پھر پڑنے ہاتھ سید صاحب کے تمام علوم حقیقہ یعنی منطق و فلسفہ  
 جو مانع نزول انور اتقی کے تھے میرے دل سے نکلے ہو کہ ہایت الہی متوجہ میرے حال کی ہو گئی تھی۔ مولوی  
 راشد صاحب کو سید صاحب اپنا ایک پیار میں بھی دے آئے تھے جب بعد نشر و نفاذ بری سید صاحب  
 کے عہدہ مفتی عدالت عالیہ گلگتہ کا خالی ہوا تو معنی راشد نے وہ پیرا میں اپنے دونوں ہاتھوں پر دھک مارا گا  
 الہی میں دعا کی کہ میری اس بزرگت اس کے میری دعا قبول کر اور عہدہ مفتی عدالت عالیہ کا میرے نام مقرر  
 ہو جائے پھر چند روز اسی دم قبول ہو کر معنی صاحب بلائے گئے اور سند تقرری اس عہدہ جلیلہ کی انکو  
 مرحمت ہوئی۔ بعد قیام دو مہینے کے گلگتہ سے کشمیر پر روانہ ہو کر راہ دیر سے گنگا شل سفر اول ہر ایک  
 شہر و تحصیل و دیار سے گنگا پر حسب ضرورت متوقع قیام کر کے ہایت کرتے ہوئے ۱۲ شعبان المعظم ۱۳۸۵ ہجری

کروا بد غیر مانع غری دو سال اور گیارہ مہینے کے پھر اپنے وطن والو قدین بخیر و عافیت نہایت فرما پوسے  
چنانچہ ایک بار گشتہ اپنی واپسی کی نہایت میں ایک قصیدہ کہا جسے حکو واسطے ملاحظہ ناظرین کے حرج

### قصیدہ

ذیل کرتا ہوں

<p>             جیکے لوحان سے ہے کند فرشتوں کی نظر              نہ سٹے برق آستہ اور نہ کوئی اختہ              یا ترقی پہ نبوی رو شش تازہ سحر              عقل اول بھی جیسے دیکھ کے رہا شہد              مشتعل و شہ عرش سے تھا اسکا گھر              تھی وہ غور شد سے بھی نور میں زیادہ نور              عرش پر جسکی تختی کا پہونچا تھا اثر              عرش سے فرش ملک برق سے تھا روشن تر              جو جنت سے چلے آئے نکل کر ابر              سجدہ شکر ادا سے کیا خوش ہو کر              جسم ہرگز نہ سنا تھا قبا کے اندر              کیا انوار سے یارب ہے زمین ارشاد فر              کیا خوشی ہے کہ چوین عیش طریح بگر              یارب اس بھید سے کچھ بھکا بھی تو اگر              گوش سے پیہ عقلت کو فزا باہر کر              جس شاوان میں ملک خوش ہیں ہر ایک جن              جہین ہر ایک ہے ولی عارف نیکو منظر              انکی ہمت سے ہوئی دین کو تلو زیت و فر              قاص بدعت و نامی اصول منکر              قاطع رسم زبون تابع حکم داور              حافظ و عالم و عادل سخی و نیک نظر              باطن اس طور کا پاکیزہ جو جیسا گوہر           </p>	<p>             سب کا اس قدر سے پڑ گنبد چرخ انضر              شمس سے روشنی شمس و قمر سے نہایت              جلوہ طور کہوں یا کہ شب قدر کا نور              بسطری دیکھنے وہ نور نظر آتا ہے              آسمان پہ جو نظر کی تو زبان فانوس              کر کے میں غور جو پھر روئے زمین کو دیکھا              تھا عجب طور کا چھوڑے زمین پر جلوه              شرق سے غرب تک نور سے تھا االامال              کیا عجب ہے کہ اگر سہند کے نظار کو              اس ترقی پہ عرض دیکھ کے میں غم نہ ہند              تھی عجب طرح کی و نکو سیرے اس دم جنت              تھا دل سے میں تفتیش دیکھ کے دریغ              کسا باعث ہے جو یوں ملک میں آبادی              شکل فردوس جو سرسبز ہوا یہ خطہ              یک بیک عینے آلی یہ مذا سے ہاتھ              اب تاک پہونچا نہیں شوق جان بخش تھے              آتا ہے قافلہ چکر کے وہ اس ملک پہ              انکے انوار سے روشن ہے زمین و فلک              ہے ہر ایک شخص وہاں آفرام معروف              حاجی کفر دل قائل کفار زجان              زمین ہر ایک ہے فرید اور و حیدر آوان              ظاہر آراستہ بر ملت بیضا سے خی           </p>
--	--

کند کاوش کسی میں نہ دیا کیسہ  
 کیا کروں قافلہ سالک اس کے درجہ میں  
 عاقل و فاضل و عالم و عابد و الٰہ جہت  
 عاقل و فاضل و عالم و عابد و الٰہ جہت  
 ترک تجرید و توکل میں فرید و دوران  
 مدد و لطف و حیا جمع جود و محبت  
 بحر جود و کرم گاشن عرفان نبی +  
 صدق میں ثانی انبیا کی مانند قوی  
 شرم میں حضرت عثمان سامیون پر حیا  
 علم و اور طرز میں سب طینت احباب  
 وعظ میں اس کے یہ تاثیر کہ پیلین کلہ  
 سید صفدر و عالی نسبت زینت دین  
 سید احمد و عالی حسب و فخر زمان  
 ہوتا مہموم اگر بعد نبی کے کوئی  
 سینہ صاف سے اس کے ہے خجل آئینہ  
 حق میں گرا ہوں کے تاثیر کچھ ہو سکی  
 ہو جو صحبت تیری تخلیہ تخلیہ  
 اسم اعظم کو جو چہد کرے وہ کوہ دم  
 خار کو با تھ لگا دے تو وہ ہو گلہ مستہ  
 رنگ میں گو کہ رہے سرخ زبان یا قوت  
 اس کی نظردن سے گرسہ رنگ تو ہوا شکم  
 نافذ جو ہے حقیقت کا یہ ہے کشتیان  
 علم کو اس کے مگر علم لدنی کہئے  
 آب پاشی سے تیری قوت بازو کے بڑا  
 غرض ہے تیرے نازی ہوئی خلعت میں تارک

لفظ حق صوفیوں کا لفظ ہے

نہ حسد دل میں نہ کینہ لبوں کے اندر  
 جس کے اوصاف میں تجرید بیان سے باہر  
 اشج و فصیح و فاضل و سخی و نیک نظر  
 زائد و مستحق و صابر و ذیبا نظر  
 علم اور خلق و یاشت میں و جہد اکبر  
 شکر و عفت و اذاعت شرف و انوار بشر  
 مشعل راہ طریقت حقیقت و سبب  
 جہاد و جہد میں اسلام کے ثانی عمر  
 اور مصیبت جنگ میں ہم طرز علم و صفہ  
 کافی ہے راہ شریعت میں ہے مستحکم تر  
 ثبات و عزری و منات اور میل بھی فرق  
 زیب اسلام و امام حق و عاجز سر پرور  
 رہبر راہ شریعت و خلع و پیغمبر  
 ہوتی اس نصیرین عصمت بھی اس کے اندر  
 نور ایمان سے ہے قلمبر مصطفیٰ گوہر  
 پوشش خون میں کرے کام نہ ایسا نشتر  
 لاکھ چلون سے بھی باطن میں ہوتا اشار  
 ہوں ملا جلتے میں گہسا کے سارے پتھر  
 رشک الماس ہو کر ہاتھ میں لینے کنک  
 سرو جو ج کی طرح ہاتھ میں اس کے انگر  
 کوئلہ ہاتھ میں اس کے ہو مثال عنبر  
 بحر و غار طریقت کا حقیقی و مبہر  
 جو کہ آتا ہے آتے سے وہ کے مستحضر +  
 پھر کے سر پہ ہوا خشک شریعت کا شجر  
 چرے بزار بھی ہر بیان میں سورہ کوثر

جس طرف دیکھئے تھیں ہر ساجد کی  
 آتی برسمت سے ہے باگ بانڈن کی حد  
 اس قدر مصرعین تیرے ہوئی افراط نماز  
 قلع بدعات ہوئی فیض سے تیرے ایسی  
 دیکھئے جسکو سو کرنا ہے کلام اللہ یاد  
 تیری تائید سے ایک خلق ہوئی ہے کچھ  
 ایک قدم دھرنے کی جاگہ بھی نہیں مان پئی  
 مستحانہ بھی نہا کر کے پڑھے اپنوں وقت  
 بھٹ ہوا دھوکے تہجد کے لیے ہے تیار  
 جو طاعت سے ہوا راہ خدا میں مصروف  
 تیری صحبت کے ہوا ہونے کسی کا طالب  
 افضل بالفضل ہے کچھ فرق نہیں ہے تجھ میں  
 تجھ سے باطن کے توازن ہوسے ایسے دست  
 سنکست تجھ پہ ہر ایک شے کی رہے نیست  
 نہ رہا میں وہ علت نہ وقایہ میں نشان  
 نہ ہے علم میں پتا اور نہ تو صبح میں کچھ  
 کچھ نہیں تیری شجاعت تو یاں کی محتاج  
 رستم و گئو شمشیر دیکھ بروئے ہوا  
 دیکھ اکوان بھی گر خواب میں تیری صورت  
 بیش جا کچھ نہ ترے سامنے فرعون کی موت  
 تیری دہشت سے اٹھے گورین فرود کئے نہ  
 لے ہا مان کو ہرگز نہ کہیں جائے دان  
 اس طرح تو لیگا تو حصن حصین کفار  
 زہر و شیر زبان خوف سے ہو با پانی  
 دانش لہون کی طرح نکلے کرے انشرہ

ہے ہر ایک شخص کی تحقیق سائل پہ فخر  
 جسکو سینے ہی کہتا ہے اللہ اکبر  
 لاکھوں تیار ہوئے ملک میں بھوسے میں  
 ہند سے رسم جری اللہ گنیں صد ایکس  
 ہڈ بھی ہر شخص نے تہذیب و ہدایت پر کم  
 تیری تنبیہ سے لاکھوں ہوسے خاسق  
 جو کہ چوٹی دھڑکی مسجد غنی پڑی صاف کندہ  
 سین سرا میں بھی آیا ہو کہیں اُسکے گھر  
 اپنے شوہر سے ہوئی ہے جو کوئی اہم بستر  
 جو پیرا تجھ سے جاغت سے ہوا وہ باہر  
 جسکو باطن کی ہوئی راہ کی ذرہ بھی خبر  
 دیکھا پچھلون سے تجھے جس نے مطابق کر  
 جیسے کاتب کوئی کہنے کو بنا وے مسطر  
 نہ قادی میں وہ تہمت نہ کتب کے اندر  
 درختار میں اُسکا نہ سہرا ہی میں اثر  
 خالی ہے نقشہ کا اس علم سے سارا دفتر  
 ہمارے چہرہ سے عیان ہے تیری شان  
 جو ذرہ ڈھیلی نکل جائے گلے سے کھتر  
 پھینک دے تیغ و سپر خوف سے کانپے تھر تھر  
 شہدائے کربلا کا ہوجون خط ناقص اتر  
 شدت خوف سے شداد کا ہو رنگ افر  
 کھینچے تو خشت سے گر تل پہ اُسکے تجھ پر  
 جدا محمد نے تیرے جو کہ اکھاڑا شیشہ  
 کھینچ کر تیغ کو حجب دار کرے تو اُسپر  
 پکڑے ہکا تو صدف جنگ میں سرا و نذر

میں در سجدہ قہری تر سے طاق ابرو باد  
 ہے یقین دیکھے چکر شمشپ پتھر روز مہتاب  
 جب کہ سے لشکر کفار پہ تو عزم جبار  
 جو نہ کجغت تیزی و عطا و نصیحت تانے  
 کافروں کا ہو تر سے سامنے یوں تپا کا  
 خاک پا سے تیرے اکسیر کو ہے کیا نسبت  
 فیض سے تیرے ہوا دم میں وید و دریا  
 رکن دین مولوی عبداللہی و شاہ اسماعیل  
 تیری صحبت سے ملائک کی کری خامیت  
 حق میں کفاروں کے صنیم کی طرح خوشنوا  
 نظر انا و زمان قبلہ اور بابر صفا  
 ذات سے تیری یتیموں کو بہت تقویت  
 تھا غضب ظلم کہ بیوہ مکر سے عقد نکاح  
 حسین راہنی ہو خدا ہے وہی انکو منقاد  
 جو مسلمان کر سے آئینے ذرا سا بھی سلوک  
 کیوں منافق ہو صورت کو تیری دیکھ کر  
 حق تعالیٰ کر سے اقبال تیرا و ذرا فریاد  
 تجھ پر کھٹے بلاریب ہے ادا و خدا  
 چاہ یزید میں گر سے یا چہ بابل میں پر ہے  
 موہنہ میں دشمن کے تیرے قند چو قفل کا  
 نوشدارو بھی اگر کھا دے امید شفا  
 یوں کہا ضرب سے آفت سے یہ جہ ہے منظور  
 اور گھرانے کی تاریخ میں یہ بیت ہو بھی  
 حاجیان حرم کعبہ بہ آواں مجید  
 چرخ حسن بھی تر سے طاق کھنوں سلا

کلر پڑھتے ہیں انہیں دیکھ کے کافر اکثر  
 گر شپے اٹھا ہی میدان میں کھا کر چکر  
 نصرت و فتح تیرے سر پہ ہو مانتا چھتر  
 ہے یہاں تم سے بھی رتبہ دینا وہ امتی کمتر  
 جس طرح تہذیب ہوا چلنے سے بجا گین چھتر  
 آدمی کو تو فرشتہ کر سے وہ مسرور  
 جیسے دروازہ پہ تیرے کیا اگر بستر  
 فیض سے تیرے ہوسے کانون کے مرفتر  
 گو کہ ظاہر میں نظر آتے ہیں عین شکل بشر  
 مومنوں کے ہے وہ شہقت میں پر سے بہتر  
 کعبہ اہل یقین داو دس ہر مضطر  
 زن بیوہ کے تو حق میں آدھ سحاب منظر  
 کھوئی یہ رسم زبوں رحمت حق ہو تجھ پر  
 آریو کا نا کھن خوف نہ کچھ جی کا ڈر  
 آئے کے بے مین نہ کوئی کر سے آئے بہتر  
 شیر بے کس طور سے خورشید کے آگے سپر  
 تر سے انصاف سے آباد ہیں ساتوں کشور  
 جلوہ گردات سے تیرے سہ چاشم منظر  
 کھائے دشمن تیرا اسلور کی بیڈھب کھو کر  
 ہو محبوب کے دہن میں تیرے خنجر شک  
 موہنہ میں دشمن کے تیرے ہو سے بجا ککر  
 فکر تاریخ میں جب نیچے کیا سنے سر  
 تہنیت دیکھے نیچے اور تر شمس کر کر  
 آئے حج کر کے بڑی دھوم سے اپنے گھر  
 رہے عجیب باطن سے نہایت خوشتر

وطن میں پہونچ کر کچھ عرصہ تک تو برست مکانات میں جو ان کی ایام غیر حاضری میں ٹوٹ پھوٹ گئے تھے آپ  
مستوفی رہے اس سے فارغ ہو کر سرحد جہاد کی تیاری کر سنے لگے اور ملازم احمد اسماعیل شہید اور مولوی عبدالحی  
صاحب وغیرہ ملا دو واسطے بیان کر سنے مضامین ترجمہ ہجرت اور جہاد کے اطراف بندوستان میں روانہ  
کردیا گیا اس وقت مسجد صاحب کے مکان پر بجائے مراقبہ اور مشاہدہ اور توجہ دہی کے فضیلت ہجرت اور جہاد کا  
بیان ہوا تلوار و بنندوق کی صفائی اور قواعد و چانداری اور گھوڑ دوڑ جو کرتی تھی اب بجائے صوفی اور ویش  
بشرخص نکلیا بنگیا تہیج کی عوض ہاتھ میں تلوار اور فراخ جبت کی جگہ جبت اسحاق اور پیدار مرین لباس پہنیا  
چون لوگوں نے آپ کے تابعین کو پہلے بصورت درویشانہ اور اب لباس و وضع سپاہیانہ دیکھا تو انکو سخت  
حیرتہ تھی ان دفون میں جو کوئی تھخہ تھائف آپ کے لئے لیکر آتا تو اکثر ہتیار یا گھوڑہ ہوتے تھے۔ انہی دونوں  
میں شیخ فرزند علی صاحب ثنائی پور بنیاس سے دو نہایت عمدہ گھوڑے اور بہت سے دردی کے کپڑے  
اور بنائیس جلد قرآن مجید تھخہ لیکر آئے۔ اور سب سے عجیب تھخہ جو شیخ صاحب موصوف لیکر آئے وہ ابوہریرہ نام کا  
ایک نابھوان بیٹا تھا جسکو انہوں نے شل حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے رام خدا میں نذر کر کے سید صاحب  
کے حوالہ کر دیا اور عرض کیا کہ اسکو اپنے ساتھ جہاد میں لے جائے اور تیغ کھارے اسکی قربانی کراستے۔ اس وقت  
بشر و قصبہ و گاؤں واقعہ پٹیش انڈیا یعنی انگریزی عملداری واقع ہند میں ملازمہ رکھوں پر جہاد کرنا عطا  
ہوا تھا۔ مگر برادر دور اندیشی معرفت شیخ غلام علی صاحب رئیس غلام اکہ آباد کے لایب نقشب گورنر ہما  
ضلع شمالی وغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھوں کی اطلاع دی گئی تھی جسکے جواب میں صاحب عمدہ  
سنے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو ہم ایسی تیاری کے مانع نہیں  
ہم اسکے بعد جب مسجد صاحب ملک یا تخت میں پہونچ کر سکھوں سے جہاد میں مصروف تھے اس وقت ایک سنگی  
سات ہزار روپیہ کی جو ہدیہ سام ہوکاران دہلی مرسلہ مولوی محمد اسحاق صاحب بنام سعید صاحب روانہ  
ہوئی تھی ملک پنجاب میں وصول نہ ہونے پر اس سات ہزار روپیہ کی واپسی کا دعویٰ عدالت دیوانی  
میں دائر ہو کر درگزی ہوا اور پھر منگام اہل عدالت مالید دیوانی (دعویٰ کورٹ) اگر میں بھی حکم درگزی بہن  
دے ہی بحال رہا۔

مولوی مرتضیٰ خاں صاحب لکھتے ہیں کہ جب سعید صاحب کو تشریف لگے تو انکی فیبت میں مراقبہ  
و حدیث میں چھ سکھ بہت غلیان ہوا کرتا تھا اتحاد کی نوبت پہنچنے والی تھی اور سب زیادہ مشکل یہ تھی کہ اسکے  
ترک کرنا بھی مجھے اختیار نہ تھا۔ رام پور وغیرہ کے سب موقوفین اور درویشوں سے اس غلیان کا علاج  
پہونچتا پھر مانتھا کسی سے اس دور کی دوا نہ بنائی۔ ایک بالکمال فہمیش نے مجھ سے یہ کہا کہ خاں صاحب

سکھوں پر جہاد کا وقت نہیں ہوا

اس وقت سکھوں کا یہ حال تھا کہ ان کی عدالت دیوانی میں

مولے سید صاحب کے اس خلیفہ کا علوج کہتی تھی نہو سیکھتا کیونکہ اس وقت ساری دنیا کے غنونی اور درویش  
 مثل ستاروں کے تھے میں اور سید صاحب مثل آفتاب کے جو جو وقت آفتاب طلوع ہوتا ہے سب ستارے  
 چمپ جاتے ہیں تمکو چاہئے کہ سید صاحب کی خدمت میں جاؤ میں لاچار ہو کر سید صاحب کی تلاش  
 میں کا بیرون کیا وہاں میرے چھ مہلک ہوئے کہ سید صاحب حج سے تشریف لے آئے تب میں بریلی آگئی تھی  
 میں حاضر ہوا سید صاحب مجھ کو دوسرے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا آؤ چھان بھالو آؤ سید صاحب میں نزدیک  
 گیا تو مجھ کو سید مبارک سے لگایا۔ پس میرا آپکے سینہ انوار خضیہ سے لگا تھا کہ وہ خلیفان نور احباب  
 اس وقت تقریباً دو ہزار شقیہ زن آپکے پاس جمع ہو گئے تھے جنکو آپ نے تین جماعت کر کے ٹوٹک کر  
 روانہ کر دیا۔ سواوی عید النبی صاحب اور مولوی محمد اعلیٰ صاحب وغیرہ خانہ راہی اپنی اپنی خدمت تہ خیمہ  
 جہاد اور ہجرت پوری کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ اب آپ بارادہ جہاد بریلی سے طرف ٹوٹک  
 کے روانہ ہوئے۔ ان دنوں میں بیعت بھی ہجرت اور جہاد پر ہوا کرتی تھی اگر لوگوں کو خلطو لکھتے جاتے تو ان  
 میں بھی یہی مضمون ترغیب ہجرت اور جہاد کا ہوتا تھا۔ راہ میں بھی اسی ترغیب کا دعوہ فرماتے ہوئے آپ  
 ٹوٹک میں پہنچے۔

صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ ابن ایام میں آپکے علم لدنی کی یہ کیفیت تھی کہ روانہ ہوا تھا تخیل اور  
 مولوی عبدالحی صاحب جیسے فاضل اجل اپنے شہادت طبعی آپ سے مل گیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے مولوی  
 وسید الدین صاحب سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی طبعی بات نہیں پوچھتے۔ انہوں نے عرض کی کہ جو مجھ کا مشکل  
 ہوتا ہے اپنے استاد مولوی محمد اعلیٰ صاحب سے دریافت کر لیا ہوں اور میرا یہ حوصلہ اور طاقت خواب  
 سے پوچھوں۔ آپ نے باطل تمام ارشاد فرمایا کہ کچھ تو دریافت کرو۔ اس وقت پھر مولوی وسید الدین صاحب  
 نے عرض کی کہ غسل کے مقدمہ میں دو حدیثیں آپس میں معارض آتی ہیں پہلی حدیث اِنَّمَا الْمَرْءُ مُرِيدُ الْوَلَدِ  
 (یعنی انزال سے غسل واجب ہوتا ہے) اور دوسری حدیث اِذَا جَاءَكَ الْغَتَانُ الْغَتَانُ فَوَسَّيَا الْغَتَانُ  
 (یعنی جب مرد کی شرمگاہ عورت کی شرمگاہ میں داخل ہوئی تو غسل واجب ہو گیا) ان دونوں حدیثوں میں تو فتر  
 کس طرح ہے سید صاحب نے فرمایا کہ انکی توفیق تو بہت آسان ہے کیونکہ پہلی حدیث خواب سے نقل رکھتی ہے  
 یعنی جب خواب میں انزال ہو تب غسل واجب ہوتا ہے نہ صرف دخول دیکھنے سے۔ اور دوسری حدیث ایڑی  
 سے نقل رکھتی ہے اور دونوں حدیثوں کا مطلب صحیح ہے۔ پھر مولوی وسید الدین صاحب نے پوچھا کہ ان کی ایک حدیث  
 اِنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ بِصَافِحِهَا عِبَادُكَ كَمَا يَصَافِحُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ (یعنی جو مرد مثل اللہ تعالیٰ کے  
 دہنے ہاتھ کے زمین پر ہے اس ہاتھ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے



اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ فرمایا کہ یہ حدیث متفقہ اہل سنت سے ہے۔  
 یہ اور وجہ قرآن و حدیث میں آیا ہے ویسے ہی یہ بھی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کعبہ عظام کے  
 واسطے قیام کی جگہ ہے جس کے فرمایا ہے مثلاً لئن لم یفکرن فی اللہ لکن ینزلن علیہم من السماء حجارة لعلہم یرجعون  
 اور خوف کرنے سے گناہ و بدعت نہ ہوتے ہیں اور لو ابھرا مل محو تا ہے۔ اور خواص کو ایک نسبت خاص ہے۔  
 جو وہم کو نصیب نہیں۔ پس اس نسبت کو اس طرح پر سمجھنا چاہئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد  
 کے افکار اور برکات حسب استعداد مرید کے مرید پر اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن انوار سے مالا مال ہو و ذوق فقیر  
 بہتر ہو جاتا ہے پس مرید بیاختہ چاہتا ہے کہ مرشد پر فدا ہو جائے اور قدم چھوئے مرشد اس کا شوق و ذوق بیکار  
 اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہے تاکہ وہ بیکار دست ہو جس کو کہ اپنی تسکین کرے۔ اسی طرح پرارباب نسبت حسب قوت  
 میں مشغول ہوتے ہیں تا ان کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بیکار ہو جاتا ہے وہ لوگ تو وقت ہجر اسود کا  
 بوسہ لیکر اپنی تسکین کر لیتے ہیں۔

یہ بھی ایک عجیب روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے جہاد کو نیکو تشریف لیا کرتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا  
 کہ آپ اتنی دور تک سکھوں پر جہاد کو نیکو کیوں جانتے ہو انگریز جو اس ملک کا کہیں ان دین اسلام سے کیا انکار نہیں  
 ہیں مگر کہ لکھنؤ میں اسنے جہاد کر کے ملک ہندوستان سے انہیں ان لوگوں کو آدمی ایک ان شریک اور بدکار  
 ہو جادو لگا کیونکہ سکھوں کو اس سفر کر کے سکھوں کے ملک سے پار ہو کر افتاتان میں جانا اور وہاں  
 برسوں تک سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جسکو ہم لوگ نہیں کر سکتے۔ سید صاحب نے جواب دیا  
 کہ کیا کا ملک چین کی بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ  
 سکھوں سے جہاد کر نیکی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادران اسلام پر ظلم کرتے اور افغان وغیرہ فراموش  
 مذہبی ادا کر نیکی فرما رہے ہیں۔ اگر کتاب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان تحریکات مستوجب جہاد سے باز  
 آجائیں تو ہمارے لئے اسنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور سرکار انگریزی کو مسلمانوں پر کچھ ظلم اور  
 تعدی نہیں کرتی اور نہ انکو کسی فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے ہم انکے ملک میں علانیہ و  
 کھتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں وہ کبھی فتنہ اور فتنہ نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اسکو  
 سزا دینے کو تیار ہیں ہمارا اصل کام اشاعت توحید انہی و احیاء مشن سید المرسلین ہے سو ہم ہمارے لوگوں  
 اس ملک میں کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا  
 بلا سبب گراویں۔ یہ جواب با جواب مسکرا کر غامض ہو گیا اور اہلی غرض جہاد کی سمجھ لی۔  
 صاحب مقالات طریقت لکھتے ہیں کہ جن ایام میں آپؐ کو ملک میں تشریف رکھتے تھے ایک دن

یہ روایت بھی ہے کہ جب آپؐ نے جہاد کا حکم دیا تو فرمایا کہ جہاد کا مطلب ہے جہاد فی سبیل اللہ

کھڑے پر سوار ہو کر کہیں کو شریف پہنچائے تھے بہت سے مرید اور خادم بھی ہزاروں کا سب تھے اس وقت  
 آپ کا گذر ہندو گاروں کے محلے میں سے ہوا وہ گولے لگاتے اپنے مکانوں سے نکل کر یہ ارادہ زیارت حضرت کے  
 باہر نظر سے ہو گئے ان لوگوں کا تہذیب و چھوٹا تو آپ کی نظر ہایت انراں لوگوں پر پڑ گئی۔ اس وقت وہ سب  
 لوگ مع زن و فرزند سلطان جو کہ آپ کی محبت سے مشرت ہو گئے اور دولت کوئین پر فائض ہوئے  
 در مسجد اقصیٰ تری عطا فرما دی اور کلمہ پڑھتے ہیں انہیں دیکھ کے کافر اکثر

نواب وزیر الدولہ مرحوم لکھتے ہیں کہ سید صاحب بار بار فرمایا کرتے تھے کہ فیض ایمانی جو  
 طاقت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز ترقی پر رہیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان جو کہ  
 شرک اور بدیہی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہو کر انار اسلام سے منور اور دین  
 و ملت سے مالا مال ہو کر شک افرائے زن بن جائیگے

سید محمد یعقوب آپ کے بھائی سے روایت ہے کہ بر وقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی  
 شہر یعنی والدہ سید محمد یعقوب سے رخصت ہوئے گئے تو اپنے اسنے فرمایا کہ میری بہن بیٹے تنگو  
 خدا کے سپرد کیا اور یاد رکھنا کہ جب تک ہندو کا شرک اور ایران کا رفس اور چین کا کفر اور افغانستان  
 کا فقا میرے ہاتھ سے محو ہو کہ ہرگز وہ سنت زلفہ نہ ہو سکی اندر رب العزت مجھ کو نہیں اٹھائے گا اگر  
 قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تکو دے اور تصدیق خبریہ خلاف بھی کرے  
 کہ سید احمد میرے رو برو گیا یا مارا گیا تو تم اس کے قول پر ہرگز اعتبار نہ کرنا کیونکہ میرے رب نے مجھ سے  
 وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کر کے مجھ کو مارے گا

آپ کے سفر جہاد سے پہلے (ظاہر سفر حج میں) بار بار آپ کو الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپ کے  
 پر فتح ہو کر پشاور سے تاوریائے تبلیغ مثل ملک ہندوستان کے شک افرائے چین ہو جائیگا۔ چنانچہ  
 ان منوار وعدہ آپ کے فتح سے آپ کا ہر ایک مرید واقف تھا

نواب وزیر الدولہ مرحوم یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ جب سید صاحب ارادہ جہاد کو کیا ہے وہ  
 ہوسے تو اس وقت ایک شخص عبدالحمید خان نام رسالدار رامپوری جو کام لشکر کوک میں در معاش  
 اور شہر مبارک شہر تھا ساری میں چلتے وقت سید صاحب سے دو چار ہو گیا اس وقت جو  
 سچہ اس کے تحت خدمت بیدار ہوئے تو سید صاحب نے بتانا اسی حالت ساری میں ہاتھ پھیلا کر اسکا  
 ایک ایک ہم شریک فریق کو فرمایا کہ اٹھو غافل صاحب بیت کرلو۔ ان دونوں نے اس وقت اپنے ہاتھ  
 پھیلا کر آپ سے بیت کر لی پس الفاظ بیت کا ختم ہونا تھا کہ ان دونوں بے معاشوں کا حالی اسی گھڑی گئی

بہت سے حکماء از ہند و گوارا اسلام

عبدالحمید خان رامپوری

اب وہی سید خان سرگودھو با شان سر آمد تھیاں و پر سر گار ان بنگیا اور سکی جمعیت طاعت سے  
اور سرکشی صوم و علوۃ سے بد گشتی۔ طعیان و فریان کی جگہ سنا جاتے بر زبان اور بجائے خندہ زنی گرا  
اور بجائے ہزل و بدل بیسج گویاں ہو گیا اور بدعتی مجلس جہلا و فساد صحبت اہل صلاح و تقویٰ و  
علم و اہل حق و یقین کا جویاں ہو گیا نہانک باؤیہ عشق الہی کی نوبت پہنچی کہ لازمست سرکار بزرگ  
پہنچو ڈرنگا خراسان کو چلا گیا اور وہاں بمقابلہ دُرانیان داد و شجاعت دیکر شہید ہوا ۹

وہی نواب مرحوم تحریر کرتے ہیں کہ قونک سے اجمیر تک مین ہزار کتاب سید صاحب کے تھا  
اس سفر میں بارہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب نقد میں اور بعض خاص خدام حضرت کے ساتھ ہوتے تھے  
تو میں دیکھا کرتا تھا کہ کبھی آپ ایک طرف مخاطب ہو کر سلام دیک کر رہتے اور کبھی سلام کا جواب  
دیتے یا کسی سے کچھ ارشاد کرتے یا کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ ظاہر یہ سلام  
یا سوال و جواب رجال از غیب یا ارواح یا پوتوں سے ہوتا تھا کیونکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک روز  
رجال از غیب کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سقر اور شہر میں میرے ساتھ رہتا ہے اور اس گروہ  
کا عجیب حال ہے کہ جس کسی تک یا شہر میں ارادہ و انتشار اور ترویج ہدایت پارتی جالی کا ہوتا ہے تو یہ چار  
قد سید بہت کثرت کے ساتھ وہاں جے ہو جاتی ہے اور جس تک میں اللہ رب العزت کو ہدایت کم  
کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ جامعہ قد سید وہاں بہت کم جمع ہوتی ہے۔ اور یہ بھی آپ فرماتے تھے کہ دو  
مال اس جامعہ قد سید کا ہے کہ ہائے مقام کے وقت یہ جماعت ہمارے لشکر سے ٹھہرے فاصلہ پر  
اُترتی ہے اور جب ارادہ الہی ہمارے کسی طرف کوچ کر چکا ہوتا ہے تو یہ جماعت اُسی طرف کو چلنے لگاتی  
ہے تب انکی روانگی کو دیکھ کر میں بھی خود بخود اس طرف کو چل پڑتا ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ بعض  
جگہ مہینوں تک اُسی سے رہتے تھے اور پھر یک یک چل دیتے تھے۔ یہ ایک ذرہ نیست بچو خانا اختیار  
در دست دیگر دست سکون و قرار ما

اُسی سفر کے ضمن میں صاحب حالات طریقت لکھتے ہیں کہ ایک روز سید صاحب اپنے لشکر کے لشکر  
قدائے حاجت کے لئے جنگل کو جاسے تھے اسوقت اپنے دیکھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے کا زین پوش  
بچھائے ہوئے اُسپر بیٹھا ہوا یہ شہر پڑھ رہا ہے شہر نے صبا گھستے از کو یہ فلا۔ نے مین آر، زار و بیا و نم  
راحت جانے مین آر، حضرت نے اس سے پوچھا کہ میان سوار اسکے معنی بھی جانتے ہو۔ اُس نے عرض کیا  
کہ نہیں تب آپ نے فرمایا کہ تم گھوڑے کے معنی سمجھاتے ہیں یہ فرار کا اسکے پاس بیٹھ گئے اور اُسکو اپنی چھائی سے  
لگایا اور تھوڑی دیر نہ تھوڑے ہی وہ اُس وقت غنق الہی میں مستغرق و از خود فرستہ ہو کر جیتی راحت کی پوچھ

ایک سوار کا حضرت کی ادنیٰ آواز سے سر و دم دی کر اٹھتا

صاحب مقامات طریقت پہ بھی لکھتے ہیں کہ مفتی الہی بخش صاحب کا نہ ہلا نہ چھوڑا سا توان و قدر شہری  
 ملامت و دم کا کھا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ساتھ کبریا سے جو پہنچے سپاہی تھا یعنی پڑھا تھا) وہ سب دیکھا تھا اب  
 سید صاحب کی بدولت کل سید ہو گیا۔ یہ مفتی صاحب باوصف اس قدر علم اور عقل کے کہ اس نے دایرین آپ کا  
 اتنی نہ تھا سید صاحب کی تحلیل پر داری کو اپنا شرف مانتے تھے۔ صاحب مقامات موصوف یہ بھی لکھتے  
 ہیں کہ جیسی شوکت اور منزلت خدا تعالیٰ ملے اگلے بڑے بڑے بزرگوں کو عنایت کی تھی وہ سب سید صاحب  
 کی ذات بابرکات میں جمع تھی۔ عجم خوجاں احمد دارندو تنہا داری پر سید صاحب کھیر سے بھرا دیا بیٹھ  
 اور وہاں سے سہارنپور وغیرہ میان دو آب کے شہروں میں گشت کرتے ہوئے براہ پانی پتہ کرناں تھا  
 مسئلہ ۱۲ ہجری مطابق مسئلہ ۱۱ عیسوی میں بارادہ جہاں اقام رکھ یا خستہاں کی روانہ ہو گئے  
 ایک مسئلہ پانی پتی کا بیان ہے کہ حبیب آپ پانی پتہ میں پہنچے تو وہاں ہر گشتیہ میں مبتلا ہو کر  
 بدست و پا ہو رہا تھا اپنے ہتھوڑے سے اٹھ نہیں سکتا تھا حبیب میر سے کچھ نصیب چیکے تو سید صاحب سے  
 دو چار ہو گیا اسوقت اپنے فرمایا کہ اے جوان اٹھ اور ہمارے ساتھ جہاد کے واسطے چل میں فوراً اسی وقت  
 دیکھا ہو گیا گویا کبھی مریض ہی نہیں ہوا تھا اور آپ کے ساتھ ہوا اور سب سے مرکون میں غریب جہاد  
 مولوی نجم الاسلام صاحب پانی پتی روایت کرتے ہیں کہ ایک روز سید صاحب اپنے فرمایا کہ ہمارے  
 تعالیٰ نے مجھے ایسی بصیرت عنایت کی ہے کہ میں دیکھ کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہستی ہے یا دوزخی اسوقت  
 مولوی صاحب موصوف نے پوچھا کہ حضرت میں کس فرق میں ہوں آپ نے فرمایا کہ تم تو شہید ہو یا پانچ تو شہید  
 اسی پیشین گوئی کے باہم غرض ۱۱ عیسوی بمقام احمد اہمال مولوی صاحب کے شہادت نصیب ہوئی  
 اور ائمہ کبار کی شہادت میں داخل ہوئے۔

### حصہ دوم

میں آپ کے سپاہیانہ اور بہادرانہ کارروائیوں کے شروع کرنے سے پہلے آپ کی پندہ و تاثیرات کا سبب اور  
 عجائب تعلیمات کے نکات کا کس قدر بیان بیان کر چکا ہوں کیونکہ ان کی درویشانہ زندگی کے صد واقعات  
 کا یا پلٹ اور تاثیر و ثقل بہت کہ دیکھ کر ناظرین کو عجب حیرت ہوئی ہوگی کہ یہ دلکش اور دلربا علم آپ نے  
 کس درجہ میں کیا جو کارسوز ناظرین یا تمکین پیر مغنی نے یہ کہ اس علم کو علم کہتی کہتے ہیں ظاہری تعلیم کہ  
 دیکھ کر ناظرین نے اس کا معجزہ خود خالق ارض و سما ہوتا ہے۔ مثل حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ اور ان کے حواریین  
 اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء اور بہت سے انبیاء و تابعین اسی درجہ تعلیم یا کہ پہلے

دنیا میں آچکے ہیں جنہوں نے کھوکھلا اور گروڑا خلقت کے ابالی دین بُرت پرستی کو اکدم میں چھوڑا کر موجد اور خدا پرست بنا دیا تھا۔ یہ بھی ایک قاعدہ قدیم ہے کہ جس سینہ میں یہ علم آتا ہے وہ سینہ پہلے سے علم ظاہری خاصہ و عام حکمت (یعنی فلسفہ و منطق) سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ ان کے دلائل منطقیہ طور پر نہیں ہوتے۔ اس مدرسہ کے متعلمین کی تعلیم کا نرا ڈھنگ ہوتا ہے۔ اس واسطے ان کا ہر ایک لفظ و نشین مثل تیر و لہر و درون کو جمید کر دیتا ہے۔ اس مدرسہ کی تعلیم یافتہوں کی ذہن پرستہ تاثیر کو دیکھ کر ہمیشہ دنیا کے لوگ انکو ساحر کہتے ہیں۔ ان بزرگوں کا رنگ و ہواک سیدھا سا اور مہر حل و حل رنگف اور تفسیر سے خالی ہوتا ہے۔ ان کے کلام میں اکثر سیدھی سیدھی مثالیں شامل ہوتی ہیں جس سے سامعین جلد سمجھ سکتے ہیں۔ تاثیر یعنی پھر دی اور غیر خواہی خلاق ان کے رنگ پنے میں سما جاتی ہوتی ہے۔ دنیا و لغز سے بے رغبت کرنا اور محبت الہی کو دلوں میں جانا ان کا سب سے دل کام ہوتا ہے۔ سب مؤرخ اس بات پر متفق ہیں کہ سید صاحب کی اور سب تاثیر اور فصاحت و بلاغت کا یہ رنگ تھا کہ اگر کچھ زبان مبارک سے صرف یہ کہہ سکر کہ افسوس سے ڈرو، دوسرے دوست کھینچ کر لے کر آجاتا تھا۔ بڑے بڑے بہ کار اور طاقتوں کی اسی وقت کا ایلٹ ہو جاتی تھی۔ اسی ذہن پرست تاثیر کے سبب آپ کے مخالف اور شقیان و تملع کا عدہ قدیم (انکو یاد کر کہتے تھے اور آپ کے رو برو آنے سے ڈرتے تھے اور کہتے کہ جو کوئی آپ کے سامنے جائیگا وہ سحر ہو کر گریہ ہو جائیگا۔

مولوی عبداللہ عبداللہ بوسند کہتے ہیں کہ حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ کے ہاتھ پر چالیس ہزار سے زیادہ ہندو و غیرہ کفار مسلمان ہوئے اور میں آلاکھ مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جو سلسلہ بیعت بزرگ آپ کے تلمیذوں اور تلمیذوں کے اس وقت تک تمام روئے زمین پر جاری ہے اس سلسلہ میں تو کہ بڑے اور آج بھی آپ کی بیعت میں داخل ہو کر اس شان و عظمت کے مستحق ہو چکے ہیں۔

جب سید بہ قدس لوگ تعلیم یافتہ اس مدرسہ دہلی کے تشریف لائے ہیں تو ان کے ساتھ آسمان سے برکت نازل ہو کر انسانوں کے دلوں میں داخل ہو جاتی ہے اس وقت خود بخود ہر سعادتمند واسطے طلب حق کے چلنے لگتا ہے اور ہر داعی و راصح کے کہنے کو ترویل سے سنتا ہے اور محبت و محال شائق کی آنکھوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔

انکی تشریف آوری سے پہلے گویہ ہزاروں عالم موجود ہوتے ہیں مگر اپنے علموں کو مثل افسانہ کے سیکر کر طبل ہزار آستان کو طرح سے چپکتے پھرتے ہیں پھر وہی عالم ان بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت اپنے علموں کی اصل حقیقت انکا ہمدرد شیار ہو کر حل کو جنم دیتا ہے علم کا اور خلاص کو نتیجہ فہم کا کر کے سخن آرائی اور تکلف سے نیاز ہو جاتے ہیں اور بہت سے نامہ خلوت گزیر اور درویشان چلہ نشین انکی تشریف آوری کے وقت اپنے محاسن کو نہ پراگاہ کر اصل نفس آکرہ اور حصول رضا سے الٹی کو برنڈ کر لیتے ہیں اور نام و نشان اور رعب جاہ کو اس وقت پس پشت

پہنکدیتے ہیں۔ اور ان سے تینوں کے ٹہر سے قبل گودا خلیفان چرب زبان ممبروں پر چڑھ کر بہتیری فرما دیا کرتے رہتے ہیں مگر اگر ان کو کوئی دلوں پر جیسا چاہتے ہیں ہوتا اور ان کے کلام کو فاساد سے زیادہ نہیں سنتے جب نزول برکت کا زمانہ آتا ہے طلب حق کا ہر کس و ناکس کہہ دلوں میں، دلوں میں پیدا ہوتا ہے اس وقت ہر آدمی ان کے وعظ و نصیحت کو اتفاقاً سمجھ اور ضرورت سے سنتا ہے اور ہر محفل میں حق طلبی کا چرچا شروع ہوجاتا ہے صرف اعتقاد و انزلی ہی اس سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں تاہم اس انتشار برکت کو حدیث شریف میں بقول امانت تبصر فرمایا ہے: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَمَانَةَ تَنْزِلُ فِي جَدَارِ قَلْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ يَكُونُ مِنَ الْكَلَامِ ثُمَّ يَكُونُ مِنَ السَّمْعِ ثُمَّ يَكُونُ مِنَ الْبَصَرِ ثُمَّ يَكُونُ مِنَ الْيَدِ ثُمَّ يَكُونُ مِنَ الْقَدَمِ** آخری سب سے آخری قرآن مجید اور حدیث شریفہ کے اصل مطلب کو سمجھنے لگتے ہیں پھر حجت و ثبوت لایا اور یہی سب سے صاحب کی بھی وہ برکت مصطفیٰ حدیث نازل ہوئی تب مولوی محمد اسحاق شہید کو تقویت الایمان و حیرت کیا یہ لکھنے کی محنت پیدا ہوئی اور کتاب و سنت کو لوگ سمجھنے لگے۔ چنانچہ اسی برکت کا اثر اس وقت اکثر دلوں پر ابھرتا ہے چلا آتا ہے اور بغض حل اس سے خالی ہوتے جاتے ہیں و

مسئد صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت سیدھی سادی تھیں جس سے عالم و جاہل دونوں پر مستفید ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اللہ سے محبت پیدا کرنا تو حید اور اتباع سنت پر قائم ہونا۔ شرک و بدعت سے بچنا شکر و قنوت و قنوتی میں کامل ہونا۔ اپنی تعلیمات کا خلاصہ اور لب و لہجہ تنبیہ الغافلین میں آپ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کی خدمت میں عموماً اور جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر یا میرے خلیفوں کے ہاتھ پر اس سلسلہ میں محبت کی ہے خصوصاً میری یہ عرض ہے کہ اس ناپاک دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر ایسے گروہ چمکیں اور ایک فتنہ بھرا سنی حجت کو اپنے دل میں بگڑ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو ہر حال میں مقدم رکھیں اور یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مقدم چلنے سے حاصل ہوتی ہے پس اول کلمہ لا الہ الا اللہ کو (یعنی سوائے خدا کے کوئی دوسرا لائق عبادت کے نہیں ہے) پھر کربہ اعتقاد رکھیں کہ اولاد و بی نشتا ہے اور مراد وین وہی پوری کرتا ہے غرض ہر قسم کا نفع و نقصان اس کے ہاتھ میں ہے سوائے اس کے کہ کیا کچھ بھی اختیار اور تصرف نہیں ہے اور محمد رسول اللہ (یعنی محمد اللہ کے پیچے رسول ہیں) سمجھ کر کوئی بات یا کام خواہ دینی ہو یا دنیوی غلط ارشاد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار کرین پھر اور میں حضرت کے اہل کو مقدم جانیں و

مقدمہ صراط المستقیم میں لکھا ہے یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت کا اور دنیا و حقیقت اللہ کی صرف اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ حدیث میں **كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ**

یعنی اندر آئے کہ دل کی محبت تمام دنیا اور مایہ اس سے بڑھ کر ہو سکے اور لڑ کو غیہ و اذیہ میں نہ ہو سکے۔ (یعنی ایمانیوں کی محبت میں پھر بریں) اس محبت اور عشق کی بریں کا بیان یہ ہے۔ اگرچہ اس میں محبت  
 الہی پر تمامی صوفیہ کرام بلا ساری خلقت مشفق ہے لیکن اس میں ایک نکتہ ایسا باریک ہے کہ اس زمانے کے لوگ  
 اس نکتہ کو سمجھنے سے محروم ہیں۔ ایک تیز اور فرق ہے درمیان حبیب عشقی اور حبیب ایمانی کے۔ وہی ادا قافی  
 کے بہتیت بعض عوام صوفیہ انبیاء علیہم السلام کے حالات کو ساتھ احوال اہل عشق اور موجد کے مطابق نہ  
 پا کر مسرت کی سرور کی آٹھ آٹھ ہرین اگرچہ یہ وہ طریق یعنی طریق انبیاء علیہم السلام اور لہ اہل عشق  
 سرور و جہد اللہ کی راہوں میں ہے۔ ہرین گزراں دونوں کے حصول کے طریقہ اور سموات آسمان و ثمرات علیحدہ علیحدہ  
 ہیں۔ ہر ایک ایک یونانی حکیموں کا علاج اور ایک ڈاکٹر کا علاج ہے۔ دونوں حصول صحت کے طریقے ہیں مگر انکی  
 نسخے اور مسلمات اور طریق استعمال اور نام صحت علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سو تفصیل اور تیزان دونوں محبتوں کی  
 اس طرح پر ہے کہ مراد عشق اور محبت نفسانی سے ایک قافی اور شورش ہے کہ سبب ملنے سے مطلوب اور محبوب  
 کے انسان کے باطن میں پیدا ہو کر تمام فرائض باطنیہ میں سرایت کر جاتی ہے اور انتہا اس کے فرائض مطلوب  
 اور وصال محبوب کا سہارا پر عشق اول قلب میں جو تمام نفسانی کیفیات نفسانی کا ہے جگہ پڑ کر پھر اس سے  
 باطن میں پھیل جاتا ہے اور آدمی کو دیوانہ اور مخون بنا دیتا ہے اور جب شے محبوب ہوتی ہے تو شہ فرقا  
 ٹھٹھا ہو کر کیفیت مشقی غافل ہو جاتی ہے۔ اور محبت ایمانی یعنی محبت عقلی سے یہ مراد ہے کہ کوئی آدمی کسی شے  
 کے فوائد و منافع اور انکی طرف اپنے تعلق ہر سہ پانچا ہو کر اس شے کے مسائل کو نہ کہ شوق اس کے دل میں  
 پیدا ہو اور یہ شوق یہاں تک بڑھتا ہے کہ تمامی تکلیفیں اور مشقتیں جو اس کے حاصل ہونے میں پیش آتی ہیں  
 انہیں تسلیم ہو جاتی ہیں اس سبب کہ محبت کی شہادت باندھ کر ہر قسم کے جلد اس کے حاصل کرنے کے واسطے کرتا  
 ہے اور اختیار نہ سمجھتا اس کی طلب میں اپنے کو مشاویہ ہے (اور یہ محبت اول عقل میں جو خزانہ معلومات  
 کا ہے جگہ پڑتی ہے اور جیسے پانی و خون کی جڑ اور شاخوں اور پتوں اور پھولوں میں سرایت کرتا ہے ویسے یہ  
 یہ محبت تمام توانیے باطنیہ میں پھیل جاتی ہے تب جو فکر اور اندر عقل میں آتی ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے کرتا ہے  
 اور طرح طرح کے ارادے اور محبت میں اس کی طلب کے واسطے طلب مشقی میں اور ہر قسم کی مشقتیں اور ترکان و فرائض اس کے  
 واسطے گزارتا ہے اور یہ محبت عشقی کا زائل ہونا عقل و شعور کا ہے سو محبت کے اور تر حد ایمانی کا فنا ہونا محبت  
 اور لہ دیکھا ہے کہ وہ جو کچھ کہنا ہے محبت کے کہتا ہے اور کچھ کہتا ہے محبت کے کہتا ہے اور یہ حصول رسانہ دیکھا  
 محبت کے ہر ایک چیز اس کے حصول نظر آتی ہے اور جو کہ محبت عقلی کا جائے قرار عقل ہے واسطے کسی معارض کو نہیں  
 گنجائش نہیں ہے۔ اور محبت عشقی بجز وصال محبت کے زائل ہو جاتی ہے مگر محبت ایمانی یعنی محبت عقلی وصال





اللہ کا کہ بسط محض اور مجرد ہوت ہے اس طرح ہر ایک ذہن میں قرار کرتی ہے کہ ہر بصیرت اسکی ہر وقت بجانب  
 اس مفہوم کے مٹی رہتی ہے اور اسکی تمامی قوت و دراکہ مثل آنکھ کے اس مفہوم پر مکملی لگا ہے رہتی ہے اور اسکی  
 ماسوا کی طرف ہرگز التفات نہیں کرتی پس اسکا نام اسکی یہاں فکر ہے۔ پس جب طالب اپنی ہمت سے  
 اس مفہوم میں استغراق قوی حاصل کرتا ہے اور وہ تجلی اسکی جان کا پوند ہو جاتی ہے تو اسوقت اسب سے  
 زیادہ لطیف اجزاء سے ساکت ہے کہ وہ روح الہی ہے اس مفہوم یعنی تجلی کے ساتھ مل جاتی ہے تو وہ تجلی روح کی  
 اصل کی طرف اسکو کھینچتی ہے۔ اور روح الہی جو عالم پاک سے ہے اور جسکی شان میں قل ان روح من  
 امری کہی (یعنی روح رب کا ایک حکم ہے) آیا ہے بسبب بند ہو جانیکے اس جسم خاکی میں اپنی اصل کو محدود لگتی  
 ہے اور اسکی آئینہ ادراک نے رنگ پکڑ لیا ہے پس جب بسبب نذر اس تجلی کے اسنے رنگ خوردہ ادراک کو  
 سبقت لے لے گا اور عکس کائنات حق کا اپنے اندر دیکھنے لگتی ہے جیسکہ آیا ہے ان الله خالق  
 الذنوب علی صلوٰۃ ربکم (یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو ہم شکل اپنی تجلی کے بنایا ہے) تب اپنے اصل میں فراموش  
 نہ کہ یاد کر کے اپنے اصل کی طرف بلنا چاہتی ہے اور خفیۃ القدس کی طرف چڑھنے کا ارادہ کرتی ہے مگر عیار  
 بشریت اسکی خفیۃ القدس کو چڑھنے کا مانع ہوتا ہے اسوقت درمیان روح اور نفس کے فراحت واقع ہوتی ہے  
 اس سبب سے شورش اور گرمی اسکی روح طبعی میں پیدا ہو کر طالب دیوانہ اور ستانہ بختا ہے اور عقل اور فکر برباد  
 ہو جاتی ہے اور ایسی حالت میں اکثر وقت قانون شریعت اور احکام بھی باہر ہو جاتا ہے اور مجلسوں اور  
 مکاتون سے اسکو وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور آہ و فغان اور فدی رنگ اور تشکبازی اسکو شرمع ہو جاتی ہے  
 پس اس کیفیت کا نام عشق ہے اور چونکہ یہ کیفیت روح حیوانی کی حاصل ہوتی ہے اسلئے اسکا نام حب نفسانی  
 اور عشق رکھا گیا ۴

### موہبات حببہ عشقی

معدہ موہبات حببہ عشقی کی ریاضت یعنی کم سوزا اور کم بولنا اور لوگوں سے کم دنا ہے کیونکہ روح حیوانی کو ریاضت  
 سے رقت اور لطافت حاصل ہوتی ہے اور نیز موہبات حببہ عشقی سے اچھی آوازوں اور شوق آمیز قصص اور  
 اشعار عشق انگیز کا سنا ہے اور نیز اسکی موہبات سے ہے کہ جن عزیزان سے روح طبعی میں کشافیت پیدا ہوتی ہے  
 انکو ترک کرنا جیسے کثرت منام و لادست براغذیہ کشیدہ ۵

آثار حببہ عشقی :- یہ حبب بالذات یہ چاہتی ہے کہ حجاب بشری کو توڑ کر روح الہی اپنی اصل تک پہنچ جائے  
 پس اس سبب سے روح طبعی میں شورش اور فراق پیدا ہو کر پھر وہ قانون شرع کی اور نہ قانون ادب کی پابند ہوتی  
 ہے اور نہ طالب رہنمائے حق کی۔ اور اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر باب عشق اور راجعہ قانون شرع راہ ادب  
 کے پابند نہیں رہتے اور نہ طالب رضاء مولانا اور نہ تابع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکہ اس بیان سے

مقصود یہ ہے کہ یہ حسب مشاہدہ جمال ذوالجلال میں اپنا اجمال چاہتی ہے اور یہ اجمال بطرح پر  
 حاصل ہو اس میں خصوصیت کسی قانون یا طریق کی اسکو نہیں رہتی اگر اس طالب کو گمان حصول اپنے طلب  
 کا محتاج فراہم شد عشق مجازی اور شغل بربخ اور ترکہ اوکار اور عبادت میں ہو تو اسکی کی طرف سے میلان اسکی  
 طبیعت کا ہوگا اگرچہ وجہ وینداری وہ اپنے تئیں زبردستی ازراہ مشغولہ سے روکے رکھے کسی حد تک آثار  
 میں سے ہے تفرقہ اور قطع تعلیق کرنا اسواسے محبوب کے اور نگاہ دل اور میزان جزا کار و بار و اشتغال و میناسے اور  
 بہت حوصلہ ہونا انتظام اور ترتیب امور تفرقہ مثل سیما ستر منی و منزلی علامت عطا و اقامت احیاء و حیات  
 و ایفاء متعلق اہل قرابت سے اور نفرت کرنا بیکل سے سادہ سی کے آثار تین سے شدت سے تعلیق قلب  
 کا ساتھ مرشد کے کیونکہ متعلق اس عشق کا مہر مرشد ہے چنانچہ بعض بزرگان صاحب میلان عشق کے کہتا  
 کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی دوسری سکونت اور میثاق میں تعلیم فرمائے تو میں کبھی اسکی طرف  
 التفات نہیں کرانگا اور اسکی بکراں میں سے ہے کہ علم اور عبادت و نماز و برائی کی کچھ نہ کرکھنا اور تیز اس  
 علاقہ پر جو تمام اور باطن شریعت میں ہے کچھ واقعات نہ کرنا

ثمرات محبت شقیب بسبب صحت اور شدت کیفیت عقیدہ اور کمال جذبہ روح الہی کے عبارت شہادت  
 اور مثال کا سا کہ پیشکش ہو جانا ہے اور پودہ نورانیہ اور طلحہ ایبھٹ جاتے ہیں تو حسیہ عدہ و الذین  
 بجاہلہ و اوفیاء الذین یسکونہ صلیکنا (یعنی جو کوئی میری راہوں کی تلاش کرتا ہے میں اسکو اپنی راہ میں گھلاتا  
 ہوں) فادکر فی اذکر کثر (یعنی مجھ کو یاد کرو میں تمکو یاد کرونگا) مشاہدہ جمال لایزال حضرت ذوالجلال  
 کا نام تھا تا سہ اور فقواسے حدیث انا عبد الحق عبد الحق فی واکانامۃ اذکر فی راہیں اپنے بندہ کے  
 گمان کے نزدیک ہوں اور میں اسے کہتا ہوں ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے (بعض فانی اور اضطراب کے  
 کہ جہانی میں اٹھایا تھا شامت مکالمہ اور خوشی اور سرور اسکو حاصل ہوتا ہے اور اسکی وحشت اس سے  
 بدل جاتی ہے اور مقامات فنا اور بقا کے پودہ خفا سے ظاہر ہو جاتے ہیں اسوقت دریا سے وحدت میں ڈوگر  
 اسکی عجب حالت ہو جاتی ہے اور کلمہ انا الحق (یعنی میں خود خدا ہوں) اور رئیس فی جنتی ربی اللہ (یعنی  
 میرے جنت میں سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہے) کہتے لگتا ہے۔ چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ جب ایک کوٹہ  
 کیے کوٹہ کو آگ میں ڈالتے ہیں اور آگ چاروں طرف سے اسپر چاہ کر رہی ہے تو ہوا سے لطیف آگ کے نفوس پر ہے میں  
 اور کوٹہ کوٹہ چاہے شکل اور ہر گاہ اور ہم صفات بناتے ہیں تب علانہ اور برہنہ آگ کی خاصیت میں ہے اس  
 کو یہ کون چلے ہو جاتا ہے اور ظاہر میں بھی وہ آگ کے اتصال سے سرخ ہو کر مثل آگ کے جاتا ہے اگرچہ  
 اسکا اصل وہاں ہی ہے لیکن بسبب جوہر آگ کے صرف آگ اور اسکا کام آگ کے اسکو حاصل ہو گئے ہیں

گو تو وہ آثار و احکام ابھی تک بھی آگ ہی کے ہیں لیکن اگر یہ وقت لو سہ کو زبان ہوتی تو وہ ضرور لپکا رہتا کہ میں وہ آگ ہوں جس سے کار و بار طبائخون اور ٹھارون اور سٹارون وغیرہ ارباب مسائل کے انجام پاتے ہیں پس اس طرح پر جذب کوشش رحمانی نفس کاملہ اس طالب کو بحر اندیت کی طرت کھینچتی ہے تو پھر یہ مشہر خاک شل بار بہن اپنی اعلیت کو فراموش کر کے کلہ انا الحق وغیرہ کہنے لگتا ہے۔ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ نصر علیہ السلام نے کہا تھا **وَمَا تَكْلُمُ إِلَّا مَنَاسِكًا** (یعنی کشتی کا ٹوڑنا وغیرہ جیسے خود نہیں کیا) اور جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میں اس وقت اپنے بندہ کا کان ہو جاتا ہوں کہ سنا ہے مجھ سے اور میں اس کی نگہ ہو جاتا ہوں کہ دیکھتا ہے مجھ سے اور میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ پکڑتا ہے مجھ سے اور میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ چلتا ہے مجھ سے اور میں اس کی زبان ہو جاتا ہوں کہ بولتا ہے مجھ سے مگر یہ بات بہت باریک اور سسلہ نہایت نازک ہے اس کے پیچھے پڑنا نہیں چاہئے لیکن جب کسی سالک پر یہ بات ظاہر ہوں تو اس سے انکار بھی نہ کرے کیونکہ جب داوی مقتدر میں آگ لے کہا تھا **إِنِّي أَنَا اللَّهُ مُوَكَّلٌ أَلْعَالِیْنَ** (یعنی میں رب جہانوں کا ہوں) اگر انفس کاملہ اس اشرف موجودات کا کہ ٹونہ ذات الہی کا ہے کلہ انا الحق کہے تو جائے تعجب نہیں ہے +

اس مقام پر پہونچ کر ایسے بڑے فرق عادات اور قبول دعوات اور دفع بیانات بہت ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اگر بندہ (ایسے حال میں) مجھ سے کچھ لے لے گا تو میں اس کو عنایت کروں گا اور اگر وہ پناہ چاہیگا تو میں اس کو پناہ دوں گا۔ اور ایسے بزرگوں کے دشمنوں پر غضب الہی اور جلال نازل ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جو کوئی میرے دوست سے مخالفت کر لے گا تو گویا وہ میرے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ اور ایسے بزرگوں کے ساتھ یہاں تک فوجی ہے کہ قیام جہل موجودات کا ضرر بوجہ ذات فاعل باری تعالیٰ کے اُن پر کھلتا ہے جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے **هُنَّ الْآدَمُ وَالْأَنْجِلُ وَالْطَّاغُوتُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ يَكْلُمُ شَيْءًا مِّنْ عِلْمِهِ** اس نظام کے لوازمات میں سے سپہ دوم و حدیث و وجود کا راز اور لب معارف انہی پر کھوتا + (ریان سلوک راہ نبوت یا حُب ایمانی)

مہمبہ مد۔ اسباب تحصیل حب ایمانی کے حسب ذیل ہیں۔ سو جاننا چاہئے کہ آدمی اپنی اصل یا نفس میں چند چیزوں پر غور ہے سو اُن چیزوں کا حاصل کرنا اور اُن کے خلاف سے بچنا آدمی کے اندام انت رکھنا ہے سو اُن اور عہدہ اُن فطرتی چیزوں کی محبت اور تنظیم منعم کی ہے اور منعم اس کو کہتے ہیں کہ جو کھانے پینے اور پہنے اور نشینے کو بلا جہل دیا کرتا ہے ہر طرح سے انعام اور اکرام اور سلوک کی کو سے پس ایسے شخص سے طلبہ ہر آدمی محبت رکھتا ہے اور اُن کے واسطے جان و مال دینے کو تیار ہوتا ہے پس خداوند تعالیٰ جو منعم عتیق ہے اس کو

اسکے واسطے ترجیح دینا اور اسکی نعمتیں کا شکر ادا کرنا اور اسکی رضا جرتی میں مشغول ہونا اور اپنے آرام کی چیزوں کو اسکی رضا مندی کے واسطے ترک کر دینا اور اپنے تئیں اسکی غلامی میں شمار کرنا اور اپنی ذات کو اسکی رضا میں ناچیز محض جاننا اور اپنی زبان سے اسکی حمد و ثناء کرنا اور اپنے اعضا کو اسکی خدمت میں لگانا اور اپنی گردن کو بطور شکر و ثناء اسکی احسانوں کے جھکانا اور اسکی احسانوں کو قائل اور فاعلاً ہر کرنا اور اپنے مرغوبات کو اسکی فرمانبرداری میں اٹھانا اور اپنے ارادوں کو واسطے تعمیل احکامات منعم کے محکم اور مضبوط کرنا اور اسکی نام پاک اور اسکی کلام مجید اور اسکی گھر شریف اور دوسرے شائستگی تعلیم کرنا۔ دوسرے اُن غرضی چیزوں میں سے ایک محبت جواد کی ہے اور جواد اسے کہتے ہیں جو اس نافع کو بلا غرض اور بلا عوض لوگوں میں پھیلانے میں سوائے خداوند تعالیٰ کے اور کوئی جواد مطلق نہیں ہے کیونکہ سوائے اس کے ہر کسی کو اس نافع کے جاری کرنے میں ضرر کوئی نہ کوئی دینی یا دنیوی غرض ہوتی ہے۔ تیسرے اُن غرضی چیزوں میں سے محبت اور تعظیم خدا کی ہے۔ اور خدا اسکو کہتے ہیں جو خدا و جبار (محتاج ہو بلا سبب کار) اور بے نیاز جواد اس کے غیر سبب اس کے محتاج ہونے سوائے نیاز بھی سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے۔ چہرے اُن پر اقسام فطرتی محبت سے ہے کہ آدمی جس کسی کے اندر صفات نعم اور جواد اور رحمہ کی پاتا ہے یہ تقاضا ہے فطرت جلتا اسکو دوست رکھتا ہے اور حبیب اپنے محبوب کے نعم اور جواد اور رحمہ پر اٹھتا ہے اور پروردگار اس سے اٹھ جاتا ہے تو پھر اسکی محبت جوش مالتی ہے۔ چوتھے اُن فطرتی چیزوں میں سے ایک محبت اور تعظیم ال کمال کی ہے۔ سکال بھی سب اللہ پر ختم ہیں۔ اب یاد رکھنا چاہئے کہ خدا بے خودی سے آدمی کا نجات پاتا اور مدارج علیا کا حاصل کرنا بلا تحصیل محبت اس منعم حقیقی اور صمد جواد تحقیقی کے نہیں ہو سکتا۔ واللہ رب العزت نے اپنی محبت کو ذریعہ حصول نجات اور ترقی درجات کا قرار دیکر معرفت اپنے رسولوں کے بذریعہ انزال کتب مجیدہ تعلیم کر دیا اور سبحان اللہ یعنی اللہ پاک ہے اور اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑا ہے یہ دونوں ہی غیر اس کے صمدیت اور بڑا دار ہونے کے ہیں اور اللہ شد یعنی سب تعریف واسطے اللہ کہتے ہیں پھر اس کے انعامات کا ہے اور لا الہ الا اللہ یعنی سوائے خدا کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے جو تعظیم اس کے اکیلا معبود ہونے پر ہے۔ پھر اسکو تعلیم کر دیا اور بایں آسمانی جو عالم میں پھیلی ہوئی ہیں اور عجاائب جو احوال معلوی اور اجسام عنفری میں موجود ہیں انصاف انسانوں میں کہ ان کے ایجاد میں کیا تبدلات اور تغیرات واقع ہوتے ہیں یعنی پہلے مائے بیٹ میں نطفہ کا قرار کھڑا اور پھر اس نطفے سے ابو کریم جانا اور پھر اس ابو سے ایک گوشت کا لوتھر اُتارنا اور پھر اس لوتھر سے ایک تصویر انسانی کا پیدا ہونا اور اس میں ایک تم کا رنگ گورہ یا کالا اور اعضائے مناسبت اور قوتیں متخالف ظاہر ہونا اور اس میں جان کا پڑنا اور تادلات اسکو بیٹ کے اندر خدا و مناسبت پانچواں اور ذریعہ اسکو



یاد حیرت کے اور کچھ نہیں آیا اور اس کے انعامات کو دیکھ کر سوائے مضمون عجز و خجالت بوجہ عدم اور اُسے شکر اُکلی نہ سکتا  
 کہے اور کچھ اتحد نہیں آتا سو یہ کیا ہے سالکانِ ارقی نبوت کا انداز سکون و مرقہ ایلانی بکثرت ہیں اور جب  
 یہ فلاہنے کمال کو پہنچتا ہے تو لذت شد و نہایت تعظیم کے ساتھ اُس کے تزلزل سے اُٹھتی ہے اور اُس کے تمام  
 توانا باطن کو مضمحل کر دیتی ہے۔ اگر وہ کوئی عفت ہے تو تمامی آیات غلط اور انعام اُس کے کے پاس ہے اور اگر  
 نیچے دیکھا ہے تو سوائے آثار انعام اور عظمت اُس کے اور کچھ نہیں دیکھتا اور اپنے تئیں بقابلہ ایسے انعامات  
 کے مراسر تھار ادا شکر جا کر دیا اُسے شرمندگی میں ڈوب جاتا ہے بلکہ اپنے اعضا اور جوارح کو بھی اُس کے انعامات  
 سے خیال کر کے انکی محبت اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جب بیت کے جیت سے لازم چشم خود کو جہاں  
 تو دیدہ است + اضمحس پائے خود کہ کویت رسیدہ است + ہر دم ہزار یوسہ زخم دست طیش را + کو دہمت  
 اگر فتنہ لبویم کشیدہ است + اور جو وقت ہم مبارک افتد کا اُسکی زبان سے نکلتا ہے تو تمام باطن اُس کا  
 عظمت اور جلالت اس اہم عظیم سے مشغول ہو جاتا ہے سحر سے کانپنے لگتا ہے اور اُس کے ہر ذرہ کو اُسے عجز  
 و احتیاج خود و قادر ہست خدائی اور یہ نیازی اس ذات پاک کا شل قرارہ جو شہادت ہے اس افسانہ کی کہ  
 مویذات شریعت ایلانی۔ توالل اور افضل مویذات شریعت ایلانی کے اعتبار سے اور قربلیت انی ہے۔  
 جمیع استواران ان کی وہ کبھی اس محبت کی تفصیل کا ارادہ ہی نہ کر لیا تو شریعت ایلانی شریعت پر نہایت  
 پرانے احکام سے ملی جزم کر کے نہایت سرگرمی سے محنت پر چلنے کی رحمت اور بدعت سے کمال نفرت اور  
 تزلزل میں پیدا ہو جائے اور اپنے ظاہر و باطن کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا پورا پورا امتثال کر دے اور  
 اندر بیت العزت کی رضا جوئی پر کمر محنت بست باطن سے اس طرح کہ اپنا جان و دلی اُسکی رضا جوئی میں صرف  
 کر دینا اور اپنا کلی ذل و متاع تفصیل احکامات الہی میں وقف کر دینا اُسکی عالی جہت کے سامنے ایک جڑ کی  
 برابر بھی وزن نہ لائے اور اُسکی خوشنودی کی تعمیل میں برعاقب و ان کو ایک ذرہ کے برابر بھی نہ جائے  
 اور اُس کے قلب کو متاع شریعت پر تنہا کام کھلی حاصل ہو۔ اس مقام پر کچھ کثرت عبادت و زود و وظائف  
 وغیرہ ضرور نہیں ہے بلکہ اصل غرض یہ کہ خفاۃ شریعت پر اُس کے قلب کو طمانیت کلی حاصل ہو اور اوامر شرعی  
 کی تزلزل سے محبت اور رغبت اور تعظیم اُس کے اندر پیدا ہو جائے اور رضا جوئی حضرت خن میں کبھی موافقت  
 اور مخالفت کی کچھ پردہ نہ کرے۔ تہیہ خجالت حق تعالیٰ کو اپنے نفس پر ترجیح دینا جیسے کوئی خوش خوراک اور  
 چھوڑا آدمی عین شدت بھوکہ کی حالت میں اپنا خوش ذائقہ اور لذت کھانا محض خدا کے واسطے کسی اور بھوکے  
 کے واسطے کرے کہ آپ بھوکہ دار نہ بنائے اور اگر نہ اور ہی طرح سخت پیاس کے وقت خود یا سامان اختیار کر کے اپنے  
 سہاگینی کا پیالہ خالق الوہیہ اللہ کسی دوست پر پیاس سے کوہیدینا اور اس طرح باوجود کثرت رحمت طرفین اور غم

کے کسی مشوقہ صاحب مجال سے محض بخوف انہی ترکہ زنا اور رضا جمعت کرنا و علیٰ ذل القیاس۔ جو تھے کسی  
بھاری مرقوم پر کوئی فعل تاہم شرع یا زائد کرنے کسی سخت مرہ کے یا شانے کسی بدعت کے کرنا یا احانت  
کرنا کسی منطوق سیکس کا یا لگوں کے اندر صلح اور آشتی کرانے کسی فساد کو دور کر دینا یا کسی مذہبی مقدمہ میں ثابت  
رہنا یا کسی مقبول خدا کی احانت کرنا یا کسی ایسے کام میں سعی کرنا جس سے نفع عام ظاہر ہو یا کسی طریقہ خشکی اشاعت  
کرنا جیسے تعلیمات احمدیہ ۶

انما رجب ایمانی۔ رضا جوئی حضرت حق میں محبت اور غریمت کا نذر ہو جانا اور خلعت کو طرف احانت  
اور فراہ برداری رب العزت کی دعوت نہ کرنا اور نتیجہ انکے متفرق محبت اور خدا بارادہ کا یہ نتیجہ کہ علامتے حب اور  
بنفص باسوی اللہ کے انکے دل سے باطل محو ہو جاتے ہیں اور انکو پورا توکل ذات باری الٰہی پر حاصل ہو جاتا ہے  
اور یہ نہ سمجھ کہ مراد اس ترک سے ترک اسباب ظاہری ہے سو یہ مگر نہیں بلکہ اسباب ظاہری پر احانت و فساد توکل  
کی ہے جو حب اس بیت کے ہمیت کا گفت خیر یا وارز بندہ بر توکل ہا نوئے شتر بندہ و دشرے بلاؤں  
اور مصیبتوں کے سینے پر اپنے اندر شجاعت یا اور یہ بات جس صبر سے نہیں ہے بلکہ صبر سے بہت اعلیٰ ہے کہ وہ کہ  
سا لک جنت ایمانی کا کام ہمیشہ شکر و شکر ہے اسکی نوبت کبھی صبر تک نہیں ہو سکتی بلکہ یہ سا لک بر بلا اور مصیبت  
کو بقا لہا انکے ہر بار انعام کے اذ قیوم تربیت و تاویب سمجھتا ہے۔ تیسرے اچھے کھانے پینے اور پہنے اور دیگر مخلوق  
نہ تائید کے ترک کو اپنے کلام سے نہیں سمجھتا اور قصداً انکو ترک نہیں کرنا اور اگر کسی عرض میں یا رفا جوئی  
مولانہ انکے ترک کی نوبت آپرے تو انوقت کمالی جرات سے انکے ترک کر لیا اپنے کلام سے سمجھتا ہے  
ورنہ لہذا کھانوں اور نفیس کپڑوں اور دیگر جنسوں انسانیہ سے صاحب اس محبت کو ترقی ہوتی ہے جو تھکتے  
نماز اور نماز اور نماز میں اذت اور حالات کا پانا۔ پانچویں خواہش شدہ کو اپنے نفس کی تکمیل پر ترجیح دینا جیسے  
اصلاح جن انسان اور انتظام سیاست منزلی و مری اور خدمت خلق اللہ اور انکی تعلیم اور تربیت میں مشغول  
کا برداشت کرنا۔ چھٹے تقویٰ میں پکا ہونا اور تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس آئینہ اور احکام شریعت  
کا آئینہ رکھنا اور تقویٰ سے جو وہ اور طہارت و عین میں لوگ کر تہ میں تقویٰ میں شامل نہیں۔ اور تقویٰ  
کے بھی تین درجے ہیں ایک کو اذعان عقلی کہتے ہیں یعنی گوئی کہ فلاحی کا ہو جانا ہے مگر انکو برا جانتا ہے اور  
یہ سب ضعیف درجہ تقویٰ کا ہے اور چھین۔ یہ بھی بہرہ مسلمان ہی نہیں۔ دوسرا اذعان افعالی ہے یعنی  
ترک فواحی کا تو نہیں ہوتا مگر انکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے۔ تیسرا اذعان قلبی ہے یعنی نہ ترک فواحی  
کا ہو تا ہے اور نہ انکی خواہش اپنے اندر پاتا ہے بلکہ فواحی کو دیکھ کر اس کے بدن میں رشتہ اور دلیں خوف اور داغ  
میں پہوش ہو جاتی ہے یہ سب اعلیٰ درجہ تقویٰ کا ہے بشرات محبت ایمانی۔ جب اعلیٰ درجہ کی صحبت

اپنے کمال کو پہنچتی ہے، تو رضا جوئی منہم تحقیقی کی اس کے ظاہر اور باطن اور جوارح ویدی کو ساتھ انوار و آثار کے روشن کردیتی ہے۔ نو شکر اور توکل اور تقویٰ اس کے دل میں جگہ پکڑ لیتا ہے اور توحید و خدائی کہ علامہ ایمان بالغہ کا ہے اس کے ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیفیت اسپر ہیات تک غالب ہوئی ہے کہ کرامی مال و اسوال اپنے کو اپنے ملک سے نہیں بجاتا بلکہ اپنی عبادت کو بھی محض اس کے فضل سے جانتا ہے بھی نازان نہیں ہوتا اور ساتھ بوسیت رب الارباب کے سینہ اس کا کھل جاتا ہے اور آثار و محبت الہی کے اسپر ظاہر و باہر ہو جاتے ہیں اور کرامی عقائد شرک و نہجت اور اتحاد و کسب راہوں اور بد طریقوں اور اغراط و تفریط سے و بعد رب العزت اس کو محفوظ رکھا کر بیٹھ مہرے اور دین خد فیض کر دیتا ہے اور انوار و رضا سندھی الہی کے اسپر جلوہ گر ہو جاتے ہیں اور پھر خداوند تعالیٰ اس کو اپنی حمایت اور ولایت میں لیکر خود اس کی تربیت کرتا ہے ایسے بزرگوں کو شرع میں شہید اور جوار میں کہتے ہیں۔ ایسے بزرگ اپنی طلب حاجت میں محض دعا اور توجہ خیر پر عمل کرتے ہیں اور اس فریق سے اہل ضلالت مثل اقطاب اور اوتاد کے مقرر ہوتے ہیں اور جب یہ بزرگ بعد انکشاف تکمیل کے کسی چیز کے واسطے دعا کرتے ہیں تو ہمیشہ انگلی بدعات پر درخشا ہوتی ہے۔ شہید اور حامد میں سے بڑھ کر مقام ایمان حقیقی کا ہے بعض بزرگوں اسپر مرقعہ ہوتے ہیں ایسے بزرگوں کو صید حق کہتے ہیں اور یہ فرقہ رضا اور غیر رضا حق کے افعال و اقوال مخصوص ہیں اور محبت اور طہان عقائد حقیقہ میں اور محمودیت و مہمویت اخلاق اور ملکات شخصہ میں اور صلاح اور فساد اور نظام واجب و محقق و قانع اور معاملات جزئیہ میں اپنے اور جلی سے خود معلوم کر لیتے ہیں اور طریق ان کے اخذ کا ایک شعبہ شعبہ و ہی سے ہے کہ انکو وحی برابطنی کہتے ہیں پس بعض اہل انکی رضا میں اور اتباع حق ان کے اتباع میں اور حصہ حق ان کے حصہ میں منحصر ہو جاتا ہے اور ان کو دینی شہید اور مدہ حق سے بڑھ کر مقام نبیبت عن اللہ ہے انکو ضرر میں بھی کہتے ہیں اور ان تینوں سے بڑھ کر مقام موسوم حجج اللہ ہے اور ان کی سے بڑھ کر مقام دیاست اور اور اظہار ہے اور انکو فاضلین و خاتین بھی کہتے ہیں اور یہ تینوں آخری مقام باذات انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیں یا با اتباع ان کے بعض کامل شخصوں کو بھی مثل ان مقامات کا عطا ہوتا ہے اس واسطے ان تینوں آخر الذکر مقاموں کی پوری تفصیل اور تشریح اور ان کے اہل نمونہ لکھنے سے قلم عاجز اور ذہن قاصر ہے۔

اور یہ واضح رہے کہ کشف اور شہود و مزارکت اعمال اور اشغال سے سلوک راہ ولایت میں حاصل ہوتا ہے انہیں کافر و مؤمن اور مشرک و موحداور بدعتی و شیخ سنت سبب شرک میں یعنی جو شخص مزاوت ان اعمال یا در اشغال کی کرتا ہے اس کو کشف حاصل ہو جاتا ہے جیسے ہندو جوگی و غیرہ ان کشف اور شہود میں اول درجہ کے استاد ہوتے ہیں لیکن جیسے ان فلسفاتی نظاروں سے جو کشف اور شہود میں حاصل ہوتے ہیں مگر



ایمان اور عزم اتباع سنت کا بڑھتا ہے ویسے ہی کافر کا کفر اور کفر کا اتحاد اور مشرک کا مشرک اور برقی کی برکت  
 کی ایسی ہے وہ چند ہو جاتی ہے۔ پس صرف اس کشف و شہود کو وہ کمال جو انسان سے مطلوب ہے سمجھنا سراسر  
 غلطی ہے۔ اسی غلطی میں بہت سے مشرک اور برقی صوفی بکرتیا ہو گئے۔ طالب کا اول سبق اور پہلی منزل  
 تہذیب اخلاق ہے کیونکہ سب سے زیادہ مانع نزول فیض روحانی اور عطا یافتہ برائی کا نفس کے اندر موجود ہونا ذیل  
 اخلاق مثل غفل اور حسد وغیرہ کے ہے سو طالب حق کو جانتے کہ ان سب رذائل وہ گناہ کو اپنے دل سے بالکل دور  
 کرنا کچھ اچھا اثر باقی نہ رہے۔ سب سے خواہی کہ شود دل تو چون بآئینہ + وہ چیز بر دل کن نہ رہے سیمینہ + خوش  
 و طبع و بخشنہ + عیبت + کذب + حسد کثیر + ادا کیستہ + صراطِ استقیم میں ان وہ گناہ رذائل کو بلور باری کے  
 قائم کر کے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ علاج بیان کئے ہیں۔ جب سالک کے قلب سے یہ رذائل دور ہو رہے ہوں گے تو اس  
 بقلم دور ہو جاویں گے تو فضائل وہ گناہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ جیسے انکے متکون ہو جاویں گے سب سے خواہی  
 کہ خوشی بمنزل قرب تقیم + وہ چیز بر نفس خویش فرما تقیم + صبر شکر قناعت شوق و فیض + حقیقت و وجود توکل  
 و شجاعت و تسلیم + اور یہ خوب یاد رکھو کہ جب کوئی طالب مان رذائل وہ گناہ سے یعنی غفل و حسد وغیرہ سے بالکل  
 پاک ہو کر فضائل وہ گناہ یعنی صبر شکر قناعت وغیرہ سے مستف ہو گا انعام حق اسی پر بھی نازل ہو گا خواہ  
 مثال جنت اور دوزخ اور عرش اور کرسی اور کشف قبور وغیرہ اور اس عاج اور ملائکہ کو دیکھتا پھرے کیونکہ یہ طاعت  
 انعام سے محض ثمر و مزا و لذت اعمال اور اشغال کا ہے تقرب الہی ہے الگو کچھ بھی تعلیق نہیں ہے + پس جس شخص  
 پر یہ وجود ملے کہ اسے مراتب ملک کے آثار عطا ہوتے، انہی کے ظاہر نہ ہوں تو ضرور کوئی نہ کوئی رذیلان و سون  
 رذائل نہ گھرے بالاسے اس کے اندر موجود ہو گا سو اسے سالک راہ حق کو جانتے کہ جس طرح اشغال اور مراقبہ سے  
 حصول معرفت الہی کے کرنا ہے اسی طرح مراقبہ ان رذائل کے دفع کے واسطے بھی کرنا ہے مگر رذائل کا سلم  
 کرنا اور اس کے دفع کا تدارک بدولت جائز قرآن و حدیث کے ممکن نہیں ہے اس واسطے سالک راہ حق کو لازم ہے کہ  
 پہلے کی قدر قرآن و حدیث با معنی پڑھ لے اور اس طرح پر حقیقت فضائل اور رذائل سے اٹکے ہو کر پھر اس پر  
 پر جو طریقہ غفلت بندہ میں مقرر ہے یعنی ہر گھڑی ملاحظہ ذات حضرت حق کا خیال رکھے۔ جب اس ملاحظہ میں  
 پختہ ہو جائے تو اس کے بعد ملاحظہ تعظیم اداء شرعیہ اور اپنی جتنی کا ارادہ اور عزم اور ہمت نام تو اسی شرعیہ کا اور اسے  
 سمجھنے کا قصد اس ملاحظہ اول کے ساتھ ملا کر ہر دم اور ہر جا غفلت اور جلوس اور کوچہ و بازار اور مسجد اور خانقاہ میں  
 اور کھانے پینے اور بول و باز اور ملاقات و مشغول اور دوزخ و گار و معاش کے وقت غرض ہر حال میں اس خیال کو  
 اپنے دل میں قائم کر کے ہر میلان طرف نہ اسی شریعہ کے اس کے دل میں نہ گذرے اور ہمتا مدام شریعہ پر اس کے  
 دل کو چستی اور جلال کی اور فرحت اور شادمانی ہر وقت ہوتی ہے اور شریعہ میں بھی خامس کرنا اور تلامذہ ان

کام سے زیادہ نماز رکھے اور ہر مال میں اُسکے دل کا تعلق نماز کے ساتھ رہے پس جب وقت نماز کا پہنچے یا  
 اذان سے پھر اسکی طرف سے غفلت نہ کرے اور کسی کام کو تہہ نماز پر مقدم نہ کرے جسکے بعد ایک جگہ کا محبوب اور  
 مستغرق آجائے تو اسوقت کسی دوسرے کام میں مشغول نہیں ہوتا گو ہزاروں کام اسوقت غرت ہو سکتے  
 ہیں حسب فوائد حدیث قرۃ العینی فی الصلوۃ میں نماز میرے اکھن کی ٹھڈا کہ ہے نماز کو موجب رحمت  
 اصلی کا سمجھ کر کسی دنیوی کام کو پس مقدم نہ کرے پس اسی طرح دوسرے ارکان مثل روزہ اور زکوۃ اور حج اور  
 کا بھی مثل نماز کے اہتمام کرنا ہے۔ جب ایک مدت تک اس طرح پر بھروسہ رکھے گا تب اسکی کل عبادات و عبادات  
 ہو جائیں گی مثلاً کھانا کھاویگا جب تک اچھیں زادہ اور نیت موجب رضا مندی حق کا ہو اور نہ سوئیگا جب تک  
 اسکا دل گواہی نہ دے کہ اسوقت سوا باعث رضا مندی خدا کا ہے و علیٰ ہذا القیاس +

چونکہ امورات اور نہیات شرعی بہت ہیں اُسے واقف ہونیکے واسطے یا تو قرآن مجید کو حفظ کرے اور اگر  
 حفظ نہ ہو سکے تو عمارت کامل اسکی تلاوت کی پیدا کرے اور انیکے ترجمے پر واقف ہو کر بہت تدبر اور فکر سے تلاوت  
 قرآن مجید کی کیا کرے اور یہ سمجھے کہ تلاوت قرآن مجید کی بہترین عبادات اور سب سے زیادہ وسیلہ حصول تقرب بارگاہ  
 ایزدی کا مثل اسکے ہے لگایا وقت تلاوت کے بعد بے عزت سے بات چیت کر رہا ہے صرف غفلت ایک بجائے  
 اگر ہے جب وہ حجاب غفلت کا اٹھ گیا تو اسکے ساتھ و اسل ہوا۔ بلاشبہ مانی کے قرآن مجید پڑھنا یا بچا ہے  
 قرآن مجید کے ذریعے یا اشغال کرنا یا بیع کھانا نادانی سے خالی زمین ہے +

اعمال میں چاروں مذہبوں مروجہ میں سے کسی مذہب کا اتباع کرنا بہتر اور خوشیہ لیکن علوم نبوی  
 کو کسی ایک مجتہد میں منحصر نہ بلکہ یوں سمجھے کہ علم نبوی تمام دنیا میں پھیل کر حسب تعقیدائے وقت  
 ہر ایک مجتہد کو پہنچا کر جب بعد زمانہ مجتہدین کے بخاری اور مسلم وغیرہ کتب حدیث جمع ہوئیں اسوقت جمعیت  
 علوم نبوی کی ظاہر ہوئی پس جس مسئلہ میں حدیث صحیح صحیح غیر مستوح یا بی باست اس حدیث پر طائفال  
 عمل کرے اور ایسے حال میں کسی مجتہد کا اتباع نہ کرے اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا تصور کر کے دل سے اُنکے  
 ساتھ محبت رکھے اور انکی تعلیم کو لازم اور ضروری جانے کیونکہ اہل حدیث حاملان علم نبوی کے ہیں اور جو  
 اس خدمت کے اُنکو ایک قسم کی مصاحبت ساتھ حضرت علیہ السلام کے حامل ہو کر مقبول نظر اس  
 جناب رسالت آپ کے ہوئے ہیں +

ہر مسلمان کو دو چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے ایک ننگر سے کہ آدمی اپنے تیوں و سرور سے بہتر اور بلند تر  
 تصور کرے اور یہ خصلت کبر کی ایسی بڑی ہے کہ آدمی کو کفر تک پہنچا کر رہنمون کا بھائی بن دیتا ہے۔ دوسرے  
 مسلمان کی جماعت میں فساد اور خرابی نہ کوادینا۔ سوار اس ردیلہ خصالت پر اس زبان کے بہت سے مولویوں کا

عمل ہو رہا ہے جو دراز سے فروغی اختلاف پر سالوں کی اہانت اور خفیت کر کے انکو مسجدوں سے نکلوانے اور  
 جہر و خدین اس فساد اور جنگ کے شرار سے پھوڑتے رہتے ہیں ایسے مولوی بہترین خلائق کے ہیں۔ حدیث  
 شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تمکو ایک ایسے عمل کی جو روزے اور منہ  
 اور ناز سے افضل ہے صحابہ نے عرض کیا کہ کیا ہے وہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے فساد کو رفع کرنا  
 صلح کرنا اور نیکی سے افضل عمل ہے اور مسلمانوں میں فساد ڈالنا ایمان کو بے زینت کرنا ہے ۛ

اور یہ بھی یاد رہے کہ راہ نبوت اور راہ ولایت میں دراصل کچھ تباہی اور تحالف نہیں ہے مگر ایسا سمجھنا  
 چاہیے کہ راہ نبوت اصل چیز اور بنیاد اور پیوند جان و سالک طریق رحمانی کی ہے اور رُحبتِ عشتی اور راہِ ذوات  
 قبیل حالات اور اوقات سے ہے سو رُحبتِ ایمانی اور سلوک راہ نبوت بمنزلہ بنیاد و مکان بلکہ مثل اینٹ  
 اور لکڑی وغیرہ اور عمارت کے سمجھنا چاہیے اور رُحبتِ عشتی اور طریق ولایت اور اسکے ثمرات شریکِ رُحبتِ نبوی  
 اصل اور بنیاد و نقش کے تصور کرنا چاہیے کہ بعد تیار می عمارت کے اس پر نقش کئے جاتے ہیں نہ کہ عمارت سے  
 پہلے مگر اب جاہل فقرا اور نادان سالکین زمانہ حال نے ثانی کو بجائے اول مقرر کر کے سلوک راہ نبوت کو  
 بالکل ہاتھ سے دیا اور شریعت ہی سے تحصیل راہ ولایت اور رُحبتِ عشتی میں پڑ کر برباد ہو گئے حالانکہ  
 آئینِ شریعت جامعہ (یعنی پہلے ایمان لا پھر عبادہ کر) حدیث مشہور ہے ۛ

جو کچھ حالات سلوک سے اوپر بیان ہوئے اسکے دو طریق ہیں ایک طریقہ کو طریقہ اصحابِ الیقین کہتے  
 ہیں سوائے کسی تحصیلِ رُحبت کے کہ در مسلمان اپنے اقوال اور افعال کو شریعت سے مطابق کر کے بقدر ضرورت  
 اور فرصت کے تخلیہ اور تخلیہ سے حاصل کر کے امید دار اجر جزیل کا ہے اور خلوص و تقصانہ مباحہ اور لذاتِ جمالیہ  
 بائز سے فائز اطمینان اور حقدارِ چاہے مال جمع کرے مگر انہیں سے حق اللہ اور حق العباد اور کائنات سے پس ہوا  
 اسکی مشکو را و وہ بقدر اپنے اعمال کے ناجور ہو گا۔ دوسرے طریقہ سالکین کا ہے اور یہ لوگ قدر ضروری تخلیہ  
 اور تخلیہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ماسوی اللہ سے قطعِ تعلقی کر کے بڑی محالی ہمت رکھتے ہیں یہاں تک کہ اپنے  
 مال و عیال و جوارح و اعضاء اور سامعی اور اعمال سے بھی قطعِ تعلقی کر کے ان سب کو از آن منہم یعنی اپنے کا  
 جانتے ہیں اور اپنے مالی کو اپنے مالک کا مال جانکر اسکی مرضی کی جگہ پر خراج کرتے ہیں اگر انکے سب اعمال  
 کسی کا فریاد کو دیر سے بائیں یا بلا سبب ضبط ہو جائیں تو وہ اسکی کچھ پراہنیں کرتے اور انکے دل سے رحمت  
 ربانی و خیر خواہی چھوڑنا مائلِ غلہ کے خوش مانتی ہے جیسے حضرت شیخ شہاب الدین اردوبی کا قول  
 شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ وہ ایک شب کو اپنی مناجات میں رونا کر عرض کر رہے تھے  
 میرے بچے کے دو رخ زمین پر بندھے ۛ مگر دیگر انار بانی شد سے ۛ

جو کوئی ان مقامات اور حالات اور فضائل سے بہرہ ور نہ ہو، نہ صرف ہو یا صرف ان حالات کو دیکھ کر فائدہ  
 اٹھائے تو تعظیم و تکریم و ماطلین اور خالقین اور فضائل سے بھی کوئی نکرین بلکہ حسب حال مزید ان مسلمان  
 کی تعظیم کیا کرے کیونکہ کوئی مسلمان خدا تعالیٰ کا نام پاک لینے سے قاصر نہیں ہے پس فقط اس نام پاک کی  
 حجت سے اسکی تعظیم و تکریم کرنی ضرور ہے اور واسطے اسکے دلی آغاز اور انجام اپنے کا بھی ملاحظہ کرے کہ بزرگ  
 آدمی اول پیدائش میں بیہ عقل اور ناکارہ محض تھا اور پھر انجام بھی کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہو گا اور نیز اسکی  
 رحمت و علم اور قدرت کا بار ملاحظہ کرے کہ جسکو چاہے ایک لمحہ میں طلب کرے اور پس کا فر کو چاہے ایک  
 دم میں مسلمان کرے دلی اور مقبول بنا دے۔

جو کچھ تہذیب اخلاق اور عقلی و فاضل اور تقویٰ و عبادت سے اور بیان ہوا  
 اُس شخص صاحب عالی ہمت کے واسطے ہے جو طالبِ رضا ہے حق ہو کر قبولیت اور عزت و اعتبار و بارگاہ  
 الہی میں داخل کرے لیکن ملکہ نجات کا صرف لاکھ الا انہ سے کہ اسکا صدق دلی اور درست اعتقاد ہے اور  
 کرے اور کفر سے محترز ہو کہ گناہ کبیرہ اس سے دور ہو جاتے ہوں لیکن جس کسی نے صدق دلی سے کلمہ کہتا ہے  
 وہ ضرور نجات پائیگا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جو کوئی دل سے معتقد اور مُعْتَدِق مضمون کلمہ کا ہو گا لابد وہ  
 گناہ کو گناہ سمجھتا اور اس سے نیز ازاد و ریشیاں جو گناہ کو ترک کرے بلکہ ترکب اسکا ہر روز سو بار ہو کرے  
 مگر خداوند تعالیٰ کو رحیم جاننا کہ گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو جائے کہ یہ نسبت زیادہ خراب صورت ارتکاب گناہ کی ہے و  
 قواعد حصول سلوک راہ ولایت

بیان اشعاعی طریقہ اور جو کلمہ سید صاحب نے کسی قدر تغیر کیا کیسے موجب ہوا سلوک کا ہر صفت  
 حصول مطلب کیا ہے (تذکر) اول قبلہ مشرق نماز کے بیٹھ کر ذکر یک ضربی اسطرچہ شروع کرے کہ لفظ مبارک  
 اللہ کا بہت اونچی آواز سے وسط سینہ سے نکال کر اپنے منہ کے سامنے ضرب کرے اور دقت اعتقاد کے اس لفظ  
 کے بعد انہماک کرے کہ ہر اس لفظ مبارک کے ایک نور اسکے منہ سے باہر نکلا اور تمام ہونے ضرب مذکور کے  
 ایک آواز و زار و بطور آواز گھڑان کے خیال میں جاسے پس اس پھیلی خیالی آواز کو زیادہ کھینچا جائے اور اسکے ساتھ  
 ہی اس خیالی نور کو بھی بڑھا کر مثل نورانی چادر کے اپنے مونہہ کے سامنے سے سر پر لے آئے کہ تمام بدن پر  
 سر سے پاؤں تک وہ چادر نورانی چھا جائے پھر اس خیالی آواز سے سکوت اور خاموشی اختیار کرے ایسا  
 سمجھے کہ وہ چادر نورانی اسکے مونہہ سے داخل ہو کر وسط سینہ میں جمع ہو گئی اور پھر چند بار تکرار کرتے سے تیرہ  
 ہو کر سب لے تمام جسم کے وہی نور قائم ہو گیا اور اس سکوت میں اپنا لحاظ دائرہ بخت کی طرف متوجہ کرے  
 اور اسکی مشق بار بار کرنا چاہیے یہاں تک کہ قابو میں آجائے۔ جب ذکر ایک ضربی میں ہزاروں ہو جائے

تو بطریق ناکہ و کورہ ضرری شریعہ کرے اور اسکا طریق یہ ہے کہ بطور مثال کے قبلہ رو بیٹھ کر لفظ مبارک اللہ کا وسط سینہ سے نکال کر سیتہ زور سے راتھ دھستے راتھ دھستے راتھ دھستے کہے اور مثال ساربن آسکے پیچھے ایک آواز خیال کرے کہ آہستہ گلی جسے آسکو دینے کو ٹھہرے ایک لپچا کر وسط سینہ تک پہنچا دیوے اور خیال کرے کہ ایک نور ہوا اس لفظ کے نکل کر آواز پر پہلوا ورنہ تھانہ اور درست راست کو تمام کر گیا یعنی یہ سب اعضا باطل ہو کر جاسے کہے نور قائم ہو گیا پھر تھوڑی دیر سکوت کرے کہ جب یہ خیالی نور خوب قائم ہو جائے تو اس لفظ مبارک کو ہوا میں نور کے وسط سینہ سے تابش اندہ راست لپچا کر اپنے قلب پر ہیبت زور سے ضرب کرے خیال کرے کہ جو نور جائیداد راست پر پھیل رہا تھا قلب میں اتر گیا پھر تھوڑے سکوت کے بعد یہ خیال کرے کہ وہ نور جو قلب میں اتر گیا تھا آسکے عمار سے بدن پر چھا گیا ۱۱ اس کے بعد ذکر کرے ضرری ہے کہ چار زانو بیٹھ کر قیام کرے مذکورہ بالا ایک ضرب دہے اور ایک ضرب بائیں اور دوسری ضرب قلب پر مارے۔ آسکے بعد ذکر چار ضرری ہے کہ بطریق ناکہ و کورہ بالا چار زانو بیٹھ کر ایک ضرب جانب راست دوسری جانب چپ تیسری ضرب جانب قلب اور چوتھی اپنے منہ کے مدبر وارے اور ان ممبروں کے ساتھ یہ ملاحظہ کرتا جائے کہ نور ہوا اور ان لفظوں کے نکل کر نیچے کی طرف سے برعکس ہوا اس شخص کے سارے بدن کو اپنے میں غرق کر گیا بلکہ جاسے بدن کے یہ شخص نور ہی نور ہو گیا۔ غرض اس مذکر کی یہ ہے کہ اثر ذکر اسم ذات باری تعالیٰ کا تمام بدن پر اچھا لاد تقصیراً سمیٹھ جو کہ شیریت تمام بدن سے عموماً اور اعضائے مذکورہ سے خصوصاً خارج ہو جائے اور فنا کے جسمانی کی ایک تہید قائم ہو جائے کہ جس سے ذکر ہوا و فکر کے ملاحظہ ہو کر ذکر سے فکر میں انتقال کر نیکیا قرب و آسان ہو جائے۔ اس حسب آثار ذکر کار چارگانہ کے ظاہر ہو جائیں تو فکر یعنی مراقبہ میں مشغول ہو جائے ۴

(ذکر) سربستہ اول مراقبہ وحدانیت کا ہے اور طریق اسکا یہ ہے کہ وحدانیت حق تبارک و تعالیٰ کی کو وہ لاشریک نہ ہے ہر جگہ ملاحظہ کرے کہ وہم و دوکان میں وہی ذات پاک یکا نہ ہے مگر ہر چیز کو نفی کر کے جائے کہ ضرور وجود حق تعالیٰ کا نہ سمجھتا اور نہ وجود حق تعالیٰ کو عین اُن چیزوں کا خیال کرے بلکہ اس کے وجود کو یگانا غیر تمام اشیا کا ہر جگہ تصور کرے یعنی نہ اُس چیز کو بالکل نفی کرے اور نہ عین حق جائے بلکہ حق تعالیٰ کو مثل لفظ ہست اور لفظ ہے کہ خیالی کرے کہ نہ کوئی چیز اُس لفظ سے خالی ہے اور نہ یہ لفظ میں کسی چیز کا ہے۔ پس حسب مراقبہ وحدانیت میں شوق ہو جائے تو مراقبہ میں ہیبت کا شروع کرے۔ اُس مراقبہ کی ابتدا اسلئے ملاحظہ کرے کہ ہر چیز اس کی طرف محتاج ہے اور وہ کسی شے کا محتاج نہیں بلکہ ہر شے محتاج ہے اور اس کی انتہا یہ ہے کہ اپنی احتیاج اور معاد میں شروع و انتہا ہیبت اور اذات اور غایت تفریح اور غرض سے ملی ہوئی اسطر حد خیال کرے کہ میں ہر چیز میں اُس کا محتاج ہوں اور میرا کوئی کام بدون

انہی عنایت کے سر انجام نہیں پانا اور یہاں تک اس خیال کو بڑھا دے گا اسکو ایک محبت اور الفت اور راہ جناب  
کبریا کی تین اس طرح پر ثابت ہو جائے کہ جان و دل آہر و عزت انہی مرضی کی جگہ بلکہ اس کے نام پر آوینا آپس کے  
ہو جائے اور اسکو موجب کمال افتخار اور عزت کا خیال کرے۔ اس مراقبہ میں منی آیت اِنَّا کُنَّا قُلُوبًا وَ اَنَّا کُنَّا  
کُنَّا عِیُنٌ (یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم) کے خوب ثابت اور مستحق ہو جاتے  
ہیں۔ اور اس مراقبہ کے ثمرات سے ہے کہ باوجود کثرتِ افعال اور احوال کے اس مراقبہ کرنے والے کو کشفات  
توسید باری تعالیٰ کا ہر حرف ایک ہی فاعل اور ایک ہی مؤثر کہ وہ ذات فاعل حقیقی کی ہے ہر فعل اور ہر جنبش اور  
سکون میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد مراقبہ شغل دور ہکا کرے اور ارکانِ شغل کے چار اسم صفات باری  
تعالیٰ کے ہیں یعنی شحیح و بقیر و قدیر و علیم ان ہر ایک کے ساتھ اسم ذات یعنی لفظ مبارک اللہ کو بھی پڑھا کرے  
پس بطور مراقبہ کے بیچ کر خاطر کو جمع اور دل کو حاضر کر کے اپنے خیال میں کہے کہ اے صبیح ہے اور اسکو نافہ سے  
کہ لطیفہ نفس کا ہے وسط سینہ تک کہ تمام لطیفہ سر کا ہے لائے اور ایسا جیسے کہ انہی روح جمع ہو کر ہر ذرہ کو کو  
نافہ سے وسط سینہ تک پہنچائی۔ اور اگر نافہ سے وسط سینہ تک روح کا لیجانا مشکل ہو جائے تو ایسا خیال کرے  
کہ روح در میان ان دونوں اسم یعنی اللہ اور رحیم کے پہنچے ہے کہ لفظ اللہ اور رحیم نیچے آئے ہے ہر میں اس تہذیب  
انتقال روح کا ان دونوں کے ہر آسانی سے ہو جائیگا۔ اسکے بعد روح کو اللہ اور رحیم کے ہر ہر طریق مذکور بالا  
لطیفہ انہی تک کہ تمام اسکا سر میں محالوی تالو کے ہے ہو جائے۔ اسکے بعد اللہ اور رحیم کے ساتھ لطیفہ انہی سے  
چہارم آسمان تک روح کو لیجائے۔ اسکے بعد اللہ اور رحیم کے ہر آسمان چہارم سے عرش معلیٰ تک پہنچا دے۔ اور  
پہلے سے کہ آسمان چہارم اور عرش معلیٰ پر روح کو بقدر آدمی گھڑی یا ایک گھڑی کے جس قدر ممکن ہو تجھیز کرے رکھے اور  
راکبین بائیں روح کو دور کرے اور یہ بھی یاد رہے کہ کبھی کبھی روح کو ان مقاموں پر تجھیزاؤں سے ہوتا ہے اور  
مثل کسی سنگین چیز کے نیچے کو گرنے لگتی ہے مگر اسکا علاج یہ ہے کہ بروقت ہٹ جئے روح کے جو آسمانوں میں  
سوار ہو گیا تھا اسکو اپنے خیال سے بند کرنا جائے تاکہ روح وہاں ٹھہرے پھر ان مقامات عالی سے ترقی  
لطیفہ نفس تک اتر آئے اور آہستہ آہستہ انہیں پیش پیدا کر کے اسکو بڑھا جائے تاکہ اسکے آثار ظاہر ہو جائیں  
اور اسکے آثار میں ہے کہ روح ذرا کرین نورانیت پیدا ہو جائے اور ملاقات ساتھ ارواح انبیاء و اولیاء اور ملائکہ  
کے ہونے لگے اور سیر حیات و روزخ اور مدد امتہی و بیت المعبر اور روح محفوظ و کشف و انکس و قلع کا  
ہو جائے۔ اور اس واسطے وہاں روح کو تجھیزاؤں اور دھڑ دھڑکھانا چاہیے۔ اور وہاں تکے چاہیے کہ دیکھنا مختلف  
طریقہ ہے ہر آدمی بقدر اپنی استعداد اور حال کے دیکھتا ہے اور بروقت ملاقات ارواح اور ملائکہ کی بات حجت  
بھی اس سے ہوتی ہے۔ اور نہایت اس مراقبہ کے روح کو لطافت اور قرب اور نشت ذات باری تعالیٰ سے



آیتے ہیں چنانچہ اسکا نام سیر فی اللہ اور حسب منطوق کل اوبہ کو فی شانہ و بان ہر پیکر خود سے نور سے تھا  
قدرت الہی کے آئینہ جلوہ گر ہوئے رہتے ہیں ۴

### اشغال طریقیہ پیشکش

جنکو سید صاحب بطور جدید و خوب وقت انصاف سے تجویز فرماتے ہیں کہ از منہ قلبہ اور آسمان کریم سے  
(ذکر) بار خدو نہ انور لیلہ و نہانہ کے بیچکار اولی فاتحہ نام اکابر اس طرح کے یعنی حضرت خاتمہ مدین العین  
سجری اور حضرت خاتمہ مدین العین بختیار کالی وغیرہ کے کر کے تہ سرائین بزرگوں کے جناب باری  
نہایت بھر اور زاری کے ساتھ دعا کشود کا خود کر کے ذکر و تضرعی شروع کرے اور طریقیہ اسکا یہ ہے کہ لفظ مبارک  
اللہ کا دوبار متصل کہے اور بہت زور سے اسکو سینہ سے نکال کر شدت اور عزم کے ساتھ کہے اور آخر کو اول سے  
زیادہ چہرہ اور شدت اور زیادہ قوت میں زیادہ کرے۔ پہلے لفظ اللہ کے ساتھ خیال کرے اور ایک نور اسکے  
سینہ سے نکال کر اسکے لب پر پہنچا کر دے اور دوسرے لفظ کے ساتھ ایک نور نکالے اور دونوں جمع ہو کر اور اسکے  
بہت سے نکال کر اسکے سر پر پہنچا کر دے یہ خیال کرے کہ وہ نور اسکے سر پر ایک ہاتھ اور نچا ٹھیکر ہوا ہے۔ ہر وقت  
اس ذکر کو حضور ہی دل سے بار بار کہے اور ضروری کے واسطے یہ خیال کافی ہو گا کہ یہ ہم ہمارا کائنات ہوا ہے  
۱۰۔ چہ اور وہ اپنے ہم کے ساتھ ہم اور ہر جگہ موجود ہے۔ پس یہ ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ گویا وہ نور مثل چتر  
کے اسکے سر پر قائم ہو گیا اور پھر وہ نور تو ہو کر اسکے بدن پر پہنچا اور اسکا تمام بدن اس میں گم ہو گیا۔ حجب ذکر و تضرعی  
میں مشق ہو جائے تو دوسرا ذکر اللہ کا بطور مذکورہ بالا ساتھ قوت اور شدت اور چہرہ کے کرے کہ گویا فرق ہے  
کہ اس کلمہ اللہ کو پیچھے کی طرف درمیان اور زانو کے ضرب کرے اور جیسے ذکر اول میں نور کو اوپر کی طرف خیال  
کیا تھا اس میں نیچے کی طرف خیال کرے اور پھر اسکو بھی نیچے سے اوپر چاہے تاکہ وہ نور و نور لیلہ ایک ستون نورانی  
کے کوا میں اسکا سارا بدن گم ہو گیا ثابت ہو جائے۔ جب اس دوسرے ذکر میں شق کامل ہو جائے تو تیسرا  
ذکر آجنگی اور ملائمت سے شروع کرے۔ اس ذکر میں بلا شدت اور چہرہ کے لفظ مبارک اللہ کا بار بار کہے یہ خیال  
کرے کہ اس نور میں جو چاہے اسکے بدن کے قائم ہو رہا ہے اس ذکر یعنی سے بطور چھارٹو کے گردش ہو رہی ہے  
۱۱۔ اگر اس نور میں کچھ کدورت ہو تو صیقل جو کہ صاف ہو جائے اور چکنے دکنے لگے۔ پس جب اس صیقل سے وہ  
نور استقدر صاف ہو جائے کہ کئی شعاعیں ہر طرف سے دور دور پڑنے لگیں اور کئی صفائی اسکے قابو میں آجائے  
تو پھر چوتھا ذکر شروع کرے۔ اور چوتھا ذکر نفی اور اثبات کا ہے اور اسکو ساتھ کلمہ لا الہ الا اللہ کے اس طرح کہے  
کہ پہلے لفظ لا کو اپنے خیال میں کہیں پکار مجید زمین و آسمان کا کرے اور یہ تمام وہ ذکر کے لفظ اللہ کو اپنے اند تمام کر  
اور شروع میں لفظ لا کو اپنے منہ سے بہت دیر اور پھیلا ہوا خیالی کر کے عرش مجید تک پہنچا دے اور پھر



اُسکو اس طرح مقرر کر کے کہ تمام عالم کو جنس اور حرکت دیتا ہو بطور ائمرہ کے ہر کار بھر اپنے مقام میں پہنچا  
پھر سارا عقد لفظ اللہ کے پرانے نوحی بالائے عرش مجید کے ضرب کرے اور بوقت کہنے لفظ لا اکر کے نفی  
معبودیت ہر چیز کی اور نیز نفی اپنے وجود اور نامی کائنات کی اپنے خیالی میں مضبوط و مستحکم تصور کرے اور بوقت  
ضرب انا اللہ کے اشارہ ہر بات بحت یا بے حالی کے کرے کہ حسب اشارہ آید کہ یہ اَللّٰهُمَّ اَعْلٰی الْعَرْشِ  
اَلْمَقْشُوْرِ (یعنی زمین طرف عرش کے متوجہ ہوا) اس ذکر کو بار بار کرنے سے نور اُس ذات بحت کا بالائے  
عرش مجید سے بہت کثرت کے ساتھ مثل ہر یا نہ زکوٰۃ کے جوش مارتا ہوا اگر تمام عالم کے محیط ہو جائیگا بلکہ  
ہر طرح و کار اول میں فقط جسم ذکر کا کم ہو جائے اس میں تمام عالم کم ہو جائیگا پس جب اس ذکر میں شوق کامل  
ہو جائے تو اب طرف منزل مقصود کے انتقال کر نیکا را وہ کرے اور طریق انتقال کا یہ ہے کہ اس ذکر کو چھوٹے  
اُسی نور میں جو عرش سے نکل کر تمام عالم کا محیط ہوا ہے اس طرح مراقبہ کرے کہ وہ تہی جو نور آئندہ عرش سے  
ہوئی تھی اسکے قابو میں آجائے گریں پہلے بدین کمال اُس نور کے نفی اپنے جسم اور نفی تمام کائنات کی اُس پر آنا  
ہو جائے گو کہ نفی اُس نور سے عینہ نہیں ہوتی لیکن طالب کو چاہئے کہ نفی کو اپنا اصلی مقصد سمجھ کر شغل نفس  
کو مستحکم اور مضبوط کرے کہ کیونکہ بعد مستحکم ہو جائے شغل نفس کے یا تو توحید صفاتی اُس پر ظاہر ہو جائیگی یا انوار الہی اُس پر  
ظاہر ہو جائیگی اور ان انوار کا ظاہر ہونا ہی منزل مقصود تک پہنچنا ہے پس ایک بعد دیگرے اُن پر دہائے نور  
کو طے کرتا ہوا پردہ بے رنگی تک پہنچ جائے گا اور جب پردہ اخیر سے پار ہو گا تو وہی وصول ذات بحت باری  
تعالیٰ کا ہے جس سے سزا تھا اسے سلوک کا متحقق ہو جائیگا +

اسی کھینے حالات آسمان اور باغات ارواح اور فرشتوں اور پیر و فرزند و ملائکہ کے وہ ایک کے مطابق اور مطلع ہونے  
لوح محفوظ پر یا حی یا قیوم کا ذکر اس طرح پیر کرتے ہیں کہ لفظ یا حی کو دریاں سینہ سے اپنے آب تک لاتے ہیں  
اور اپنی روح کو اُسکے نیچے چسپاں کر کے پھر لفظ یا قیوم کو سینہ سے نکالتے ہیں اور چونکہ اس لفظ اخیر کا تعلق  
پہلے لفظ واقع ہو گا تو ضرور ہے کہ اثران دو نور ہم مبارک کا جمع ہو کر قوت پکڑے پس ان دو لفظوں کے بیچ  
میں روح کو رکھ کر عرش تک پہنچانے اور وہاں پہنچ کر تھڑا تو قف کر کے ادھر ادھر اور سیر کرے اور جب چاہے  
ساتھ مدد کر خیالی یا حقی کے توبہ انتقال کا اُس جگہ سے کرے اور یہاں بت یا قیوم کے قدر پر اپنے مکان پر  
واپس پہنچ جائے +

وَلَسْتَ كُنْتَ جَبَّوْرَکَ مَبْعُوْثٌ ذٰلَکَ وَشَیْءٌ رَّبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ مَقْرُوْبٌ اور طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ساتھ ہم  
سبوت کے ذات سے لطیفہ نفی تک پہنچ جائے اور ساتھ ہم قدوس کے بالائے عرش مجید کے پہنچ کر ساتھ اسم  
ارت الملائکہ والروح کے ہاتھ انتقال کر لے اور بطور ضرب کے دہر بار کر دل سے اوپر کے دروازے سے داخل

ہو کر نیچے کے درخان سے نکال کر قریب کی طرف متوجہ ہو۔ اور اگر ایک بار میں یہ دعاء حاصل ہو تو ساتھ ضروری ہو  
توجہ اور اتنا انداز رہی کہ گوشہ نشین کرتا ہے۔ یہ کہ بعض اہل کشف قبور کا مطلب حاصل ہو جائیگا  
اور اوقف لوگ اس کشف قبور کو موجب قربانی کا جانتے ہیں اور فی الحقیقت وہ سورش و ہرنگی ہے  
انشاء اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ

ظاہر کو پہلے تمام لطائف شہ شگاہ کے معلوم کرنے چاہئیں۔ سو لطیفہ قلب زیر پستان سپاہ لطیفہ  
روح زیر پستان راست اور لطیفہ سران و دو لطیفہ قلوب کے بیچ میں وسط سینہ پر اور لطیفہ نفس عین راست  
میں اور لطیفہ حقیقی پستانی پر جہان مانتا ختم ہو کر بال شروع ہوئے اور لطیفہ اخفی نام کی جگہ جہان بخون کے  
سر میں حرکت ہوتی ہے واقع ہیں۔ اس اثر تیسرے ان لطیفہ کو ایک دوسرے کے بعد ذکر کر کے اور ذکر  
تو اگر مستعد ہو نا چاہئے کہ طالب غور اس ذکر کو معلوم کرے گا اور سکھائے واسطے کہ چاہئے کہ اپنے لطیفہ کو ذکر  
کر کے بہت نام طالب راہ انداز کرے اور نہایت عجز و زاری سے اس کے ذکر کو نہ کرے کہ سب کا ذکر ایک ہی وقت میں معلوم  
ہوئے لگتا اور سین ایسی مشق ہو جائے کہ سب چاہے بلا تکلف آنکو ذکر کرے۔ چونکہ ہر ایک لطیفہ کے واسطے  
ایک نوہ مقرر ہے پس وہ نوہ ذکر کرنا ظاہر ہونے لگے گا۔ پس جب ذکر لطائف میں مشق ہو جائے تو جس نفس کے  
ساتھ نفسی اور اشبات کا شغل شروع کرے اور طریقہ اس شغل کا یہ ہے کہ وہ قرب و دور اور قبلہ و غیرہ کا اپنے ام  
کو نہ کرے اور زبان کو اٹھ کر لگا کر لفظ لا کو لطیفہ نفس (مقام ناف) سے کھینچے اور لطیفہ سر اور لطیفہ اخفی  
پر تھوڑا تو قف کر کے لطیفہ اخفی پر جانیجے اور اللہ کو لطیفہ اخفی سے کھینچ کر لطیفہ روح پر تھوڑا ہو اور اللہ کو  
لطیفہ قلب میں ضرب کرے۔ مگر ان حرکات خیالیہ میں حرکت ظاہری کسی عضو پر مثل سر اور منہ اور لہجہ اور  
زبان کی نہ ہونے چاہئے اور اس شغل کو بعد طاق حمل میں لایا کرے جیسے ایک بار ذکر کر کے پھر نفس کو چھوڑ دے  
اور بعد لطیفہ ان اور قلوب نفس کے دوسری بار بھی حمل کرے اور بعد شغل میں نفس کا زیادہ ہوتا جائے اس قدر حد  
کو بڑھاتا جائے یہاں تک کہ ایک جس میں ایکس باز کہ بیخ جاسے اور جب اسکی فراوات ہو جائیگی تو پھر سکھائے  
تک فہمیت پینچگی۔ اس شغل سے ایک قسم کی گرمی اور صفائی اس کے لطائف میں پیدا ہو جائیگی۔ جب پیش  
آئے کمال کو پہنچ جائیگا تو ایک شعبہ جلال طاب کو معلوم ہونے لگے گا کہ جو سارے لطائف کو احاطہ کر کے شغل  
آتشین کے پھیل جائیگا۔ بعد فراغت نفسی اور اشبات کے سلطان الذکر شروع کرے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک  
اعمال جسم نشانی کا ایک علیحدہ علیحدہ چیز ہے جیسے کہ ہر ایک ٹکڑے کے علیحدہ علیحدہ نام مقرر ہیں اور قرآن مجید میں

میں وارد ہوتا ہے۔ قرآن میں بھی ارشاد ہے: **لَا تَحْشُرُوا قُلُوبَكُمْ** (لیکن تم اپنے دلوں کو نہ بوجھو) یعنی ہر ایک چیز اللہ کی  
 تسبیح کرتی ہے۔ مگر تم انکی تسبیح کو نہیں سمجھتے اس وجہ سے اس آیت کے ہر ایک حصہ میں انسانی کا ذکر آیا ہے  
 میں مصروف ہو چکے ہو۔ لیکن ہر جہت پر وہ غفلت کے انسان بن گئے۔ ذکر کو سمجھ نہیں سکتا پس اس سلطان الہی میں ہر ایک  
 حصہ کے ذکر پر غالب آگیا۔ ہر جہت پر وہ غفلت کے انسان بن گئے۔ ذکر کو سمجھ نہیں سکتا پس اس سلطان الہی میں ہر ایک  
 شعلہ غفلت کے ذکر پر غالب آگیا۔ ہر جہت پر وہ غفلت کے انسان بن گئے۔ ذکر کو سمجھ نہیں سکتا پس اس سلطان الہی میں ہر ایک  
 شعلہ غفلت کے ذکر پر غالب آگیا۔ ہر جہت پر وہ غفلت کے انسان بن گئے۔ ذکر کو سمجھ نہیں سکتا پس اس سلطان الہی میں ہر ایک  
 معلوم ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضا بدون اس کے ارادہ کے اپنی جگہ سے  
 منتقل ہونے شروع ہو گئے اور کبھی شعلہ غفلت کے تمام بدن میں حرکت ظاہر ہو جائیگی اور کبھی جسمانی  
 سہی چھوڑی ہوئی اس کے بدن پر معلوم ہوگی اور تمام بدن میں ایک قسم کی خشکی اور کبھی محسوس ہوگی اور ایسا  
 معلوم ہونے لگے گا کہ اس کے تمام بدن کی آلائشیں نکل کر نہایت ہلکا اور کبھی ہو گیا اور تمام بدن اور رود و لہا  
 و خض و خار اور سنگ و خاشاک سے آواز نہ کہ چہرہ کی بلا اشتباہ اس کے کانوں میں پیچھے لگیگی اور اگر غالب  
 کا ہر چیز یاد ہر جہت گیا تو اس کے متعین بھی اس ذکر کو سن سکیں گے اور کبھی ایک نور بھی اس کو معلوم ہونے لگے گا  
 جبکہ سلطان الہی کا وہ بدن آجاسے تو شعلہ غفلت کو شروع کرے اور شعلہ غفلت کو ساتھ شعلہ یادداشت کو  
 بھی ملا سکے۔ اس کے بعد شعلہ غفلت اپنی اپنی جگہ میں رہا سکے یہاں تک پہنچنے کے بعد مالک پر یا تو توجہ دھاتی ظاہر  
 ہو جائیگی اور یا نورانیت کے پردے کا کھل جائیگی۔ اور نورانیت کے پردے کا کھل ظاہر ہونا یہی طریق مطلب تک  
 پہنچنے کا ہے۔ جب یہ نورانی پردے کا ظاہر ہون تو مراقبہ بصیرت کی فراوانی کرے اور سب پردوں کو کھٹ کر  
 ہوا پردہ پہنچے۔ رنگی کبھی پہنچ جائے اور پردہ بے رنگی کبھی پہنچے اور یہی حصول معرفت ذات بحت کی ہے۔ بہت  
 سلوک متعارف ختم ہو کر سیر فی اللہ پیش آتی ہے جس میں عجیب غریب معاملات ظاہر ہوتے ہیں۔  
 اس طریق میں کشف احوال اور ملائکہ اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع بر احوال کے واسطے وہی  
 شعلہ دور کرتے ہیں جو اوپر مذکور ہوا اور واسطے کشف و قائلہ اس کے سبب آسان طریق یہ ہے کہ وقت تہجد کے  
 دو رکعت نماز نہایت کھلنے والے وقت میں اس کے پڑھنے اور ہر رکعت میں تین بار سورہ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی اور  
 پندرہ بار سورہ اخلاص پڑھے بعد سلام کے سر کو سوجھنے میں رکھ کر نہایت خشوع و خضوع و جہنم داری سے ایک  
 بار یا آخری بار آخری کی کہ اور پھر سجدے سے سر اٹھا کر بہت عاجزی سے اس واقعہ کے کھلنے کی دعا کر کے سوجھنے  
 امیدداشت ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب میں با صراحت یا کائنات یا سیر حال اس واقعہ کا کھل جائیگا۔  
 اطمینان احاطہ طریقہ عجیب و غریب۔ اس طریقہ میں تمام لطیفہ قلب کا زیر پستان چپ اور لطیفہ روح کا زیر

پستان راست اور بائیں سر بقدر ذرا گشت بالا سے پستان چپ نال بوسط سینہ اور تمام لطیفہ نفی  
 بقدر ذرا گشت بالا سے پستان راست نال بوسطیت اور لطیفہ نفی در میان سینہ اور لطیفہ نفس کے  
 بجائے شروع پیشانی کے واقع ہے۔ اول الطائف کو ذکر کر کے اور طریقہ اسکا یہ ہے کہ طالب تہذیب  
 باؤنہر سرائفہ منسوج اور خشوع اور اتجاہ تمام کے رد و برہم شد کے بیٹھے اور اپنی خاطر زین اور حیات کو دور  
 کر کے زبان اور دوسرے کل اعضا کو حرکت سے بزرگ کرے اور دل سے اسم مبارک اللہ کو کہے اُس وقت  
 مرشد کو چاہیے کہ اپنے لطائف کو ذکر کر کے ساتھ ہمت تمام کے الفاظ لطیفہ طالب میں کہے پس جب  
 الفاظ مشککہ جاری ہو جائیں تو واسطے حصول سلطان الذکر کے لطیفہ نفس پر ہمت تہذیب کر کے اس  
 لطیفہ نفس پر کثرت سے توجہ کر کے یہ سلطان الذکر حاصل ہو جائیگا +  
 جب سلطان الذکر میں کمال حاصل ہو جائے تو ذکر لا الہ الا اللہ کو نفی اور ثبات کے واسطے  
 حلی میں لائے۔ اول نفی تمام عالم کی کر کے پھر اپنے جہان کی نفی اس طرح پکڑے کہ نفی لا الہ الا اللہ کو  
 رابع تک پہنچائے اور جہان جہان سے نفی لا گزرتا جائے اسی جگہ نفی خیال کرتا جائے اور لفظ اللہ کو  
 لطیفہ روح میں پہنچا کر لفظ لا الہ کو قلب میں شرب کرے اور تمام لطیفہ روح اور اس کے اطراف کو تہذیب لفظ  
 اللہ کے نفی کرے اور ساتھ لفظ لا الہ کے مقام لطیفہ قلب اور تمام بدن کو نفی کر کے ثبات ذات حضرت  
 حق کا لفظ کرے اور نفی اور ثبات محض ساتھ قوت خیالیہ کے عمل میں لائے اور زبان سے کچھ لفظ لکھ کر  
 اس فعل کی مزاولت سے نفی اپنے جسم بلکہ نفی تمام عالم کی اسکی قوت خیالیہ میں ہر دم قائم رہے۔ اس کے بعد  
 نفی نفی اور فناء الفناء کی مشق کرے۔ اس کے بعد در قبضہ احدیت سے شغل و اشتغال شروع کرے اور طریقہ اسکا  
 یہ ہے کہ وہ ذاتیت ذات مقدس حق تعالیٰ کی ملاحظہ کرے اور اس ملاحظہ کو تہذیب سے اٹھا کر عرش مجید تک  
 پہنچا دے تاکہ اسکا اثر ظاہر ہو اور اثر اسکا ظاہر ہو اور ایک نور کا ہے کہ قلب کے اوپر سے ظاہر ہو کر ایک  
 ستون نور کا ہر عرش مجید تک پہنچ جاتا ہے اور اسکی شعاعیں تمام عالم کو گھیر لیتی ہیں اور چونکہ اس نور نے  
 نہایت وسیع اور فراخ ہو کر تمام عالم امکان کو گھیر لیا ہے اسواسطے اسکا نام دائرہ امکان ہے اور دائرہ  
 سیر قلبی کا یہ پہلا دائرہ ہے اور دوسرا دائرہ ولایت قلبی کا موسوم بہ دایرہ مضری ہے اور اس دائرہ میں  
 مراقبہ اقریت کالیا جاتا ہے اس دائرہ میں تحت قلب کا بھی کھنچا ہے اور تمام قلب مشائی آفتاب کے درخشاں  
 ہو جاتا ہے کہ چاروں طرف سے اس کے اندر چمکنے و گمکنے میں اور یہ دائرہ موجودات ممکنہ سے تجاوز کر کے قدر  
 لامکان تک پہنچ کر غیر متناہی ہو جاتا ہے صرف اہل قلب باقی رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد تیسرا دائرہ موسوم  
 بہ دایرہ سیر قلبی ہے اور یہ دایرہ سیر قلبی کا تیسرا دائرہ ہے اور اس کے بعد چوتھا دائرہ موسوم بہ دایرہ

کبریٰ کے اول دائرہ میں مراقبہ معیت ذات پاک یا قیالی کا کرتے ہیں اور اسکا شروع یہ ہے کہ ہر وقت خداوند تعالیٰ کو اپنے ہوا اور قریب خیالی کرتے ہیں اور اپنے عقین اس سے دور اور غائب نہیں جانتے بلکہ ہر کام میں شریک اور شامل تصور کرتے ہیں جیسے کہ **اَیُّکَ رَبِّہِ اِنَّ اللہَ بَیِّنٌکَ** (یعنی اللہ ہمارے ساتھ ہے) عین معیت باری تعالیٰ کی ثابت ہے پس ملامت کمال رسوخ معیت کی یہ ہے کہ خلوت اور خلوت میں ہر دم اسکی اپنے ساتھ جاسے اور تنہائی میں معیت کرتے پر اس سے شرم کرے اور جب مراقبہ معیت میں پختہ ہو جائے تو یہی علامت ولایت کبریٰ کی ہے اور اول اس دائرہ کا پہلے دائرہ سے زیادہ ہوتا ہے اس کے بعد مراقبہ **یٰحَیُّ یَکُوْنُ** (یعنی دوست رکھتا ہے وہ انکو اور وہ دوست رکھتے ہیں اسکو) کا ہے۔ اس مراقبہ میں اپنی محبت اللہ سے اور اسکی محبت اپنے ساتھ خیالی کرے۔ اور اس مراقبہ محبت میں بھی دو دائرے اور ایک قوس یعنی نصف دائرہ ہے کیونکہ محبت کے بھی تین مرتبہ ہیں۔ اول مرتبہ ابتداء معیت کا ہوا شروع آشنائی کے ہے کہ ابتداء سے محبت میں محبوب اللہ اور فائدہ اپنا اور نیرضا اور خوشنودی محبوب کی دل خیال کرتا ہے سو محبت اللہ کا یہ دائرہ اول ہے اور جب محبت ترقی کر جاتی ہے اور محبوب کو استعمال و در فائدہ ہونا شروع ہوتا ہے تو یہاں سے دوسرے دائرہ سے محبت کا شروع ہے اس دائرہ میں اللہ اور فائدہ محبوب کو اپنے فائدہ سے پرترجیح دینے لگتا ہے مگر یہ ترجیح عقل اور علم سے نہیں ہوتی کہ نفع اور نقصان کا موازنہ کر کے اور سمجھ دیکھ کر ترجیح دی گئی ہو بلکہ اس سے مراد وہ ترجیح ہے کہ محبت کے تہ دل سے مثل فائدہ جو خوشنودی ہے۔ اور جب فنا اور استعمال اپنے کمال کو پہنچا اور کوئی نشان جانب محبت باقی نہیں رہا تو یہاں پر دوسرا دائرہ بھی تمام ہوا اور قوس یعنی نصف دائرہ کا شروع ہوا اس نصف دائرہ میں پہنچ کر محبوب فنا ہوا ہر کس یا منسب ہوا ہے۔ اسکی تکمیل کے بعد مراقبہ اہم الظاہر حق تعالیٰ کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم الظاہر اور ایک اہم الباطن ہے اور اس کے ہر نام کے مینکار ظاہر میں بخلاف اسکے مظاہر کے تمام عالم اور اجسام اور افعال اور احکام میں جو کچھ ہیں اور تشریح میں ظاہر ہوتے ہیں انکا ذخاۃ رزاقیت ایک مظہر اسکے مظاہر کا ہے اور عقلی انداز القیاس کا ذخاۃ ہدایت اور رسانی رسل اور انزال کتب اور توفیق کلمہ ہدایت کرنے کی جو ایک عام مسلمان سے ہوا ہوتی ہے ایک دوسرا مظہر ہے اولیٰ طرح ایک مظہر اضلال یعنی گمراہ کن کا ہے جو پیدائش البلیس لعین سے دیکر تادمہ سرانی یعنی گانے بجانے تک ہے سب سب مظاہر اسکے اہم الظاہر کے ناظرہ کے طرفہ اہل شیطانیں اہم ہمارے کہے کہ وہ ذات پاک اسکی ہے مراقبہ کرے۔ اسکے بعد اہم الباطن کا مراقبہ کرے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ تمام ظاہری چیزوں کا ایک باطن بھی ہے جیسے نظام سلطنت کا ایک ظاہری چیز ہے اور باطن اسکا تدریج عقل بادشاہ کی ہے اسی واسطے اس مراقبہ کو ولایت علیا موسوم کرتے

ہرین کیونکہ یہ ولایت لاء اعلیٰ کی ہے تو پورا مادہ اعلیٰ سے ملا کہ میرا یہ الہام اور القا کر کے واسطے احکام آہی  
کے ہیں کہ جو حکم اس درگاہ عالی سے نازل ہوتا ہے اول اسکو لوگوں کے دلوں میں القا کرتے ہیں اس کے بعد  
وہ حکم دنیا میں ظاہر ہوتا ہے اس سبب سے وہ فرشتے کو یا باطن تمام حوام جام کے ہیں اور انکا تعلق اہم الباقی  
سے زیادہ تر ہے اور نیز ضرور فیض اس مراتب کے متین عناصر باطنی بھی ہیں یعنی آگ اور ہوا اور پانی  
کیونکہ یہ متین عناصر بھی جس انسانانی میں باطن ہیں اور جو تھا عنصر یعنی خاک آئین ظاہر ہے۔ پس جب  
یہ مراقبہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو خیالات اسم باطن کی اس سیر میں ظاہر ہو جاتی ہیں اس کے بعد سیر قلمی  
قلمی دائمی کی سب سے کہ وہی انتہا سلوک متعارفہ کا ہے ۵

جب طالبان اخلاقی تمام معرفت ذات جہت کے پہنچتے ہیں اور سوک متعارف ختم ہو جاتا ہے تو وہ  
سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ہم پر یا یہ اور ہم مقام اولیا و عظام کے ہو گئے اور یہ سرزمین غلط فہمی ہے کیونکہ مقام معرفت  
ایک پہنچ جانا ہو کہ کسب اشغال اور مشق اشغال کے ایک کا فر اور بدعتی اور خود کو بھی ممکن ہے چنانچہ ہندو  
جوگی اور ساکنان حبش قدیم سے ان فتون کے ہتھوڑا پر شاق ہیں اور علم تقاطع میں حیوانی جسم کا وزن لا  
یورپ میں بڑا زور ہے (انہیں اشغال کا ایک شبہ ہے پس اس میں شک نہیں کہ ان اشغال کی جو کوئی مشق  
کرے گا اس پر وہ مقالات متعارفہ سلوک کے کھلے ہوئے لیکن روادار قبول ایک دوسری چیز ہے۔ مردودان  
بارگاہ آہی کا دہانک پہنچا ہوا اس کے سب سے کہ جیسے کوئی قزاقی سعی اور کوشش کر کے دربار شاہی نہک پہنچے  
اگر قریب ہے کہ اگر اپنے فعل قزاقی سے نائب ہو گا تو گرفتار قسب سلطانی ہو جائیگا اور یہ بھی اور سب سے کہ  
مقام معرفت ذات تک پہنچنا سلوک میں بہت لڑائی خونی کے ہے کچھ کمال کی بات نہیں ہے اگرچہ قبول  
لوگوں کو مقام معرفت ذات تک پہنچنے میں اور قربان بھی ہو جاتی ہیں۔ جب سالک بدعتی مشاہدہ  
جمال الایزال کے پہنچتا ہے تو اسکو لازم ہے کہ ہر اور شے میں اتباع خیر شریف کو لازمہ اپنے ایمان کا  
جاسے اور یہ اتباع شریعت دل اور جوارح کو نو سے کرے۔ مثلاً اویس قرآن مجید کا ہتھوڑ کرے کہ کچھ  
بے وفو اسکو نہ چھوے اور جب مصنف مجید کو ہاتھ میں لے تو کسی دوسرے کام میں متوجہ نہ ہو اور عظمت  
قرآن مجید کی دل سے جاگے اور اس نصرت عظمیٰ کی پہچانے کہ مجھ ناپسند اور کہنے کے ہاتھ میں ایسی مستم اور  
مستہزیز محض اہل بیخودی ہے ورنہ بھکے یا مت ایسی نصرت عظمیٰ کے حامل ہونے کی کہاں تھی اور  
ایسے تصور سے اسے خوشی کے سینہ اسکا مالال ہو جائے اور اگر ایسا خیال خود بخود اس کے ذہن میں  
آئے تو بہتر ہے ورنہ شکاف ایسا خیال اپنے دل میں پیدا کرے۔ اور بطرح عظمت ناز اور کونہ اور بڑے  
اور جوارح اور تمامی شاعر شرعی کی اعتقاد کرنی چاہئے اور نیز ال کو اسکی راہ میں خرچ کرنا اور طریقہ

کو اختیار کرنا اور فاضل کو مثل تجویز وغیرہ کے اہتمام کرنا اور اسی طرح سے نہایت سے پہنچنے کا بھی اہتمام کرے۔  
 مثلاً اگر مومن نہ ہو گا اسکے خیالی میں گذرے تو اس سے ایسا استفادہ کرے کہ گناہ کا ٹوکرا اسکے کھانے کے واسطے  
 اسکے سامنے رکھا گیا۔ اور بیعت انبیاء و اولیاء بلکہ تمام مسلمانوں کی تعلیم میں کوشش کرے۔ سب سے پہلے کے شائع  
 اور سامعی ہوں اور میرے مسلمانوں کی خاطر داری اور تواضع اور ادب الہیہ کیا کرے۔ اس مقام پر ہر چکر و چہرہ  
 کو مراقبہ کیا جاتا ہے یعنی متوجہ ہوتا ہے اللہ رب العزت کا اپنے بندے کی طرف جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے  
 اِنَّا نَحْنُ غَنِيٌّ وَاَنْتَا الْفَقِيْرُ (یعنی جو ہم تم کو نہ کر دے مہینہ اللہ موجود ہے) مثلاً بندہ اپنی آنکھ اور بینائی پر  
 غور کرے تو بانیین اس کو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے حال پر متوجہ ہو کر میری طرف توجہ کی تو یہ  
 انصاف علی بنیائی چشم کی بلا اتحاق و بلا درخواست و بلا شفاعت محض کو عطا ہوئی میں ہی طرح پر اور ہزاروں  
 نعمتوں کو خیال کرے بلکہ جنت و جہنم عالم میں موجود ہیں ان میں غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ہر ایک شے  
 اسکی واسطے ایک نعمت ہے اور ہر چیز افلاک سے لے کر خشخاش تک اسکے ساتھ ایک خصوصیت رکھتی ہے  
 پس اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور کرے ہر دم انکو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس سب طرح پر دست آویز  
 بندہ کی طرف متوجہ ہے تو اس طرح بندہ کو چاہئے کہ طرف خداوند تعالیٰ کے محض واسطے حصول رضا کے بلا تمنا  
 کسی مرتبہ عزت اور جاہ اور اعتبار کے اور بلا توقع حصول ثواب جنت و نجات خداوند تعالیٰ کے اسکی طرف متوجہ  
 چنانچہ طریق اس مراقبہ کا یہ ہے کہ کسی شان الہی پر متوجہ ہو کر ہر دم اس شان پر تکیہ لگا کر رکھے اور زبان  
 حال و حال سے اس شان کے بھیلنے کا کلمتی ہے پس جب یہ مراقبہ خداوند تعالیٰ کا بخوبی سر انجام کو پہنچا تو وہ بندہ  
 مقبیل بارگاہ الہی ہو کر ایک نور قدس زلی جو ہر شے کے حصے میں آیا ہے اسکو مرحمت ہو جائیگا اور وہی نور  
 تخم غفل کا ہے اور غفل اس تخم کا شجر ہے اور ایمان اس شجر کا ثمر ہے چنانچہ کہنے دیکھا اَنْتُمْ لَنَا نَسِیْ دُکَاۤیِن  
 اس نور زلی کی طرف اشارہ ہے۔ پس اس مراقبہ خداوند تعالیٰ کے کرنا ایک کودہ نور پہلے پہل دور سے مثل ستارہ  
 کے چمکتا ہوا دیکھائی دینے لگتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نزدیک ہوتا جاتا ہے آخر کو پیشانی پر ہر اہتمام سجدہ ہر چکر  
 تمام بدن میں پھیل جاتا ہے اور جیسے آدمی نور بینائی سے سب ظاہری چیزوں کو دیکھتا ہے ویسے ہی اسکی  
 ادنیٰ سے مرضی نامرضی خداوند تعالیٰ کو معلوم کرنے لگتا ہے۔ پس جب یہ طریقہ کسی کلام کا کرتا ہے یا کسی  
 طرف متوجہ ہوتا ہے تو ہر ایک قسم کا تغیر اس تجلی میں بطور ظہار رضا مندی یا نارضا مندی حق تعالیٰ کے پیدا ہوتا  
 ہے اور بعض کم درجہ بند گون کا نور قلب سے بخاؤز نہیں کرتا وہ لوگ جب قصد کسی کلام کا کرتے ہیں پس اگر رضا مند  
 آہی اس کلام سے متعلق ہے تو اسوقت ایک قسم کی بنیاد اور انشراح آنکھ اور چین اور رحمت طرف اس کلام  
 خود بخود اُنکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور اگر نارضا مندی آہی اس کلام میں شامل ہے تو ایک قسم کا انقباض و لغزش

اُس کام کی طرف سے اُنکے دل میں، لاحق ہو جاتی ہے اور یہ دریافت رہنا بامارغب باری تعالیٰ کی کچھ اجتہاد یا قیاس سے نہیں ہوتی بلکہ میرا چشم ظاہری کے یہ شہادت اُنکو حاصل ہو جاتی ہے۔ پس مقام کے لئے یہ ہے غفلت و کوتاہی سے مراد ہونا اور کسی خدمت و لایت کا اُسکے فروعی ہونا۔

اب بعد بیان کرنے سلوک کے طریق حصول تو یہ راہ نبوت کا بیان کر کے قیاماتِ اُسرۃ کو ختم کر کے دنیا ہون (طریقِ توبہ) جو شخص ظالم راہِ نبوت کا مہیا سا کو یہ تہذیبِ اخلاق طواغیت عبادات پہلی چیز جو ضروری ہے وہ حاصل کرنا توبہ کا ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ طالب راہِ نبوت کو چاہئے کہ مہیاتِ شرعیہ کو خواہ قبل اعتقادات سے ہوں خواہ ختم افعال اور اقوال سے خواہ اخلاق اور ملکات سے، خواہ جنس افراط تفریط عبادات سے ہوں ان سب کو قرآن و حدیث سے متبع اور نصیحت کر کے ٹھیک کر لے اور اُسکے بعد غفلت میں بیچکر دوزخ کے گناہوں میں ایسے منہم حقیقی اور بے نیاز تحقیقی کی میرے حق میں کہ میرے پاؤں تک احتیاج ہوں سے بھر پور ہوں کس قدر تجربی اور قبیح ہوگی اور اس خیال کو اپنے ذہن میں ایسا سنگم کر کے کہ غفلت ناخوشی اُن منہم حقیقی کی اُسکے ذہن میں جبکہ کچھ دیر سے کہ جب اُسکی ناخوشی کا تصور کرے تو اُسکے بدن پر دھنگل کھڑے ہو جائیں اور ربانی مہیاتِ شرعی کی اُسکے قلب اور عقل کو گھیر لے اور اُسکے باطن میں خوف اور ہشت پیدا ہو جائے پس جب اس مراقبہ میں مزاولت پیدا ہو جائے تو عظمت قرآن مجید کی خیال کرے کہ یہ (یعنی قرآن مجید) ایک صفت صفات ازلیہ ربانیہ سے ہے اُسکو اس عالم امکان میں کیسے بھی مناسبت نہ تھی اگر اُس باب العزت نے محسن انبی حیات سے عربی زبان کے لباس میں اُسکو نازل فرما کر اپنے اور اپنے بندوں کے مولا ایک واسطہ اختیار دیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ عظمت اِس کلام پاک کی بھی اُسکے ذہن میں ایسی سنگم ہو جا کہ جو قرآن اپنی نظر مصحف مجید پر ڈالے تو ایسے عظمت کے اُسکی آنکھیں چند حیا جائیں اور سینہ اُنکا پاش پاش ہو جائے پس جب عظمت اِس کلام پاک کی بھی کما حقہ جبکہ کچھ دیر سے تو اُسوقت قصہ توبہ کا کرے اور کسی مہیا کی دن میں نہ سمجھتا ہوا کہ مصحف مجید کہہتا تھا لیکن کسی خالی مکان میں داخل ہوا اور جناب باری تعالیٰ میں بہت عاجزی سے عرض کرے کہ بار خدا یا میں ہر طرح سے عاجز ہوں اور تو میرے قیام ہے توبہ کہ قدم اول راہِ نبوت کا ہے بھلے غفلت فراوان میری بے یارمندی پر نظر کر کہو کہ کیا انت وینا بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے جو جب میت ۵ تو کرسی شومی درد تک ظرفی نمی ماند۔ بقدر بھر باشد و صحت آخوش سا علہا + اُسکے بعد صلوة البشیر بنیت سا قلم جوئے گناہ اور حصول توبہ کے نہایت خصوص اور شوق اور حضوری قلب سے اور اگر سے بعد ادا سے نماز ہی انعاماتِ حق اور نتائجِ تہذیبِ اللہ کی ناخوشی اور غضب کے اور اپنی کمال بنیاری مہیاتِ شرعیہ سے اپنے دل میں حاضر کرے اگر اُسوقت غفلت اور خوفِ الہی اُسپر ظاہر اور غالب ہو کر اُسکے خیال اور قلب اور دماغ اور ظاہر و



بالکل کو گھیر لے تو بہتر و نہ بھیر کسی دن بقا حادہ مذکورہ بالا عمل کرے اور بعد ان وہ حالت پیدا ہو جائے تو اسی اثنا میں  
 عنکبوت کلام مجید کی راوی کسی کو ایک واسطہ درمیانی اپنے اور درمیان اللہ عزوجل کے ایسے چست طور پر ملاحظہ  
 کرے کہ عینہاں اس خیال سے بھر جائے اُنوقت تفہیم قلبی کے ساتھ ایک نظر محض مجید پر ڈال کر کہے کہ بار خدایا  
 میں نے اس نیر سے کلام پاک کو تیرے حضور میں اپنا شفیق کیا اور ساتھ اس جہل متعین کے میں نے اپنے کو مضبوطاً باندھا ہے  
 سارے گناہوں سے توبہ کر کے اور قرآن مجید کو ایک توکل قرار دیکر زبان سے عرض کرے بار خدایا تیری عنایت  
 پر توکل اور بھروسہ کیا کہ اتلہ شریعت کو ہر حال میں میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا اور جانب خیر کو اپنے نفس اور جان  
 اور مال اور کبر و اور فرزند و عیال اور استاد اور پیر اور آقا عرض تمامی مخلوقات پر میں نے ترجیح دی۔ اسے بار خدایا میں  
 عاجز محض ہوں تیری عنایت پر توکل کر کے تو اس امر عظیم کا میں نے اپنے اوپر کر لیا۔ پس تو محض اپنے کرم  
 عظیم سے اس عہد کو مجھ سے پورا کر۔ بعد ازاں اس چمکانے اور قرار کا ہمیشہ خیال رکھنا ضرور ہے کہ ایسے شہادت  
 عالیجاہ سے میں نے عہد باندھا ہے مبادا سر سحابین فرق ہو کر فروغ نقض عہد کا دائیہ میری پیشانی پر لگ جائے  
 اسکے بعد اگر ممکن ہو تو اس توبہ کو کسی ایسے بزرگ کے ہاتھ پر جو اتباع قرآن و حدیث اور اجتناب بدعات  
 میں اس زمانہ میں مشہور ہو ظاہر کرے لیکن ہر حال میں قرآن مجید کو مشدّد جہتی اور اس بزرگ کو شیخ قرار  
 خیال کیا کرے۔ حجب طالبانہ نبوت کو رو سوخ کامل مقام توبہ میں حاصل ہو جائے تو ذکر ایمانی اور مراقبہ  
 ایمانی کی جیسے اوپر مذکور ہو ان حالات پر کرے اور اس ذکر سے کچھ کثرت ذکر یا مجاہدہ نفس یا مضبوطی ذات واد  
 نہیں ہے مگر وہ حالت جو اوپر مذکور ہوئی اس میں پیدا ہو جائے اور کیا ہوگی ایسی کثرت بھی نہ کرے جس سے  
 طبیعت ملول ہو جائے بلکہ تدریج نفس کو اسکا عادی بنائے پس اس طرح کچھ وقت ذکر میں اور کچھ وقت  
 فکر میں صرف کیا کرے اور اسکے عہد و مواعیت سے خلق اللہ کی خدمت کرنا ہے خصوصاً یتیموں اور مسکینوں  
 اور غلسوں اور محتاجوں کی اور حبیب دینی اپنے کمال کو پہنچا کر تو قنل فنا و ارادہ کو جو اظہر  
 علامت اس طریقت کی ہے پہنچ جائیگا اور نثار ارادہ کی بھی اس طریق میں دو قسم ہیں ایک وہ جو مبارکی  
 سلوک و راہ نبوت میں حاصل ہوتی ہے اسکا مطلب تو یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو حق تعالیٰ کے ارادہ کا تابع کرے  
 دوسرے جو انتہائے سلوک میں تعصیب سالکین ہوتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ برائے اظہار ارادہ و اقرار جائے  
 مولائے خود اپنے ارادہ کو محفل کرے اور ان بزرگوں پر رحمت ربانہ اور حکمت یزدانہ منکشف ہو جاتی ہے اور  
 جو حکم ہولاکہ طرف سے صادر ہوتا ہے اسکو چھٹی اور چالاک کی سے عمل میں لاتے ہیں اور جب فنا و ارادہ اپنے کمال کو  
 پہنچ جاتا ہے تو ایسے بزرگ زمرہ محدثین اور شہداء میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد مراقبہ عظمت اختیار کرے  
 اور محبت اور قرب علی کو پیش نظر اپنے رکھے۔ پس ہر حرکت اور سکون کو جو اس کے یا اسکے غیر سے صادر ہو جائے

خیال کرے کہ حق تبارک و تعالیٰ اسکو دانتا اور کھانا دے اور اپنے تئیں نکلے تباہ و برباد رہے بلکہ ماری خاتون  
 میں تنہا نہ جائے اور اسکا خیال یہ رہا ہو جائے کہ گویا اس کے ہمراہ ہر وقت ایک ایسا شخص ہے جو علاقہ پر  
 و علاقہ تربیت اور ولایت اور علاقہ سلطانی و قاضی و آرائی و ہادی و پیری و نیز علاقہ محبت کے ساتھ رکھتا ہے  
 اور جو حق ہے جو کسی پر کھانا کھائے بلکہ یہ بھی نہیں کہے کہ وہ نفس دیکھا اور بسفکراطاعت مطیع کی اور  
 اخلاص مخلص کا قبول فرماتا ہے اور اگر شخصیں آفرین کرتا ہے اور قرب و جاہت دنیا میں اور ثواب  
 جزئی جہنمی میں عطا فرماتا ہے اور گناہ گناہ گار کے دیکھا اور پیر لعنت اور نفیس کرتا ہے اور لذت و خواہش  
 میں اور عذاب شدیدی میں کرتا ہے اور کشتہ گیری اور کشتہ نوازی کی شان ہے اور اپنے مان بہت پر غالب آئے  
 کہ حال اسکا انداز شخص کے ہو جائے کہ جسکو کسے پکڑ کر دیا ہے زہار پر کے اور لڑکا رکھا ہے پس جب وہ  
 شخص دیکھ دیکھتا ہے تو عوام کرتا ہے کہ میں مگر اور غرق ہوا اور جب سالان کو دیکھتا ہے تو وہاں تک اپنا  
 پہنچا ہوا نظر آتا ہے پس ثبات اور حیات اپنی تھا اس شخص کے کہ جس نے اسکو لشکار رکھا ہے کیسے ہاتھ میں  
 نہیں دیکھتا ہے پس تدریج سے جانتا ہے کہ جب تک وہ پیرا تھ پکڑے ہوئے ہے اموال پر بجز خوار و گداؤ باوجود  
 مجھ کو کچھ غریب نہیں پہنچا سکتی اور جب تک میں ملتا تھا چھوڑا تو ہر ایک چھوٹی اور کسی راہ ایک چھوٹی سی چوہا  
 اور ایک ہنگامہ کھانسی ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ یہی واسطہ بزرگان اس طریق سے مسلمانین جیڑے  
 باوجود قدرت اپنے دیکھارہے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا مقابلہ  
 فرعون جیسے زبردست بادشاہ سے مشہور ہے اور اس جزو زبان میں جب مقدمہ خاوان سمیعہ صاحب  
 عدالت انبالہ وغیرہ میں پیش ہوا تو وہ مسلمان ملزم بھی بلا خوف نہ رہی یہاں دلی اور برائت سے حاکم عدالت کو  
 جواب دیتے رہے کہ جب تک کہ یہاں میں جو اس باختہ ہوئے جاتے تھے۔ پس جب مرادۃ حضرت کذا ہے کہ اگر  
 پہنچ جاتا ہے تو توکل کی اصل اور روح ان کے ہاتھ آجاتی ہے اور بعض بزرگان اس مقام پر پہنچ کر اہل خدا سے غرور کرتے ہیں  
 مینے یہاں تک سلوک کا ہوت اور سلوک و ولایت کا ایک نسبت لیا ہے کہ تعلیمات عجیبہ منتخب کے  
 لکھ دیا ہے جسکو زیادہ شوق ہو وہ صراحتاً یہ کہ اسلی موقوفات کا ماحولہ کرے ۔

### حصہ سوم

اس میں آپ کی درویشانہ تعلیمات کو بیان کرنے کے بعد آپ کی سپاہیانہ اور بیادارہ کارہ ایمنوں کا ذکر شروع کرتا  
 ہوں ناظرین اس معارج کے شروع (صفحہ ۲) میں پڑھا ہوگا کہ اس فرج ہاد سے سات برس پہلے جب  
 مقام رام پور چند اولاد تینوں کی زبانی کئی مسلمان جو تھوٹے تھوٹے گادبرہ تھے ان کا فریاد کہ اپنی جو زمین پالینے

کا حال نہ تھا، ہیئت بود، حیات، اہل صلی اور دوا بانی آپکا خون جوش مار رہا تھا اور آپ دل سے چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانان پنجاب کو سکھوں کے ہاتھوں سے نجات ملے، مگر اب بعد ازیں سچ جسب کھنڈ مسلمان آپ کے ساتھ ہر چیز پر کوشاں ہو گئے تو آپ نے محض فی سبیل اللہ ایک زبردست قوم سکھوں کے جیسے اس وقت سرکار انگلیزی بھی جیتا کر انکی فوج پر ہار کر دینے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے اپنی جان دینے کا ارادہ کیا اس وقت آپ کے ساتھ قریب بیس ہزار ہندوستانی کے جان نثار ہو گئے تھے جنہوں نے آپ کے پسینے پر اپنا خون بہا دیا تھا، چھ ہفتے آپ کے ساتھ کر لیا تھا اسلئے کہ اچھری کے شروع میں آپ براہ تھانیرسرجا کے ولایت جہاں کے کاتبان علیہ کو لے کر - مہاراجہ - بہار پور - حیدر آباد - ہندو - شکار پور - جالمن - خان گڑھ - درن - دھارم - ورہ پور - پشپن - تھانہ - کابل پھر براہ ورہ - جیندر - ظل پنجاب - ہر گڑھ - شاد - اور شاد سے ہشت نگر واقعہ نگر پور - میں پہنچ کر پھر عرصہ تک موضع فوٹنگلی میں ٹھہرے پھر فوٹہرہ کو تشریف لے گئے - فوٹہرہ میں نے جو آپ کے ہزارہ کاتب تھے آپ کے اس دورہ و تازہ سفر کے ہر ایک مقام کا حال اور ہر ایک مقام پر ہزار ہا خلعت کا آپ کے ہاتھ پر حیات آپ کے آپ کی اطاعت کرنا بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ لکھا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان جنگی اوقات میں سے جو آپ کی راوی میں پڑی تھیں لاکھوں خلعت آپ کے ساتھ سر دینے کو تیار ہو گئی تھی - جب آپ اس ملک پر سفارتی میں پہنچے تو تمام ملک کے مرد اور عورت مثل بچانہ کے آپ پر خدا ہوئے گئے جس شہر پر آپ سوار ہو کر وہاں پہنچے تھے ہزار ہا عورتیں آپ کے زین پوش کی جگہ آپ کے تار بستر کا لگانا شروع کر دیا تاہی نہ سہ تو اس اونٹ کی پشت کے بال بستر کے خلاف بن گئے اور کوئی اونٹ کے پاؤں کے نیچے کی خاک اپنے سر اور لکھوں کو لٹا تھا پہلا مقام ہشت نگر میں ہوا جہاں قین تین خانہ یون میں ایک ایک تاروٹ غلاموں پر بٹھایا ہوا - آج وہ اس شہر کے پھر بھی ہر شخص نہایت شادمان فرماں تھا مسیّد صاحب جامعہ جہاں سچ منہا طلب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ کھانے پینے کی نسبت کچھ تشویش اور فکر نہ کرو وہاں پہلے کھانا لایا گیا تھیں تھے مگر وہاں پر کسی پہنچا ہوا تھا - بوقت شب شہر پر ہو کر ہر ایک سردار کو اس سے اطلاع دی گئی کہ سب زری بلاتیاں ملے تب مثل بچانہ آپ کے گرد اگر بستر کر کے سوئے یہ بوقت تھوڑا سا سے شکر کے اٹھ کر تاروٹ میں اور حضرت کی روانہ میں شریک ہوئے بعد طلوع آفتاب سردار سید محمد خان براہ خروار میر دوست محمد خان بہت سے آدمیوں کے ساتھ آپ کی بیعت سے مشرف ہوا۔

جب آپ کے ارادے اور عجیب شکر کی خبر دربار لاہور کو پہنچی تو سردار بدیع شکر مع دس ہزار لشکر آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا - اس سردار نے مقام اکوڑہ پر ٹھہرے - بقدر سات آٹھ کوس کے اپنا لشکر گاہ کیا - لشکر جہاں میں اور لشکر سکھوں کے بیچ میں دیا سے لڑ رہا تھا۔

سید صاحب نے جہاں و قتال شروع کر کے سے پہلے ایک اعلام نامہ تحریر ہی دربار لاہور کو حسب تاحلہ شریفیت  
 اس معتمدین کا بھیج دیا (۱) یا تو تم اسلام قبول کرنا اس وقت ہمارے برابر ہو جاؤ گے اور ہم سب سے جنگ و جدال  
 کے ہر طرح سے تمہاری اعانت کریں گے جیسا کہ کسی کو داخل اسلام کرنا حکم نہیں ہے اگر جو شخص خدا تکو اسلام منظور  
 تو (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ تم اپنے دین و مذہب پر قائم رہ کر ہماری اطاعت اختیار کر کے جزیہ دینا قبول کر دو  
 اس حالت میں بھی جزیہ تک تم صلح رہو گے ہم تمہارے جان و مال کی حفاظت مثل اپنے جان و مال کے  
 کریں گے (۳) اور اگر یہ دونوں شرط کو نہ مانا تو اسکو منظور نہ ہو تو پھر جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ اور یہ بھی یاد رکھو  
 کہ گو ہم اس وقت قتل و مین منظور کر کے ہیں مگر ملک یا عستان اور سارا ہندوستان نام خدا میں جان دینے کو  
 تیار نہ ہوں۔ اور ہم لوگ موت شہادت کو ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے تم شراب کو۔ تدار لاہور نے مراد شریف  
 اس اعلام کا کچھ جواب نہیں دیا بلکہ قاصد کارندہ اعلام نامہ کو دربار سے نکلوا دیا۔ اس سبب سے مار جنگ کی  
 تیاری شروع ہوئی۔

سردار بیکہ سنگھ نے شمشیر نامی ایک مسلمان کو صلح زور دیا جاسوس مقرر کر کے سید صاحب کے  
 لشکر میں واسطے جاسوسی اور لائے خبروں کے بھیج دیا۔ قنداریوں کی ایک جاعت سے جو قریب دو سو  
 آدمی کے آپکے لشکر میں تھے اس جاسوس کو گرفتار کر کے سید صاحب کے حضور میں حاضر کیا۔ سید  
 صاحب نے بوقت شرب تہائی میں اسکو لیا کر پوچھا تو اسنے صاف صاف کہہ دیا کہ بھگت سردار بیکہ سنگھ نے  
 جاسوس مقرر کر کے بھیجا ہے مگر اب میں اپنی بڑی بیعت سے تائب ہو کر حضور کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا  
 اور اس وقت سے مجھے جاسوسی لشکر اسلام کے میں لشکر گفار کی خبریں حضور میں لایا کرتا تھا۔ چونکہ آپ کے فرار  
 میں رحم بھرا ہوا تھا آپنے اسکو صاف کر کے معرفت اللہ بخش خان جہدار کے بوقت شب طرف لشکر سید  
 بیکہ سنگھ کے صبح سلامت واپس بھیجا دیا۔ دوسرے دن صبح کو امیر خان سزار قوم خٹک رئیس اکوٹہ  
 سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا پہلے اسنے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر عرض کیا کہ خواجہ خان  
 پسر خیر نور خان میرا بھتیجا ہوتا ہے مجھ سے مخالف ہے سردار بیکہ سنگھ کو ترغیب دیکر چڑھایا ہے  
 سردار بیکہ کو اکوٹہ میں قیام ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ ایک سہ ماہ میں اگر لشکر اسلام سے جدال و قتال شروع کر  
 سو سردار بیکہ سنگھ کا ملک سہ ماہ میں بڑھتا نا خوب نہیں ہے بلکہ مصلحت وقت یہ ہے کہ اگر مذہبان عالی کے  
 نزدیک مناسب ہو تو لشکر اسلام پیش قدمی کر کے دریا سے گزرتے پانڈرا کر اسکے آگے بڑھنے کو مانجھو۔ اس  
 مصلحت کو سید صاحب نے پسند کر کے ہشت نگری کو چھوڑ دیا اور موضع خوشنگی میں جو باب اکوٹہ سے  
 قیام فرمایا۔ ایک خوشنگی ایک چھوٹا سا گاؤ تھا وہاں ایک دو وقت کی مسجد کا ہم پہنچا بھی دشوار تھا۔ یہاں

علیہ السلام کے اُس شام کو نہایت فائدہ لشکر کی پہونچائی شب آپنے فضل الہی پر پھر وساکر کے واسطے پہونچانے روزی  
 مومنین کے جناب باری مین دعا کی دعا کو ختم ہوئے تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ وقت اذان عشا کے ایک اجنبی  
 آدمی نے سعید صاحب کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک کشتی آئے سے بھری ہوئی کنارا دیا پر موجود  
 آپ اپنے آدمی بھجوا کر آئے کو لنگوا لیجئے۔ آپنے چند آدمی آنا لائے کے واسطے مجھ لئے اور قبا و میون کے ساتھ  
 نذر عشا حاجت کے ساتھ پڑھی۔ قریب بندہ مین بختہ آگ کشتی سے آیا سعید صاحب نے اُس آئے مین سے تھوڑا  
 سا آٹا اٹھا کر دعا برکت کر کے پھڑس آئے کو تیار آدمین ڈال دیا اور تقسیم کر دیا حکم دیا۔ گو بقا لہ ایسے لشکر کثیر  
 کے آٹا بہت کم تھا مگر برکت دعا حضرت کے ساتھ لشکر کو بقدر حاجت پہونچ گیا سبے خوب سیر ہو کر کھایا یہ  
 اس وقت آپکا لشکر آٹھ جاعتوں یا پٹنوں مین مقیم تھا۔ جاعت اول خاص حضرت امیر المؤمنین  
 کی تھی جسکے نائب سردار مولوی محمد سیف علی تھے اور یہ جاعت ہمیشہ ریٹہ رنگ مین لشکر کا مین ہارنی  
 تھی۔ جاعت دوم مولانا محمد اسماعیل کی تھی یہ جاعت ہمیشہ آؤ و نش گارڈ یعنی مقدمہ آؤ و نش رہتی تھی  
 جاعت سوم سید محمد بیگ کی تھی کہ نائب سردار اس جاعت کے شیخ بدیع تھے اور یہ جاعت ہمیشہ  
 لفظے رنگ یعنی لشکر کا مین رہتی تھی۔ جاعت چہارم الامد بخش خان صاحب کی تھی یہ جاعت ہمیشہ  
 ریٹہ گارڈ مین ساتھ اچھڑ رہتی تھی۔ پانچوین جاعت کے سردار تالال محمد قنداری تھے۔ چھٹی جاعت  
 کے سردار ملا قطب الدین اکبراری۔ ساتوین جاعت کے سردار میرزا احمد گیکہ پیمانی۔ آٹھوین جاعت  
 کے سردار جعفر خان قنداری۔ یہ چاروں جاعتیں آخر الذکر قلب لشکر مین تیہنات رہتی تھیں۔ ان  
 جاعتوں کے سوا ایک گروہ مجاہدین بطور پڑپو یعنی فاضل مین لشکر کا رہتا تھا جنکا کام خیر کھڑے کرنا  
 اور اور متفرق کام تھے۔ سعید صاحب مع دوزار خود قلب لشکر مین چلا کرتے تھے۔ خولیشکی سے کوچ  
 کر کے لشکر نوشہرہ مین پہونچا پھر دینچے لشکر اسلام کے نوشہرہ مین جاسوون نے یہ خبر حضور مین پہونچائی کہ  
 سردار بدیع شکر مع لشکر کفار کو ٹھہر مین داخل ہو گیا اور لشکر اسلام پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے اسوقت  
 سعید صاحب نے حکم دیا کہ کوئی آدمی نہ کہہوے بلکہ ہر شخص مسلح ہے اور قبل از غروب آفتاب ہر آدمی اپنے  
 کھانے پینے سے فارغ ہو جائے۔ بوقت ظہر سعید صاحب اپنے مشیران سے مشورہ کر کے سب جاعتوں  
 مین سے جوان اور تندرست اور چست چالاک اور شجاع آدمیوں کو منتخب کر کے ایک سیرتہ تیار کیا۔ اندیشہ  
 جبار کو اس سیرتہ کا مقرر کر کے اپنی دستار مبارک اس کے سر پر بندھادی اور فرمایا کہ تم تھوڑے سے آدمیوں  
 کو بطور طلایہ ساتھ لیکر دریا سے عبور کر کے اُس کنارہ دریا پر قیام گاہ مقرر کرو جتنا غلجہ جبار نہ گذرے بعد عبور قیام  
 گاہ لشکر مقرر کر کے پھر نوشہرہ کو لوٹ آیا اور لشکر آہستہ آہستہ پار ترے لگا۔ جب سب آدمی سیرتہ کے عبور

کر چکے تھے بعد انکہ بھی حضرت سے آخری رخصت حاصل کر کے شریک سر یہ ہو گیا حضرت نے جمودار سر یہ  
 یہ بھی فرما دیا کہ جب تم آگے بڑھنے لگو تو ہر ایک آدمی کو لگایا گیا رہا اور دو لاکھ قریب قریب پھر بڑھنے کا حکم دیا  
 کل آدمی اس سر یہ کے قریب آئے سو کے تھے اور لشکر سردار بڑھ سکھڑا جس کے دل گناہی نہ ہو نہ لڑا سے بھی زیادہ  
 جب یہ سر یہ لشکر اسلام سے جدا ہونے لگا تو ہر ایک آدمی کو شہادت کا دل سے خواہاں تھا ہر آدمی نے  
 اپنے اپنے اپنے ساتھ اپنے قتل و مصاف کر کے یہ وصیت کی تھی کہ زندگی ہے تو یہاں در نہ یہاں  
 محشر میں پھر ملاقات ہوگی۔ قریب دھڑکتے تھے یہ سر یہ کناؤ دریا سے جانیبا کوڑہ روانہ ہوا اس کے ساتھ  
 میں کل آدمی آئے کہ رہے تھے۔ واقعہ یہ کہ آدمی لاکھ لاکھ تھے ہر ایک کے دل میں شہادت کا دل سے خواہاں تھا ہر آدمی نے  
 سے ہوئی۔ دو تین گھنٹے کے بعد یہ سر یہ لشکر کا دشمن پر ہجوم کیا اور وہاں جا کر دیکھا کہ  
 سکھڑا اپنے لشکر کے چاروں طرف غارتی کر رہی تھی جب پسا اس سر یہ غارتی دشمن پر چاہی تو وہ  
 سارے لشکر نے باؤں زینت کھینچ کر ایک بار کی غارتی کی اندر ملک کیا۔ دشمن ہر طرف سے ہلے آواز کیسے نہ لگا خواہاں  
 غارتی چاہا جب حملہ آور لشکر غارتی کا اندر داخل ہوا تو سب سے پہلے ایک منتر کی بندوبست چلائی جس سے  
 شیخ باقر علی خلیفہ آبادی کے ایک اول شہید شہادت نوش کر کے زمین پر گر پڑے اس وقت سب غارتی سکھڑا  
 کے قتل میں مصروف تھے۔ ملکی لوگ جو ساتھ گئے تھے ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک غارتی نے بقدر رغبت و جوش  
 خود غارتی کی دیکر مدد کی کہ وہاں کو اصل جنم کیا چنانچہ عبدالعزیز خان جہان آبادی کے ہاتھ سے  
 جو کافر مارے گئے چودھویں وارہ انکی تلوار بھی ٹوٹ گئی مگر انہوں نے پھر کی کر کے مولوی احمد الدین  
 سے جو تلواریں بانٹے ہوئے تھے ایک تلوار لیکر اس سے پھر قطع برید شروع کی چنانچہ اس دوسری تلوار سے  
 بھی انہوں نے بہت سے کافروں کو مارا عبدالعزیز خان ایستادہ تخت کے جیسے قصہ اور بیان ہو چکا تھا  
 ساتھ ساتھ کافروں کو توجہ کیا اور شہرستان خان و غلام رسول خان و دیگر خاں  
 و شہزادہ ہلالی و علی حسن و شیخ بڈھن و شیخ رمضان نے بھی داد شجاعت کی دی۔ یہ سب  
 شجاعانہ لشکر اسلام مثل شیر جھڑت ملے کرتے تھے خون کی نہریاں بہا رہے تھے۔ انکی آواز کیسے  
 کافروں کو مشتاقا تھا لشکر کفار میں بھگی بڑھ گئی کافروں نے لشکر کفار کے توپخانہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ گولہ انداز کے  
 ہاتھ سے جلتی ہوئی مہتابی چھین لی۔ اس ہڑت میں خود سردار بڑھ سکھڑا چھڑی کر کے اپنے جیسے سے  
 لشکر بھاگ گیا۔ اس وقت ملکی لوگ کفار کا مال لے لیکر بھاگ رہے تھے جس سے ترتیب جنگ بجا ہر میں ابتر  
 ہو گئی تھی۔ سردار بڑھ سکھڑا نے موضع اکوڑہ میں پیچ کر قمارہ بھوانا شروع کیا۔ جسکی آواز پر پراگندہ لشکر سکھڑا  
 کا جمع ہو گیا۔ تب سکھڑا کی قوا عدوان ملے تھیں نے جمع ہو کر چند بار دشمن حملہ آوروں پر ایسی فوجی جیسے

اکثر شجاع قلمداران پیش رو مجاہدین کے شہید ہو گئے۔ اس موقع پر اللہ بخش خان جمعہ ارسلنے چاہا تھا کہ خارجیوں سے  
 سب سے پہلے لکھنؤ، بکروہ و سرسہ، تشنگان، شہادت، ننگوٹا، لکھنؤ اور شرم دلائی وہ اسی دم صہیح پچاس ساٹھ آدمیوں  
 کے مشل رضی شیر کے پھر لوٹا پڑا اس وقت وہ لو لشکر دین میں دست پرست جنگ شمشیر بازی و نیزہ بازی کی  
 شروع ہوئی۔ اس پیش جب دار نے پھر ٹھہر نہ سکی بلکہ مع اپنے ہمراہیوں کے اس میدان میں کام آیا۔ اس  
 عرصہ میں صبح نو ہونی شروع ہو گئی تھی اس وقت بایا کہ خان کے لشکر مجاہدین خارجیوں کے کھار سے باہر نکل آیا  
 لشکر کھار نے خارجیوں سے باہر قدم رکھ کر قافلیہ کا ارادہ نہیں کیا بلکہ اپنی جان کا بچا غنیمت سمجھا۔ لشکر مجاہدین  
 نے بقدر وہیل خارجیوں کے کھار سے ہٹ کر اذان پڑھا اور اس وقت نماز صبح کی ادا کی اور ایک گھنٹی دن بڑھنے کے قریب  
 یہ سر پہلے و منہ صہید کٹا رہا۔ اسے لٹکا پڑا پوچھا جس کے دوسرے کٹا رہا۔ یہ صہید صاحب اسکی خیر مقدم کے منتظر کھڑے  
 تھے۔ اسی دم کیفیت جنگ اور حال شہزادین و جن سیدہ صاحب کے حضور میں عرض ہوا حضرت! نے شہداء  
 واسطے دعا ہے خیر کہ مجھ و جن کی مرہم تھی اور تیار داری کا حکم دیا۔ سردار بے سنگہ اسی دن مارے خوف سے  
 اکوڑہ کو چھوڑ کر تین گوس پیچھے بٹ کر سیدہ و نام ایک بستی میں جا آئے۔

اس پہلی جنگ میں حسب مذکورہ ذیل ۱۵ نفر ہندوستانی مجاہدین شہید اور قریب ۲۵ آدمیوں کے  
 مجروح ہوئے اور لشکر سکھوں میں سات سو آدمی جان سے مارے گئے اور اس قدر زخمی ہوئے۔ نام نامی  
 شہداء اکوڑہ کے یہ ہیں۔ اللہ بخش خان مورانوی امیر سرسہ۔ شیخ باقر علی قاسم غلہ۔ عبد المجید خان  
 جہاں آبادی۔ شمشیر خان جمعہ اور مورانوی۔ شیخ بڈگیشن۔ شیخ وٹھانی مورانوی۔ شیخ ہڈانی خالص پوری  
 علی شین گنتوی۔ غلام شہید خان خالص پوری۔ غلام رسول خان خالص پوری۔ خدا بخش خان عجمی  
 شاد دل خان خیر آبادی۔ کریم بخش پڑھانوی۔ میا بھائی احسان اللہ پڑھانوی۔ شیخ شرف علی پوری  
 دین محمد کر پرستانوی سیواڑہ۔ عباد اللہ سیو۔ قاضی طیب۔ امام خان خیر آبادی۔ اولاد علی ماٹھری  
 ہالوٹن بیگ لکھنوی۔ امام الدین خان رام پوری۔ باز خان خالص پوری۔ سید محمد لہاری۔ محمد کمال  
 غورم پوری۔ جنیم خان حسین پوری پڑھانوی۔ سید عبدالرحمن سیالوی۔ شیخ محمد سوم مسجد فتح پوری دہلی۔  
 غلام نبی خان گوالیاری۔ عبد الرزاق دیوبندی۔ جہاں خان لکھنوی۔ منیر خان ملو آبادی۔ عبد الجبار  
 مورانوی۔ حیات خان بریلوی۔ برکت اللہ گھٹالی۔ سید عبدالرحمن سندھی۔ حسن خان سندھی۔

اس جنگ سے سردار جہاں سیکڑہ اس قدر ہراساں ہوا تھا کہ اس نے جانب لاہور بھاگ جانا چاہا تھا مگر قلعہ دار نے اس سے  
 اسکو منع کیا اور کہا کہ تمہارے بھاگ جانے پر لشکر خلیفہ خیر آبادی تک پہنچا اس ملک کو اپنے قبضہ و  
 تصرف میں کر لے گا۔

ایک مذہبی ناخبر کارگردہ کی پہلی جنگ اعلانہ وہ کوئی قواعد اور اصول نہ رکھتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ایک ہندو تک پہنچ گیا۔ مسلمانوں کے دل بڑبڑا گئے۔ بڑی بڑی امیدیں قائم ہو گئیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے بڑے بڑے نامی شجاع اس جنگ میں کام آئے مگر ہر حال میں مسلمانوں کا شہر و اس جنگ کے تمام ملک میں پھیلا دیا۔ ملکی مردار جو قہقہہ لگا رہا کہ ہندوستان کو اس فتح نمایاں کی نوید لگے کہ وہ ان کی گئی۔ اس جنگ کے دوران ہندو اجداد کی خانہ و دار فہم ہندو نے اگر حضرت سے بیعت کی اور سب لشکر کو فتح حضرت کے ہندو کو دیا۔

ہندو ایک بادشاہی وقت کا پڑا فلاح دیر سے دیکھ کر اس میں سے کنارہ پر نہایت بارون اور پرفتن مقام تھا۔ اس جنگ کے قیام کا لشکر مجاہدین کا مقرر ہوا اس وقت تعداد لشکر مجاہدین کی قریب پانچ ہزار آدمیوں کے تھی۔

اس مقام پر اباسین کے دوسرے کنارہ پر یہاں تین چار کوس کے حضور نامی بازار واقع تھا جس میں نہایت مالدار مہاجرین دوکاندار رہتے تھے۔ یہ بازار حضور سکھوں کے قبضہ میں تھا۔ حضور کے قریب سکھوں کی ایک گڑھی تھی جس میں ایک آویں رکھی ہوئی تھی۔ اسی سے اس گھاٹ اور بازار کی گڑھی کو گڑھی خاؤں کے خاں اور دوسرے سرداران اس فوج نے مسیحید صاحب سے عرض کیا کہ بازار حضور

پر قسم کے مال و اسباب سے بھر دیا جائے اور سکھوں کا ایک کرکے اگر بوقت شب اس بازار پر ایک سرے بھیجا جائے تو بہت مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ مسیحید صاحب نے ان کے جواب میں فرمایا کہ ہندو اگر وہ بہت سے فارسی شہید اور مجروح ہو گئے اور ہمارے ساتھی ابھی تک اس ملک کی راہ و رسم و تہذیب

خبر سے بھی واقف نہیں ہیں۔ اگر تم کو یہ کام کرنا منظور ہے تو تم خود کر سکتے ہو۔ ان لوگوں نے حضرت کی زبان مبارک سے اشارہ اجازت پا کر عرض کیا کہ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہندوستانی مجاہدین کی مدد ہو۔ آپ ہمارے واسطے دعا فرمائیں ہم اس کام کو خود انجام دے لیں گے۔ اس گفتگو کے بعد سکھوں نے شیخون حضور کی تیاری شروع کی۔ ہندوستانی مجاہدین میں سے ایک آدمی بھی ان کا شریک نہیں ہوا مگر قنداریوں میں سے کہ وہ بھی لاپچی افغان تھے چنانچہ اس آدمی نے حضرت سے اجازت طلب کر کے شریک ہو گئے مگر حضرت

مسیحید صاحب نے اس شرط پر قنداریوں کو اجازت بخشی تھی کہ اگر اس بازار اور قریب میں کوئی مسلمان ہو تو وہ ابھی تک دعوت جہاد سے ناواقف ہو تو اس کے جان و مال کو گزندہ پہنچانا۔

جب ایک تہائی رات گزر گئی اس مکی سر پر نے بڑی کشتیوں اور جالوں اور شناس کے اباسین سے پاراؤں قریب آویں رات کے بازار حضور پر شیخون لڑا اور خوب مالی لوٹا۔ جب مسیحید صاحب نماز صبح سے خارج ہوئے اس وقت ایک آدمی سے ایک عہدہ گھوڑے سے سترخ رنگ کے مسیحید صاحب کے حضور میں حاضر ہوا اور مبارکباد و فتح حضور اور گڑھی کی دیکر کہا کہ قنداریوں نے پورے شہر کو اپنے بازار حضور کے

خاؤں کے خاں



گدھی اور دشمن کی توپ پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور یہ گھوڑا اسی ال غنیمت میں سے بطور غریب حضور کے پاس  
 بھیجا ہے سعید صاحب اس پر یہ کہو قبول فرما کر پھر اسی لاشے واسطے کو وہیں عزایت کر دیا۔ جب مجمع ہوا  
 ہوا تو دیکھا گیا کہ بزرگ حضور کی طرف سے لاشی لوگ بہت سال مرزوں پر رکھے ہوئے چلے آتے ہیں اور  
 انکے پیچھے قند ہاریوں کی جماعت بھی جو شریک اس حملہ کی ہوئی تھی بھی لگتی اور بندوبست سرکرتی ہوئی چلی  
 آتی ہے۔ پھر دیکھا کہ ان قند ہاریوں کے قریب میں پندرہ سو لاکھوں کے سوار بندوبست چلائے ہوئے ہیں  
 جوش و خروش سے آ رہے ہیں۔ اباسین کے تھوڑے فاصلہ پر قند ہاریوں نے ایک چھوٹی سی پہر کے کنارے  
 کی آٹھ پار اُن دشمن کے سواروں کو روکنا چاہا وہ سوار مخالفین تھوڑی دیر پر انکے پیچھے کہ اس عرصہ میں قریب  
 پانسو سوار اور پادون دشمن کے جا بجا ایسے جمع ہو کر اپنے ہندو سواروں کی مدد کو آئے پہنچے۔ اس پچھلی لگی  
 فوج کے ساتھ دو شاہین بھی تھیں مگر اس فوج نے اُن قند ہاریوں اور پندرہ سواروں کو اپنے حال میں  
 چھوڑ کر اُن ملکیتوں پر جو مال مغرور تھے ایک آگے بڑھ گئے تھے شاہین چلائے شروع کیا لگی لوگ شاہین کی گولیاں  
 سے پرانندہ اور سقیر ہو کر کوئی شناسا پہلور کوئی گھاس کے گٹھے پر سوار ہو کر مع الی مغرور تھے پار چلے  
 گئے۔ اسوقت مواسے نام نقر قند ہاریوں کے وقع دشمن کی طرف کوئی بھی متوجہ نہ تھا لگی لوگ سب  
 عادت قدیمہ خود الی مغرور تھے لے لیکر بھاگنے لگے ملکیتوں کے آگے دریا سے تھارا اباسین اور پیچھے دشمن  
 کی شاہین تھیں۔ یہاں ملکیتوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس انفری میں بہت لگی لوگ بدحواس ہو کر  
 مع الی مغرور تھے اباسین کی اندر ہوئے۔ سعید صاحب نے جب کیفیت دیکھی تو سوار خاوند خاں کو  
 بلا کر حکم دیا کہ جلد اپنے آدمیوں کو زیر حکم انور شاہ کے قند ہاریوں کی مدد کے واسطے روانہ کر دے۔ اسوقت قند  
 چند قند ہاری پانسو دشمنوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ خاوند خاں کے آدمیوں کے ساتھ قریب پچاس نفر  
 ہندوستانی بھی بلا حکم و اجازت سعید صاحب کے اباسین سے پار تر گئے۔ جب خاوند خاں کو می خبر  
 کر گئے تو سعید صاحب نے ہندوستانی فوج کو حکم دیا کہ سب لوگ کمر باندھ کر اباسین کے اس کنارہ پر جا کر  
 کھڑے ہو جاؤ۔ اب اُن پچاس ہندوستانیوں نے جو خاوند خاں کے آدمیوں کے ساتھ قند ہاریوں کی  
 امداد کو گئے تھے اپنی بھر مار شروع کی اور ایک لمحہ میں اپنی بھر مار کے نور سے پانسو کافروں کو شکست فاش  
 دیکر پیچھے ہٹا دیا بلکہ چند سیل تک اُنکا تعاقب کر کے اُنکو حضور کی دیواروں کے اندر داخل کر دیا برکت اللہ  
 بنگالی اور حیات خان دو آدمی اس حملہ میں شہید ہو گئے اور چند آدمی خفیف سے زخمی ہوئے مگر گھار کے  
 سینکڑوں آدمی اُن چند لکھوں میں دارالبرادر کو پہنچے۔ ان دونوں واقعوں یعنی اکوڑہ اور حضور کے بعد سعید  
 صاحب کو معلوم ہو گیا کہ اس ملک کے آدمی طامع اور خود رائے ہیں۔ اپنی شمع اور خود رائی سے جنگ کو بجے

زمینیت کر کے ہندوستانوں کے سکھ دالیتہ میں۔ زن و نوسر میں میں اگرچہ لاکھوں روپیہ کا مال دلاتوں  
 کے ہاتھ آیا اگر حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم نہیں ہوا جو سیک کے ہاتھ آیا اپنے گھر کو لگیا۔ سفرو کے وقوع کے بعد ہزار  
 خانے خانہ چاہا تھا کہ سب مال میں جو کہ حسب قاعدہ شریعت کے تقسیم ہو کر گئی قابض مال مقابلہ کو کھڑے ہو گئے  
 اور کسی زمین مٹی اس واسطے باتفاق جملہ علماء و فاضلے ہندوستانی اور دلاتوں کے اور تاریخ جادی اثنائے  
 بھری کو مسیحا صاحب کے ہاتھ پر بیعت الہامیت اور خلافت حقد کی گئی تاکہ امام برحق آئینہ کو اختتام حیات اور  
 تقسیم خاتم اور قاضیت جہاد و دیگر احکام شریعت اور نصیب قاضی و غیرہ کا کر کے خلافت بقہ جہادی  
 کرے اور اس صورت میں سب مسلمانوں پر اسکی اطاعت اور فراہم داری فرض اور واجب ہو جائے اور اس کے حکم کی  
 نافرمانی کرنا لاطاعی اور جہتی اور باغی قرار دیا جائے۔ تہامی ہندوستانی اور ملکی علماء اور ورہ سادہ کی الامت  
 پر متحدہ بیعت کی اور نیاز جمعہ قائم ہو کر خطبہ میں آپکا نام پڑھا گیا۔ سردار پیر محمد خان اور سلطان پور خان اور  
 پیر محمد خان اسکا مل قیام اور نے بذریعہ خط و کلام کی الامت کو دل و جان سے قبول کر لیا۔ اسی تاریخ کو ایک  
 غلام شریعہ و میان نکل واقعات گزشتہ کے تقریر ہو کر نصیب امام برحق کے علماء ہندوستان کو بھی خبر دی گئی  
 جب یہ خبر ہندوستان میں پہنچا تو علماء ہندوستان نے بھی آپکی الامت کو تسلیم کر لیا۔ سردار ان پشاور  
 کی قبولیت اور تسلیم کو لوگ دغا دے ہو رہے تھے اور سمجھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ لوگ غا بون ضرور  
 کوئی دغا بازی کر کے اپنی قدیمی حال دھوکہ بازی کر کسی بھاری موقع پر اظہار کرینگے۔ اس کے جواب میں مسید  
 صاحب کہتے تھے کہ دل ہر کسی کا اندر شب العزت کے ہاتھ میں ہے اگر وہ لوگ دغا کرینگے تو اسکا ثمرہ خدا سے  
 پائینگے۔ اس واقعہ نصیب امام کی خبر دربار لاہور میں بھی پہنچی جس سے ایک قسم کی رعیت سکھوں پر غالب  
 ہو گئی۔ آگے آنیوالے واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ دربار لاہور نے سرداران پشاور سے سازش کر کے  
 مسید صاحب کی ذات مقدس کا دغیہ کسی جیل سے ایمانی سے کرنا چاہا تھا۔

اس واقعہ بیعت الہامیت کے بعد ہر ملہ سرداران پشاور نے مع لشکر گنیز اور آپ کے موضع صرمانی میں قریب  
 نو شہرہ کے پیر محمد مسید صاحب کو خبر دی کہ ہم مع اس قدر سامان حرب اور ضربے آپکی تائید اور نصرت کے آسمان  
 حاضر ہیں آپ مع لشکر مجاہدین شریف لاکھوں سے جنگ شروع کیجئے۔ یہ خبر سنکر مسید صاحب نے مسرور  
 و شرف خان اور سردار خاں کو مع پانچ سو آدمیوں کے سرداران پشاور کی ملاقات کے واسطے نو شہرہ  
 کو روانہ کر دیا۔ جب یہ دو سردار مسید صاحب سرداران پشاور سے ملاقات کر کے ہند کو واپس آئے  
 اس وقت ایک خط سردار پیر محمد سنگھ سکھوں کے جنرل کا مسید صاحب کے حضور میں پہنچا جس میں ایدہا بار بار  
 علیہ خور سے القاب کے یہ درخواست تھی کہ بخون سے جیسے کہ آگہ اور حضور پر ہوا کچھ فائدہ نہیں اگر آپ اسکی

در بارہ ہین تو میدان میں پہنچے جنگ کر کے فیصلہ کر لیں۔ جسکے جواب میں سعید صاحب نے اپنی ریشہ اور لادہ اور  
 مانی اٹھیر سے اس سردار کو بڑا بڑا اپنے خط کے آگاہ کیا اچھا نجدہ اصل خط سعید صاحب کا بنام سردار مسنگہ  
 نصیبہ کتاب دنا میں درج ہے ۔

ان ایام میں بھی لشکر مجاہدین پر سبب نہ ہونے فرج کے ہلاکی تلخی تھی اکثر فتنے مست رہتے تھے درختوں  
 کے پتوں اور گھاس پامند پر اگلی گوزران تھی ۔

خضر کے شیخوں کے بعد دشمن ہزار فوج سکھوں کی کثرت دیا و با سین پر محاذی ہند کے جمع ہو گئی ہاور  
 برادر ہو کہ بازی دو تین توپ اور چٹہ سات شاہین کو اس لشکر نے اپنے عقب میں چھپا کر رکھا تھا تاکہ نادان حلاوت  
 پر یکے ایک انکو سر کر کے بدل لیں۔ جب خبر شد لشکر گذار کی سعید صاحب کی پناہ اپنے آدمی بھیجا اول سب  
 کشیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور سردار شرف خان نے سعید صاحب کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر  
 آپ اجازت دیں تو ہم ملکی فوج سے ان دشمنوں پر حملہ کر کے انکو لپیٹا کریں۔ آپ تبرکاً چند ہندوستانی  
 مجاہدین ہمارے ساتھ کریں تاکہ برکت انکے وجود مقدس کے ہو غلبہ اور نصرت حاصل ہو سعید صاحب نے  
 سرکار کو کی درخواست کو قبول کر کے بجائے چند آدمیوں کے بہت سے آدمی انکے ساتھ کر دیے۔ جب یہ ملکہ  
 لڑکر گذارہ دریا سے با سین پر دشمنوں کے مقابل ہوا تو انہوں نے اپنی فنی اتواب اور شاہین کو سامنے  
 کر کے گول بارش شروع کی ملکی لوگ تو یوں کی آواز سنکر کافور ہو گئے۔ ہر چند سردار شرف خان نے انکو فرار  
 سے روکنا چاہا مگر کوئی تحریف یا تیر انداز سے نہ روک سکی۔ جب یہ کیفیت ہوئی تو آخر کار ہندوستانی  
 مجاہدین نے با سین سے عبور کر کے دشمنوں پر حملہ کرنا چاہا ابھی مجاہدین کی کشیا ان اور شیک (مشک) در  
 کی منجھ و حار میں پہنچی تھیں کہ دشمنوں پر مجاہدین کی ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ فوراً اپنے سرو سامان پان  
 سے فرار ہو گئے اور نہ بہت مقابلہ کی نہیں پہنچی ۔ اس توجہ کے بعد سعید صاحب لشکر مجاہدین سردار ان کے بجانب لشکر  
 سردار ان پٹا اور تھمرو کو تشریف لے گئے اور قریباً مہر ہزار فوج مع آٹھ صرب اتواب و سب واران پٹا اور کے  
 دریا سے گزیر کے اس پر خیمہ زن تھے سعید صاحب بھی دریا سے گزیر کے شامل لشکر سردار ان  
 پٹا اور کے ہو گئے۔ اس مرتبہ سردار ان پٹا اور بری تواضع اور دلالت سعید صاحب کی کرتے تھے۔ ہر روز  
 دتم فتم کے میوے اور کھانے سعید صاحب کے واسطے بھیجتے تھے اور وہیں سعید کے میدان میں سکھوں کے  
 جنگ کی تیاریاں ہو رہی تھیں، اسوقت مع فوج سردار ان پٹا اور سردار ان محمد اور مجاہدین کے قریب  
 ایک لاکھ فوج کے سعید صاحب کے زیر حکم تھی۔ مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا تھا سکھوں کی چھاتیان  
 کانپ رہی تھیں۔ صبح کو ایک جنگ عظیم ہونے والی تھی اس جنگ عظیم کی شب کو بذریعہ قدر محمد اور

بڑا فوج سکھان ہندو فوج حضور اور سب پان کے بلالہ متا بہ کے

جنگ سے دو مقامی سردار کی

کوئی محمد کشمیری یا قوم شیعہ کے جو سردار یا پھر خانان کے نوکر اور سید صاحب کے واسطے کھانا لانے پر مقرر تھے  
 کچھ ہی دور گزرتا ہی ان میں نہ ہر لامل کھلا گیا۔ تقدیر سے اس شب کو نواف عادت خود اس زہر آئیں کھانے میں  
 سے سید صاحب ایک لقمہ بھی کچھ نہیں کھایا۔ سب کا سب آپ نوش جان فرما گئے۔ زہر اگرچہ قاتل تھا مگر اس نے  
 نے سید صاحب کی ذات مقادس کو اسکی قوی تاثیر سے محفوظ رکھا لیکن پھر بھی شب کو آپ سخت اسیل ہو گئے  
 علی البقیل و دونوں کمرے آرائی کئے سید کے میدان میں مقابل ہوئے۔ سردار یا محمد خان نے سید صاحب  
 کی سواری کے واسطے ایک انگڑا ہاتھی بھیجا جسکے مہاوت وغیرہ آپکے در دولت پر حاضر ہو کر آپکے سوار ہونے کے  
 متقاضی ہوئے۔ جب مولوی محمد اسماعیل صاحب سید صاحب کی خواہش کے مطابق اشراف لیگے تو دیکھا کہ  
 سید صاحب بیوش پڑے ہیں اور تھے خود بخود اگر کو باری ہے جس سے نہ ہر تہ تیغ خارج ہو رہا ہے۔ مولوی  
 محمد اسماعیل صاحب نے سید صاحب سے عرض کیا کہ جنگ شروع ہو گئی اور آپ کی سواری کے واسطے ہاتھی در  
 دولت پر حاضر ہے آپ نے اس تنگ حالت میں بھی یہی فرمایا کہ جھکو ہاتھی پر سوار کر کے میدان جنگ میں پہنچا دو  
 چنانچہ چند آدمیوں کے ساتھ اسے اسی حالت میں آپ ہاتھی پر سوار ہوئے اور میدان جنگ میں پہنچے۔ ہر  
 چند آدمی آپ کی علامت سے واقف تھے آپکے ہاتھی کو میدان جنگ میں مسلمان دیکھ کر دیر ہو گئے اور کفار پر حملے  
 شروع ہوئے۔ سکھوں کے لشکر یعنی خاندانی کے اندر تک حملہ کرتے ہوئے سردار ان صاحب چنگی اسوقت بھاگ  
 و رانیوں اور سرداران پشاور کی فوج بھی دامن کوہ میں مسلمانوں کی مدد پر حاضر تھی اور تنگ دلی اور توپوں  
 کی بھرا کر بھی تھی مگر بندوں اور توپوں میں خالی بارود بھری جاتی تھی گولے اور گولیاں نہیں ڈالی جاتی تھیں  
 شاہزادہ گورکھ شاہ نام ایک بڑا شجاع آدمی تھا کہ تاجدار سکھوں کے تھیں ایک پہنچ گیا اور وہیں کام آیا۔ سید  
 کے سردار بھی اسوقت بڑی شجاعت اور بہادری سے حملہ کر رہے تھے ہر طرف سے آرائی مسلمانوں کے  
 نمایاں تھی۔ جب جنگ خوب گرم ہوئی تو دو سردار مسلمان پشاور کے لشکر سے نکل کر بہت روک ٹوک  
 سکھوں کے لشکر میں چلے گئے اور وہاں کے سپہ سالار سے ملاقی ہو کر جیسے گئے تھے ویسے ہی رہے گورنر  
 واپس چلے آئے اور سرداران پشاور کے پاس جا کر کچھ آئے سرگوشی کی۔ اسوقت سرداران پشاور میدان  
 جنگ سے مع لشکر و توپ خود فرار ہو گئے۔ جب سردار ان صاحب نے دوا میں کو بھاگتے دیکھا وہ بھی دل شکست  
 ہو کر بھاگنے لگے اب ساری جنگ بچا ہے ہندوستان کی سر آڑی دوا اسوقت اپنے مقدر بھر خوب  
 دل توڑ کر اٹھے۔ جب سکھوں کو حسب اشارہ دوا میں کے سید صاحب کا ہاتھی معلوم ہو گیا تو انہوں  
 نے اس لشکر کے ہاتھی کو اپنی نکل توپوں کا انہ بنایا مدد کو لے شیعہ نہیں کرتے ہوئے ہاتھی کو  
 کے اس پاس جاتے تھے مہاوت بھی جو غائب رازدار و غازی کے تھے ہاتھی کو میدان جنگ سے نہ ہٹا

تھے اسوقت مجبور لوگوں نے مسید صاحب کو ہاتھی سے اتار کر گود لے کر چڑھالیا۔ اس دغا بازی کے مقصد سے  
 لشکر اسلام تشریف لے گیا اور میدان جنگ سکون کے ہاتھ رہا مسید صاحب پر بار بار ہرشی اور خشی جاری تھی  
 اسوقت بمطالعہ سردار فتح خان کے مسید صاحب کو فروغ چند لٹکی میں لٹکے کچھ حصہ تک آپ اس گارڈ میں  
 مقیم تھے۔ زیر کھانے کی مینجمنٹ آٹھویں روز انکو ہوش آیا اسوقت آپ نے سولہ لاکھ اسماعیل صاحب سے سب مال  
 دریافت فرمایا مولانا مدح نے اسکی کیفیت زہر خدائی اور دغا سردار یار محمد خان اور سردار ان سردار بتری لشکر  
 مجاہدین کی مفصل آپ سے عرض کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب مجاہدین کو ایک جامع کر لو اور جو کچھ بھی گزرا وہ سب  
 اسواخذہ بعض میری خطاؤں کے تھا جو اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے ان خطاؤں سے مجھ کو پاک کر دیا تم سب  
 مجاہدین کو تسلی دیکر کہہ کر اس تکلیف کے بعد اللہ رب العزت بہت راحت دیگا اور جن لوگوں نے مجھ کو ہر دیا  
 وہ بھی حکمت سے خالی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے میرے ہر مور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت  
 کو چھپر جاری کر دیا۔ اُسکے بعد مسید صاحب نے جناب باری میں بہت صلاح اور ناری سے دعا کی۔ موضع چند  
 سے آخوند میرا کو موضع مکر میں پہنچ گئے اسی جگہ پر دلی محمد اور نذر محمد کشمیری جنہوں نے آپ کو زہر دیا تھا گرفتار  
 ہو کر آپ کے سامنے لائے گئے مگر آپ نے براہ حلم و رفق نہ کرنا سکھائے کچھ مواخذہ نہیں کیا بلکہ عجب دودھ سے لوگ  
 انکے قتل پر مستعد ہوئے تو آپ نے مخفی طور پر بوقت رشب انکو فرار کر دیا۔

سردار یار محمد خان و غیرہ کی اس دغا بازی کے بعد اتفاق تمامی حکماء و رؤساء ہندوستانی اور ولایت  
 کے ایک فتویٰ اور پر ثبوت اتفاق سرداران مذکور کے بدلائل شرعی تحریر ہو کر اس پر تین تہیں اور مابقی  
 منافقوں کا خون بہل گیا گیا۔ اس ٹرائی کے بعد بھی دو ملنگی خروج غازیوں پر سوائے بے خانانی کے فائدہ  
 کی سمجھ تھکی تھی۔ سردی کا موسم تھا ملک میں برف پڑ رہی تھی غازیوں کے پاس اندر پہنے کو مکان تھا  
 شاور سے کو کپڑا اور نہ کھانے کو کوئی چیز تھی اکثر چار فائے کے کے پڑ کر کسی دن کسی گاؤں میں درخت  
 ہو گئی یا کسی درخت کی پتیان اُبال کر اور نمک ملا کر بھجکھ کو دیا گیا مگر سپر بھی بوجہ جوش ایہاں ہر ایک غازی  
 نہایت شادمان اور فرحان اور صابر و شاکر تھا۔ بعض دن فی غازی ایک ایک ٹٹھی جوار کی ملتی جسکو مسیکر لپٹو  
 نشاستہ پانی میں جوش کر کے اور نمک ملا کر پی لیتے اور اسکو دنیا کی ہزاروں نعمتوں سے بہتر سمجھ کر شکر اور حمد  
 باری تعالیٰ زائد از ذکر کرتے تھے مسید صاحب نے لشکر کی کیفیت نگلی گذران کی دیکھ کر فائے فراخی و رزق  
 مؤمنین کے دعا کی جسکی برکت کے سبب جب آپ لشکر موضع نواکشی میں پہنچے تو اس ملک کے لوگوں نے  
 کھانے اور کپڑے وغیرہ سے حتی المقدور خود مجاہدین کی خوب تواضع کی اور گھر گھر بھیجے مجاہدین کو تقسیم کر دیا  
 یہاں سے چل کر اپنے ملک کشمیر اور سوات کا خوب دورہ کیا قریب تمام یہ علاقہ ملک آپ کے حلقہ معیت میں داخل



نہیں کہ آپ مع لشکر مجاہدین یہاں تشریف لاکر قبائلی سکھوں یا قومی دشمنوں کے ہجوم زد ہو۔ اس عرصہ میں ایک  
 دلیل حبیب اللہ خان رئیس پکھلی کا مع ایک عرضی کے پہنچا جس میں لکھا تھا کہ ایک گڑھی پر سکھوں نے حملہ  
 کر کے میرے بیٹے کو محصور کر لیا ہے اسکی خلاصی کے واسطے ایک سرسبز مجاہدین اس طرف روانہ کریں۔ اس واسطے اب بھیجا  
 ایک سرسبز مجاہدین کا واسطے مدد منظر اور محصور مسلمانوں کے ضرور ہوا۔ مولوی محمد امجد علی صاحب کو اس  
 سرسبز کا امیر مقرر کر کے میان محمد مخیم رام پوری کو مع ایک سو نفر روانہ فرمایا۔ پورا در کچھ بعض تحریہ کاروں نے انہیں  
 کو مجاہد پکھلی روانہ کر دیا۔ یہ سرسبز پھر بیت تمام پکھلی پہنچا۔ سردار میری کھنڈلہ ناظم پکھلی اور چھ ہزار کے لئے خبردار  
 لشکر مجاہدین کی لشکر پکھلی نام اپنے کسی افسر کو مع دو تین ہزار فوج کے واسطے قبائلی مجاہدین کے موقع پر  
 میں بھیجا۔ صاحب مولوی محمد امجد علی صاحب کو خبردار لشکر کفار کی بنیاد میں معلوم ہوئی تو اپنے خواہز  
 پکھلی سے مشورہ کر کے ایک شیخوں کی تیاری کی۔ چند سو آدمیوں اہل سرسبز کے پاس نفر مجاہدین مع شیر ہزار  
 بلکیوں کے زیر حکم میان محمد مخیم کے وقت شب ڈھنگہ کو روانہ کئے گئے۔ اور مولوی خیر الدین شیر کوئی میان  
 محمد مخیم کے نائب مقرر کئے گئے اور شاہ اس شیخوں کا چھوٹا ہر توجیز ہوا۔ جاسے قیام لشکر مجاہدین سے  
 ڈھنگہ صرف ایک میل ہو گا ڈھنگہ تک پہنچنے میں اُن ڈھنگہ ہزار بلکیوں میں سے صرف تین سو آدمیوں کے باقی رہ گئے  
 اور باقی سب کا فر ہو گئے اور لشکر پکھلی انھیں ملکی آدمیوں کے قریب چھ ہزار کے تخمینہ کیا گیا تھا جسے یہ سکھوں کے لشکر کے  
 کو لشکر یعنی فار بندی جولی میان مخیم نے ہاں پہنچنے کے ساتھ ہی قلعہ بندی اندک دور آواز بلند کی کہ میں کفاروں کے  
 دل ہل گئے۔ پھر مذہق اور قلا میں ان کی بھڑا اس پھرتی اور صرعت سے شروع کی کہ کفاروں کو شکل سے  
 نشانہ بجانے کی مہلت ملی نشانہ کی آواز پر کافروں کو صف ہو کر دو طرفت سے ہندو قین سر کرنے لگے۔ میان  
 مخیم اور اسکے کل سپاہی نفر ہندوؤں نے چار حملہ پہلے در پہلے کر کے چھ ہزار کافروں کو خار بندی سے باہر  
 نکال دیا۔ جب لشکر کفار سب مال و اسباب چھوڑ کر خار بندی سے باہر ہو گیا تو بلکیوں نے کافروں کا مال  
 لے کر بھاگنا شروع کیا۔ کافروں نے ڈھنگہ کے گاؤں میں جا کر دم لیا اور واسطے دریافت کرنے لگا اور کیفیت  
 حملہ آوروں کے چند چھپرے گھروں میں آگ لگا دی جنکی روشنی سے وہ معلوم کر گئے کہ فاضلی بہت تھوڑے  
 اور ملکی مال اسباب کے نیکر بھاگ رہے ہیں۔ دشمن فریب سے کفار بندی کے پاروں طرف سے حملہ کریں۔  
 کیفیت دیکھ کر مشورہ مولوی خیر الدین میان محمد مخیم اپنے زخمیوں کو اٹھا کر خود خار بندی سے باہر ہو گئے  
 کفار باوجود اس قدر کثرت لشکر کے مجاہدین کی بھڑا سے اسے شکستہ دل اور ہیبت زدہ ہو گئے تھے کہ  
 مجاہدین کی واسطی میں کوئی بھی مانع اور مراعہ نہیں ہوا۔ اس سرسبز کے چھ سات آدمی شہید اور اسی قدر  
 زخمی ہوئے کفار کے تین تلو آدمی ہزار ہوتے کی خبر سننے لگی۔ جب یہ سرسبز بعد فتح ڈھنگہ کے خوشی خوشی

شیخوں کی

دایس جلد آقا قمارا دین انہوں نے بندہ قتل کی آواز شکر معلوم کیا کہ قیام گاہ پر باہرین مولوی محمد عیسیٰ اور کفار کے  
 جنگ ہو رہی ہے۔ یہ لوگ جلدی جلدی قدم اٹھا کر قیام گاہ کو واپس آئے مگر ان کے ہاں پہنچنے سے پہلے ہی  
 محمد عیسیٰ صاحب نے کفار کو ایک یادگار سبق دیکر پسا کر دیا تھا۔ مولوی محمد عیسیٰ صاحب کے سر پر مین و دیو  
 پہلے سے فاقہ تھا مگر اس شخص کی شام کو کچھ غلہ میسر آ گیا تھا کہ بعد ازاں کر کے سر پر ڈال کر اس کے بقید مجاہدین میں  
 سے کوئی لکھنا پکارا ہوا تھا اور کوئی کھار ہا تھا اور کوئی دوسرے دوز کے واسطے خیر کر رہا تھا اس وقت بہ ہر روز  
 روز گشت ایک سکھوں کا لشکر گروہی شنگار سے جو قیام گاہ مجاہدین سے تھوڑے فاصلہ پر تھی باہر نکلا اور  
 محمد عیسیٰ صاحب امیر لشکر کو جنگی انگاہ ایسی گروہی کی طرف تھی یہ گمان ہوا کہ دشمن مقابلہ کرتے ہیں  
 آپ نے جھٹ پٹ اپنے لوگوں کی کمر بندی کر کے ایک دو بار بار مار کر ان پر چلا گیا اور ایک بار دیکھا کہ ان شروع  
 اس وقت ایک شخص نے لشکر کفار کے عقب میں سے اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی  
 ہیں تم کیوں بھاگتے ہو یہ پکار کر لشکر کفار بھر کوٹ آیا اور مقابلہ شروع ہوا اس وقت مولانا محمد عیسیٰ صاحب کے  
 ہمراہ صرف بارہ آدمی تھے باقی آدمی لشکر کے گراؤں تھے مگر یہ بارہ آدمی شکیہ سردار محمد عیسیٰ صاحب کی تھے شل  
 دیا اس لیے کہ وہیں جم گئے اور ہر مار شروع کی اس وقت ایک کافر تیار کھینچ کر مولانا پر چلا اور وہ اپنے قبل باز  
 ضرب شمشیر اس کو گولی سے مردار کر دیا۔ جب آپ دوسری بار بندوق بھر رہے تھے اس وقت دوسرے کافر  
 نے تلوار سے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اس کو بھی آپ نے گولی سے دارالہیوار کو بچا دیا پھر آپ تیسری بندوق بھر کر پیالہ  
 میں دھجک ڈال رہے تھے اس وقت ایک کافر کی گولی آپ کی انگلی پر لگی اس گولی کے صدر سے آپ کا ہاتھ پیالہ  
 بندوق سے جدا ہو گیا اس حالت میں آپ نے وہ بندوق تو چلا دی مگر جب آپ نے چوتھی بار بندوق بھر لیا  
 ارادہ کیا تو اس بوجھ انگلی سے اتنا خون بہنا شروع ہوا کہ جس سے باروت بھی تر ہو گئی اور ہاتھ میں طاقت  
 بندوق بھرنے کی بھی نہ رہی۔ اس حالت میں ہی میں ایک کافر نے تلگے تلوار سے مولانا پر چلا دیا مولانا نے  
 ہاتھ پر تیار ہی اس کے ڈرانے کے واسطے خالی بندوق اس کے سامنے کر دی جس کے خوف سے وہ فوراً پس ہوا گیا اور  
 مولانا اس کی ضرب سے بچ گئے۔ اس کے بعد کفار نے پاؤں اٹھ کر گئے۔ مولانا محمد عیسیٰ صاحب بارہ اس انگلی  
 کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ بٹے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ قبول کرے تو یہ انگشت شہادت میری کی ہے ورنہ  
 بہت سے زخم لگتے ہیں اور ان میں کچھ ثواب نہیں ہوتا۔ اس شب میں ایک تاجر کے ان بارہ آدمیوں کے  
 ہاتھ سے مردار جوئے اور میدان مسلمانوں کے ہاتھ ملے۔ اسی شب کو سردار حبیب اللہ خان کا لڑکا جو سکھوں  
 کے محاصرے میں محصور تھا کسی جیل سے صحیح سالم محاصرہ سے باہر نکل آیا۔ بعد مخلصی سردار حبیب اللہ خان  
 جس کے چترانے کے واسطے یہ سر پہ گیا تھا اب اس ملک میں مجاہدین کی کی ضرورت نہ رہی تھی مولانا محمد عیسیٰ صاحب

جنگ شنگار



کے غلط اور مندر ہو کر پتھر کو لٹا آئے۔ مولانا صاحب ابھی تک پتھر کا کٹا نہیں چھتے تھے کہ راہ میں خبر آمد کا فائدہ سید  
 احمد علی صاحب ہمیشہ زادہ سید صاحب اور مولوی محمد علی صاحب عظیم آبادی اور قائلہ مولوی خرم علی  
 صاحب بلہوری اور مولوی محمد علی صاحب امپوری اور مولوی محمد یوسف علی صاحب دہلوی وغیرہ کی جنہیں  
 چھتہ ٹوٹے آدمی ہونگے سنی اور یہ بھی سنا کہ مولوی محبوب علی صاحب ایک دنا و عظیم مبارک کے مع بہت سے  
 آدمیوں کے ہندوستان کو واپس بھی چلے گئے۔ پتھر میں پتھر مولوی محبوب علی صاحب کی واپسی کا  
 حالی اس طرح سنایا کہ جب مولوی محبوب علی صاحب مع دیگر قائلوں کے سبب سدا ہوئے درانیوں  
 کے مقام کندہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو سید صاحب ہمیشہ خط پر خط پتھر کی تسلی کرتے رہتے تھے کہ میر  
 جندراہ میں کی پتھر کے ٹکڑے لایا لیتا ہوں۔ اس حرمہ میں مولوی سید علی صاحب عظیم آبادی بطور کمالہ کاش  
 والوں پر جبرائیل کے کہے مع اپنے قائلہ کے سید صاحب ابھی پتھر گئے۔ مولوی محبوب علی صاحب  
 ٹوٹے تیز مزاج اور خود اسے آدمی تھے درانیوں کے سدا رہ ہوئے کی وجہ سے خفا ہو کر بلا دیکھے بجائے  
 تشیب و فدا زبانی کے مقام کندہ کو سید صاحب کو لکھنے لگے کہ کھون کا پیچھا چھوڑ کر پہلے ان کو لگو  
 کا فردن سنی درانیوں سے جنگ و پیکار شروع کرو۔ خیر مولوی صاحب بھی مع دیگر قائلوں کے ہجرت  
 تمام پتھر میں پہنچ گئے۔ لیکن مولوی محبوب علی صاحب جندراہ کی مقتدرانہ درانیوں کی روکت سے انفرج  
 ہو رہے تھے پتھر میں پتھر میں وہ باغی و جنگی رخ نہوں بلکہ نفس اور شیطانی کی شرارت اور تعجب سے  
 روز بروز اسکا شلہ بڑھتا گیا۔ پتھر میں پتھر مولوی محبوب علی صاحب مجاہدین کی جہالت میں شریک  
 نہیں ہو سکے بلکہ اپنا خیمہ شکر سے آگے کھڑا کر کے اُس میں رہنے لگے اور بے تحقیق و تفتیش دیوانوں کی  
 مانند خود سید صاحب پر انہوں نے اعتراضات شروع کر دیئے۔ اول اعتراض انکا یہ تھا کہ سید  
 صاحب کا علیہ باورچی خانہ کیون سہا اُس کے جواب میں سید صاحب نے فرمایا کہ یہ علیہ باورچی خانہ  
 مہانوں کے واسطے ہے جو گاتار زمانہ چلتا آتے ہیں کچھ میری ذات کے واسطے نہیں ہے مگر میں حسب  
 قاعدہ سنت نبوی مہانوں کی خاطر داری اور تواضع کے واسطے اُن کے ساتھ شریک طعام ہوتا ہوں اور  
 صرف وہی غذا و کبری و مرغی وغیرہ جو لوگ خاص میری ذات کے واسطے تھے اور یہ سمجھتے ہیں  
 اُن میں کتا ہے کچھ صیت المال ہے اُن میں صرف نہیں ہوتا۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ وہ صیت مخالف  
 بھی مجاہدین پر برابر تقسیم ہونے چاہئیں تب سید صاحب نے فرمایا کہ بہت بہترین انتظام اس کام کا  
 آپ کے سپرد کرتا ہوں اس کام کو آپ بطور خود جیسے مناسب تصور کریں انجام دیں اور مجاہدین میرے لئے  
 کے ساتھ آپ ہی شریک طعام ہو کر انکی خاطر اور تواضع کیا کریں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

آئینہ افرازا ہے کیا بیان دالے آدمی کو ضرور پہنچے کہ اپنے بھائی کی نوافض اور کرم کو سے (فلیکس فر خیفہ)  
 پس جب اس اعتراض میں مولوی صاحب کو راجواب ہو گئے تو انہوں نے اپنی امانت میں قیام کرنا شروع  
 کیا ان کے بھائی میں سید صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ کے نزدیک میں لائق اس کام کے نہیں ہوں تو  
 خود آپ سید اور عالم اور مہاجر جامع جمیع معقات ہیں اس بارگاہ کو اختیار کریں آپ امام اور میں آپ کا ابوالبر  
 ہوں ہم کو کچھ ضروری اور راستہ کرنی مطلوب نہیں ہے بلکہ اس کام کا انصرام منظور ہے اب آپ  
 اس کام کو انصرام کریں۔ سبب مولوی مذکور کا یہ اعتراض بھی کچھ نہ چلا تو انہوں نے نفس اور شیطان  
 کی نیابت اختیار کر کے درپردہ اور علانیہ غازیوں کو سب کا شروع کیا کہ تمہارے اور حقوق زوجہ اور بچوں  
 اور والدین وغیرہ کے ہیں تم ان سب مقتدارین کے حقوق تلف کر کے یہاں کیونگی جو جب لوگوں سے  
 کہا کہ جہاد کے واسطے بیٹھے ہیں تو مولوی صاحب نے کہا کہ جہاد کہاں ہے اور کہاں تھے کون کا ذکر قتل  
 کیا اور کون تھے ملک میں تمہارا عمل دخل ہوا صبح سے شام تک تم لوگ کھانے پکانے کی فکر میں رہتے ہو  
 جہاد کا نام لینا ایک دیوانہ پن ہے۔ بعض لوگ اس جیلے سے یہاں عیش کرتے ہیں اور تمہاری دنیا اور  
 آخرت دونوں پر اب ہیں۔ بہت کچھ لوگ اُن کے پیچھے تھے میں آگے اور ہر جاہل میں اس کا چرچا شروع ہوا جو  
 لوگ صاحب شفا مت تھے انکو یہ فتنہ میانی سلسلہ ناگوار گذری انہوں نے اسکی فریاد مولوی محمد حسن صاحب  
 دہلوی سے کی۔ مولوی محمد حسن صاحب نے اول سید صاحب سے اجازت لیکر ایک وزیر اعجاز صاحب سارا  
 قافلہ حاضر خراسانی مولوی محبوب علی سے پوچھا کہ تم یہاں کے لوگوں کو کس دلیل سے خارج از جہاد سمجھتے ہو اور یہاں  
 رہنے کو کہہ رہے ہیں فائدہ اور لغو قرار دیتے ہو۔ مولوی محبوب علی نے کہا کہ انکو کس کا فرستہ جنگ و پیش  
 ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ جنگ کا نام جہاد نہیں ہے جنگ کو قتال کہتے ہیں اور وہ گاہے  
 ہوتا ہے پیش آتی ہے اور جہاد کہ علاقے کلمۃ اللہ میں کوشش کرنا ہے سخت دراز تک باقی رہتا ہے  
 یہ صرف آپکی غلط فہمی ہے کہ قتال کا نام جہاد کہا ہے اور ان کوششوں کو جو واسطے علاقے کلمۃ اللہ کے  
 لوگ کرتے ہیں میں آپ بمقامہ اور عیث قرار دیتے ہوں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اسوقت جہاد کا انکار کر کے  
 دہلی اپنے وطن مالوہ کو تشریف لے جاتے ہو شاید تقدیر اتنی ہو کہ کسی دن کفار سے مقابلہ اور قتال کہ جسکو  
 آپ جہاد کہتے ہو پیش ہو جائے تو آپ اسوقت اپنی کوفی کراست سے اُٹھ کر اس راہ دور دراز کوٹے کر کے  
 داخل جہاد ہو جائیں گے۔ مولوی محبوب علی صاحب اس تقریر کو سنکر راجواب ہو گئے مگر نفس المارہ شیطانی  
 نے انکو ایسا دل برداشتہ کر رکھا تھا کہ انکو اس تقریر سے سوائے ساکت ہو جانے کے اور کچھ فائدہ نہیں ملا  
 اور مثل ناسب شیطان بہت آدمیوں کو بھڑکا کر پھر دہلی کے پلاؤ خود مدبر ہاتھ مارنے کو ہندوستان اس

ہو گئے افسوس ہے کہ اسوقت تک مولوی محمد اخیل صاحب ہنگ کچلی سے ہمیں نہ آئے تھے روز مولوی محبوب علی صاحب کو شکل سے دوبارہ پہنچ کے کائنات کو لائق رکھتے۔

مولوی محبوب علی کے اغواء سے جو کاروبار چھوڑ کر وہاں سے آیا وہاں سے اس لشکر کو آج تک کسی کے ہاں رہنے کے ساتھ سے پہنچا تھا۔ مولوی محبوب علی کے فتنہ کے بدترین نتائج ہندوستان سے قافلہ کا آمد ہو گیا اکثر معاندین جہاد سے ہو گئے۔ جب بہت سے خطوط مولوی محبوب علی صاحب کی تکذیب میں لشکر مجاہدین سے ہندوستان میں آئے تب مدد کے عبور مولوی محمد اخیل صاحب اور مولوی محمد یعقوب صاحب صاحب معاندین جہاد کی سعی سے یہ فتنہ محبوبی سے ہو کر روکنی شروع اور قافلہ کی دوبارہ شروع ہوئی۔ ان دنوں کے واقعات قابلِ تحریر ہیں ایک اقدار کا گناہ وفات بر لانا عید اچھی صاحب ہے جو بھگت پر مشفقانہ شکستہ جبری روز کشن کو فاتح ہوا۔ اس سے لشکر کو انکی وفات کا سخت صدمہ ہوا اکثر غریب مولوی صاحب مرحوم کی زبان پر یہ تھا کہ حق برفیق انا علی۔

انہیں ایام میں مولوی محمد علی صاحب اور مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عوایت علی صاحب کو ہدایت دے سید صاحب نے بجانب ہندوستان روانہ فرمایا اسکا مقصد ان کے ان دنوں کے مواقع میں تحریر ہو گا۔

انہیں ایام میں سید صاحب کا کالج جس کا مشرفانی بی بی سے ہوا جسکو سلیمان شاہ بادشاہ واکش کا شرف نے اپنے کالج کے واسطے بھیجا تھا۔ بی بی کا جوہر اچھی دھڑکی والدہ سے اور بد وقت بایا کوٹ کے بی بی کوٹک کہ چلی آئی تھی اور شکستہ جبری میں بقیہ انکا انتقال ہوا۔

سر داران پشاور کی نشست مدت باشتا ایک سکان روز بروز بڑھتی گئی یہاں تک کہ سرداران مذکور جہاد ہزار فوج اور دو توپ لیکر دیا سے لڑنے سے عبور کر کے بقیہ تمام اتھان میں مجاہدین پر حملہ کر کے واسطے ان کی ان دنوں میں سید صاحب بقیہ خیر مقیم تھے۔ بعد ازاں ابابیر ام خان واریاب جمیعہ خان و دیگر خواہز سرداران معاندات کے درانیوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ قریب ایک ہزار مجاہدین اور لکھنویوں کی فوج درانیوں کے مقابلہ کے واسطے روانہ کی گئی سید صاحب اور مولوی محمد اخیل صاحب بھی بذات خود اس لشکر کے ساتھ تھے۔ قریب آٹھ ہزار کی یہ پیچیدہ بڑی لڑائی جاسوس کے حال لشکر کا اور قوت اور ہوشیاری اور غفلت درانیوں کا دریافت کیے اپنے لشکر کو دھمکے کر دیا۔ ایک حصہ فوج کا ہزار مولوی محمد اخیل صاحب کے کہے انکو حکم دیا کہ دشمن کی طرف سے شجوں مارو۔ دوسرے حصہ فوج کو اپنے اپنے ہمراہ بھگت دشمن کے معاندانوں کی طرف سے حملہ کی تیاریاں لیکن اور نیز درانیوں کو یہ حکم دیا کہ جو شخص

جنگ کا نام

درانیوں میں سے ہتیار سے تیار رہتا تھا لیکن اسکو قتل کرنے والوں کو کوئی امان طلب کر کے اسکو چھوڑ دیا اور چوہانوں  
 جاسے اسکا تعاقب نہ کرے۔ مولوی محمد شمس الدین صاحب بڑی فنانائی سے اپنے سر کو لیکر دشمن کے سپرد ہوا۔  
 ایک گولی کی بار کے پہنچنے والے وقت صرف سواروں کو ایک دوسرے کے پیچھے کر کے اپنے ساتھ لیے ہوئے آپ آگے  
 بڑھے۔ جب آپ میں دشمن کے لشکر کو پہنچنے کے وقت دشمنی نے آپکو لٹکا دیا۔ آپ نے کچھ جاباب نہیں دیا دوسری بار  
 لٹکا دیا پھر بھی آپ نے کچھ جاباب نہیں دیا تیسری لٹکا کا جاباب نہ پاسے پر دشمنی نے اپنی بدوق کو سر  
 کر کے شور مچایا اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا اسوقت مولانا فریح اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلند گیسر کھڑے ہو کر  
 اور توپوں پر جھانپتے ہوئے انار سے ہتائی روشن کر کے چاہا کہ توپ چلائے سولانا نے اسکا ٹکڑا لیا اور دانستے  
 شرایا کہ توپ کو ڈرائیون کے لشکر کی طرف پھیر داسے اسے خوف کے آپکے علم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد  
 دوسری توپ پر بھی قبضہ کر لیا اور گولہ انداز کو تلوار سے ہموار کر دیا جب دشمن کے لشکر میں بھی شریعت ہوئی  
 تو گولہ ان کی طرف سے سپید صاحب بھی اسے اپنے لشکر کے آگے پہنچے دونوں طرف سے مبارکباد فتح کی آواز میں  
 بلند ہوئیں اور سب بات شکر ادا کئے گئے۔ اس عرصے میں صبح صادق نمودار ہو گئی درانیوں نے اپنے لشکر کا  
 سنا بھاگ کر ایک محکمہ میں پروردگار بن کر پناہ پکڑی اور صبح سے بھی ایک بلند جگہ پر مورچاں تیار کر کے اٹھیں  
 تو میں نگاہی لگائیں۔ ان کے لشکر نے سپید صاحب کے ساتھ جادو سے لڑا دیا اور اوصاف لشکر دشمن کے مقابل  
 رہا بعد ازاں نماز کے بعد عقیقہ لشکر کا دشمن کے مقابلہ پر قائم ہو گیا اور باقی آدھے لشکر نے اپنی نماز ادا کر لی  
 اس دن صبح سے شام تک یہ جنگ رہی۔ رات کے چلے میں یاد کو سپید صاحب کی طرف کا ایک آدمی  
 بھی مجروح یا مقتول نہیں ہوا اگر توپ کے گولوں سے دشمن کی طرف کا سبقت نقصان ہوا۔ نماز فجر اور عصر  
 اور مغرب اور شام بھی توپت بہ ثبوت حاجت اور اہوئیں۔ شام کے وقت کچھ لمبی فوج اور شاہین دشمن  
 کی مدد پہنچ گئیں مگر توپوں نے سب کو شہید کر دیا اور کسی پلٹنے نہ دی لیکن انہوں نے کہ سردار عالم خان  
 رئیس آستان نلی اولیٰ خیر جنہوٹ سپید صاحب کی مدد کا عہد و بیان کیا تھا اور انہوں نے اسے ملنے اب  
 سپید صاحب کو منظور ہوا کہ اسی رات کو فوج حجامین براہ جلالہ اپنے مقام کو اپنے طور پر واپس چلی  
 جائے کہ دشمنوں کو اطلاع نہ ہوئے۔ اسے سپید صاحب نے سردار عالم خان منافق رئیس آستان نلی کو طلب  
 کر کے فرمایا کہ سپید خان بہادر یا سردار عالم خان جو وہاں سے درانیوں کی مدد کو آتا ہے اس پر خون بھیجا جائے اور  
 یہاں درانیوں کے مورچاں کے عقب سے بھی ایک شخص کی تیاری کر لی جائے تم کچھ اپنے آدمی بھی ان  
 دونوں سرداروں کی رہبری کے واسطے ساتھ کر دو۔ عالم خان جو درانیوں سے ملا ہوا تھا تو درانیوں کے پاس  
 آگیا اور کہا کہ آج رات سپید بادشاہ کے دو شخص آگے گئے تم ہوشیار ہو جاؤ اور صبح سے مورچاں سے وقت

شب سید صاحب نے اپنی فرج پر اور جلالہ واپس کر بی شروع کر دی۔ صرف رجب کا نام ایک راجہ جوت بہت ہو  
سولہوی احمد احمد صاحب کے ساتھ مسوارہ سے جا کر فریک لشکر اسلام تھا سرچال خیر باقی رہ گیا جو صبح تک  
تہا دو نو تو یون کو چلا تا رہا بوقت صبح راجہ رام بھی بقام جلالہ اپنے لشکر سے آلا اور ہر دو انی مارے خوفنا  
مشب خون کے اپنے نور چال کو چھوڑ کر رات کو بھاگ گئے اور دو پیرنگ واپس نہ آئے اس وجہ سے  
لشکر اسلام غلغہ منصوریت دور نکلی گیا تھا کھوٹا لے اگرچہ لشکر اسلام کی روانگی سے واقف تھے مگر  
یہ سمجھتے تھے کہ بعد شخون وہ پھر میان واپس آدینگے سو اسلئے انہوں نے بھی مارے ڈر کے قوانین سے ہلنا  
سرچال کے خالی ہونے کی اطلاع نہیں کی۔ اس جنگ آتھان زئی میں جان و مال سے درانوں کا بہت  
نقصان ہوا اگر بفضل آبی لشکر اسلام کا ایکہ بال بھی بچا نہ ہوتا تو درانوں کو ایسا سبق مل گیا جتنے  
دلت ناکہ آنگو شرت سے باز رکھا +

اس جنگ کے بعد راجہ مولانا محمد خلیل صاحب سید مراد نے میان نظام الدین جتئی کو  
جمہیت لڈو سیوان کے ایک نامہ بنام امیر خیار دیکر تارا کو روانہ کیا اور ایک قرآن مجید مطلقہ پر یہ  
اپنے نامہ کے ساتھ امیر خیار کے پاس بھیج دیا اس خط کی نقل بھی میرے کتاب میں امین صرح ہے +  
حضرت مامو شیان سنگھتہ پھری رور جمیہ کو قریب دو ہزار کے علما اور کئی سو خواتین اور ہزار بار عیال سے  
میں ہر کہ جلا احکامات شرع محمدی پر چلنے کا تقریری عہدہ کر یا سبقت کر لیا لا اور انہیں ان معابرین  
میں سردار فتح خان رئیس خیار کا تہا۔ جا بجا فاضلی اور مختصہ غیر مقرر کیے گئے تمام ان ملک میں چکے  
باشندہ ملک یہ عہد کیا تھا کوئی مرد و دہت سے نازی فرما اور تمام تہا سکھ اور ہندو سے شرع محمدی کے قیام  
کے حکم سے فیصل ہونے لگے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ ملک رشک و حرب ہو گیا چوری و چپکاری نا کاری اور  
قتل خون و غیرہ جرائم کا نام نہ شریعت پر چلنے کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں ایسا ایمان اور افسانہ  
پیدا ہوا کہ انہوں نے خود بخود لشکر اسلام کو اپنی سپادار کا عشر (دسواں حصہ) دینا قبول کر لیا۔ سردار غلام  
رئیس نے ان برکات سے محروم تھا بلکہ اجراء احکام شریعت کے لشکر ہانگ نفرت اور عدوت پیدا ہوئی  
کہ ان سے دشمنی سے کہہ سکتے ہیں کہ ان کا لشکر اپنے ملک میں بلایا +

حضرت اعلیٰ سردار فدیخان کے (پٹوڑا صاحب فرانس ایک جنرل فرج سکھو کا) فتح کثیر کے  
پیر حضور میں پہنچا غلام فدیخان ایک گھوڑا اور بارہ اور چند سگ مولیٰ خدائے لیکر حضور میں آئے اس  
حاضر ہوا اور دیگر خواتین سمیت شکایت کر کے درخواست کی کہ حضور عبور دیا سے امین کر کے ملک سے  
میں رونق اور رونق سے وقت سب سرداران سے ملنا حاجت اختیار کرینگے۔ پٹوڑا صاحب دریا سے اب اس

ملک اور اس کا حال

عمر کو کہ اعلیٰ ہند یا ست خاندان میں آیا اور وہاں سے چھار تک آٹھ کا قصد کیا۔ انھوں صاحب کے ساتھ قریب  
دس ہند ہزار فوج اور لڑاؤ میں تھیں۔ جب سید صاحب کو اس کے اند کی خبر پہنچی تو اپنے اہل و عیال کو  
کے پیچ میں جہان سے چھار میں آئیگی راہ تھی ایک دیوار پر مل بقدر قدم تیار کر کے اٹھیں تو چھ اور بیچ ہوا  
اس دیوار کی تیاری میں منہ مشل خندق مدینہ کے چارہ میں اور خود سید صاحب اپنے ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے۔  
جب یہ دیوار تیار ہو گئی تو جاجا ہندوستانی اور قندھاری آدمیوں کو چور پور سے وغیرہ سپرہر لکے گئے۔ ایک  
رات کو ٹھوسو امان طلبہ نے خبر دی کہ لشکر کفارہ وہاں کوہ تک آچکا۔ سکھوں کی آمد کی علامت اُن کے شیلہ اور  
دھواں ہوتا تھا جس جس قندہ بڑھتے تھے گا نو اور بستوں کو بھیونگے اور سجدوں اور مردوں کو گراتے  
چلے آتے تھے۔ جنگ گنہان، لاکو اور تھوڑے رنگ وغیرہ پرانے ظالموں کی راہ کی علامت بھی ہو رہی تھی۔ یہی آگ  
اور دھواں لگتی ہے۔ اور ہماری مہذب سرکار نے بھی لاکھستان کے واسطے وہی جنگیز خانی قاعدہ آستری کا اختیار  
کر رکھا ہے اٹھم زد فرزند

اس وقت چارہ میں کی تعداد مع قندہاریوں کے قریب نو سو آدمیوں تھی مولوی محمد علی صاحب نے یہ بیت الزمان  
پڑھا کہ کیا ان بڑے صاحب نے فساد کے کر کے ہر کسی کی شمع کی بیت جان تھاری کر سکی ترغیب دی چنانچہ  
ہزار آدمیوں نے سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ جب تک ہمارے میں جان بچے بقابلہ کفار سے منہ نہ پھیرینگے۔ اس  
کے بعد اپنے سر پر ہندو ٹوکیا اپنے صنف اور بجا رہی جانب باری میں ظاہر کر کے بڑی انصر اور اصلاح اور ہادی بنائیں  
اور مہمت اور نصرت لیں کو طلب کیا۔ اس وقت ہر کوئی اپنے اپنے دوستوں اپنی تقصیر میں حاف کہے سر پر مستند  
ہو گیا۔ اس دن سید صاحب بھی عزم جنگی لباس میں ہر قسم کے اسلحہ سے آراستہ دیر پہنچے ہوئے آپ کے لشکر کے  
تین نشان تھے پتھر نشان کا نام بھڈا اللہ تھا اسپر شمشیر زور و سفید سے دھن رنگ بنی تیرا باہیم زار خوار  
نہایت خوشخود حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ یہ نشان ادا ابھجمن غصہ آبادی کے پاس رہتا تھا۔ اور دوسرا نشان  
جس کا نام طبع اللہ تھا اسپر کوچ اخیر سورہ بقرہ کا آخر سورہ لکھا ہوا تھا اور یہ نشان ابراہیم کے پاس رہتا تھا تیسرا  
نشان فتح اللہ تھا اسپر کوچ اخیر سورہ صاف کا لکھا ہوا تھا اور محمد نام ایک عرب کے پاس رہتا تھا۔ جب لشکر  
کفارہ دفعہ تالی کے چھار کے محاذی پہاڑی پر پہنچا اس وقت انھوں صاحب نے دور میں ہمارے لشکر اسلام کا جہاز  
دینا شروع کیا۔ لشکر اسلام کو دیکھا کہ اسکے ولین بہت پڑا ہو گئی چنانچہ اس وقت خاندان کو بلا کر کہا کہ  
تو نے انداز غریب اور عیال کی جیسے بیان کیا تھا کہ چند دن تھوڑے آدمی ہیں اب تو دیکھ کہ سامنے کسا  
وسیع میدان سوار اور پیادوں اور نشانوں کے بھر رہا ہے اب یہ کہاں آگے لیکر محض خوف نہا کر نہایت  
انڈیا صاحب داؤد کا ماس فوج خود پہاڑ سے نیچے آ کر پہلے نئی دیوار کے قریب پہنچا اور اس دیوار کو گرا کر شروع

ہوا۔ مرزا احمد بیگ نے جو اس دیوار کی نگہانی پر متعین تھے پہاڑ پر چڑھ کر لشکر اسلام کو اس حملہ کی اطلاع دی  
 مسیحہ صاحب نے اس حملہ کفار سے مطلع ہو کر سواروں کو آگے بڑھایا اور مرزا حسین بیگ کو دانا دار فشر مار  
 کر حکم دیا کہ شاہین جلا مشرورج کو دنا کہ کفار کے نہ بڑھنے پائیں۔ دیوار پر حملہ کر دیا۔ اُسے چند سیکڑ شاہین کے گولہ  
 سے مژدار چھ گئے۔ اس وقت تمامی لشکر اسلام نے بڑے وقار سے اور انتظام سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ انوار  
 صاحب نے یہ یورش اور جوش لشکر اسلام کا دیکھ کر ایسی قوم سپاہیوں کا شروع کیا۔ غازیوں نے انتہائے در تک  
 آگے تاقب کیا اور اپنی چالاکی بھر مار سے بہت سے بھاگتے ہوئے دشمنوں کو داخل جہنم کیا مسیحہ صاحب  
 نے یہ نصرت الہی دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور انوار صاحب کے دل پر ایسی غالب ہوئی کہ وہ فوراً دریائے اہین  
 سے عبور کر کے لاہور کو بھاگ گیا۔

خاندان رئیس ہند کی منافقتی اور غا بازی اور مخالفت لشکر اسلام کی حد سے گذر گئی تھی اس شخص  
 تیرے پہلے سپہر صاحب کے ہاتھ پر امامت اور طاعت کی سمیت کر کے پھر امام وقت اور خلیفہ برحق  
 سے بغاوت اختیار کی اور اسی مخالفت کے سبب احکام شریعت محمدی خلاف اور رزا و اس دیار  
 کے اپنے ملک میں بڑی نہیں ہونے دیا اور جہانک اس کا زور چلا بہت خلیق کو امام وقت سے برگشتہ  
 کر دیا۔ انوار صاحب کو واسطے مقابلہ مجاہدین اور امام برحق کے حضور سے لیکر آیا ان لوگوں کے جو مسیحہ صاحب  
 کے پیغمبر اور فرزند ہوتے مدم گانہ جلا دیئے اور صاحبزادہ درویشوں اور خاندانوں کا اپنی آنکھوں کے سامنے  
 کفار کے ہاتھ سے تباہ کر دیا اور واسطے مقابلہ مجاہدین کے درویشوں کو انوار کے ساتھ آیا۔ واسطے  
 اتفاق رائے جملہ علماء و مدعیانہ فتویٰ شرعی تجویز ہو کر اس منافق اور باغی کو سب سے پہلے سبق دیا جا  
 تا کہ وہ سر و حکومت ہو اور پھر کوئی دینی اسلام ایسی حرکت کر نہ لے پر جرات کرے اس فتوے سے ایسے منافق اور  
 باغی کا قتل اور غارت خانہ مال جائیداد واجب ٹھیکہ لگیا۔ اس تجویز کے بعد ایک لشکر اسلام اس منافق کی تعزیر اور  
 آویجے واسطے تیار ہوا۔ ہر اس لشکر کے شیر خدا مولوی محمد اسماعیل غازی مقرر ہوئے مولوی صاحب و خوشن  
 براہ موضع بازار گدھی مان نالی پہلے ترکی نام ایک موضع میں جو ہندو دارالامت خاندان سے سات  
 کوں سے پہنچے۔ اس مقام پر قلعہ ہند میں داخل ہو چکے واسطے میٹھیان تیار کرانی گئیں۔ اس تیاری کی  
 خبر خاندان کو بھی اکثر پہنچا کرتی تھی مگر وہ مغرور اور متکبر یہ کہہ کر اتھا کہ وہ فقیر کیا کر سکتے ہیں جب میں لنگر  
 اتے سونگاراہ میں جا کر تہ تیغ کرونگا۔ ایک شام کو اندھیری رات میں بختار جانے کا بہانہ کر کے یہ لشکر  
 موضع ترکی سے چل کر واسطہ میں سے چکر کھا کر ہند کو روانہ ہو گیا۔ اس لشکر میں قریب سات سو آدمیوں  
 کے تھے تعزیر آہی سے راہ بھول بھلا کر آخر قریب طلوع صبح کے دہم صفر ۱۲۸۵ ہجری کو یہ لشکر قریب قلعہ

خاندان بڑا قلعہ ہند

کے پیچھے۔ راستہ میں آدھے سے زیادہ لشکر راہ بھونک کر سولانا۔ اسی کے پہلو ہو گیا تھا۔ سولانا نے قریب قلعہ  
 ہند کے پہنچ کر دیکھا کہ طلوع صبح صادق صادق کا شروع ہو گیا۔ اس وقت شہر میں ہند کے حکم کرنا نہیں تھی  
 اس واسطے آپ نے فوراً اپنے اہل آدمی اور قریب میں چلے گئے اور گھوڑوں کو سب سے پہلے اول روانہ کر کے حکم دیا کہ بلکہ  
 سے نزدیک دروازہ قلعہ کے جا کر غصی ہو جاؤ۔ وقت اہل قلعہ یا خانہ اہل قلعہ کے واسطے دروازہ قلعہ  
 کا کھول کر باہر نکلنے کے لئے مجھڑ کھلنے دروازہ کے ایک بارہا کر دے خانہ کے اندر گھس جانا اور دروازہ پتہ بند کر کے  
 بھرنا شروع کر دینا۔ گرجو باہر نکلتا یا سب سے آگے نہ روکنا۔ پس جب دروازہ قلعہ کا کھولنا شروع ہوا تو  
 کا ایک بارہا کر دے قلعہ کے اندر گھس گیا۔ پہلی بارہا کی آواز سن کر دانا صاحبہ بھی بیدار ہوئی کہ کس کی آواز  
 لشکر کے داخل قلعہ ہو گئے۔ اس وقت صوفی ایک سو پچاس آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ چند شمشیر جو خانہ  
 پیش آئے۔ اس سے گئے۔ اتنی امانت و خیران خالی ہاتھ بھاگ گئے۔ سولانا نے دروازہ قلعہ کا پورا بند کر دیا  
 کر کے باقی لشکر کو اس منافق کی خواہش کے خلاف روک دیا۔ قریب میں اور بندو قوں کی بارہا کر دے۔ اس کو خود  
 استراحت سے بھر کر اس خالی ہاتھ سے طلوع کیا اس وقت آگے آگے لشکر کو کہہ کر ہندی اور سولانا کے حکم دیا  
 گورہ سو کہہ سولانا وقت تک اس کی فوج نہ تھی۔ میں خالی ہاتھ ہو کر قریب تمام کے شہر کے باہر بھاگ چکی تھی  
 اور تمام ہندیا دروازہ سلطانوں کے ہاتھ آچکا تھا۔ آخر اس جیسے زمین اور اسطرلاب میں کرشمہ پر بھرتا  
 یہ منافق بھی مسلمانوں کی گولی سے دارالہیاد کو پہنچا۔ حجاب میں شہر کے مال و منال اور قلعہ و شہر پرست  
 درازی نہیں رہی مگر تھوڑے دنوں اور تیار ہوئے جو سامان حرب کے وہاں پائے گئے۔ سب ناز و  
 کے قصر شاہین آئے۔ سولانا نے اس منافق کے جواز کی نماز پڑھنے سے انکار کیا مگر مائی سلطانوں نے اسے دیکھ کر دنیا  
 بوقت شب اس پر ناز ہو کر چپکے سے اس کو قتل کر دیا۔ خادیاں کے مرنے کے بعد اس ملک میں حجاب میں کی خفا  
 روز بروز بڑھنے لگی یہاں تک کہ ماہ آدھ رفت چڑھا اور ہند کی بند ہو گئی۔ شاہ بھی بڑی مشکل سے آتی جاتی  
 تھی۔ سولانی صاحبہ صبح بعد فتح ہند کے بہت توجہ دے ہند میں فاضل رہے۔ اگرچہ بیرون قلعہ ایک لشکر  
 ایک لاکھ اسی آدمیوں کا جانا بھی شہر تھا۔ اس واسطے خود سید صاحبہ بھی فتح خان وغیرہ دیگر لوگ  
 اس ملک کے بھانجے رہے جو قلعہ ہند سے دو گز سے کتر فیا۔ لکھتے۔ میرخان، بادشاہ خاندان ازراہ لفاق  
 ایک طرف سید صاحبہ عرض کرتا تھا کہ مجھ کو قلعہ ہند میں عزت ہو جائے میں حکامات شریعت کو  
 قبول کر کے ہمیشہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری میں رہوں گا چنانچہ اس چالیسی اور صوبہ میں خود سید  
 صاحبہ بھی آگئے تھے کہ ایک فرمان نام سولانا صاحبہ کے واسطے دے دیا۔ میرخان مذکور  
 قلعہ ہند میں رہ کر کہ آپ نے مجھ کو دیا تھا۔ مگر سولانی صاحبہ کے واسطے دے دیا۔ میرخان مذکور  
 قلعہ ہند میں رہ کر کہ آپ نے مجھ کو دیا تھا۔ مگر سولانی صاحبہ کے واسطے دے دیا۔ میرخان مذکور





۱۴۸

۵ تاریخ مہینہ الاول ۱۰۸۸ ہجری بروز و شنبہ کو لشکر یار محمد خان مع اتوار شہنشاہ فیروز سامان حرب غریب  
کے مقابل زبیرہ کے پہنچ گیا۔ اور لشکر اسلام بھی اُنکے مقابلہ کے واسطے لاہور و طیار پہنچا اور قریب تھا کہ  
اُسی دم جنگ شروع ہو جائے مگر دشمنوں نے اپنے مورچوں اور غیرہ کی تیاری کی غرض سے وہ دن صلح کے  
پیام بھیج بھیج کر فرار کر دیا۔ جب شام تک لشکر کے مورچوں میں تیار ہو گئے تو رات کو صاف چلائے دیا کہ ہم  
جگہ نہیں کرینگے بلکہ جو سید صاحب کی طرف سے صلح کا پیام لائینگا ہم اُسکا سر قلم کر دینگے۔ یہ جواب نہایت  
لشکر سید صاحب کی بھی حیرت رانی اور غیرت خالی جو جس میں اتنی ہیوت ایک لشکر جہاد برادر ملا محمد  
سماحیل صاحب کے تیار کر کے بخون مارنے کے واسطے پُر راز کر دیا۔ اس لشکر کی تیاری میں اسی ہی رات ہوا  
کہ یار محمد خان کا فائدہ جو نخوت آمیز جواب دیکر گیا تھا اور یہ لشکر فائز آگے چھپا ایک ہی ساتھ یار محمد خان کے  
لشکر گاہ میں پہنچے ہوئے تھے۔ اس لشکر میں پہنچے نو چیدہ آدمیوں کی جماعت تھی۔ صرف دو تین سو آدمی مگر بند  
سید صاحب کے پاس رہ گئے تھے اس وقت رات کا ایک بج چکا تھا۔ مولوی صاحب شہر خاں نے زبیرہ سے باہر سوکر  
مقدرات جنگ اور مشق رفتار وغیرہ ایک کو سمجھا دی۔ ہندوستانی بندوچوں اور فرار میں چوں کی ایک جماعت  
علیہ کر کے سنبھال گئے روانہ کر دی دلائیوں کو سب سے پیچھے رکھا۔ جب یہ لشکر قریب دشمن کے پہنچا ایک ملا یار  
دشمن کا دکھائی دیا اور مجاہدین کو آتے دیکھ کر اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ مجاہدین نے تیز قدمی کی کہ دشمن کے  
سواروں کا تعاقب کر کے سب اُنکو گول کی زور خیالی کیا تو تکبیر کہہ کر اپنے ایک بارہ دہری جیسوں سمیت سوار  
مردار ہوئے اور باقی سراسیمہ طور پہنے لشکر کے جھاگ گئے جنکے لشکر میں پہنچے پر گول انداز ہو کر مارڈ لشکر پر  
جوشیار ہو کر اتوار اور شاہین سے مقابل ہو کر مجاہدین جرات اور پھرتی کر کے بڑی دلاوری کے ساتھ سب  
پہلے دشمن کی توپوں کو چھین لیا تو فوج پر قبضہ ہو گیا بعد مجاہدین آگے بڑھ کر ہمارے شروع کی۔ پے در پے  
چند بار ہر ہونے کے بعد دشمن کے لشکر میں بھگی بڑھ گئی۔ مجاہدین نے دشمن کے گولہ خازنوں کو پکارا انھیں کے  
ہاتھ سے جھگڑ گئے جو سے لشکر پر گولہ باری شروع کرائی۔ تھوڑی دیر میں سارے لشکر گاہ دشمن پر ہونسن کا قبضہ  
ہو گیا۔ پلاؤ کی دیگین کی ہوتی تیاری تھیں حسبِ اجازت مولانا کے مجاہدین خوش جاں فرما رہے۔ دو تین  
جہان حور تین بھی یار محمد خان کے خیمہ میں پائی گئیں معلوم ہوا کہ کسی گانوٹھتے سے واسطے بدکاروں کے  
انکو پکڑ لائے تھے اُنکو اُسی دم رخصت کیا گیا۔ ملکی مخالفوں کو توپوں اور شاہین کی آواز سے فتح محال  
کا گمان ہوا وہ سب نقارے بجاتے اور خوشی کرتے ہوئے طرف لشکر گاہ دشمن کے مبارکباد دینے  
کو بڑھے مگر لشکر اسلام نے توپ اور شاہین کی بارشوں سے اُنکی تواضع کر کے اُنکو ثابت کر دیا کہ میدان  
جنگ مجاہدین کے ہاتھ میں ہے اور دُمانی شکست کھا کر فرار ہو گئے۔ اس رات کو دشمنوں پر ایسی آفت

آئی کہ ایک بھی ان پر ساتھ لیا نہیں لایا یہ نہ تھک نہ لگے پادشہ کے جوئے بھی ہیں چھوڑ گئے مجاہدین شہر انوار اور شہر پشاور  
 اور پشاور دہشت گرد اور گھوڑے اور شیخ و غیرہ سوار پر ضرب لیا باقی لاکھوں پیکہ مال لنگی شیرے لوٹ کر لینگے جب سید صاحب  
 کو اس فتح کی خبر پہنچی جبکہ لشکر بڑھتی جاکر مغرور و مغرور صاحب سوار لشکر کے خیمہ پر (شیر کا ٹرم) کر دیئے جس میں نوزین ہونے  
 لگانو کی عورتیں تیار کرا دیں وہ سب بجا کر سید صاحب کے انعام لیا۔ اس جنگ میں خود یار محمد خان سید  
 سخت زخمی ہوا تھا کہ پشاور کو بھاگتا ہوا امین موضع ہریان اور دو ڈھیر کے ٹپری ذلت اور خوارگی کے  
 ساتھ مر گیا اور قریب تین سو ڈرائی مع بہت نامی سرداروں کے مارے گئے۔ سید صاحب نے پنجاب میں  
 پہنچ کر سائے لنگی اور مجاہدین کو جمع کر کے ٹوٹ کی برائیاں شناسکین اور فرمایا کہ میں معرکہ جنگ میں  
 لوٹ کھسوٹ کرنے سے انتظام جنگ خراب ہو جاتا ہے اور شیروں کے اعمال صالح ضبط ہو جاتے ہیں  
 اور مالی غنیمت کا چور و غنیمت کے اس چوری کے مال کو لیکر دینچ میں داخل ہو گا۔ اس وقت کی تاخیر  
 سے ڈیرہ سو گھوڑے اور بہت سے ڈیرے اور خیمے اور فروف و غیرہ شیروں نے داپس کر کے سید صاحب  
 کے حضور میں حاضر کر دیئے کہ وہ سب مال بعد نکالنے جس نذر اللہ کے حسب قاعدہ شریعت سوار کو دو حصے اور  
 زیادہ کو ایک حصہ کر کے تقسیم ہو گیا۔ اوپر مہر علی صاحب نے امیر خان برادر خاں سے خان اور دوسرے  
 منافقوں کے قلعوں چل کر کے بہت سالانہ غنیمت حاصل کیا تھا اور بھی اسی قاعدے پر تقسیم ہو گیا۔  
 اس جنگ زبیدہ میں مجاہدین کی طرف سے صرف چار آدمی درجہ شہادت کو پہنچے اور سات آدمی زخمی ہوئے  
 تھے۔ اس وقوعہ کے بعد بہت سے منافق مثل امیر خان جنگ وغیرہ غضب آہی میں گرفتار ہو کر فنا ہو گئے تھے  
 معلوم ہوا کہ منافقوں کی ہلاکت اور تباہی کا یہ سال تھا +

سلطان محمد خان بلور یار محمد خان غنیمت نے اس وقوعہ کے بعد سب مہموم لیلی و مردار پر جبکہ مدت  
 سے مہاراجہ رنجیت سنگھ طلب کر رہا تھا اور یہ سردار آئیں دینے سے انکار کرتا تھا اب سید صاحب سے  
 خائف ہو کر مہاراجہ رنجیت سنگھ کو نذر کر کے طالب عانت ہوا +

بعد جنگ زبیدہ کے تمام ساکنین پشاور اطراف پشاور سے متفق ہو کر سید صاحب کو پشاور میں  
 طلب کیا۔ اس وقت پشاور کا یہ حال تھا کہ اگر سید صاحب ہاں تشریف لیا تے تو بے روک ٹوک  
 جس شہر پر آپکا قبضہ ہو جاتا مگر سید صاحب کو منظور نہیں تھا کہ بلا ارسال اعلان نامہ شرعی کے دھوکہ  
 بازی سے اس شہر پر قابض ہو جائیں اس واسطے واقعہ + ربيع الاول ۱۱۸۸ھ ہجری با اتفاق ماسے جملہ علماء  
 رؤساء ایک اعلام نامہ شرعی بنام سلطان محمد خان حاکم پشاور لکھنے نقول بنام ساکنان پشاور  
 اطراف پشاور کے ردا کی گئیں۔ یہ اعلام نامہ بخلاف فارسی بہت طول طویل ہے جسکو میں بیان درج کرنا

نہیں جانا لگا کہ ایک حضورؐ جو جگہ پانچویں آجیتہ تھا۔ یہ فقرہ سمجھو یہ مسئلہ کہ اسعد اللہ فقہ کراوی  
 جعفر علی نقوی دین داری سید صاحب لکھتے ہیں کہ باکسہ انار کے سلطان منارست داریم وہ  
 باکسہ از و سادہ زمین مخالفت۔ باکفار لیام تمام باکسہ ایم نہ مارعیان اسلام۔ صرف باور از و سادہ  
 زمین تو اس کو جو سر بہت لیے بال رکھتے ہیں مراد ہے (جریان مقابلہ ایم نہ باکسہ گویا نہ اسلام)  
 جو بیان وہ باکسہ کار انگیزی کہ اسد سلطان رعایا سے خود را برا کسے او اسنے فرادش نہ مہی شان تادی  
 بخشہ بہت۔

لیام جنگ زیدہ میان نظام الدین چشتی مع ہر ایمان خود بخیریت تمام سفارت بخار سے و اس کے پہلے  
 نے بیان کیا کہ وہ نامہ شمولہ تہذیب جہاد و غیرہ جو تمام شاہ بخارا پہلے سے ساتھ تھا اپنی راہ میں پہنچے  
 شاہ کشور حاکم کا شہر درحکم فیض علی و دیگر اور بیگ ملک قندہار و غیرہ اور بہت رسون کو بھی لکھا  
 (ادوہ اعانت مجاہدین کیا ہے چنانچہ بر سرین اس نوہ قیام جہاد کو منکر بہت خوشی نظام کی اور وقت ظہیر  
 اپنی شرکت اور اعانت کا وعدہ کیا اور جب ہم بخارا میں پہنچے تو شاہ بخارا نے بھی اس نامہ فیض شاہ کو  
 پہنچ کر خوشی کے تقاضے سے بخارا سے اور نہایت اخلاق اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا آخر کو شاہ بخارا کے ہر وہ  
 اور شیردن نے بلوہ شاہ موصوف کو درغلان کر دیا جو کار یا کہ یہ بغیر و حمل مرسلہ ہندوستانی (انگریز)  
 حکام ہندوستان کے ہیں اور یہاں وعدہ کہ از می امیر المومنین سید صاحب اور جہاد کا نام لیکر بیان کے کہ  
 از جہاد لکھنے کو آئے ہیں انکی جلد رخصت کر دینا چاہئے۔ تب شاہ بخارا نے ایک سپہ سالار کی اور کچھ دینا دلو  
 دو عمدہ یا تو بطور مرید دیکر مع جواب نامہ میں سفارت کو رخصت کر دیا۔

ان ایام میں عبدالحمید خان سالار امیر ری جب کا ذکر خیر مقام ٹولک اور یہودی کا بہت ہندوستان  
 سے پہنچا۔ سید صاحب نے بھی عبدالحمید خان کو ایک خلعت فاخرہ عنایت کر کے اپنے بیان  
 سالار فقہر کروا۔ انہی دنوں میں حسب الطلب خان بن مان خان رئیس کنکری کے کچھ سوار مع سالار  
 انکو اور چند شاہین اور پائے ساتھ دیکر سید صاحب موضع ترسیلا چسپر سکھ قابض تھے نہایت خود حملہ  
 کر نیکو شریف لکھنے اور آسانی سے ایک ہی حملہ میں ترسیلا پر قابض ہو گئے مگر اس قبضہ کے بعد ہری سنگھ  
 المود ایک نامی جنرل فوج مہاراجہ بھجیت سنگھ کا جو اسوقت باختر از فوج کے ساتھ علاء سکندر رور میں آجیاں  
 تھا باسملع اس خبر کے اپنی کل فوج کے ساتھ ترسیلا پر چڑھ آیا کچھ عرصہ تک تو غازیون نے ایسے لشکر علیہ  
 کا بہت استقامت اور طاور سی مقابلہ کیا لیکن آخر کو ترسیلا چسپر مہاراجہ ترسیلا واپس سید صاحب سید اکبر شاہ  
 کے مستعانہ میں بہان ہوئے اور واپسے چاکر یا سید بخان رئیس امب اور عشرہ سے بھی حضرت

(پیر المومنین کی ملاقات ہوئی) سعید صاحب بھی ان کے ہمین اطراف میں تھے کہ سلطان محمد علی نے حکم دیا اور  
 اپنی فائدہ کے اس طبقہ سے کہ تو ایسا یا صاحب فوج اور خزانہ ہو کہ سعید صاحب ایک فقیر سے اپنے بھائی کے  
 قتل کا بدلہ کیوں نہیں لیتا صبح ایک فوج عظیم کے حکم سے کھول صاحب ہم ایک فرنگی تھے قلعہ ہند پر چڑھا  
 قلعہ ہند میں اس وقت صرف بچا پس یا ساتھ خازنی موجود تھے جنہوں نے بہت دلاوری اور بہادری سے ایک  
 سرفند نام قلعہ کے اندر حضور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جب سلطان محمد خان غلبن سے قلعہ کو خالی نہ کر سکے تو  
 اول قلعہ پر سداور پانی بند کر دیا پس جب اس قلعہ کے پاس رسد نہ رہی تو سلطان محمد خان معرفت کیوں صاحب  
 کے اہل قلعہ سے صلح کا پیام ڈالا اور ضمانت و ذمہ داری کیوں صاحب موصوف کے بشرط صلح کی ٹھیری کہ خزانہ  
 خالی ہاتھ قلعہ سے باہر ہو جائیں اور جہاں چاہیں عینہ جائیں کوئی اس سے مزاحم نہ ہو گا جب اس پر ہمدردی ہوئی  
 بعد از یہ قلعہ سے باہر ہوئے تو سلطان محمد خان نے عہد شکنی کر کے ان صاحب کو گرفتار کر لیا اور کہا کہ اپنے بھائی  
 یا بھتیجہ خان کی قبر پر لیا کہ تم سب کو فرنگی اس بد عہدہ داری اور بے ایمانی پر کیوں مناسب جو غافل کوئی  
 ہنگام میں تھا اراض ہو کر سلطان محمد خان کی نوکری سے علیحدہ ہو گیا

جب سعید صاحب کو یہ خبر وحشت اثر پہنچی تو اسی وقت آپ تیار کو ٹوٹ آئے اور تیزی حملہ پشاور کی  
 شروع کی مگر حبیب سلطان محمد خان کو اس تیاری حملہ پشاور کی خبر پہنچی تو وہ فوراً قلعہ ہند کو خالی کر کے  
 پشاور کی طرف بھاگا اور قیدی خازنیوں کو بھی ساتھ لے گیا راہ میں بمقام ہشت نگر قیدی خازنی جو ایک  
 مکان میں قید تھے رات کو نواب الکا کو فرار ہو گئے اور بخیریت تمام پنجاب پہنچ گئے جب قلعہ ہند خالی ہو گیا  
 تو مکہ میں حبیب و خواستہ امیر خزانہ بلوڑ خاں سے خان کے اگر کسی قصہ کر لیا اس وقت بھی ملک سے  
 اسکا معاملہ اگر گول ہو گیا تھا اور ملکوں نے چاروں طرف سے باغواں سے سرداران پشاور و غوغا الفت و غار  
 کر دی تھی اس میں سے سعید صاحب نے اراض ہو کر چاہا تھا کہ اول مولوی محمد اسماعیل کی طرف کہ کشمیر  
 کے بھیکار اس ملک میں انتظام قیام بشکر اسلام کا کریں اور وہیں کار و بار چاہا کہ شروع کریں جب مولوی  
 محمد اسماعیل صاحب نے ایک جماعت عوامین کے تیار ہو کر براہ کھیلی کشمیر کو روانہ ہوئے تو پانچ سو  
 حاکم امن و مشورہ کے ایک بیڑے پر راہ جاتی تھی مولوی محمد اسماعیل صاحب کو آگے جانے نہیں دیا  
 اس سبب سے مولوی اسماعیل نے پھر خیار کو ٹوٹ آئے قبا سعید صاحب نے پانچ سو خان کو لے کر پھر تمام ملک  
 ملک سے کشمیر جا پہنچی راہ مانگی مگر راہ شرارت اس نے بڑے زور شور سے انکار کیا اور لکھا کہ اگر آپ ہر طرف  
 زمین تو حرب و قریب تیار ہو کر آئیں۔ پانچ سو خان کا یہ پتہ راہ جواب پہنچے کے بعد ملکوں کی زبانی معلوم ہوا  
 کہ پانچ سو خان اپنے ملک میں جنگ کی تیاری کر رہے ہیں اس لیے سعید صاحب کو بھی ضرور ہوا کہ اپنے

اسلام واسطے تادیب پانڈیخان کے اٹھس طرف روانہ کریں۔ اس وقت سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو مومن کھانہ  
 میں چھوڑ کر اس حرم کا مولانا محمد فضل صاحب کو ہر مقرر کر کے بجانب آنسب روانہ کر دیا اور مولانا ممدوح کو یہ  
 کوئی بلائی طرف سے ابتدا جنگ کی نگرین اگر پانڈیخان مقابل ہو تو پھر سینہ و سنان سے جواب دینے کا اختیار ہے  
 یہ لشکر دوسرے ہو کر ایک دستہ زیر حکم سید احمد علی حشرہ زادہ سید صاحب کے حشرہ کو گیا اور ایک دستہ بھرا  
 مولانا محمد فضل صاحب کے فروس میں پہنچا۔ اور خود سید صاحب بھی اختیار سے روانہ ہو کر اسی نواح میں لوگوں  
 کو دایہ تلے ایڈر لشکر اسلام کے آگاہ کرتے تھے۔ پانڈیخان نے جب پار دن طرف سے اپنے متین لشکر اسلام کے  
 محاصرے میں دیکھا تو ایک عرضی بحضور سید صاحب اور ایک خط بحضور مولانا محمد فضل صاحب مشعر اظہار  
 اختیار دیا اور فرمانبرداری اپنی کے تحریر کر کے درخواست صلح کی کی۔ مولانا ممدوح اس عرضی پر بہت خوش ہوا  
 اور فرمایا کہ ہمارا مطلب پانڈیخان سے صرف یہی تھا کہ اس سے جنگ نہ ہو کہ ہرگز منظور نہیں رہتا اور اسی وقت  
 مولانا سید احمد علی صاحب کو بھی جو حشرہ داسے دستہ کے سردار تھے تاکید لکھا کہ آپ بلا حکم ثانی پانڈیخان  
 پر حملہ نہ کریں جب لشکر اسلام حملہ سے ڈر گیا پانڈیخان نے دستہ ملام متین آنسب کو غافل یا کر خود ان پر حملہ  
 کرنا چاہا مگر صلح کے انتظار میں اسلامی فوج کو پھر غافل نہیں ہو گئی تھی اس لئے پانڈیخان کے لشکر کو قتلے دیکھ کر  
 وہ سبق دیا کہ انکو خائب اور خاسر ہو کر سپاہ ہونا پڑا اور دھڑلے سے بدلتوں اور خزانوں کی آواز سن کر دستہ متین  
 حشرہ بھی اگر شامل ہو گیا اس دستہ دوم کے پہنچنے تک پانڈیخان براہ گیارہ حشرہ ملی دریا سے ابتر  
 ہوا کر کے فرار ہو گیا۔ اس کے فرار ہونے کے بعد قلعہ آنسب بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا اس جنگ آنسب میں چھ  
 غازی شہید ہوئے۔ اسی دم مشر وہ اس فتح کا سید صاحب کی خدمت میں پہنچا گیا۔ اسی جگہ یعنی  
 قلعہ آنسب میں سید صاحب نے اپنے حرم محترم کو بھی بلالیا تھا۔ اس ملک میں بھی احکام شریعت جاری  
 ہو کر جا بجا فاضل اور محتسب مقرر ہو گئے تھے اور ترک نماز و میدان میں سنگ نہانے پر عیسائی پہلے سے  
 دلاتی نہا یا کرتے تھے (تقریر مقرر ہو گئی تھی۔ دفتر وغیرہ سب آنسب میں آ گیا تھا۔ اس وقت سید صاحب کے  
 دفتر میں نو دس مخبر تھے۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب رام پوری سید صاحب  
 کے وزیر تھے۔ سید صاحب کی ہر خبر ارشاد انکا لکھا ہوا تھا مولوی میر اسماعیل صاحب کے ہاتھ میں اور  
 کا ہے گاہے منشی محمد علی صاحب میرنشی کے ہاتھ میں رہتی تھی۔ ہر اس دور و اسلہ کے خاتمہ پر سید صاحب  
 کی ہر تربت ہوا کرتی تھی۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب کی ہر خبر واد کو فرما لکھا گیا اس وقت تک کہ وہ تھا  
 منشی فضل الرحمن صاحب کے پاس رہتی تھی۔ ان امام میں سید صاحب نے مولوی نظام الدین صاحب چشتی  
 کو اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کر کے واسطے ہدایت ملک کشمیر کے بجانب کشمیر روانہ کیا ملک کاٹان میں جو

کشمیر سے ملحق ہے بہت لوگ داخل ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ غیر خود سر داران ملک کا غلام و ذلت خود  
 بھی دانتہ حصول قدر مہوسی سید صاحب کے ان کو لے گئے۔ کشمیر میں بھی یہ دعوت جہاد پڑی اگرچہ جوشی  
 سے قبول کی گئی بلکہ بہت سی عرضیاں مسلمانان کشمیر کی اس مضمون کی سید صاحب کے اندر میں پہنچی تھیں  
 کہ وہ نہ تو ان کو یا رام صاحبہ دار کشمیر محتوب ہو کر لاہور کو لے گیا کرتا ہے اس وقت کشمیر خالی ہے آپ جلد تشریف  
 لا کر داخل کریں اہم سب مسلمان دلی و جان سے مجاہدین کی اعانت کریں گے۔ ان عرضیوں کو پہنچنے پر یہاں  
 کشمیر جانے کا سید صاحب کا ارادہ بھی ہو گیا تھا مگر مولوی محمد اسماعیل صاحب نے یہ غرض پیش کیا کہ کشمیر یہاں  
 دس بارہ منزل سے جب اس قدر لشکر کشی نہ ہو کہ جو جانگاہ تو غالباً وہاں پہنچنے سے پہلے وہ بارہا موت کا سکی  
 خیر پہنچ جائیگی اگر کشمیر کے مسلمان جو سمر کے ولایتوں سے خود غرضی اور بیوفائی اور غلامی میں کم مشہور  
 نہیں ہیں میں موقع پر نادین تو پھر اس ناویدہ ملک میں سخت مشکل ہوگی۔

ان ایام میں سید صاحب کے منظور میں ایک غازی شہتہ زمین بلکہ دریائے ابا سین کے اُس پار جو سکھوں کا  
 ملک اور فلسے میں ہے ان پر حملے کے لئے جا کیں اس پر اسلئے ایک لشکر تیار ہو کر مولوی محمد اسماعیل غازی اس لشکر  
 کے امیر مقرر ہوئے یہ لشکر تین گدگاہوں سے عبور کر کے بمقام پھول پور جمع ہوا۔ مولوی محمد حسن رام پوری  
 اور سید احمد علی صاحب ہشیرہ راوہ سید صاحب بھی ماتحت مولوی محمد اسماعیل اس لشکر میں ہوا پھر  
 مسلمان رعایا راہِ پنجیت شگھ جو ملحق کنارہ دریائے ابا سین کے رہتی تھی خود بخود سید صاحب کی  
 خدمت میں حاضر ہو کر احکامات شریعت پر چلنا قبول کر کے اطاعت امام العبادین اور اعانت لشکر اسلام کا وعدہ  
 کر کے خود لشکر اسلام کو اپنے ملک میں بلانا چاہتی تھی۔ ایسے لوگوں کو انان نامہ مہری سید صاحب علی  
 مضمرین کے عینیت ہو گئے تھے کہ انان رئیس فلان و دیہ کا انجان ہے کہ حضور میں حاضر ہو کر احکام شریعت  
 پر چلنا قبول کر کے خدمت دین اور طاقت مجاہدین بزم خود اختیار کر گیا اور اس قدر نقد و اسباب واسلئے  
 خزانہ بیت المال کے پہنچا لیا بشرط ایفاء وعدہ بروقت حملہ لشکر اسلام آپس اور اسکے کانپور کوئی غازی شہتہ  
 کر کے اور اسکے اہل اسباب کو مسلمانوں کا مال تصور کر کے۔ جب میں آدمی یعنی فوج کلان اس جگہ اور  
 لشکر کی پھولہ میں پہنچی تو اتفاق سے مولوی محمد اسماعیل صاحب راہ میں ایک گڑھی کے کنارے قیام کرنے پر مصروف  
 ہو گئے۔ صرف مولوی محمد حسن صاحب اور سید احمد علی صاحب اس لشکر کے ساتھ تھے۔ دو سو سوار فوج جنگ  
 سے ایسے واقف نہ تھے جیسے ان کے امیر مولوی محمد اسماعیل صاحب اس کام میں برحق تھے۔ اس فوج کا لشکر کا  
 جو یہ نا تجربہ کاری سرداران ہمارے کے بڑی بیوقوفی پر ہوا تھا۔ فجر کو جبکہ یہ فوج اوائسے نماز صبح مشغول تھی  
 لشکر گھارے پور تھا کہ ایک نادری کو تین تین سواروں نے جا گھیرا۔ اس گھبراہٹ میں غازی پانی صاف

ہر کہ بھرا کر کاجھی کچھ موقع نہونے پایا جس میں چند غازی اور مولوی محمد حسن صاحب در سید احمد علی صاحب نے  
سردار بھی شہید ہو گئے۔ سکھوں کے پاس بڑے لیے لیے نیزے تھے جس کا جواب غازی اتوار سے نہیں لیتے  
تھے۔ اس عرصہ میں دوسرے کنارہ لشکر سے ایک جماعت چالیس سپاہیوں اور بیس چوہوں کی ایک آٹھویں  
لشکر کے تحت صف بندی کر کے باقاعدہ حملہ آور ہوئے جس نے چند اڑھویں میں سکھوں کا دو چاند نقصان کر کے  
انگو پیسا کر دیا۔ مولوی محمد عقیل صاحب گدھی مشنگلی اور گدھی چٹری کو سکھوں کے ہاتھ سے چھین کر بعد  
عہد و بیان مسلمان سرداروں کے سپرد کر آئے اور پھر اس فکلی لشکر کو ساتھ لیکر آئب کو لوٹ گئے۔

اندونیشین سردار وزیر شنگھ جی دار خسر پورہ راجہ پنجیت شنگھ صاحب اور حکیم عزیز الدین صاحب  
بجیت شنگھ صاحب کی طرف سے سفیر تقرر ہو کر سید صاحب کے پاس یہ پیام صلح لیکر آئے تھے کہ ریاست  
باسین کے اُس کنارہ کا ملک جو سید صاحب کے قبضہ میں ہے اُسکو راجہ پنجیت شنگھ صاحب کی طرف سے  
انعام نقد کر کے بلا مزاحمت اُس سے اُسکو اپنے قبضہ تصرف میں رکھیں اور بعد غدا احکام شراعت کو  
اس ملک میں جاری کریں لیکن قصداً اس جانب دریا سے باسین کے گریں اور سید صاحب فقیرین اور مرن  
امیر مرن سوامیرون پر فقروں کی خدمت کرنا اور فقرا کو دعا گوئی ہر ایک ضرور ہے۔ اگر سید صاحب اس  
زیادہ قصداً لک گیرے گا کہ نیک تو مثل دنیا داروں کے نہیں سمجھے جائیگا اور پھر اُس طرف سے بھی تیاری جنگ  
کی کر کے آگئی جنگی کی جائیگی۔ اگر سید صاحب مقدور تعلق رہیں تو انکی بھلائی اور ہماری خوشنودی ہے  
اور زیادہ طلبی میں دونوں طرف کا نقصان ہے اور یہ بھی لکھا کہ بعد ملاحظہ ان شرائط کے اپنا سفیر ج جواب  
نامہ کے ارسال فرمائیں۔

یہ دونوں سفیر حسب اسباب میں پہنچے اور سید صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ کے کلمات  
ہدایت آمیز روزانہ سنتے لگے تو قطع نظر حکیم عزیز الدین کے سردار وزیر شنگھ جی مسلمان ہو گیا اگر سید  
صاحب نے اُسکو اجازت دیدی کہ تا وقت مصلحت و موقع اپنے اسلام کو مخفی رکھ کر خیر خواہی اسلام کی  
کرتا رہے۔ ان آیام میں راجہ شیشیر شنگھ اور جنرل انٹورا صاحب فرانسس واسٹے نے جواب سید  
صاحب کے معیار ہزار لشکر کے دیائے گئے کہ کنارہ پر پہنچ کر پتہ تھے اُن وقت سردار فتح خاں  
رئیس پنجپار کو اندیشہ ہوا کہ صاواپہ لشکر کفار پنجپار پر یورش کرے اُس نے سید صاحب کو اسکی اطلاع  
کر کے واسٹے حفاظت پنجپار کے کچھ فوج طلب کی سید صاحب نے مولوی محمد عقیل صاحب کو  
مع لشکر مجاہدین کے پنجپار کی حفاظت کے واسطے ارسال کر دیا۔ مولوی خیر الدین شیر کوئی اور  
حاجی سہاؤ شاہ خان مع آٹھ امیر کے واسطے شکار و بار لا جو کے تجویز ہو کر مع جواب آ راجہ پنجیت شنگھ



کے ہمراہ سردار وزیر سنگھ اور حکیم عزیز الدین صاحب کے روانہ کئے گئے۔ یہ سفارت مہلکم کی اول لشکر انٹورا تھا  
 میں بھی گئی جو ان مجبور پہنچے اس سفارت کے نقد و جنس جنسوں رسد اور فرج روزمرہ اس سفارت کا سکر  
 خالصتہ مقرر ہو گیا۔ ایک ملازم کے گھر جو میران خاص سمید صاحب سے تھا یہ سفارت فروکش ہوئی  
 دوسرے دن مولوی خیر الدین صاحب حاجی بہادر شاہ خان صاحب بعیت سردار وزیر سنگھ انٹورا  
 صاحب کی ملاقات کو بلائے گئے یہ وہ فوج صاحب سلج اس کے خیمہ میں داخل ہوئے اس وقت اس خیمہ  
 میں ایک انٹورا صاحب اور ایک اور جنرل فرانسس کہ سیون پر بیٹھے تھے۔ یہ لوگ آتہ مہلکم علی مہر  
 الہدیٰ کو ہرگز کے نزدیک قالین پر بیٹھے گئے سردار وزیر سنگھ دروازہ خیمہ پر کھڑے تھے اس وقت انٹورا  
 صاحب نے اخبار نویس اور حکیم عزیز الدین صاحب کو طلب کر کے ان سفیروں کو پاس بٹھلادیا پھر انٹورا  
 صاحب نے ان سفیروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم دو فرہین مولوی کوٹن ہو۔ حاجی بہادر شاہ خان  
 نے مولوی خیر الدین صاحب کی طرف اشارہ کیا تب انٹورا صاحب نے مولوی خیر الدین صاحب سے کہا کہ  
 میں آپ سے کچھ علی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مولوی خیر الدین صاحب نے اندازہ دراندیشی کے فرمایا کہ اگر گفتگو  
 کرنی منظور ہو تو میرا جواب سخت سے رنجیدہ خاطر ہوں۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپ کی خاطر خاطر  
 آئے بلا تکلف فرمائیں میں ہرگز رنجیدہ نہ ہوں گا لیکن جواب عالمانہ ہو جائے نہ ہو کیونکہ میں خود بھی سید  
 دین اسلام سے واقف ہوں میں نے آپ کی کتب قاریج اور دیگر کتب دینیہ کو بہت مطالعہ کیا ہے۔ پھر کہا  
 کہ جو بہت میرا ذریعہ حضور میں تھا اس وقت ایک شخص بصورت فقیر خلیفہ صاحب کی طرف سے میرے پاس  
 آیا تھا کہ کہتا تھا کہ اگر راجہ رنجیت سنگھ خلیفہ صاحب کی معرفت سے والد (مالگانداری) ملک پور سے نئی  
 لگی لیا کریں تو سرکار خالصہ تکلیف فرج کشی اور زیارہ سے رہائی پائے اور اس ملک کے آدمی ناراجا  
 اور خرابی اور آتش زنی سے مخلص رہیں سو یہ بات سمجھ کر بہت پسند آئی تھی کہ لوگ اس میں دو طرفہ کو  
 بھلائی ہے۔ کیا یہ پیغام خلیفہ صاحب کی طرف سے تھا۔ مولوی خیر الدین صاحب نے فرمایا کہ یہ بات بالکل  
 درست ہے کسی سرکار نے کسی مصلحت کے واسطے آپ کے سامنے یہ بات بتائی ہوگی خلیفہ صاحب کو طاعت  
 کفار اور انکو امید دینے سے کیا کام۔ خلیفہ صاحب اسطے حاصل کرنے ملک اور جاگیر کے اس ملک دور دست  
 میں نہیں آتے۔ یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر انٹورا صاحب نے کہا کہ اگر انکو ملک اور جاگیر کی طبع نہیں ہے  
 تو پھر باوجود یہ سردار مانی ایسے بادشاہ ملک خزان اور وفادار اور فرج و حصار سے کسواستے اور وہ جنگ  
 جبار کار کھتے ہیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا غالباً آپ نے سنا ہوگا کہ خلیفہ صاحب ملک ہندوستان پر  
 فریاد معزز اور ممتاز اور پست و اعلیٰ ہیں اس ملک میں لاکھوں آدمی آپ کے مرید و شیعہ اور جان نثار ہیں

اگر خلیفہ صاحب چاہتے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے مثل امیرین کے عیش و آرام کرتے رہتے، اسلئے حاصل کرنے  
 دنیا کے لنگو حاجت ترک وطن اور گھر و دشت گزری کی نہ تھی۔ انشاء صاحب نے کہا البتہ میں سنا ہوں کہ خلیفہ  
 صاحب کو ہر طرح کا عیش و آرام اپنے مکان پر حاصل تھا اور وہاں کے حاکم اور امیر انکی خدمت اور توقیر کرتے تھے  
 تب مولوی صاحب نے کہا اگر ایسی شہرت اور جاہ و جلال کی چھوڑ کر ایسی فکریاں لیں سفر اور غریب الوطنی خاص  
 بطبع مہربوم (حصول جاگیر و ملک) اختیار کرنا اور رات دن مشکل اور پیادوں میں مشقت اٹھانا اور باوجود  
 بے سرو سامانی ارادہ مخالفہ بادشاہ صاحب ملک اور فوج کا کرنا کہ ان عین فکر کیا کہ کیا کسی قومی سبب  
 کے نہیں ہیں۔ اب آپ دل لگا کر سنیں کہ وہ قومی سبب کیا ہیں وہ سبب عیش و آرام کو چھوڑ کر  
 ان کا لطف اور شہادہ غریب و فاقہ کے گوارا میں نہیں کرنا کہ ایک لطف اور لذت، دوسرا بھی ہے  
 یہ ہے کہ میں اسلام میں بعد ایمان تو حیدر آئے ہر ایک احکام و فیوض ضروریہ میں سے میں کوئی ایک ادا کر نیکی اللہ  
 تعالیٰ کی طرف سے بڑی تاکید کی گئی ہے وہ پانچوں حکم نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد میں۔ نماز روزہ  
 تو ہر مسلمان مرد و عورت پر فواجہ وہ جنہی ہو یا فقیر فرض ہے اور زکوٰۃ صرف مالدار مسلمان مرد و عورت پر فرض  
 ہے اور حج تمام عمر میں ایک بار صرف غنی لوگوں پر فرض ہے۔ نماز روزہ، زکوٰۃ تینوں سے مشکل حج کا ادا  
 کرنا سب سے بہت لوگ بوجہ شہرستی اور خوف غزوہ و دراز کے محروم رہتے ہیں مگر خلیفہ صاحب نے باوجود  
 بے سرو سامانی کے عاتقہ سوادیموں کو ساتھ لیکر اس وحوم و حوام سے حج کیا ہے ان ایام میں اسی ہجرت  
 اور واپس آمد سے بھی اسطر سیر میں نہیں آیا۔ انشاء صاحب نے کہا کہ بیشک خلیفہ صاحب کا سبب حج آج تک کو  
 سے نہیں ہو سکا اسلئے بعد مولوی صاحب نے فرمایا کہ پانچویں فرض یعنی جہاد حج سے بھی زیادہ مشکل ہے  
 بڑے بڑے مالدار اور رئیس بلکہ بادشاہ بھی اس پانچویں فرض کو ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں اور بعد چیلے  
 حوائج کے اس سے متوجہ رہتے ہیں۔ اس سبب سے ان پہلے چار فرضوں سے جہاد کا ثواب بھی بہت بڑا ہو  
 نہ کہیونکہ اس فرض کے ادا کرنے میں جان و مال و عیال و عیال و عیال و عیال کے دست بردار ہونا پڑتا ہے  
 اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جہاد کچھ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر فرض نہیں ہوا تھا بلکہ حضرت مکر  
 اور یوشع بن نون اور داؤد اور سلیمان علیہم السلام وغیرہ دیگر انبیاء کو نبی اسرائیل پر بھی فرض تھا یہ بات  
 آپ کو کتب تاریخ اور تہذیب وغیرہ سے بھی معلوم ہوئی ہوگی۔ انشاء صاحب نے کہا ہاں یہ بات راست ہے  
 اور جہاد کی ضرورت قدیم سے ہم بخوبی واقف ہیں۔ اسوقت مولوی صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ صاحب کو  
 ذات مقدس بھی مثل انبیاء سابقین مقبول بارگاہ ایزدی ایک نبی صاحب مالدار و مالدار ہے۔ بعد ازاں  
 حج آنسو لے چاکر اس پانچویں فرض اور عبادت شاقہ کو بھی ادا کریں اور اس عبادت شاقہ کے ادا کرنے

کے واسطے دو شرطیں بھی ہیں ایک وجہ نام اور دوسرے جائے آس پاس پیدا صاحب نے سنا تھا کہ قوم جو غفلت  
 سکھ ساج لڑتی بیٹھتی رہتی ہے مگر کوئی سردار قابل اس کام کے انہیں نہ تھا لہذا صید صاحب نے اعلان  
 کرنے اس فرض کے مع صد ہندوستانی مجاہدین کے اس ملک میں تشریف لے آئے اور بڑی کوشش  
 اور ترغیب تحریریں سے اس ملک کے لوگوں کو بھی شریک اس کام کا کر لیا چنانچہ اس ملک کے لاکھوں  
 آدمیوں نے خلیفہ صاحب کے ہاتھ پر حجت امامت کو لی اور انکو اپنا سردار بنا لیا جس کی روزی تھے آپ  
 بخت نام یا امیر المؤمنین یا خلیفہ کے مشہور ہیں اور آپ کو یہ بھی یاد رہے کہ جہاد سے کچھ ملک گیر کیا اور  
 جنگ و جدل ہی مراد نہیں ہے بلکہ لفظ جہاد کے معنی کسی اور کوشش کرنا ہے جو حسب طاقت اور وجہ  
 خود واسطے اعلیٰ کے لئے اور اطفا کے لئے اور اذیان باطلہ اور ذلت کفار کی کوشش کر کے رہنا چاہنا  
 ہے اور جہاد کے واسطے یہ بھی شرط نہیں ہے کہ ان وقت برابر اور مثل سامان اعداء کے سامان جہاد کا لہجہ  
 کرے مگر ترقی دین اور اُن کے سامان میں کوشش اور یہی حسب مقدمہ خود کرنا چاہا ہے پس اگر کسی وقت  
 جنگ پیش آئے اور جنگ کرنا اُس وقت مصلحت ہو تو جنگ کرے چنانچہ جنگ کو ہر مصلحت شرع میں قرار  
 دیتے ہیں پس اگر فتح ہو جائے تو ملک کفار پر تسلط کرے دین اسلام کی ترویج کرے کیونکہ جہاد سے اصل مطلب  
 ترقی دین کی ہے اور فتوحات اسکا ثمر ہے بلکہ عمدہ فتح یہ ہے کہ بشرط حیات مجاہد اور غازی ہو کیونکہ  
 مجاہد اور غازیوں کے فضائل بھی قرآن وحدیث میں بہت ہیں اور ان پر بے حد اور افضل فتح یہ ہے کہ  
 کفار کے ہاتھ سے شہید ہو کیونکہ بعد غیر دین کے شہداء کے مرتبہ کو کوئی نہیں چنچا۔ انشور صاحب نے کہا کہ ان  
 سب باتوں کو دین قبول کن آدمیوں کو عقل کی رُو سے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بے سوسمانی میں  
 نفع ہے اور نہ تو پادشہ مال احمد ملک بھراؤ شاہوں کے نام اور نادانی ہے بلکہ وہی صاحب نے کہا کہ دنیا  
 کو فوج اور خزانہ اور توپ پر اتھاہ ہے اور یہ کو خداوند تعالیٰ کی قوت اور قدرت پر بھروسہ ہے ہم وہ لوگ ہیں کہ  
 ہم کو نفع کی خوشی اور شکست کا غم ان دونوں کو خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں جانتے ہیں ہمارا حقیقہ یہ ہے کہ  
 خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے کبھی تھوڑے سے لشکر سے بڑے بڑے لشکروں کو شکست اور ہزیمت  
 دلا دیتا ہے اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو آپ کا دعویٰ یا بیخ والی کا غلط ہے کیونکہ کسی چیز کے پاس خزانہ اور فوج  
 اور توپ رہے بغیر انکو محض بتائید الہی بڑے بڑے زبردست بادشاہوں پر فتح ہوئی ہے۔ اس کے بعد  
 صاحب نے کہا کہ اب کل کو یہ نکل فوج جسکو ترمیم ہے جو اختیار پر جا لگی تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کے خیال  
 جانے سے ہم آپ کے تابعین نہیں آسکتے کیونکہ خلیفہ صاحب وقت اس میں ہیں اور ان کے ایک طرف یہ کیا  
 اب اس میں اور دوسری طرف بڑے بہاؤ سخت اور شوارگر اور دین و ایمان آپ کا دخل ہونا محال ہے اس لئے

خدائی ہی فوج آپ کے اس لشکر عظیم کو روک سکتی ہے۔ انٹورا صاحب نے کہا وہ حقیقت اسبہ ایک سخت مقام  
 ہے پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ مجھ کو خلیفہ صاحب سے بہت محبت ہے وہ اسی سبب سے کہ وہ رنجیت سنگھ کے خدو  
 میں بدنام ہو رہا ہوں لیکن جنگ کے وقت میں اسے کچھ فائدہ ہو گا اس وقت ہم کو ضرور نیکو حالی کرنی ہو گی  
 پھر انٹورا صاحب نے کہا میں اس قدر چاہتا ہوں کہ باہن میرے اور خلیفہ صاحب کے یہم ارسال ہوا اور  
 تحائف کی جاری ہو جائے میں کوئی چیز خلیفہ صاحب کے واسطے بھیجتا ہوں معلوم نہیں کہ خلیفہ صاحب  
 ان کے عرض میں کوئی تحفہ عنایت کریں گے تاکہ میرے یہاں نہ رہے واپس جائے گا ایک عذر عقل میرے سر سے  
 ہو جائے ان کے بعد ملک یوسف زئی پر تصرف کرے گا خلیفہ صاحب کو اختیار ہے کہ پھر فوج خالصہ میں ملک  
 پر کبھی نہ آئیگی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آپ کی دوستی اور محبت سے خلیفہ صاحب کو کچھ عرض نہیں ہے اگر آپ کو  
 کچھ عرض ہے تو اپنی طرف سے سلسلہ چنبائی کرو۔ خلیفہ صاحب بھی ٹہرے عالی جو ملاد اور صاحب ہفت  
 میں آپ کے تحائف کا عوض ضرور ارسال فرمائیں گے مگر خلیفہ صاحب کی سرکار کا عقد کوئی سر نہ دیکھا یا  
 جبہ ہوتا ہے اور ان کی سرکار میں ہتیار بھی عمدہ سے عمدہ موجود ہیں تعجب نہیں کہ کوئی ہتیار ہی عنایت  
 کر دیں۔ انٹورا صاحب نے کہا کہ سر نہ دیکھا وہ سلاح کو دیکھ میں کہ اگر دیکھا اگر ایک گھوڑا بعض میرے تحائف  
 کے عنایت کر دیں اس وقت اہل ہتھیار جو بدی اور بریت کی گنجائش ہو جائے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ  
 میں آپ کا مطلب سمجھا اس واسطے گھوڑا ہم ہرگز نہ دیں گے انٹورا صاحب نے کہا یہ تو تم اپنی طرف سے کہتے ہو مگر خلیفہ  
 صاحب عقل مند آدمی ہیں وہ ضرور اس درخواست کو خوشی سے قبول کر لیں گے کیونکہ یہ بات دورانہ پیش طلب ہے  
 اس وقت حکیم عزیز الدین اور اخبار نویس اور حاجی سپاہی شاہ خان نے مولوی صاحب کو اشارہ کیا کہ کچھ  
 وہ کہتا ہے قبول کر لو مگر مولوی صاحب نے اپنی عقل دورانہ پیش سے شہدہ کر کے پھر ہی فرمایا کہ یہ امر حقیر  
 قبول کر سکتا ہے جو طالب ملک اور جاگیر کا ہو مگر جو شخص بائے اعلیٰ کلمۃ اللہ جہاد کی نیت کر کے آیا ہو  
 اس کو یہ امر قبول کرنا محال کیا بلکہ غیر ممکن ہے۔ میں ایسی بات کے واسطے خلیفہ صاحب کو نہیں لکھ سکتا  
 کیونکہ میں اور خلیفہ صاحب اس نیت اور ارادہ میں دو برابر ہیں میں خوب جانتا ہوں کہ جیسے نماز روزہ  
 دیگر اعمال صالحہ یا کاری سے باطل ہو جاتے ہیں اسی طرح ایسی نیت اور ارادہ سے ثواب ہوا کا باطل  
 ہو جائیگا۔ ایسے سوال کے اظہار کر کے میں یقین اور خلیفہ صاحب دو برابر ہیں۔ انٹورا صاحب کے واسطے گھوڑا  
 کے اور دو تین بار یا ہزار تمام مولوی صاحب کے کہاتب مولوی صاحب نے دق ہو کر فرمایا کہ بار بار تکرار سن ال  
 کہ یہ سو دہرہ ہم لوگ گھوڑا کیا ایک گدھا بھی آکے نہ دینگے کیونکہ ہمارا ارادہ آپ کی سرکار سے عزیز اور خراج  
 کا ہے۔ انٹورا صاحب نے فرمایا کہ اس طرح دیں۔ اس وقت انٹورا صاحب بولا کہ اگر خلیفہ صاحب کو لکھا

اور جو ایسی ہے جو سامانی کے سرکار خالصہ ایسی زبردست سرکار پر غالب ہو جاوے گی تو میں خلیفہ صاحب کے ائمہ  
 پر خور اسلام ہو جاوے گا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں خلیفہ صاحب کے حال آپ کے کیا عرض کروں اگر وقت  
 آپ خلیفہ صاحب کے ملاقات کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد سننے ان کے کلام ہدایت نشان کے سوا سہ ہتھوڑا  
 کے آپ کی زبان سے اور کوئی بات نہ نکلیگی۔ پھر انمول صاحب نے یہ کہا کہ یہ سب باتیں جو میں نے عرض کی  
 ہیں خلیفہ صاحب کے گوش گزار ضرور کر دینا مولوی صاحب نے کہا اس کے واسطے آپ کے فرمایا کی کیا ضرورت ہے میں خود  
 آپ کے افکار ان سوال جواب کا خلیفہ صاحب کے روبرو ولو گزارش کروں گا پھر انمول صاحب نے کہا کہ میرے سوا کوئی  
 کا جواب بہ تمام حضور میرے پاس پہنچا ہو گا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میرا کام خلیفہ صاحب کے عرض کر دینا ہے  
 جواب بھیجنا نہ بھیجنا ان کے ہاتھ میں ہے۔ پھر انمول صاحب نے کہا کہ آپ کے نزدیک جیسے اقوام سکھ کا فرہن ایسی  
 ہی ہم نصرانی بھی ہیں ایکچہ فرق ہے مولوی صاحب نے فرمایا ہاں کفر میں تو برابر ہیں پھر انمول صاحب نے  
 کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحب کے لاکھوں مرید جان تیار ہیں بڑے بڑے ثواب اور زمیندار اور  
 اس وقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضہ میں ہے۔ پھر یہ سب سکھ اور نصرانی دونوں کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ  
 صاحب نے اپنے لاکھوں مریدوں کو جمع کر کے گھر بیٹھے چٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا آخر  
 اتنی محنت اور شقت مفرد و دراز کی اٹھا کر یہاں کھوٹے لڑنے کو آئے مولوی صاحب نے فرمایا کہ سرکار  
 انگریزی کی کوئی نافرمانی نہ کی کہ اس کا کرنے سے نہیں دکتی ہر غرضی امر میں ہکو کوئی آزادی دے سکتی  
 ہے برخلاف کھوٹے کو انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذلیل کر کے بلذات اور ہتھیاروں تک کہنا منع کر رکھا  
 ہے اگر کوئی مسلمان جید تعمیر پر بھی گناہ کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ سکھ جان سے مار ڈالے گی  
 سب سے کہ خلیفہ صاحب انگریزوں کو چھوڑ کر کھوٹے جہاد کرنے کو آئے۔ پھر انمول صاحب نے کہا کہ جو کچھ آپ  
 میرے سامنے بیان فرمایا ہے یہ سب راجہ کھرک سنگھ صاحب کے سامنے بھی بیان کر سکو گے۔ مولوی  
 صاحب نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی کچھ زیادہ بیان کروں گا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو انمول صاحب نے  
 کہا کہ اب آپ کو رخصت ہے پھر کسی وقت میں آکر دیکھا مولوی صاحب وہاں سے رخصت ہو کر حکیم علی گڑھ  
 صاحب کے ڈیرہ پر تشریف لائے اور وہیں دو پھر کا کھانا تناول فرما کر نماز مغرب تک وہیں توقف رہے  
 بعد ازاں نماز مغرب پے ڈیرہ کو تشریف لے آئے۔ دوسرے دن سوار وزیر سنگھ نو مسلم خلیفہ مولوی خلیفہ  
 صاحب کے ڈیرہ پر آکر تھائی میں بیان کیا کہ آج تیسرے پیر کو راجہ کھرک سنگھ کے ڈیرہ پر دو نو مسلم افسر  
 اور پیر خان برادر ملک بھان ایک جگہ جمع ہو کر کہتے تھے کہ مولوی (خیر الدین) بڑا تر جمع اور بیک ہے کسی  
 طرح بھی کچھ ہاتھ رکھنے نہیں دیتا اس واسطے پیرانہ فوج کشی کرنا ضرور ہے آج ایک پہر رات باقی ہے فوج

کوچ کا وقت مقرر ہوا ہے۔ آپ مولوی اعلیٰ صاحب تعینہ بچا کر خواص اس پیر شمس کی اطلاع کر دیں۔ پھر  
مولوی صاحب نے لانا اپنے میزان کو جو ایک نعلین میں تھا میری پیام دیکر بچا کر روانہ کر دیا اور اسکو یہ بھی کہہ دیا  
کہ رات میں جو کاناو مخلصین خاص کے ملین ان سب کو اس چڑھائی کی اطلاع کرتے جانا۔ جب ایک پہر رات  
باقی رہی سو اسے راجہ کھرک سنگھ کے تمام لشکر خالصہ تمام زیدہ جو بختیار سے چھو کوں سے جا کر مقیم ہوا۔ یہ  
غروب آفتاب سے تمام لشکر خالصہ مقیم زیدہ میں یہ مشہور ہو گیا کہ آج رات بختیار سے اس لشکر شیخوں آگیا  
اس خبر و شہادت اثر کے ششے سے تمام لشکر خالصہ میں ایک تہنگہ پڑ گیا کہ ہمارے خوف کے کوئی آدمی اس  
رات کو نہیں سویا ہو سارا پناہ اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کھڑا رہا۔ رات کو بالی  
کے چھوٹوں اور مالوں میں زور سے پانی گرنے کی آواز سے خائف ہو کر ہر کوئی یہ کہتا تھا کہ غازیوں کا شیخون  
آپنا اس خوف اور پریشانی میں ہر اسٹھ اور کھٹکا غازیوں کی نصیر ہو کر غریب آبادہ کا تھا یہاں تک کہ  
اس رات کو لشکر خالصہ میں بے طرح شور و غل ہو کر ہر ایک آدمی بھاگنے پر آمادہ تھا۔ انشوراء صاحب نے  
لشکر کا یہ حال دیکھ کر سوکھٹا ان جیش اور دوسرے غریبوں کو بلا کر کہا کہ آج لشکر پر یہ کیا آفت پڑی تو  
کہ ہر ایک آدمی اسے خوف کے بھاگنے کو تیار ہے۔ ان غریبوں نے ہر ایک آدمی کو تسلی اور تسنی دیکر بھاگ  
سے روکا گریہ اثر صرف چند کھڑا ہو رہا۔ جب تھوڑی سی رات رہی بلا اطلاع احمد سے سارا لشکر پڑی غریب  
سے سب پا جو کر دیا سے گھڑا۔ پتے ہمارے چھوڑ کر کے طرف ان کے بھاگ چلا جاتا تھا اور کوئی ایک دو  
سے نہیں پوچھتا تھا کہ کیوں اور کدھر جاتے ہو یا اسے خوف کے ہر آدمی مانند دیوانوں کے ٹپکا تھا یہاں  
حاضر مجاہدین کا خوف تھا کہ اس لشکر نے وہاں سے گھڑا سے چھوڑ کر کے بلا حکم کسی غریب کے بل کو بھی توڑا  
کہ کہیں غازی اس محل کے راستے سے پورش نہ کرالیں۔ اسی دن مولوی خیر الدین صاحب بھی چھوڑ  
دیا۔ پھر رہی اور حضرت کے وہاں سے روانہ ہو کر بچا کر چلوں۔ اور بختیار میں مولوی محمد  
صاحب نے ملاقات کر کے دوسرے دن نظام انتہا علیہ صاحب کی خدمت میں جا پہنچا اور اس وقت  
سب سال و جواب اور تواضع اور خدمت وغیرہ کی مہک و حضرت کی خدمت شریف میں عرض کر دی مسید  
صاحب نے لشکر فرمایا باش و خرا کہ خبر یہ تمام جواب جوتے دے تھک ہوا حق میری مرضی کے تھے  
اور اس فقر کو سنکر کہ گھوڑا کیا تم گدھا بھی یا کو نہ تھک مسید صاحب بہت خوش ہوئے مسید صاحب  
یہ بھی فرمایا کہ یہ بھی خود ہو گا پتہ وعدہ ارسال جواب کا بھی نہیں کیا۔  
ان واقعات کے بدنام ام کہ جو فتنہ ہندوستان میں خود بخود اُسکو خالی کر کے بجات حضور فرما رہا  
اسی زمانہ کے بعد لشکر غازیوں نے فتنہ مذکور پر جا کر قابض ہو گیا۔

جب عدل انصاف شرعی علی منہاج البیوتہ تک رسد میں جاری ہوا تو اس ملک کی گواہی عورتوں نے چوبہ  
کوئے دنیا میں منگنی معاد جیسا کہ قبیلہ یا حوزہ نزلان عورتوں نے جو بلا کوئے دنا اپنے والدین کے گھروں میں بیٹھی  
ہوئی برتھیاں ہر باقی شخصین آوارہ انعام حضرت ہیز لٹو سنیں کا شکار اپنی فریاد بھی بہت سے ذریعہ تھی  
گوشہ مبارک تک پہنچائی اس واسطے حضرت نے جملہ کار خوافین اور علماء عامی دین اس ملک کو بلا کر اس قسم  
بیکہ عورتوں کے نیکہ واسطے بہت نصیحت کی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے کسی خاص آدمی یا خاص قوم کو واسطے  
عطا سے عورتوں کے لئے مخصوص نہیں فرمایا کہ وہ خاص قوم بدون لینے روپیہ کے اپنی عورتوں کے کسیکے نکاح  
ہیں نہ دیوے اور اس بختور سے کہ وہ سیالہ پہنچ کر بک کرے بلکہ ہر قوم میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پر ہوتی  
ہیں اس ہستہ قدر تم بعض لڑکیوں کے کہ عورتوں سے لینے ہوا نصیحت دینے لڑکوں کے نکاح میں دوسروں کو  
وہریتہ ہوا اس واسطے یہ نصیحت خذو یہ بیونش و خزان فرمائی ہے نہ حقیقی اور چوگانہ یہ لینے ہیں اس واسطے خلافت حضرت  
کے ہے اس واسطے اسکو ترک کر دینا چاہیئے تم دیکھتے ہو کہ اس رقم عوض نکاح کے اور نیکہ واسطے تم لوگ  
ہندوستان ایران توران وغیرہ ملک دور دست میں جا کر گھر گھر بیکہ لڑکے پھرتے ہوا دیکھتے ہو کہ ملک ہندو  
رہتے ہو بہت آدمی راہ میں مر رہے ہیں اور بہت آدمی ہاں ملکوں میں کسی عورت کو نہتہ مار کر پھریاں  
دائیں نہیں آتے اور لڑکیاں والدین کے گروان میں بیٹھی ہوئی برتھیاں ہو جاتی ہیں اور اکثر انہیں بٹھاھا  
نفس اور شہوت کے بنکاری میں گرفتار ہو جاتی ہیں اگر یہ لڑکیاں جو طرح سے ملے جاتی ہیں ہر وقت  
بایں اپنے شوہروں کے گروان میں پہلے باتیں کرتے ہزاروں مسلمان پیدا ہوئے ہوتے اور یہ سببالی  
اس لہو یہ معاوضہ نکاح کے سبب ہوتی ہے جو دو لہا کی طاقت اور محتاج دنیا داس سے طلب چتاوی  
اس نصیحت کو سب حاضرین نے بدل و جان قبول کر کے اس قسم کے عورتوں کو نیکہ وعدہ کر لیا اگر خزان  
رئیس ہوتی مگر اس جلسہ کی اخراجی کو معلوم کر کے حسب اطلب مسجد مدینہ حاضر نہیں ہوا لہذا اپنے  
بھائی کو گدھی کی حفاظت کے واسطے چھوڑ کر خود لپٹا اور کو دانیوں کے پاس پہنچا گیا۔ جا بجا اس رسم بیکہ عورتوں  
ہو نا شروع ہوا اور ہزاروں جوان لڑکیاں شوہر والیاں ہو گئیں مسجد و احقرتے واسطے سرکاری احمد خان  
بانی رئیس ہوتے و مردان کے ایک شخص ہوتی و مردان کو روانہ کیا امیر اس شخص کے مولوی بھگت سنگھ  
صاحب تھے۔ انکو یہ اور بھی لڑکیاں اور مالدار و قاضی جہاں صاحب بھی تھے و شہزاد کو کسی ذریعہ  
اس شخص کی خبر نہ تھی تھی اس واسطے وہ مقابلہ کے لئے مع ہزار لڑکیوں کے تیار تھے مگر عورتوں نے نہ  
کوئے گدھی کے لئے نہیں لگے قاضی جہاں صاحب و لائیوں میں باورل و جب کے مونس اور متعین ہوا  
اور مسجد و مانہ کی طرف سے تمام ملک ہمارا ورتل میں قاضی القضاۃ تھے شہید تھے مولانا محمد

صاحب نے وہ نوگاہیدین کو قلعہ کر کے بعد اپنے ہم درویشان مشرق قبولی حکام شریعت و فرائض و فرائض  
 بجا ہر ایک کے سپرد کر دیے خان برادر احمد خان باغی کے کہہ کر کے آپ مع لشکر بجا بہرین بغیریت تمام پنجاب کو لوٹ گئے  
 احمد خان باغی رئیس ہوتی مردان جبری جی اور کہ شش سے دریا نیان پشاور کو واسطے قلعہ بجا بہرین  
 پڑھا لایا۔ جب درانیوں کا لشکر حکمتی میں پہنچا تو مسید صاحب کو بھی سکی اطلاع ہو گئی سلطان  
 ماکم پشاور نے خلکو و کئی بنام جملہ خدائین کے ذریعہ کہہ اس مضمون کے روانہ کئے کہ تم نے بشر اکث  
 مسید صاحب میرے بھائی یا محمد خان کو مار ڈالا اور گلا حوج ہوتی مردان تہراری شرکت اور امداد سے  
 مسید صاحب کے قبضہ میں اس اب بھی کہ ضرور ہوا کہ اسکا حوض سے اور مسید صاحب سے ملواریے لولہ  
 یہ یورش ایسی پر جوش تھی کہ تمامی افواج دریا نیان اور مل شہر و رہار اور سیلو ان اور تہرے سپہ سالار  
 پیر محمد خان و برادران و حبیب احمد خان برادران و سلطان محمد خان بھی آہن شریک تھے اور یہ امداد  
 کر کے لکھے تھے کہ مسید صاحب اور غازیوں کو کھلم نہایت دباؤ کر کے سوز لے تاکہ کو بھی با جاؤ دیکھے  
 مسید صاحب نے جہد و محنت سے سالار کو داسے سد راہ خلکو و درانیوں کے بھیجا دینے ایک دن یہ پیر محمد خان  
 میں اپنی کیفیت و فوج و سپہ سالار و قیام کرادی۔ اس کا قلعہ و حرم و قریب سید اکبر شاہ ستانوی کو بھیج کر  
 کی گارانی میں مع کیتھہ نازیوں کے چھوڑ کر خود مسید صاحب بھی اپنے سے روانہ ہو گئے۔ جب مسید صاحب  
 ستانہ میں پہنچ گئے تو معلوم ہوا کہ ہاشم خان دریا نیان اور دھرم گھون کے لشکر اسے تشریف قلعہ انب اور چتر پالی  
 کے پڑھائی کر کے آتا ہے تب مسید صاحب پھر قلعہ کو لوٹ آئے اور ایک سخت قلعہ انب شمال قلعہ انب کے  
 گھدہ دی۔ سکین کی فوج سے محاذی لگدھی چتر پالی کے داسین کے دوسرے کنارہ پر ایک سنگی دوسرے  
 تیار کرایا اور اس دوسرے میں توپیں رکھ کر گدھی چتر پالی پر گولہ باری شروع کی غازیوں نے بھی اپنی توپ  
 اور شاہین سے آنکھ خوب خوب جواب دیا یہاں تک کہ لشکر خالصہ سخت زبردست اٹھا کر سپاہیوں گیا جب  
 مسید صاحب کو اس طرف سے اطمینان ہوا تو موضع میں آرمی اپنی فوج کلان اور تمامی سرداران کے بجا بہرین  
 پہنچا اور وہاں سے بحیثیت چار پانچ سو غازیوں کے گدھی امان زئی میں داخل ہوئے اس وقت مسلمانوں نے  
 غازیوں کی دھم و ہام اور کثرت اتواب شاہین کا دانی سنگر مسید صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ قلعہ  
 انب اور چتر پالی سے کچھ توپیں اور شاہین واسطے جواب اور مقابلہ درانیوں کے مرگایا چاہئے اپنے فرمایا کہ  
 حکو توپ پر ہلکہ پر ہلکہ و سا نہیں ہو کہو قلعہ تائید ضعی پر بھر دسا ہے کہ وہ ہم عاجزون کو ایسی زبردست صحت  
 اتواب و شاہین پر غالب کرے۔ گدھی امان زئی میں پہنچنے کے بعد مسید صاحب کو غزلیہ ہارسوں کے  
 معلوم ہوا کہ درانیوں کا لشکر حکمتی سے کوچ کر کے براہ رشت گزرتان زئی میں پہنچ گیا تب مسید صاحب

علی سلطان برادر احمد خان



واسطے رفعِ حجت مخالفان کے حسبِ قاعدہ شریعت کے ایک خط بطورِ اعلام نامہ سلطان محمود خا نصیب کو اس  
 مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ اس ملک میں دل سے مقابلہ و مقاتلہ کفار اور اعلیٰ سے کلز اندر کے آئے ہیں مسلمانان  
 ظاہر کو سے لڑنے نہیں آئے تم بار بار ہم پر چڑھائی کر کے کار و بار جہاد میں خرابی ڈالتے ہو تم اللہ سے ڈر کر  
 بمقابلہ کفار اسلام کی تائید کرو ورنہ غیر ان کا کیا ارادہ ہم پر حملہ کرے گا ہے تو ہم عاجز و ناتوان بھی اندر پر ہر  
 کر کے آپ کا جواب بضرِ سیف و سخاں دینے کو حاضر ہیں اور فتح و شکست خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے  
 سرکارِ سلطان محمود خان مشکین نے اس نامہ فیضِ شامہ کا یہ جواب لکھا کہ مجھے آپ کے مضمون نامہ پر اطلاع  
 پائی آپ نے جو کچھ اسبہ کہ ہم خدا کے واسطے اس ملک میں کفار سے جہاد کرنے کو آئے ہیں اور کچھ گویاں سے  
 لڑتے نہیں آئے۔ یہ سب آپ کی اہلِ فریضی پر آپ کا عقیدہ فاسد اور نسبت کا سبب آپ فقیر ہو کر ارادہ امارت  
 اور حکومت کا رکھتے ہو پس سمجھئے بھی خدا کے واسطے کرنا نہ ہی ہے کہ تم کو قتل کر کے اس زمین کو تم سے پاک  
 کریں۔ حسبِ یہ جواب سخت آئیز سید صاحب کو پہنچا تو اعلیٰ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ اب بجز خاک سے  
 چار نہیں رہے، تحریرِ فقیر کی گنجائش نہیں رہی اب آپ صلح سے ہتھ دھو کر جنگ کی تیاری کیجئے لیکن  
 سید صاحب نے فرمایا کہ تیاری جنگ سے ایسے وقت میں خلعت کرنا مناسب نہیں ہے اگر میرے نزدیک کیا  
 اور لکھ کروری حجت قائم کر دینا چاہئے تاکہ خدا اللہ کو کوئی جال نہ دے باقی تر ہے ہوا سے ایک دھڑا مار  
 پڑے مضمون اٹکو لکھ کر روانہ فرمایا۔ اٹکو لکھ کر دینے نام ایک ہوا سے پڑو گار کا زبان قلم پلا کر خدا کے واسطے  
 کرنا نہ دینے دانوں میں اپنے تئیں شمار کیا ہے ہوا سے جو کچھ خلاف حکم اور عرضی اس احکام کا کینچ ہے ہوا سے  
 احوال و احوال میں موجود ہو تم اسکو ثابت کر دو کیونکہ ہمارے ہی حجت اور حجت اور صلح و جنگ تمہارا اسکی رضا  
 کی ہے اگر کوئی امر مشروع حسبِ قاعدہ شریعت ہماری نسبت ہو گا تو اس صورت میں آپ کو کچھ حاجت  
 و شکستگی کی ہم پر ہوگی ہم خود دونوں ہاتھ باندھ کر واسطے پائے سزا اپنے اعمال نامہ شروع کیے بس و چشم آپ کی خدمت  
 میں حاضر ہو جائیں گے اور آپ کو بہانہ نہ ہوگی تعین ہو گئے۔ واللہ تعالیٰ بالقول و کمال و اور اگر کوئی امر خلاف شرع  
 شریف ہماری نسبت ثابت ہو اور ہم اور تم دونوں نے خدا کے واسطے کرنا نہ ہی ہے تو پھر اب بیکو اسکی  
 تلاش کرنی چاہئے کہ تم دونوں کو کون آدمی اپنے دعوے میں بھونکا اور مخالف احکام اس موجبِ حقیقی کے  
 ہے پس بعد تلاش اسکو ترک کر کے تابعدار حکمِ الہی کا ہو جا اچاہئے۔ واللہ تعالیٰ عن شیخ الہدیٰ والائم  
 علیٰ منیٰ کوئی۔ اب اس آخری نامہ لا جواب کو پڑھ کر اس کو کوئی جگہ لکھنے جواب کی باقی نہیں اس  
 آخری نامہ کو پڑھ کر سید صاحب کے نامہ بر کو زبانی کہا کہ ہم اس نامہ کا جواب کل کے دن تلوار سے دیں گے۔  
 بعد پچھنے اس فریضی جواب کے سید صاحب نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی اور دشمن کو

جنگ کلام کی باقی نہ رہے ہمارا حافضہ حقیقی اس کے شر کو ہم پرستہ خود فرست کر دیا اور نہ اسے ہم خفیہ میں محفوظ و  
 محفوظ کر کے اس کو ایسی سزا دی کہ تمام غرور اس کے سر نایاک سے دور ہو جائیگا۔ اسی روز سوارانِ خلا اپنے  
 اگر خبر دی کہ درانیوں کا لشکر گتھی میں رہا ہے تو اسے ہوشیار کیا کہ اسے اسے اسی دم لشکر اسلام میں تیار کیا  
 کا قیام کیا گیا اور لشکر نے تیار ہو کر سب سے پہلے روانہ ہوا اور ان کے ہاتھ میں کمانیں تھیں۔ قلعہ میں رہا کر والی  
 لوگ ہوشیار پا کر فحاشی و خاسر سپاہیوں کے لشکر اسلام میں تیار کیا۔ اور سر سے ون بعد نماز فجر  
 کے پھر میدان میں تمام لشکر درانیوں کا بارادہ جنگ اٹھ آتا ہوا اور سر سے لشکر اسلام  
 بھی تیار ہو کر بارادہ جنگ روانہ ہوا۔ تھوڑے آدمی قلعہ میں رہا کر والی کی حفاظت کے واسطے  
 وہاں چھوڑے گئے باقی کل لشکر جنگ کے واسطے تیار کیا گیا۔ لشکر اسلام چھ اقسام اس روز ساڑھے  
 تین ہزار سے زیادہ نہ تھا اور درانیوں کے پاس آٹھ ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اور چار توپ  
 اور دس شاہین تھیں۔ سید صاحب نے پیاہوں کو اس کے اور شاہین کو پیاہوں کے پیچھے اور سواروں  
 کو شاہین کے پیچھے مقرر کر کے بڑھنا شروع کیا۔ جب لشکر اسلام اس کے قریب پہنچا تو ان کی طرف سے توپوں  
 کا چھوٹا شروع ہوا۔ اس وقت سید صاحب نے صفوں میں رہا کر والی کے اس کے کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے  
 بھائیو تم دوڑ کر دوڑ کر اپنے اوپر تمام بھگڑ کر صرف تیرہ آدمی سے ایک ایک شکل بھیج دیا کہ بھگڑ دشمن کی  
 توپوں کو چھین لو اور سید صاحب خود بھی اپنے گھوڑے سے اتر کر پہلی صف پیادوں میں شامل  
 ہو گئے۔ تو اس وقت سید صاحب اور دوسرے سردار لشکر جامین کے بعد باؤسی گارڈ یعنی حفاظت  
 جان سید صاحب کے واسطے بائیں قائم ہو گئے۔ جب سید صاحب مع لشکر اسلام شکل بھیج دیا  
 بڑی تیز قدمی سے بڑھنے لگے تو دشمن کی توپوں کے صرف دو یا تین فیر ہوئے۔ پائے تھے کہ یہ شیر خوا  
 توپوں پہنچ گئے اور درانی گولہ انداز توپوں کو چھوڑ کر صف سواروں میں جو ان کے پیچھے کھڑے تھے  
 شامل ہو گئے۔ اس وقت آٹھ ہزار سوار بڑے جوش اور غضب سے اپنی ڈاڑھیوں کو اپنے دانتوں میں  
 دبائے ہوئے اپنے گھوڑے دوڑا کر نازیروں پر حملہ آور ہوئے۔ ان سب سواروں کے پاس کوبالی  
 شیر پتے تھے جیسا کہ ایک ایک فیر کے تیرے اٹھ یا نو یا تیرہ تھے اور ہر سوار شکل شمار اور اپنے زیادہ  
 کے سید کا ست سید کا ست گنا ہوا سید صاحب کے خون کا پیاہ تھا اس وقت سید صاحب نے  
 بڑی بھڑکی سے صف آرائی کر کے بھر مار کا حکم دیا ایک ہزار بندو ق اور درانیوں کی بار بڑے بار  
 مثل بارانِ عظیم قطر درانیوں پر پڑنے لگی اور دو تین آدمی تو صرف بندو قین بھر بھر کر سید صاحب  
 کو دیتے جاتے تھے اور سید صاحب جواب سید کا ست گنا کے دیکھ کر سید صاحب بہت سید صاحب

ایسی ہر حرکت اپنے بھرا کر دیکھتے تھے کہ چند لمحہ میں وہ ہمارے رخ و مہم ہوا جیسے ایک لمحہ سے سردار ہو کر آئی تین  
خلف کے مقام پر پہنچے۔ وہ انہوں کی لاش پر لاش پڑ کر لاشوں سے میدان بھر گیا اور غازیوں کا بہت ہی  
شہوڑا نقصان ہوا۔ جب کئی ہزار دہائی مارے گئے تو انہوں نے سخت ہزیمت اٹھا کر سپاہی شروع  
کی اسوقت غازیوں نے دشمن کی توپوں پر چاکر قبضہ کر لیا اور انہیں توپوں سے بھجائے ہوئے دشمنوں  
پر گولہ باری کر کے اپنے قیامت برپا کر دی قریب تین ہزار کے دہائی مشغول و مجروح ہوئے اور انکے  
بڑے بڑے سردار اور شجاع اور سپہ سالار اسدن مارے گئے۔ غازیوں کے صرف بیس آدمی شہید ہوئے  
اسقدر مجروح ہوئے میدان غازیوں کے اقتدار با اور اتنا بے ادب اور شامین اور بادین اور گھوڑے اور  
خیمے وغیرہ مال غنیمت غازیوں کے ہاتھ آیا۔ بعد فتح شہر اور عسکر سید صاحب نے اس میدان  
میں احاطہ کیا۔ اور قبل از غارت مغرب سید صاحب کئی مالی غنیمت کو ساتھ لے کر شہر و منصورہ موضع مبارک میں  
پہنچے اور وہیں شہب باش ہوئے دوسرے دن اس فتح کی خبر سن کر چاروں طرف سے خرمین اور علماء  
دین مبارک باد دینے کو حاضر ہوئے گئے۔ بہشتی و مردان میں یہاں اس جنگ کے ایک روز پہلے درانیوں  
نے شراب نوشی کر کے بہت بے لاف گزاف اور تکبر اور تعتر بکا تھا اسدن بھاگتے ہوئے بہت صاف اپنا  
اسباب چھوڑ گئے۔ دوسرے دن مولوی محمد سخیل صاحب بہشتی و مردان میں جا کر اس اسباب  
پر بھی اپنا قبضہ کر لیا۔

اس فتح کے بعد تسخیر کشاوی کی تیاری کی گئی اسوقت تمام خرمین و مردان سمیت رح اپنی بی  
فوجوں کے حاضر ہوا شکر اسلام ہوئے۔ مہار سے چل کر جس جس مقام پر یہ فتح شکر پہنچا گاؤں  
و اسے جو درانیوں کے ظلم سے اڑیں تنگ تھے بہت خوشی اور سرور سے اس شکر ظفر سیکر کا استقبال  
کر کے شہنشاہ اور مبارکباد کی آوازیں بلند کرتے اور اپنی زبان میں خوشی کے گیت گاتے اور زور و زور  
خود تواضع اور عزت پیش آتے۔ پشیا و گی راہ میں کوئی آدمی اس فتح شکر کے ٹپنے کو مانع اور اڑام  
نہو بلکہ راہ میں چھاپا درانیوں کا شکر پہلے سے قیام تھا وہ شکر اسلام کی خبر خدام شکر خود بخود ڈر کے مار  
بجانب پشاور فرار ہوا گیا۔ سید ظہر علی صاحب عظیم آبادی بطور ہزول مع پانچ سو اور پیادوں  
اس شکر ظفر سیکر سے ایک منزل آگے چلا کرتے تھے۔ جب سید صاحب موضع ایچی میں پہنچے تو  
بزمیہ جاسوسوں کے آپکو معلوم ہوا کہ سرداران پشاور نے اپنے زن و بچے مع ال اسباب کو ہاتھ کو  
ہوا دانہ کر دئے اور خود خائف اور ہرجوب ہو کر ایک گھانوں میں قریب پشاور کے شہر سے ہوئے یہاں ایک چھپائی  
مقلبہ کی نہیں کرتے بلکہ سید صاحب کے رحم اور معافی کے امیدوار ہیں۔ بتعام کٹ فروسی ارباب

فیض احمد خان ہندوکیل سردار سلطان محمد خان اسٹے طلب معافی اور کہنے کے بعد کہ جعفریہ اور غزنی  
 کی کہ سردار سلطان محمد خان معافی مانگنے کے چاہتے تھے اور کہنے کے بعد کہ جعفریہ اور غزنی  
 کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جس کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان لائے تو آپ اس کو غزوہ سلمان کر کے اور جبکہ میں سلطان  
 اور مسلمان کی اولاد ہوں اور اپنی خفا کوں مانعیت کا مقصد اس لیے جو کہ فرار کرنا ہوں کہ احیاء اپنے تئیں  
 آپ کے خادموں اور غلاموں میں شمار کروں گا اور جو حکم آپ فرمائے گا اس پر عمل کروں گا تو ضرور ہو گا آپ مجھ سے  
 تو بڑے بڑے بھگوان پیر خادموں میں داخل کر لیں اور پھر اس ملک سے تیرے راجست فرمائیں اور اپنی طرف سے  
 یہ ملک مجھ کو بخش کر بھگوانا آپ اور خلیفہ مقرر کریں۔ میرا یہاں سے چلنا کہ جسے جواب میں فرمایا کہ ہم لوگ  
 واسطے آئیں دین و سلام کے اور لوگ میرے آگے ہیں اور یہاں سے کہ سب مسلمان اس کام میں ہمارے دین  
 تمہارا سردار محض اپنی کچھ فوجیں ہمارا ساتھ چھوڑ کر سکھوں سے چلے جائے اسلئے دشمن ہیں باکریں گیا اور کہنے  
 کی خاطر سے یار محمد خان تمہارے سردار کا بھائی ہے جنگ کے خود بخوبی جان رکھو تو اس کے بعد تمہارے  
 سردار یعنی سلطان محمد خان کو بہت سے اہل اساتذہ اور علماء نے کہا کہ اسے تائید دین و سلام اور بغیر حمایت  
 کفار سے خست دلائی تھی مگر بغیر جوت اس کے غم میں نہیں آئی یہاں تک کہ نوبت اس جنگ نہیاں کی گئی  
 اور بتائید کہ یہاں سے سردار کو شکست فاش نصیب ہو کر ہم غلاموں کو فتح نصیب ہوئی اور ہمارا  
 لشکر اس کا عقب کر کے یہاں تک آچکا ہے۔ اسدن بہت سی خوشی ہو رہی تھی کہ کہیں نہ کہہ سکیں  
 مرام پشاور کو واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن صبح بھر اور انگسری سے یہ درخواست سردار کو کی کہ  
 وکیل بلور کے بھیجی کہ میں تو حضور کے دست مبارک پر اپنے احوال مانعیت سے بہت توبہ کر کے حضور کے  
 میں داخل ہو جانا ہوں پھر ملک کا حکم کرنا کہ حضور کے اختیار میں ہے جو کہ جو معین عطا فرمائیں۔ اس وقت  
 سعید صاحب نے فرمایا کہ میں اس شرط پر یہ ملک اس کے سپرد کروں گا کہ اسے احوال مانعیت پر سمجھے دل سے توبہ  
 کر کے رفاقت کفار سے دست بردار ہو جائے اور جب کبھی بھوکا کفار کے ساتھ اتفاق متاخذ اور قاتلہ کا ہو  
 تو اپنے جان و مال سے ہمارا شریک ہو جب یہ جواب سعید صاحب کی سنا آپ فیض احمد خان نے  
 خوشی خوشی اسکی بشارت سردار سلطان محمد خان کو دی۔ اور لشکر اسلام بھی بلانے ہمت احمد کے داخل  
 شہر پشاور ہو گیا اور ایک سرائے کلاں میں جا کر فرزند کش ہوا اور اسی سرائے کے متصل ایک دوسرے مکان  
 میں سعید صاحب مع جامع خاص محروقی اور دوسرے اور اس مکان عالی شان کے دروازہ پر رہا  
 بہ ایم خان بلور محافظ اور دربان کے مشیم ہوئے۔ جب یہ لشکر پشاور میں داخل ہوا تاسی مرد و عورت  
 اپنے اپنے دروازوں اور مکانات پر کھڑے ہو کر اس لشکر کی خیر مقدم کے شکر سے ادا کرتے تھے مثل یہ

فیض احمد خان

قید کے تمام شہرین مبارک سلامت کو، دھوم مچائی تھی مسید صاحب نے شہرین داخل ہو گئے ساتھ ہی  
 انہوں نے اعلیٰ ان کے واسطے اس کی منادی کر دی اور غازیوں کو خود اپنی زبان مبارک سے بتایا کہ اگر فرما دیا  
 کہ کوئی آدمی کوئی چھوٹی یا بڑی چیز ملاوٹ سے قیمت دے یا اسے نہ لے اور نہ کسی پر کچھ جبر و تعدی کرے دوسرے  
 دن خوشی ہوئی تھی تمام شہر کی دکانیں کھلی گئیں مگر کسبیاں اور فاحشہ خواتین جو اس شہر میں ہزار ہا تھیں  
 اپنے اپنے گھروں میں چھپ گئیں، یا شوہر چھوڑ کر فرار ہو گئیں۔ بنگ چرس، انیرون وغیرہ مسکرات کی  
 دکانیں بھی خود بخود بند ہو گئیں اور شراب کی بھٹیاں اور شراب فروش پائید ہو گئے گویا ان مسکرات  
 میں سے کوئی ہنس نہ سہی نہ تھی۔ سارے شہر میں ان کے کرات، شریعت، جاری ہو گئے اور محلہ  
 اور محلہ اور مسجد و مسجد بنا کر ان کی منادی ہو گئی۔ بازار کا ان مصلوہ پر تقریریں، تقریریں۔ دو تین روز کے اندر بیکرت  
 قدم مسید صاحب کے شہر شاہ گھر پر ہو گیا چوبہا، اویسیا، وغیرہ کے نیک بوی پر کرنا بدھ  
 دوسروں کی غلامی جو ایک قسم کی آفرین ہوتی ہے روزانہ بطور دعوت ان کے اسلام کے سلطان محمد خان کی  
 طرف سے آیا کرتی تھیں اور معرفت ارباب فیض احمد خان گنگو مانی انصاریت کی بار بار جاری تھی۔ اس  
 صلے سے کہ جسکا نتیجہ اور انجام ہوتا تھا، پر ظاہر تھا، اسے ذات مقدس مسید صاحب کوئی غامبی یا ملکی نہیں  
 سے مانع تھی تھا اور ہر ایک آدمی مولانا احمد علی صاحب اور ارباب ہمام خان وغیرہ سلطان اسلام سے  
 اپنی اپنی ناراضی ظاہر کرتا تھا مگر ان سرورین کو باستاناں اور مسید صاحب چونکہ چوکا حوصلہ ہی نہ تھا  
 مولوی احمد علی صاحب کو اسے آتہ و مدار کا کچھ نہ مانع تھی ہم ہی نہ اترتے تھے اور غرض میں سے  
 فرمایا کرتے تھے صبر و محنت و خیر و انوار، اندھ و تنکو صلح کی غرض اور مسید صاحب کے حوصلے اور نصرت  
 سمجھنے کا وہ ہی نہیں تھا غم غاموش رہا اور احمد علی و چونکہ چوکا حوصلہ تھا۔ آخر انکو و زار باب بہزم خان نے حوصلہ  
 کر کے اس صلح سے بدلی رہا اور اس خوشی کا ہرگز باور نہ رکھا اور اس کی خواہشیں کہچھ حضور میں ظاہر کر کے جسے  
 دور سے اس کے برے نتائج کو بیان کیا مسید صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بھائی بہزم خان کہ میں خوب  
 جانتا ہوں کہ قدیم سے یہ نادان (اسی سلطان محمد خان وغیرہ کا) اپنی مکاری اور غداری میں بے نظیر ہے  
 مگر جبکہ اپنے اس راہِ حقیقی پر اور ابھیر دے اسے کہ جیسے اس مرتبہ باوجود کثرت مخالفین ہم عاجزون کو ان پر  
 غالب کیا وہ کچھ بھی قادر ہے کہ اگر چاہے اسے سلوک پر کہ جبکہ اور کوئی دوسرا خارج ہرگز نہ کرنا یہ لوگ ہر  
 دغا بازی کرینگے تو انکو ایسی ضرر دیکھا کہ دنیا میں انکی بیج کئی ہو کر آخرت میں اگر خدا عزاب الیم کے ہوں اور  
 سوائے اس کے جھکنا وہ نام اپنے پروردگار کا بھی ہے کہ جس کے نام کو درجہ معافی اور توبہ کا کر کے مجھ سے ملتی  
 ہوئے ہیں اور نیز یہ بھی منظور ہے کہ تمام ملک والوں پر یہ بھی ظاہر ہو جائے کہ میں طالب ملک اور ریاست



اسلام کی اور بھی دو چند ہو گئی۔ دونوں لشکر اُس میدان کے جنوبی اور شمالی کناروں پر مقابل ایک دوسرے کے صلب بندی کر کے کھڑے ہو گئے مابین اُن دونوں لشکروں کے سردار سلطان محمد خان نے ایک جگہ پر مع ایک خادم کے حاضر ہو کر بڑے ادب اور تباک سے مسید صاحب کی زیارت حاصل کی مسید صاحب کے ساتھ بھی ایک خادم اور مولانا محمد سید صاحب تھے بعد سلام علیک اور ممانعت و معافی کے مسید صاحب اور مولانا محمد علی احمد سردار موصوفہ ایک قالین پر بیٹھ گئے اور دونوں طرف سے دونوں خادم کھڑے تھے۔ دونوں کھڑے تھے۔ دونوں لشکر اور مائشائیان اس ملاقات کا بڑی خوشی اور شرمی سے نظارہ کرتے تھے۔ ایک گھنٹہ تک مسید صاحب ہر قسم کے فضائل اور پیرائوں کے طرح چڑا اور امانت بجا دین اور قواعد چبان داری و رعایا پروری اور قواعد احکامات شریعت اور خوف خدا سردار پشاور کو سمجھا سنے یہی اور یہ نیچا سر گئے ہوئے آتش و صدمہ کو کھتا جاتا تھا۔ اسکے بعد مسید صاحب مع لشکر اسلام پشاور کو تشریف لے آئے اور حسب قرار دوائی ملاقات کے مولوی سید ظہیر علی صاحب عظیم آبادی کو بڑے عالم کامل اور شجاع اور مدبر تھے قاضی شہر پشاور کے مقرر کئے گئے اور مولوی قمر الدین صاحب داراؤں الہی بخش صاحب اور دیگر چند اشخاص عظیم آبادی ہمراہ مولوی سید ظہیر علی صاحب کے ہاں چھوڑے گئے پھر حکومت پشاور کی سردار سلطان احمد خان کو عطا کر کے مسید صاحب پنجپار کو لوٹ آئے +

چند مہینوں تک انتظام پشاور اور طریقہ داری حسب خواہ مسید صاحب کے چلتا رہا اور عامی مقدار دینی اور دجاری وغیرہ کا فیصلہ حسب عادہ شریعت مولوی سید ظہیر علی صاحب قاضی پشاور کرتے رہے آخر کار سردار سلطان محمد خان نے حسب تقاضائے جلالت خود مخفی طور پر غازی اور قنداری کی چال چلنی شروع کی خواہشیں سمجھ کر جو بوجہ تفرقہ و دشمنی اور موقوفی حصول زور و جبر و خیران و اجراء احکامات شریعت درپردہ مسید صاحب کے ذرا غرض تھے سردار سلطان محمد خان نے مخفی طور پر انہیں رسل و رسائل کر کے مسید صاحب کی طرف سے انکو براگشت کیا جب وہ لوگ بناوت کرنے کو تیار ہو گئے تو اسکا ٹھکانہ پشاور میں بھی پورے لگا سب سے پہلے پورٹ مسید صاحب کو سید ظہیر علی صاحب قاضی پشاور کی طرف سے پہنچی جس پر لکھا تھا کہ ارباب فیض احمد خان نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ سردار پشاور مسید صاحب سے ارادہ بناوت کا رکھتا ہے جو میں میری (ارباب فیض احمد خان کی) جان کی بھی خیر نہیں ہے۔ اسکے بعد سردار سلطان محمد خان نے مجھ کو اطلاع دی ہے کہ مسید صاحب کو سید ظہیر علی صاحب کو اپنی مجلس میں بلا کر پوچھا کہ تم نے جو کچھ بھائی کو قتل کر دیا سو اسکو قتل کرنا زور و سہ شریعت کے دروست تھا۔ میں نے اسکا جواب بطور دفع و قتر دیکر دیا کہ گور سے بہت نرمی سے کہا کہ جب آپ کے دل میں یہ شک قتل باحق کا تھا تو آپ نے مسید صاحب

کے ہاتھ پر بلا فرخ کرنے اس ٹکائیے میعت کو واسطے کی تھی کوئی آدمی اس ہیئت کراٹیکہ واسطے آپ پر تقاضی  
 تھا آپ نے بخوشی خود بخوشی ٹھکانا اور آرزو سے یہ ہیئت کی تھی سردار نرگور نے جواب دیا کہ اس وقت ہمارے گل  
 علما انجوت تیار سے لشکر کے بھاگ کر سپاروں میں جا چھپے تھے اور یہاں حاضر نہ تھے اور میں ان دنوں جوان  
 تھا اس سبب کے بلا تحقیق نہیں آئے کہ ہاتھ پر ہیئت کی تھی پھر میں اس لئے بہت اہستگی سے کہا کہ یہ بات سب سے  
 تعجب کی چیز کہ آپ اس وقت اپنے بھائی کے بارے جانے کو بھی بھول گئے تھے اس امر میں آپ کے ہمارے ہمارے  
 دلائل کی کیا ضرورت تھی وہ حادثہ تو آپ کے دل پر نقش ہو گا اور یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ آپ کے علما اس وقت  
 پشاور میں حاضر نہ تھے محمد علی محمد علی خان اسناد جو وقت ملک اعلیٰ اس مجلس کا سربراہ تھے شہر شہر  
 میں موجود تھے بلکہ اسے سید صاحب سے ملاقات بھی کی تھی جب اس تقریر میں وہ لایجاب ہوئے تو  
 پھر وہی پہلا سوال پیش کیا کہ تھے سردار یار محمد خان کو کو واسطے قتل کیا مینے کہا کہ سردار نرگور نے سید  
 صاحب کے ہاتھ پر ہیئت ادا کر کے پھر سید صاحب سے بغاوت کی تھی۔ باقی کا قتل کرنا شرعاً جائز تھا  
 مسئلہ باغیوں کا کتب خانہ میں موجود ہے اس کو دیکھ لو۔ پھر انہوں نے کہا کہ سردار یار محمد خان نے کیا  
 بغاوت کی تھی یہی جواب دیا کہ پشاور سے فوج کشی کر کے مقام ہند میں سید صاحب سے لڑنے کو اپنا  
 گیا تھا اس سے زیادہ اور کیا بغاوت ہوگی۔ اس تقریر کو سکر پھر وہ مجلس لایجاب ہو گئی اور میں غصت  
 ہو کر اپنے ڈیرہ کو چلا آیا مگر معاملہ دگرگون نظر آتا ہے اگر اجازت ہو تو میں مع ہمارے بانی خود خدمت مبارک  
 میں حاضر ہو جاؤں سید صاحب بجز اب اس عرضی کے ایک فتویٰ مدلل بدلائل شرعی جواز قتل پر حاضر  
 ہوا ہے کہ اس کے مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھجوا کر لکھا یا اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ  
 بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کر کے تم اس وقت اس طرف کو چلو اور وہاں  
 استھیر واد اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اس لئے غصت لیکر اس طرف کو چلو۔ یہ جواب بھی  
 راہ ہی میں تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض احمد  
 خان کو جسے بڑی ہی سے یہ صلح کرا کے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس  
 میں بھلا کر قتل کر دیا۔ جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض احمد خان کی  
 ایک عہد میں مشہور ہوئی تو غنائین محمد نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہو کر یہ تجویز کی کہ جس قدر مجاہدین  
 بغرض تحصیل عشر اور انظام ملک کے جا سجا تینا ستہ میں انکو ایک ہی رات میں قتل کر دیا جائے۔ ایک غلام  
 آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین میں شامل تھا تاریخ مقورہ قتل نو مینس سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ  
 کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغا بازی اور فتناری کی اطلاع بھی کر دی تھی مگر سید صاحب اس

مولوی سید مظہر علی صاحب کے پاس بھجوا کر لکھا یا اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی پہنچے تو تم یہ فتویٰ بذریعہ کسی دوسرے آدمی کے سردار سلطان محمد خان کے پاس روانہ کر کے تم اس وقت اس طرف کو چلو اور وہاں استھیر واد اگر دوبارہ نوبت اس گفتگو کی نہ پہنچے تو بھی اس لئے غصت لیکر اس طرف کو چلو۔ یہ جواب بھی راہ ہی میں تھا کہ سردار سلطان محمد خان نے دوسرے دن مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض احمد خان کو جسے بڑی ہی سے یہ صلح کرا کے سردار سلطان محمد خان کو حکومت پشاور کی دلائی تھی اپنی مجلس میں بھلا کر قتل کر دیا۔ جب پشاور سے خبر قتل مولوی سید مظہر علی صاحب اور ارباب فیض احمد خان کی ایک عہد میں مشہور ہوئی تو غنائین محمد نے بھی باغوائے سردار پشاور جمع ہو کر یہ تجویز کی کہ جس قدر مجاہدین بغرض تحصیل عشر اور انظام ملک کے جا سجا تینا ستہ میں انکو ایک ہی رات میں قتل کر دیا جائے۔ ایک غلام آدمی نے جو اس مجلس مشورہ قتل مجاہدین میں شامل تھا تاریخ مقورہ قتل نو مینس سے چار پانچ روز پہلے بذریعہ کسی آدمی کے سید صاحب کو اس دغا بازی اور فتناری کی اطلاع بھی کر دی تھی مگر سید صاحب اس



خبر کو سنا کہ اپنی نیک نیتی سے یہ فرمایا کہ اہل ہمد جسے بہت محبت رکھتے ہیں یہ بات بالکل غلط ہو گئی اور کوئی  
 اہل عرض ہزارینہ شہر میں اس خبر کے بارے میں اور کچھ بھی تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے مگر جب چاروں طرف سے سپاہ  
 صاحب کو اسکی اطلاع آئے لگی اور دوسرے حادثہ پیشاورد کی خبر بھی آئی تو آپ نے موقع شیرو میں ہوا کر  
 رمضان میں صاحب کو اطلاع بھیجی کہ تم سب غازیوں متجسس ملک سے کو خبر دو کہ برسوں تک سب لوگ  
 اپنی جان بچھڑ کر چپا کر چلے آویں گے حکم نصیر خاندان رئیس گدھی لوان فی کو جو چپا میں حاضر تھا صاحب  
 ہو گیا اسنے تاریخ قتل غازیوں کو حسین تین روز باقی تھے بلکہ ایک روز پہلے کر دیا اور سارے ملک  
 میں تبدیلی تاریخ کی اطلاع کر دی جس رات کو یہ قتل ہوا تھا اس شام کو حسب اشارہ مقررہ سابق ہر ایک  
 غازیوں میں انتشار سے بجا آئے گئے اور اپنے مکانوں پر آگ جلائی گئی مجاہدین جو اسوقت تک اس فداوری  
 سے سرسرا رہا تھا اسنے کھنگانہ گانہ گانہ سے غازیوں کی آواز اور آگ کی روشنی کو دیکھ کر گانہ والوں سے اسکا  
 سبب پوچھا تو انہوں نے براہ وھوکہ دی یہ جواب دیا کہ یہ سب سے پہلے ہمارے غلہ خستہ کے ہر گانہ والے تیار ہو کر  
 ہیں تاکہ جمع ہونے کے بعد اس کو ٹپیں اور ان کے غازیوں کو دیکھ کر غازیوں کے قتل کر سکیں ایک غازی  
 صاحب اس آواز کی تھی مالک خندروس پشتوز زبان میں حواری کہتے ہیں اس ادھوکہ میں اگر سب غازی غافل  
 ہو گئے۔ اسی رات کو بوقت عشاء جبکہ یہ گروہ فداوارے غازی خدائیں مشغول تھا آگاہان غلاموں نے آگ کا  
 قتل شروع کیا کوئی سحر سے میں اور کوئی رکوع اور کوئی قیام میں شہید ہوا۔ کسی گازیوں کو بھی رات کو اور  
 کسی گازیوں قتل از قہر اور بعض گازیوں میں نماز فجر میں یہ مردان فدا ہوا تھا اب ملک ہندوستان کے  
 تھے شل گانے اور بکریوں کے غلاموں کے ہاتھ سے قتل کئے گئے صرف تھوڑے سے آدمی شل مولوی خیر الدین  
 شیر کوئی وغیرہ کے زور و تندر اور تندر سے زندہ اور سلامت بچھا کر کو بچھے۔ اس سانحہ ہذا کے قتل جمیلہ  
 عشر کو دہرہ برہمہ خون سے بڑی شہرت اور تفصیل سے شل معرکہ کر لیا کہ لکھنؤ غازیوں کو لایا ہے مگر سب  
 قتل اسکی تفصیل لکھنے پر جرات نہیں کرتا۔ جب حمید صاحب کو جاسوس قتل مجاہدین تحصیلداران عشر کی  
 خبر پہنچی تب آپ بہت غمگین ہوئے اور فرمایا کہ اس ملک والوں کو برسوں پہلو و نصیحت کی گرا اسکا کھوٹا  
 آج تک آئینہ نہایکے پاسے اصلاح خاں خود انہوں نے ترو اور سرکشی کر کے ان مسلمان دیندار کو جو تبت شباب  
 اپنے اپنے ملک اور دیار کے تھے بڑے ظلم اور برحمی اور دغا سے قتل کر ڈالا اب میں اس نظام کو خراب چھوڑا  
 وہ منہم خستہ ہے خود دینا اور آخرت میں اسکا بدلہ لے لے گا۔ اب میں اس ملک میں نہ رہنا بلکہ میرا  
 ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک کو چلا جاؤں گا۔ آپنے قتل ازرا لگی خود ملک مسجد کو جانا آئی دو مہینے  
 تھیں اس ملک سے اپنے ہجرت کر کے اہل اطلاع لکھنؤ روانہ کر دی اور پھر سب غازیوں کو قتل کر کے بطور وعظ

غازیوں کی خبر

بیابان تمام میں فرمایا کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے شکریں جلاوت چہاؤ میں میل شریک فرمایا اور گرم دھڑ اور رنج  
 و راحت اور فتح و شکست میں محض واسطے حصول رضی بار تعالیٰ کے تم آج تک میرے شریک رہو اور حق سنی  
 اور نصرت اور شرکت کو پورا پورا ادا کیا اب میں اس ملک سے ہجرت کر کے کسی ملک دور دست میں جانیگا  
 ارادہ رکھتا ہوں اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ خداوند تعالیٰ مجھ کو کہاں بجا دیگا۔ غالباً اس سفر میں بھی  
 تکالیف آپ نے داندہ اور ترکیب الوعالت اور مرغوبات کی لازم آئیگی پس جو شخص ایسی تکالیف کی برداشت  
 کر کے صبر اور استقامت کر سکے اور کفار شکایت تاکہ حقیقی کاربان پر نہ لائے تو وہ میرے ساتھ چلے جائیگا  
 خواہ کہ بروقت درپیش ایسی تکالیف کے کہنے لگے کہ اس سیٹھ ہم سے دعا کی اور چکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسی  
 تکالیف بھی پیش آئیں گی پس جو آدمی اپنے نفس میں قوت صبر اور استقامت کی رکھتا ہو وہ ہمارا شریک  
 ہو اور میں تو اپنی تمام عمر حصولِ رضا مندی اور لاو حقیقی میں صرف کر رہا ہوں۔ پس جو آدمی ایسی تکالیف  
 جسمانی و نفسانی پر صبر کر سکے اسکو اختیار ہے جہاں چاہے جاسے مگر سوائے ملک عرب کے ہر وقت کوئی  
 جگہ اس کی نظر نہیں آتی۔ یہ کلمات پند و نصیحت ایسی دلنوازی سے مسعود صاحب نے بیان کئے کہ ہر ایک  
 آدمی انکو سن کر زار زار روتے لگا۔ اور با اتفاق سب مجاہدین نے عرض کیا کہ ہم لوگ بھی تادم زیت  
 آپ کے ساتھ رہیں گے اور اس جان کو اس کی راہ میں فدا کرینگے آپکو چھوڑ کر چکو بادشاہت و ہفت اقلیم کی  
 کرتی بھی منظور نہیں ہے۔ ان ایام میں کہ مسعود صاحب تباری ہجرت ملک سند سے کر رہے تھے دکن اور  
 ضامن شاہ وغیرہ ملک کچھلی اور کانغان اور کشمیر سے بظلمہ باشکر مجاہدین کے آپ کے پاس پہنچے اور یہاں  
 ملک سند میں جب خبر ہجرت مشہور ہوئی تو ہزار ہا مخلصین کو از حد رنج ہوا اور اندہ عدالت آدمی انکی خدمت  
 بابرکت میں حاضر ہو کر اظہارِ حسرت اور فوس اور اپنی بے نصیبی کا کیا کرتے تھے اور عامی مردانِ خرد  
 خیل میں قوم کے سردار فتح خان، پنجٹاری تھے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر باصرہ تمام آپکو اس ہجرت  
 سے مانع ہوئے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم سے آج تک کوئی غداری یا فرائی انکی نہیں ہوئی ہم بدستور  
 آپکے تابعدار اور غلام ہیں پھر چکو چھوڑ کر یہاں سے تشریف لے جانا خلافِ مردت کہتے ہیں مسعود صاحب نے  
 انکے جواب میں فرمایا کہ گویا ہر تم لوگوں سے کوئی قصور یا بناوت سرزد نہیں ہوئی اگر دیکھو کہ دوسرے  
 آدمی ہم کہ وہ بھی بغاوت مثل تمہارے فرمایاں رہے انہوں نے ناحق کس قدر مسلمانوں کو قتل کر ڈالا۔ میرے  
 سے بہت خوش ہو کر جب تک تمہارا سردار فتح خان خیر خواہی و جان نثاری شکر اسلام کا دھڑا  
 ہو کر خود مجھ سے درخواست کر گیا میں اس ملک میں رہ رہا ہوں۔ سردار فتح خان بھی اسی مجلس میں حاضر  
 تھا اس سے مسعود صاحب نے تنہائی میں کچھ باتیں کی گو وہ باتیں کسی پر ظاہر نہیں ہوئیں مگر غالباً

بخوف کل اقوام سب بارزہ داری مجاہدین کا اٹھانے سے فتح خان لشکر کرنا تھا۔ بد اس سرگوشی کے سید  
 صاحب نے مردان خدوخیل سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں اس لشکر سے ضرور ہجرت کر دینگا تم لوگ سرور فتح خان  
 کو میرا تمام مقام سمجھ کر اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور جیسے تھے عہد کیا ہے وہیہیں ہونا حکومات  
 پر بدستور قائم رہنا اور غلہ عشر سرور فتح خان کو پہنچانے جانا اور اگر کوئی قافلہ مجاہدین یا کوئی آدمی میرے لئے  
 ملک ہندوستان سے آئے تو انکی خدمت اور تواضع کرنا اور اگر کسی طرح سے تکلیف ہو تو دینا۔ موسم  
 ہراسہ پراگیا تھا آپنے اپنے لشکر کے واسطے سامان سرائی اسی جگہ تیار کرالیا اور حبیب طرح سے  
 تیاری ہو چکی تو بوجہ مخالفت پائند خان منافق کے منہ جی راہ کھلی کی چھوڑ کر بار حبیب  
 ہجری آپ براہ کھلی بنو ڈھیری اور سکال کرام پہاڑی کے سرچ کو روانہ ہوئے۔ سرور فتح حبیب  
 پنجابری اور چند دیگر خلعین اس ملک کے آپکے ہمراہ رکاب تھے۔ بوجہ ہونے دشوار گزار راہ کو ہستان  
 آئینہ آں دو توپوں کو جو ڈرائیون کے ال غنیمت سے آئی تھیں ایک محفوظ جگہ میں دفن کرادیا اور دو  
 ترانگہ یعنی چاہے مع وزیر جاسہ اور دو خود آہنی جنین ایک خود کلاں ۱۶ سیر خنجر وزن کا تھا اور چند  
 شیشہ ہارنیں اور چند دیگ اور لگن اور بہت سی افزو بندو خین اور تلواریں سپر رسول ساکن نواکشی کو  
 امانت سپرد کر دیں۔ جب لشکر اسلام بمقام نگرئی پہنچا تو آپکے ہرم محترم معیت عبدالغنیوم صاحب اور  
 غازیان اللہ اسب اور عشرہ اور گٹھی خیربالی بھی حسب قرار سابق لشکر اسلام سے ملے۔ مقام  
 کرنا سے سرور فتح غسان پنجابری اور دیگر خلعین خدمت ہو کر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے آئے  
 ملک ہند سے ہجرت کر کے لشکر اسلام صرف دو عین منزل آگے بڑھا ہوگا کہ لشکر خالص نے دریائے  
 گڑھ سے عبور کر کے ملک سہروردیش شروخ کی اور لشکر خالص کے مسلمان لوگ اور خود اقوام سکھ باستان  
 خبر خداری اہل سہ اور ناحق قتل غازیان کے ایسے غصہ اور جوش میں تھے کہ ہزار باہل سہ کو انہوں نے  
 قتل کر کے ہر ایک گانوں میں آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا اور انکے بچوں باور حور توں اور مال مویشی کو  
 پکڑ لاکر لاہور کو لے گئے۔ اس خبری میں لشکر خالص نے لاہور پکیز خان اور تیمور دگ کو بھی مات  
 دیا برقت حملہ اور قتل اہل سہ کے ہر سپاہی یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تھے اپنے پیر مرشد اور امام کے  
 ساتھ خداری کی تو پھر تم سے کسکو بھلائی اور وفاداری کی امید ہے۔ جب لشکر خالص ملک سہ میں داخل  
 ہوا تو صندل اہل سہ سید صاحب کو راہ میں جا کر بیٹھ کر آپکے واسطے التوا کرے لگے اور راج و دربار  
 ملک ساتھ چلے گئے۔ بمقام راج داری پہنچ کر سید صاحب نے انکو واپس کر دیا اور کہا کہ ملک سہ خاک سیاہ  
 ہو چکا تم اپنے مویشے گھروں کی جا کو رست کر کو۔ تو خون کا بیان ہے کہ جس جس گانوں میں جس جس

نازی نامی شہید ہوئے تھے اسکے ذیل دس گونہ اہل سہ ہر ایک گانہ میں مارے گئے اور شل شہید  
 کر بلا دنیا ہی میں اس جید حکم کا انتقام لیا گیا۔ چہارم شعبان ۱۰۸۸ھ ہجری کو بخیریت تمام لشکر اسلام نظام  
 راج دوری (واقعہ ملک کا خان) پہنچ کر مقیم ہو گیا اور اسے شریع ہو جانے سے پہلے برف باری کے زمانے  
 میں کائنات سکونت غازیوں کے بنائے گئے۔ ساتویں شعبان ۱۰۸۸ھ ہجری کو ایک کرم محترم میں تمام  
 راج دوری راجہ انکی دفتر خورد پیدار زمین۔ راج دوری میں پہنچنے کے ساتھ ہی چار سو جاہلین  
 تیار ہو کر طرف بیون اور درہ بھوکہ سنگھ کے جہان سکھوں کا لشکر ڈانٹا دیکر ان مولوی محمد اسماعیل  
 غازی کے روانہ کئے گئے۔ مولوی خیر الدین شیر کوئی نے جو بدوڑا نائب امیر براہ دوری محمد اسماعیل  
 صاحب کے تھے درہ سے باہر نکل کر سکھوں پر حملہ کیا اور بہت سالانہ غنیمت اور جیدوان پکڑ لائے اور  
 کبھی موقع پکڑ کر درہ بھوکہ سنگھ پر افواج فاعلہ حملہ آور ہوئی تو ہمیشہ انگیزگ دیکر سپا کر دیا۔ اس ملک  
 کا مایہ دالہ داری (محمد اسماعیل) نے پیر راجہ شیر سنگھ سے میں ہزار فوج کے آیا ہوا تھا جب غازیوں کی فوج  
 اس ملک میں پہنچی تو اس ملک کے لکھوان نے سکھوں کو مالہ دینے سے انکار کر کے وہ مالہ خوش خود  
 جاہلین کو دینا شروع کیا۔ تو مولوی محمد اسماعیل صاحب نے بیون اور بھوکہ سنگھ سے بڑھ کر بالاکوٹ پر  
 قبضہ کر لیا۔ ان ایام میں راجہ شیر سنگھ سے سلطان نجف خان رئیس مظفر آباد کے پٹنہ دیکر ہوا تھا  
 اور مظفر آباد جو اس ملک کا دارالاستاد اور سکھوں کا ہیڈ کوارٹر تھا سرداروں سے خالی تھا صاحب  
 مشورہ سلطان شریعت خان اور راجہ مظفر خان وغیرہ کے تمام بالاکوٹ سے لشکر نازیان زیر کمان واکر  
 خیر الدین شیر کوئی اور ملاقطب الدین نگر داری اور منصور خان قندھاری کے مظفر آباد کو بھیجا گیا جنہوں نے  
 بعد مقابلہ اور قتالہ سخت کے چھوڑی کہ سکھوں سے چھین لیا۔ سکھ گدھی مظفر آباد میں جا کر پناہ گزین  
 ہوئے اور اسے مسید صاحب بھی راج دوری سے کوچ کر کے مع تین چار سو غازیوں کے بیون اور  
 بھوکہ سنگھ میں پہنچ گئے۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس پورش کی اطلاع پہنچی وہ فوراً پٹنہ اور سے واپس آکر گدھی  
 حلیہ خان میں جو مایہ مظفر آباد اور بالاکوٹ کے واقع ہے سکھ گزین ہوا اور وہاں سے اُسے مظفر آباد  
 جانے کی تیاری کی مگر اس دور میں فوج نازیان حسب الطلب ہونا صاحب مظفر آباد سے واپس ہو چکی  
 تھی اس واسطے راجہ شیر سنگھ نے مظفر آباد کا جانا موقوف کر کے درہ بھوکہ سنگھ اور بیون پر جہان خود مسید  
 صاحب یقیناً قلعہ حملہ کی تیاری کی۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے اس تیاری دشمن کی خبر پکڑ کر بار سال  
 عرصہ مسید صاحب کو اس سے مطلع کر دیا اور خود مولوی محمد اسماعیل صاحب گدھی صاحب الدخان پر  
 ایک شیون لڑنے کی تیاری کی ایک روز شام کے وقت یہ شیون مسلح ہو کر کوچ کر نیکو تھا کہ اس وقت مسید

ساحب نے باہر مال ایک تاجیدی حکم کے مولوی محمد علی صاحب کو مع کل غازیوں کے بچوں کو طلب کر لیا تب بھجور بھجور مارا موقوفہ رکھ کر حسب ایما و مسید صاحب کے بالاکوٹ کو سپرد سردار حبیب خان کے کر کے مولانا مع کل غازیوں کے بچوں کو چلے گئے۔ جب غازیوں کا کل زور بھجور اور وہ بھجور کٹنگ کی طرف ہو گیا تو راجہ شیر سنگھ نے اس طرف سے تیاری حملہ کی موقوفہ کے خالی میدان پا کر بالاکوٹ پر چڑھائی کر دی۔ حسب لشکر خالصہ بالاکوٹ سے دو کوس کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو اس وقت سردار حبیب خان نے سر سپرد ہو کر مسید صاحب سے مدد طلب کی مسید صاحب مع کل لشکر حجازیوں کے بالاکوٹ میں تشریف لے آئے صرف تھوڑے دن بعد آدمی واسطے حفاظت بھجور کٹنگ اور بھجور کے چھوڑ آئے۔ آپ کے حرم محترم اس وقت راجہ دواہری تھے اور مولوی قاسم صاحب پانی پتی اور شیخ حسن علی وغیرہ مع ایک معقول نگار کے حرم محترم کی حفاظت کے واسطے وہاں مقیم تھے۔

راجہ شیر سنگھ نے خبر تشریف آدمی کل لشکر غازیوں کی لشکر برگڈھی اور قلعہ سے اپنی افواج اور اقواب اور شاہین وغیرہ منگوا کر بالاکوٹ میں جمع کرنا شروع کیا۔ کوراجہ شیر سنگھ کا لشکر گاہ بالاکوٹ سے صرف دو کوس تھا مگر درمیان میں بالاکوٹ اور لشکر گاہ خالصہ کے ایسے پہاڑ و ستوار گذار واقع تھے کہ انہیں سے گذر کر لشکر خالصہ کا غیر ممکن تھا اگرچہ شاہان سابقین کا بنایا ہوا ایک راستہ بھی ان پہاڑوں میں سے تھا مگر اس راستہ پر مدد اور خست اور گھاس وغیرہ جم کر سوائے خاص خاص باشندگان بالاکوٹ کے وہ راستہ کسی کو معلوم ہی نہ تھا مسید صاحب نے بالاکوٹ میں پہنچ کر مشورہ کیا کہ ان بالاکوٹ اسی کو ہی راستہ پر ایک گارڈ تعینات کر دیا اس گارڈ کی تعداد قریب ستراسی آدمیوں کے تھی اس سبب سے ایسے لشکر خالصہ میں ہزار کے روکتے کے واسطے کافی نہ تھا۔ ایک دوسرا راستہ لاہور کی طرف جانیکا ایک چھوٹے سے پل پر سے تھا اس طرف بھی ایک گارڈ قریب پانچ صد مسید صاحب نے تعینات کر دیا تھا اس پر غلام مین نور اللہ سے یہ قطعی واقع ہوئی کہ اس کو ہی راستہ پر تھوڑے آدمی اور غیر متبر پنجابی اور ملکی تعینات کیے گئے۔ راجہ شیر سنگھ اس حملہ بالاکوٹ کو غیر ممکن سمجھ کر لاہور کی طرف بھاگنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اس عرصہ میں کسی پنجابی یا دلائی خالی گارڈ نے بطح دیا مضمی طور پر راجہ شیر سنگھ کے پاس جا کر اس کو ہی راستہ کے مفصل حالی سے اسکو مطلع کر دیا بلکہ اسکے آدمیوں کو ساتھ لاکر وہاں پہنچائی دکھلا دیا۔ جب راجہ شیر سنگھ کو اس راستہ کی پوری خبر مل گئی تو اس نے ایک دن پھلی راست کو اپنا سارا لشکر تیار کر کے ایک ایک مسلمانوں کے کو بی گارڈ پر حملہ کر دیا مگر احمد علی پنجابی اور گارڈ مذکور تھوڑی دیر تک حملہ آوروں سے مقابلہ کر کے اخیر کو سخت نقصان اٹھا پس پام ہو گیا اس وقت سکھوں نے اسے منظر پر اپنا قبضہ کر لیا۔ بوقت شروع حملہ سکھوں کے ایک آدمی بھی

واسطے اطلاع دی اس حال کے بالاکوٹ کو سید صاحب کے حضور میں بھیجا گیا تھا مگر وہ آدمی اپنے وقت پہنچا  
 کہ مسلمانوں کے قبضہ سے منفصل کر سکھوں کے قبضہ میں آچکا تھا اور مرزا احمد بیگ نے ہر ایمان خود پہاڑ  
 سے نیچے اترائے تھے اس واقعہ کی خبر دی دیر نہیں گزری تھی کہ لشکر سکھان اس راہ سے گذر کر منٹل پور  
 و بلخ سارے مغربی پہاڑ پر چھا گیا تھا۔ اسوقت ایک عہدار مع ایک جماعت کے ایک طرف کو اور باب  
 برام خان مع دوسری جماعت کے دوسری طرف کو مرزا احمد بیگ کی مدد کے واسطے بھیجے گئے مگر وقت  
 ہاتھ سے نکل گیا تھا اب پہاڑ پر چڑھنے کے بعد سکھوں کی فوج کو نیچے اتر آئے ہونے کے واسطے سید گلوان راہ میں  
 سو درختیں اسوقت اٹکار کر کھاربا کر غیر ممکن تھا اس واسطے اب چھٹ پرٹ ایک مسجد گلوان کے چاروں  
 طرف حسین سید صاحب یقین تھے تختوں سے میرچ بندی کی گئی کہ بروقت حملہ دشمن کے یہاں سے  
 متاثر نہ کیا جائیگا۔ سکھوں نے پہاڑ سے نیچے اترنا شروع کیا سید صاحب نے اسوقت عہدہ اس مع  
 سیاد قبا کے پنہر سب اسٹون ریب تن فرائے اور نشی چھتری صاحب سید صاحب کی انگوٹھی  
 مہر و اجوائے ہاتھ میں رکھ کر انکی تھی سید صاحب کے دست مبارک میں پہنادی۔ تب صحن عہدہ کو رہن  
 شاہین رکھ کر اگر غار پر سر کرنا شروع کیا میں سے حملہ آوردن کو بہت نقصان پہنچنے لگا مگر یہ نقصان ایسی  
 بجاری فوج کو روک نہ سکتا تھا۔ لاکھالی محمد قند باری ایک پہاڑ کے گوشہ سے دشمن کے مہینہ پر حملہ  
 کرنے کو انویاست کئے گئے۔ اس مسجد گلوان کے نیچے ایک وسیع مکان خریدہ میں مولوی محمد اعلیٰ صاحب  
 ہاتھ مولوی احمد اللہ صاحب ناگیوری کے متبعین ہوئے اور یہ تجویز مہینہ ہو گئی تھی کہ جب لشکر کھاربا  
 کھیتوں اور دلدل کو عبور کر کے آبادی یا لاکوٹ پر حملہ آور ہوگا تو اسوقت آپرا نہیں مہر چالوں سے  
 کو لیون کا مہینہ برما کر اتر کر وہ سمت بدست جنگ کرینگے اسوقت ہر ایک غازی اپنے اپنے دوستوں  
 سے عافی مانگ کر تشنہ آب شہادت ہو کر بیٹھا تھا غار سے خوشی کے ہر ایک کا رنگ دیکھ سہم تھا اور  
 نون جوش پر تھا۔ اسی مسجد میں کچھ غیبی آوازیں جنکو سوائے سید صاحب کے اور کوئی نہیں سنا  
 تھا سید صاحب کو سید ان جنگ کی طرف بلائے گئیں۔ ابھی لشکر کھارنے وہاں کے کھیتوں اور دلدل  
 سے عبور نہیں کیا تھا بلکہ دلدل کو اپنے آگے دیکھ کر دشمنوں کی ہمتیں بہت ہو گئی تھیں اور قریب تھا  
 کہ دشمن ناکہ صیاب ہو کر جانب پہاڑ پہنچا ہوا شروع کریں۔ اسوقت سید صاحب ایک بیک مسجد لاٹری  
 سے کو کر مع اپنی جماعت کے نیچے والی مسجد کو حسین ایک جماعت پہلے سے میرچ بندی کر کے واسطے  
 روکے دشمن کے مستعد تھی تشریف لیگئے۔ مولوی محمد اعلیٰ صاحب بھی جو بالائی مسجد کے قریب ایک غریب  
 مکان میں تعینات تھے سید صاحب کے اس کام کو دیکھ کر مع اپنی جماعت کے سید صاحب کے ساتھ

میں نہایت ہیچ والی سیوہ میں پہنچا۔ اس وقت میری بیوی بہت بیمار تھی۔ فرمایا کہ مجھ کو ایک صدقہ  
 عینی باور باطن میں سیوہ میں لے کر آئے ہو۔ اس وقت میری صاحب ایک ٹکلی صفات میں تھے آپکا  
 جیوہ ایسا واکر رہا تھا کہ اسکی نظر کسی چیز پر نہیں ٹھہرتی تھی۔ گناہ و دلہل پر پہنچا دشمن ہستی بالاکوٹ سے ایسی  
 قریب تھی کہ انکی گولیاں نیچے والی سیوہ میں پہنچا نقصان کرنے لگی تھیں۔ اسی وقت میں بندوبست بھی  
 دشمن کو پورا پورا جواب دے رہی تھیں۔ دشمن کے سامنے دلدل تھی اور انکے سر پر بجا ہونے کی پکڑ  
 بھر مار رہے تھے۔ گولیوں کا مینہ برس رہا تھا اب سوا سے پسپائی اور فرار کے اٹھو کوئی چارہ نہ تھا۔ اسی  
 تاریک وقت میں میری سیوہ صاحب بھی زمین سے بھی باہر نکلا پڑی پھرتی تھی۔ دلدل کے تھلے کے کنارے پر  
 جا پہنچے اب مابین دونوں لشکروں کے کچھ دھانوں کے گیت اور دلدل کا ٹھل تھی۔ جب میری صاحب  
 میری زمین سے باہر نکلا کر جانب دلدل ٹھہر گئے تھے اسوقت مولوی محمد اسماعیل صاحب نے آواز بلند کرکے  
 دیا کہ کل فراہم ہوئی بطور باؤی کا ڈر یعنی مخالفانہ سیوہ صاحب کے اندر دو ہوا دین مولوی جعفر علی نقوی  
 جنکی کتابت میں یہ واقعات نقل کر رہا ہوں اسوقت میری صاحب کے باؤی کا ڈر میں شامل تھے میری  
 صاحب کے کنارے دلدل پر پہنچا ایک پتھر تھیکہ لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ دشمن بھی غازیوں کی پورش جا شہل  
 لکھ کر اپنی فراہم شدہ گولیاں ساری تھیں۔ میری زمین پر گولیوں کا مینہ برسا۔ اسوقت  
 کیا۔ اسوقت میری صاحب نے شیخ علی جعفر علی کو کہہ دیا کہ میری لائی سے شاہین لاکر لگا دو شیخ موصوف شاہین  
 لاکر کو روانہ ہوئے۔ ارباب بہرام خان ایک سرزنشیں پشاور جو عیدیم سے جان نثار میری صاحب کے تھے  
 اسوقت میری صاحب کے بائیں طرف سلع بیٹھے تھے ایک آدمی نے میری صاحب سے عرض کیا کہ قند ہار  
 کی حاجت جوڑا ہوں کہ میری دشمن کے مینہ پر حملہ کر رہی ہے۔ اسوقت دشمن نے اس طرف  
 بہت زور دیا ہے قند ہار لین کی مدد کے واسطے کچھ اور آدمی بھیجئے جائیں میری صاحب نے منکر فرمایا  
 کہ اسوقت لکائی میں اور آدمی بھیجئے ضرور نہیں ہے۔ اسوقت ایک پتھر غازی نے دلدل میں بیکر چاہا تھا  
 کہ دلدل سے پار ہر دو دست بدست دشمن سے جنگ کر کے مراد دل حاصل کرے۔ میری صاحب نے اسکو  
 سیر کر دیا وہ مجبور دلدل سے باہر نکل آیا۔ اسکو قندھاری دیر بعد میری صاحب نے ارباب بہرام خان سے  
 مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرا دل بیباختہ چاہتا ہے کہ ان کا زور میں جو پہلے سے نیچے آکر کرے کہ اسے دلدل  
 پر حملہ نہ ہو۔ پورش کر کے اسکو قتل قتل کر دوں۔ ارباب بہرام خان نے عرض کیا کہ جو کا فریاد سے نیچے  
 آئے ہیں انکا قتل کرنا کچھ مشکل نہیں مگر اسوقت پہلا واسلہ کا فریاد تھا ہم نشانہ ہو جائینگے اور میرا دل  
 رہیں تنگ اور نشانہ گداز میں پہاڑ والے کا خون پرورش کرنا محال بلکہ غیر ممکن ہے۔ اس بات کو میری

صاحب مکر تھوڑی دیر خاموش رہا۔ چند لمحوں میں گنگو کو ہوسے تھے کہ سید صاحب اپنے راستہ کی کسی آدمی کو اطلاع فرما کر بغض نہیں خود سید احمد اکبر کو کہہ کر دلدل میں کود ماری اگرچہ دلدل بڑی گہری اور دشوار گذار تھی مگر سید صاحب بوجہ اپنی روحانی اور جسمانی قوت کے شل شیر کے ایک چشم زدن میں دلدل سے پار ہو گئے اور تین تہا ہزار دن دشمنوں کو اپنے آگے رکھ دیا جیسے کوئی بھڑا اور کرکھڑا کتے دبوڑ (کلمہ) میں شیر اگر کوئی اسے دشمنوں پر اپنی تاخت سے قیامت نہ پہنچا تو کئی جو مجاہدین اس وقت کنارہ دلدل پر موجود تھے وہ سب آپکے ساتھ ہی دلدل میں کود پڑے اور شکل تمام اُس سے پار ہو کر یکے بعد دیگرے آ پیچے جا کر مل گئے۔ اس دلدل میں اکثر مجاہدین کی بندوقین بھی یک کر لگی ہو گئی تھیں ایک لمحہ میں وہ ہزاروں دشمن جو پہاڑ سے نیچے اتر کر پہلے کندہ سے دلدل پر تھے غازیوں کی ہاتھ سے مارے گئے مگر پہاڑ کے اوپر سے اس وقت قریب دلدل ہزاروں دشمنوں کے غازیوں پر چھوٹ رہی تھیں۔ غازی دشمنوں کو مارنے ہوئے پائین پہاڑ تک پہنچ گئے تھے مگر پہاڑ پر چڑھنا دشوار تھا۔ غازیوں کی بندوقین بھی ایسی لگی ہو گئی تھیں کہ پہاڑ والے دشمنوں کو گولیوں سے بھی جواب نہ دے سکتے تھے اور صاف کر کے میدان کے سید صاحب شل شیر اپنی جماعت میں لکڑے تھے کہ اس وقت ایک بیک آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ مولوی خیر علی ندوی جو ایک باوی کار ڈ تھا اور کندہ سے کھڑا تھا لکھتا ہے کہ جناب حضرت امیر المومنین دہقان جماعت اور نظروں سے غائب شد۔ یہ واقعہ جگر موزم از قیادہ شکر اچھری کو واقع ہوا۔ اس وقت ہونے لگے ایک غائب ہو جانے کے سارے لشکر اسلام میں ہل چل پڑ گئی ہر شخص اُس گولیوں کی باتوں میں اپنے بچاؤ کو سمجھ کر شل جاسٹوں کے آگے کی تلاش میں پھرتے لگا ہر طرف یہ آواز بلند ہو رہی تھی کہ حضرت کہاں ہیں؟ مولانا احمد علی صاحب جنرل فیض فانیان اور قاضی علاء الدین اور شیخ محمدی سیریشی اور شیخ فہد بخت خیر و صدرا نامی گڑھی اس وقت دشمنوں کی گولیوں سے شہید ہو گئے۔ غازیوں نے سارا میدان جنگ آلود و صوبہ نارا بکر سید صاحب کا پتہ نکالا۔ اس وقت سید صاحب کاندہ سے ہلنے سے ہر ایک زندہ بھی مرو سے سے بدتر ہو گیا۔ اُس حالت میں میں لشکر اسلام اپنے سرداروں سے غالی بالا کوٹ کی طرف پناہ پانہا۔ اس وقت لشکر اسلام پر بکرا لکی گھڑی نازل ہو رہی تھی پہاڑ پر سے گولیوں کا سینہ برتن ہوتا تھا اس وقت واپسی وہاں کے کھیتوں اور دلدل میں صدام آدمی شہید ہو گئے۔ اس وقت کوئی آدمی نہیں باہر تھا کہ میں زندہ رہوں جہتیں پست ہو گئی تھیں دل ٹوٹ گئے تھے جان بال ہو رہی تھی۔ اس وقت دشمنوں نے پہاڑ سے نیچے اتر کر بالا کوٹ میں پہنچ کر دفتر اور کل اسباب غازیوں کا لوٹ لیا اور گولیوں میں آگ لگا دی۔ اس وقت کدہ سید صاحب کی موت حیات مشتبہ تھی ہر زندہ



آدمی اپنی تکلیف کو بھول کر سید صاحب کی تلاش میں مصروف تھا۔ مولوی جعفر علی نقوی یہ بھی لکھتے ہیں کہ مجھے لوگوں کی زبانی یہ بھی صحت کو پہنچا ہے کہ سید صاحب کی شاگرد پر ایک گولی کا زخم بھی لگا تھا اس زخم لگنے کے بعد آپ ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے رو قید ہو کر وہاں تک رہے تھے کہ اسی پتھر پر سے غائب ہو گئے۔ یہ بھی اسی وقت کا بیان ہے کہ موضع شملٹی میں پنچاگر کو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ سید صاحب موضع مٹی کوٹ میں راجا ایک گروہ لٹکا کا نو میدان جنگ بالا کوٹ سے ملا ہوا تھا اگرچہ ان کے گھر میں زندہ موجود ہیں اور اس پتھر پر سے جہاں آپ دعا لیا کرتے تھے گویا وہ لوگ آپ کو اٹھا کر اپنے گاؤں میں لے گئے تھے۔ اور بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے کہ مولوی نظام الدین چشتی کا زہری بوجھارا اور کشمیر اور کاخان کے سفیر پر لگے تھے اور مولوی عبداللہ صاحب دونوں شخص میدان جنگ سے سید صاحب کے ساتھ ہی غائب ہو کر کپکے رفیق بنیو رہے ہو گئے۔ مولوی جعفر علی نقوی پھر شہادت کو غلبہ دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ شیخ وزیر گولانداز کا لڑکا جو پھر آٹھ نو برس کے تھا بیان کرتا تھا کہ بعد سرکہ بالا کوٹ کے لشکر کھان مجھا کر قتل کر کے مقل شہداء میں لگیا اور خلیفہ صاحب کی لاش کو مجھ سے شناخت کرایا میں نے اپنی سمجھ کے موافق ایک لاش کو خلیفہ صاحب کی لاش قرار دیا چنانچہ راجہ شیر سنگھ نے اسی لاش پر دو شاہ لٹکا کر اوپر اپنی فوج کے مسلمانوں اور نیزنگیوں سے اسی نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز اور اکرام سے اسکو دفن کرایا۔ اسی روایت کے بعد مولوی جعفر علی صاحب یہ ایک دوسری روایت لکھتے ہیں کہ بعد واقعہ بالا کوٹ کے سکھوں نے چند زخمی غازیوں کو لیا کر سید صاحب کی لاش کو اسے شناخت کرایا تھا چنانچہ انہوں نے ایک ایک سر کی لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ سید صاحب کی لاش ہے اسی سر کی لاش پر راجہ شیر سنگھ نے دو شاہ لٹکا کر اوپر نماز پڑھوا کر بڑے اعزاز و اکرام سے اسکو دفن کرایا اسی خیال پر سید صاحب کی ایک کچی قبر بھی بالا کوٹ میں موجود ہے۔ بعد فتح بالا کوٹ کے چاروں سکھوں کا لشکر وہاں مقیم رہا بعد چاروں روز کے جب لشکر کھان وہاں سے چلا گیا اور ملکی لوگ بالا کوٹ میں واپس آئے اسوقت تک اگلے شہداء کی لاشیں شمل لالہ دار کے مقل شہداء میں پڑی ہوئی تھیں۔ نلیکوں نے مولوی احمد ساجیل صاحب اور باب بہرام خان کی دونوں لاشوں کو علیحدہ علیحدہ دو قبروں میں دفن کر کے باقی کل شہداء کی لاشوں کو جمع کر کے ایک گنج شہداء میں کر سب کو ایک جگہ دفن کر دیا۔ اس واقعہ کے چند ماہ بعد باب بہرام خان کا بیٹا شہداء کی لاش پشاور کر لگیا اور وہاں اپنے قبرستان میں دفن کیا۔ اسی بھی بہت روایتیں ہیں کہ اس واقعہ بالا کوٹ کے بعد خود لوگوں نے سید صاحب اور ان کے رفیقوں کو بچھا۔ اچھا شک نہیں کہ انکی شہادت اور غیبت میں روزاول سے اختلاف ہے مگر اب یہ سب

چند روز کے بعد سارا گھر برس سے بھی زیادہ بڑھ گئی چنانچہ شہریت کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان کے گھر سے جو تاجا چلا گیا  
 مسعود صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ میں سے تین یا چار ہزار بالاکوٹ مسعود صاحب نے اپنی غیبت میں  
 پیشین گوئی کی تھی اور مسعود صاحب کے اکثر اقرار اور اہل تاجا کی غیبت کے ناسخ تھے مگر پنجاب اور  
 ہندوستان کے اکثر آدمی نے غیبت کے خلاف یہ بین والہ غم بالکوسب - بعد اس واقعہ کے کہ اگرچہ قریب  
 اسیات آٹھ سو غازیوں کے بانی رہ گئے تھے مگر بسبب ہونے کسی سرکار کے صورت سے جیسف لشکر اسلام  
 کی ہونے کی شہرہ دل سے جھٹکتی جو بقیہ لوگوں میں قابل ہر کاری لشکر اسلام کے تھے وہ مسعود صاحب  
 کی چھوٹی بیوی صاحبہ اور صاحبزادی کو لیکر ملک سندھ کو جہان آپ کے حرم محترم منتقل تھے وہاں جو گئے  
 اور پھر وہاں سے ان سب کو نوک میں پہنچایا جہان تاحیات خود آپ کے حرم محترم بہت آرام اور راحت سے  
 رہے۔ ان کے سب کے سب کے حرم محترم کو ایک کے قریب پہنچے نواب وزیر الدہ و حرم ان کے استقبال کو شرف  
 لائے اور ہنری صاحبہ کی بالائی تاباں اپنے کندھے پر کواہوں کے طور پر رکھ کر بہت دور تک بالائی کو اٹھا  
 اور سب سے پہلے مسعود صاحب کی دو صاحبزادیاں اسٹیلی پر اٹھیں کا ذکر اور آپ کا ہے۔ ان میں بڑی صاحبزادی  
 کا نام سارہ اور چھٹی کی کا نام تاجا تھا۔ نواب وزیر الدہ و حرم سب سے بڑی صاحبزادی کے نام بارہ ہایہ و پیر  
 کی جائیدادیں لگا کر دے سکے تھیں کہ یہ تھی اس سے کسی قدر کم چھوٹی صاحبزادی کے نام تھی۔ ان صاحبزادیوں  
 کی والدہ اور اقدادہ شیرازی تھیں شیراز کی اولاد افضل تھی بہت سے گوزارہ کی رفتار سے ہر ملک بازار گ  
 جایا ہے مگر ہم اس مقدس خاندان کے لوگوں میں ایک قسم کی تاثیر اور بہت خاندانی موجود ہے۔ بعد  
 تشریف بری چھوٹی بیوی صاحبہ اور شیخ ولی محمد بھائی کے لشکر جام میں تشریف لے گئے اگرچہ وہ سو سو تین  
 ہندوستان کو پھر واپس جانا گوارا نہیں کیا چنانچہ انہوں نے مولوی نصیر الدین صاحب کو اپنا امیر مقرر  
 کر کے مسعود اکبر صاحب کے پاس مستحانہ میں بارہ جگہ بقیہ ابھی تک کچھ لوگ تھیں ان کے والدین ان کے  
 موسم بہ مجاہدین اسی کو ہستان میں لکیرے فقیر ہوئے پڑے ہیں۔ اس وقت بالاکوٹ کے فہرست بعد  
 فہرست میں راجہ کھرک سنگھ اور سکاکا پٹیا گنڈو نہال سنگھ ناگہانی موت سے ہلاک ہوئے ان کے چھوٹے  
 دن بعد راجہ شیر سنگھ اور سکاکا پٹیا اور وزیر دھیان سنگھ تینوں ایک ہی روز مارے گئے اور آخر کار  
 میں یعنی مہرہ بالاکوٹ کے پندرہ برس بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھوں کے ہاتھ سے لال کر جان  
 عادل سرکار کے قبضہ میں آگئی اور سوائے ولیم سنگھ کے کوئی ایک عمر بھی اس شاہی خاندان کا  
 باقی نہ رہا۔ بلاخلف مکتوبات اجوی جن میں مسعود صاحب کا اصل مافی نصیر بڑی صاحبہ کے ساتھ مسعود  
 مختلف واقعات پر لکھا گیا ہے اور اکثر لوگوں کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دہلی فتح پنجاب کے

انہام کا ایک نیا ڈھنگ تھا کہ آپ اسکو سداۓ صادق اور مومن اور سچے کہ بار بار اسے اندر اکثر کتوبات میں لکھا  
 کرتے تھے کہ اس انہام میں دوسرے شیطان اور شائبہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہ ہو۔ ملک پنجاب ہندوستان  
 کا فتح میر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے جو کچھ موت ہوگی، ایکس مدد اللہ بالافوٹ خواہ شہادت ہو یا غلبہ موت  
 انہام میں اس شخص یعنی انہام کے خلاف ہوا۔ اسکا جواب بھی یہ کہ ازہ کے اصول شریعت مجری کے  
 انہام ایک نئی چیز ہے اور اسکی تاویلوں وغیرہ میں سطور کی غلطیوں کا گمان ہوتا ہے تو ضرور ہوا کہ اس وقت  
 کے پندرہ برس کے بعد سلطنت پنجاب متعصب اور غلام کھوج کا نتیجہ ہو گیا۔ ایک ایسی عادل اور آزاد اور  
 لادھرب قوم کے ہاتھ میں آگئی کہ جسکو ہم مسلمان اپنے ہاتھ پر فتح ہوا تصور کر سکتے ہیں اور غالباً سب سے  
 کے انہام کی صحیح تاویل ہی ہوگی جو ظہور میں آئی۔ بلا حیلہ کتوبات احمدی یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ سید  
 صاحب نے اس سلسلے میں سلطنت پنجاب کے جہاد پریش و سدان کا کام لیا تھا۔ اس سے زیادہ ظلم اور  
 زبانتی اپنے کام لیا۔ ہزار اور کا شغور اور غافلستان اور بلوچستان اور سندھ پنجاب و کشمیر کا خالق وغیرہ  
 کل مسلمان امرا اور رؤساء و رعایا اور خاندان شاہ شجاع بادشاہ کا بنی ایک شریک ہو چکے تھے۔ اسی کا رد و کار  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کا تب تقدیر نے پنجاب کی فتح کی اور پھر کی لڑائی کے ساتھ ایک دوسری عادل  
 قوم کے نام نہ لکھ رکھی ہوتی تو مدت ہوئی ہوتی کہ پنجاب میں دیکھ اسلام کا بیج گیا ہوتا۔  
 اس عجیب سوانحہ اور کتوبات کو غور سے دیکھنے کے بعد واضح ہو گا کہ سید صاحب کا صاحب  
 باطن متوکل و مبارک زار صاحب جو صاحب صاحب شیر رحیم فیاض و العزم اور شجاع عرض ولی احمد  
 کامل اور انوار العزم سپہاچی صدیوں گذشتہ سے مسلمانوں میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ اگر تقدیر اسکی یاد کی  
 کرتی تو اسکی کوشش سے مسلمانوں کے ہونے کی مدت ہوئی کہ بدل گئے ہوتے مگر سید صاحب یعنی فتح کے  
 اسکو بالافوٹ میں ہر میت ہوئی وہ کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ بشرط انصاف اس سوانحہ اور کتوبات  
 مذکورہ کو ملاحظہ کر سیکے بعد یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس معرکہ آرائی اور جنگ پیرائی سے اس  
 بزرگ کو سوائے علامہ کلام اللہ اور اجڑے سنت رسول اللہ کے اور کوئی دنیوی عرض نہ کرتی وہ امانت  
 اور حکومت اور سلطنت اور نام و نشان کا ہرگز متعلق نہ تھا اس کے عالی جوہر کے آگے بڑی بھاری سلطنت  
 کا ایک عرصیت کو دنیا اور دُعا سے بڑے مجرموں اور شمنوں کو صرف انکی زبانی تائب ہونے پر اکتفا  
 صاف کر دیا اور تمام دنیا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ تو کل اور صبر اور ثقافت و خیرہ کل فضائل کا یہ  
 بزرگ پہلا تھا۔ جب سات سو آدمیوں کو بیکہ یہ ملک عرب کو گیا اسکے پاس ایک جہہ موجود تھا اگر  
 صادق یقین نہ لے اسکے وہ بیکہ لیے اور ریائی سفر میں اسکا کوئی کام اڑنے نہیں دیا جعفر کی

اسکا ضرورت ہوئی کہ خود بخود مہیا ہو گیا۔ اس سے بڑھ کر عجیب یہ دو ہزار غازیوں کو بار بار وہ جگہ، سکھان  
 ساتھ نیکر بادہ سلسلہ وقت بار دکانی و پشاور یا خستان میں پہنچا اسکے پاس نہکسٹ ٹھہر نہ خزانہ اور نہ  
 میڈیکل اسٹاف اور نہ سلیج خانہ اسکے لشکر میں، دونوں وقت پریشہ بھر کر کھانا لانا ایسا شاندار اور کھانسیسہ ہم  
 لوگوں کو کبھی اتفاق سے فائدہ ہو جاتا ہے مگر مثل صحابہ رسول اللہ کے اسکے ساتھ ایک ایسی فراموشی دار اور  
 جان نثار قوم ہندوستانی مجاہدین کی موجود تھی جنہوں نے بیہوش ریخت راحت، اور سرد و گرم اور فتح و شکست  
 اور یہ بیکہ نیاس میں ایسی ثابت قدمی اور استقلال سے روزا خیر تک اسکا ساتھ دیا ہے کہ جبکہ نظیر سوائے صحابہ  
 رسول کریم کے تو تاریخ اسلام میں اور کوئی پایا نہیں جاتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس فرقہ کو سوائے  
 حصول رضا مندی باری تعالیٰ کے کہ کبھی فتح کی خوشی اور کبھی شکست کا غم ہوا۔ ایک ہر متعسف جام  
 شہادت کا ایسا عاشق جیسے فریاد شیریں کا اور جنوں لیلیٰ کا۔ بوجہ اپنی پاک باطنی اور معنوی قلب اور  
 توکل اور زہاد و آلہ دہری کے اس پر نظیر رنگ کہ یونیکل پیچیدگیوں اور علم فن جنگ کی طرف بالکل توجہ  
 نہ تھی انہیں دونوں نقصان نہ ہوا اسکے بنے بنائے کام کو نگار اگر اسکو بالاکوش میں وہ دن دکھایا کہ  
 جسکی رند سے جنگ ہزاروں خلعت مکہ دل دیکھتے ہیں۔ اگر ان سب خوبیوں کے ساتھ جو اسکی ذات  
 مقدس میں موجود تھیں فن ملک گیری اور فن جنگ بھی ہوتا تو وہ اس موجودہ نسل کے پیدا ہونے سے  
 پہلے پنجاب کیا بلکہ ساری دنیا کا بادشاہ ہوا ہوتا۔ اس سوا خدا اور نیز مکتوبات منسلک سے صحاف معلوم  
 ہوتا ہے کہ مسیحیہ صاحب کا سرکار انگریزی سٹیجوا کر نیک ہرگز اور نہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی  
 جی ادا دینی چھوڑ دیتا اور ہمیں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اسوقت مسیحیہ صاحب کے خلاف ہوتی تو  
 تو ہندوستان سے مسیحیہ صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اسوقت دل سے چاہتی تھی کہ  
 سکندر بیکہ نہ کہ مہو +

قریب چار ہزار مسلمانوں کے مختلف مرقعات کے لکھے ہوئے سوانح میر کے ساتھ موجود ہیں مگر گوگوئی بہت کم  
 اور کم باقی اور عدم فرستی پر کمال کر کے مینے ان بچہ وادوں کے پشتار دن سے جو میر کے ساتھ میر پر کے  
 ہیں اور دو زبان کے بھجک میں رکھ کر سب تازی اور شیرازی بچہ وادوں کا عشر کھینچ لیا ہے تاکہ ہر ایک کو دیکھ  
 اسکا ایک ایک بچہ واد لیکر مظر ہو جائے اور بایں اختصار بھر بھی کسی اہم مطلب کو غور نہ ہونے نہ ہونے  
 کو سب قیمتی کرانائی واقعات کو دہستہ چھوڑ دیا ہے۔ میں اس حوالہ جیب کو بالاکوش ہی تک ختم  
 کرتا ہوں کہ بعض خلفا نامہ دار کا حال کھتا ہوں +

## حصہ ہفتم بیان خلفاء حضرت سید احمد رضا

سید صاحب کے خلیفہ بھی ہزاروں ہیں صرف جبکہ نام نامی لکھنے کو کئی جزو پانچویں اور اکثر آپ کے خلیفہ صاحب  
ولایت اور کرامت ہوئے ہیں ان کے عجائیب غرائب حالات لکھنے کو بھی ایک دفتر درکار ہے۔ تھامی  
و ملائی دنیا اور خصوصاً ہندوستان آپ کے خلفاء سے معمور ہو گئی تھی شاخ و نادر کوئی بے نصیب  
شہر اور قریب ہو گا جہاں آپ کے خلفاء کا گزر ہو کر تہ حیدر الہی کی سادری پہنچے ہو۔ اس وقت تک کر دینا  
آویں کو آپ کے سلسلے سے ہر امت تھی اور انشا اللہ قیامت تک ہوتی رہے گی۔ یہ عمل باحدیث  
کا چرچا جو اس وقت ملک ہندوستان میں ہو رہا ہے آپ ہی کی ذات مقدس کا پرتا ہے۔ آپ کے  
ساتھ امانت اور برکت نازل ہوئی تھی جس سے لوگوں کو قرآن حدیث سمجھنے کا پیرا ہوا۔ جیسے کہ  
شریف میں آیا ہے *ان الائمة تنزل فی قلوب الرجال ثم یملکوا من الکتا ب ثم یملکوا من السنن*  
(ترجمہ) تحقیق امانت یعنی برکت جب لوگوں کے دلوں میں اترنی ہے اس وقت قرآن اور حدیث کے  
مطلب کو لوگ سمجھنے لگتے ہیں۔ آپ میں بطور تبرک فقط آپ کے چند خلیفوں کے نام نامی درج ذیل  
کرتا ہوں۔ اول اور فاضل سارے خلیفوں کے مولوی عبدالحی صاحب دہلاد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز  
صاحب کے ہیں۔ دوم مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید۔ یہ دونوں بزرگ ہنر مند حضرات ابو کر اور حضرت عمر فر  
ادہ خاں کے آپ کے بار خاں اور جان نثار تھے۔ سوم مولوی عبداللہ صاحب برادر فرخ مولانا شاہ عبدالعزیز  
صاحب۔ مولوی محمد علی صاحب ابی مولوی رفیع الدین صاحب۔ اس بزرگ کا اخیر عمر میں سر  
پھر گیا تھا۔ مولوی سید محبوب علی صاحب دہلوی یہ بزرگ قبل از واقعہ بالاکوٹ ناغوش ہو کر اپنے وطن  
مالو کو کوٹ آئے تھے۔ مولوی حیدر علی صاحب رامپوری۔ مولوی محمد علی صاحب رامپوری مولوی دلا  
صاحب عظیم آبادی۔ ان دونوں بزرگوں کو یعنی مولوی محمد علی اور مولوی ولایت علی صاحب کو سید صاحب  
نے اپنی خوشی سے خلافت دیکر واسطہ ہر امت خلق اللہ کے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا یہ دونوں بزرگ  
سید صاحب کی مفارقت کو پسند نہیں کرتے تھے مگر اول محزون بہ تمہیل حکم مرشد برحق کے ہندوستان  
کو چلے آئے اور بروقت رخصت کرنے کے مولوی ولایت علی صاحب سے سید صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ  
مولانا ہم آپ کو تمہارے اٹھاتے ہیں رعائت میں غریب کے یہ معنی ہونگے کہ اس شخص سے اتنا پودہ  
لگیں گے جن سے یہ باغ ہمیشہ ہر پھر رہے گا۔) مولوی وحید الدین صاحب بھارتی شاگرد رشید



[illegible]

ساکن کاغذ ملواری عبدالقدیر صاحب لوگوں کا بیان ہے کہ بروز منکرہ بالا کوٹ یہ دونوں بزرگ بھی سعید صاحب کے  
ساتھ تھے قاضی ہو گئے بلکہ ملواری خشتی صاحب کو تھوہر سے بعض دوستوں نے بجز منکرہ بالا کوٹ کے بہت وقفہ  
دیکھا بھی ہے اور ان کے قراہت وارد ہوئے ہیں اس لئے اور ان کے ہاتھ کے کچھ بڑے خطوط بھی بجز منکرہ بالا کوٹ  
کے ان کے گھر پہنچے ہیں دانشمندانہ علم بالحدیث - ابن عربی مولانا و الفضل مولانا مولوی محمد اسماعیل شہید اور ان دونوں  
خلیفوں کا شکوہ سعید صاحب نے ستم و ایتہ کر کے ہندوستان کو واپس بھیجا تھا کسی قدر علیدہ علیدہ سولہ سو  
ہر یہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں

### مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ

ان کے بڑے خلیفوں میں مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید ہیں یہ دونوں بزرگ بزرگ ابو بکر و عمر  
اللہ عنہما کے آپ کے خلفاء راشدین سے تھے مولوی عبدالحی صاحب کا علاج بوجہ بروہائی اور وقار حضرت  
ابوبکر سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت بوجہ تشدد علی لکھنؤ و فجار حضرت عمر سے زیادہ تر مشابہ تھی  
ان دونوں بزرگوں کا ذکر خیر سعید صاحب کے سوانح عمری میں جابجا آچکا ہے کیونکہ جس تاریخ سے یہ دونوں بزرگ  
داخل خدام ہر سے تھے اُس تاریخ سے تا مرگ بلا کسی دینی ضرورت کے آپ کی خدمت بابرگشتہ ایک دم بھی  
علیحدہ نہیں ہوئے اور حق تو یہ کہ ان بزرگوں کا سعید صاحب کو خوب بیجا تھا - انکی جان نشاری اور فرزند  
غریب اللہ تھے یہ دونوں بزرگ آپ کی بالکی کے ساتھ تھے پانوں ورنیکو اپنا فرزند بن جانتے تھے - ان دونوں بزرگوں کے  
دہلی سے جلی تعلیم بادشاہ کے کرتے تھے اپنے متین بالکل مشاویہ تھا - پانوں کے لئے جلی مینے داندو لئے تھے اس  
کھود سے بوجھا اٹھانے سائیس کر کے عرض کسی فیصل سے ذیل نام سے بھی انکو مانو تھی - بعد حالی بکا نہ حال  
ہو نیکی بعد یہ دونوں خاندانی بزرگ مقتدا سے قوم و مریاد سے تازہ نعمت میں پے ہوئے دہلی سے خوش خوار  
اور خوش موضع شہر کے باشندے اب بھی کچھ بڑی یا مسکی گھر چن کھا کر یاد دہن وقت گزرا کے کے فائدے کچھ  
اور چٹائیوں یا خالی زمین پر سو کر ایسے خوش و خویم اور شادان و فرحان مہتے تھے کہ وہ خوشی کبھی انکو دہلی کے  
پلاؤ و قورند و تو شک و تکیہ میں بھی نصیب نہوے تھے - دراصل فرزند ایمان کا ایک ایسی حمد و نرا نہ نعمت ہے کہ  
کوئی دنیوی نعمت انکی لذت اور شیرینی کو نہیں پہنچتی بلکہ دنیا میں اگر فی ایسی چیز موجود ہی نہیں ہے جسکو بزرگ  
ایمان کے ساتھ صرف تشبیہ ہی دیا جاسے - یہی خدا ایک قبول بارگاہ الہی کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے وہ فراتے  
ہیں کہ جہلجہر پر ایک نئی شہنشاہی انکی ناکھڑا ساتھ نون اور بچوں میں سے اپنے فرزند وصال کو کسی کھانے یا سو  
و غیر سے تشبیہ دیکر بیان نہیں کر سکتی اسی طرح سے مزہ ایمانی کا بیان کرنا یا کسی دنیوی مزہ سے اسکو



تشیب دینا محال ہے اسی لذت کو حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں **۱** لذت سے نہ شناسی بخدا تانہ بشی ۲ دنیا کے لوگ ایسے آدمیوں کے ہیشہ دیوانہ بتلاتے تھے کہ میں **۳** دیوانہ کنی ہر دو جہان نش بخشی ۴ دیوانہ تو ہر دو جہان را چکن ۵ ان دونوں ستاروں کے اوصاف تشریف بیان سے باہر ہیں مولوی صاحب شہید کی فخریہ بصارت کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ حبیب مولانا شہید کی پہلی نظر چہرہ مبارک سید صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ اگر یہ بزرگ اپنے ہندی ہونیکا دعویٰ کرے تو میں بلا تامل اس کے ہاتھ پر معیت کرونگا۔ مولوی عبدالعزیز صاحب معوض چند دوسرے سے (جو ایک دویاد کامل صاحب کشف ملتان میں تھے) کسی نے پوچھا کہ ہند کے انبیاء اہل دین سے سب سے بزرگی مقبول خدا کو ان سب بزرگ سے انہوں نے جواب دیا کہ اہل رواج کی سیر میں پہلو دیکھا ہے کہ سب سے بڑا اور جدا دویاد ہند میں مولوی محمد انجیل صاحب شہید کا ہے کیونکہ اس نے مولانا شہید کو جنت میں ایک چمپر کھٹ پر بیٹھے ہوئے اور کتاب صراط المستقیم کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک نے کسی کو باطنی ظاہری علم واسطہ سے ان دونوں بزرگوں سے سوال کیا کہ آپ لوگ ایسے بڑے فاضل اہل ادب قرآن و کتب الاحادیث کے حافظ ہو کر سید صاحب ایک اُمّی آدمی کے مرید کیسے ہو گئے انہوں نے اسکی کور باطنی پر تعجب کر کے اس کے جواب میں فقط اتنا لکھ دیا کہ جو کچھ پہنے ہزاروں کتابوں میں پڑھا اور جانچا وہ میں دیکھا ہے باوجود اُمّی ہونے کے سید صاحب کو ان سب کا عامل پایا ہے۔ **۶** مکشف اس پر ایک شے کی ہے لیت ۷ نہ فتاویٰ میں وہ حجت نہ کتب کے اندر ۸ عالم کو اس کے مگر علم لدنی کہئے ۹ جو کہ آتا ہے اسے ہے وہ کہتے مستحضر ۱۰ مولوی عبدالحی صاحب مذکور راہ ولایت اور مراقبہ و مشاہدہ و توجہ و کشف و غیرہ کے پورے سالک اور اس فن میں ائمہ تاد کامل تھے اور مولوی محمد انجیل صاحب شہید سلوک راہ نبوت کے سالک کامل اور پورے عامل تھے اس واسطے آپ کے محفوظات سلوک راہ نبوت کا حصہ صراط المستقیم کا مولوی محمد انجیل صاحب شہید کا اور سلوک راہ ولایت کا حصہ مولوی عبدالحی صاحب کا لکھا ہوا ہے **۱۱** ہر گھمے راز نگ و پوشے دیگر است ۱۲ مولوی محمد انجیل صاحب شہید کے قصص ذراست و فطانت کے بہت مشہور ہیں مگر فطانت اور فطانت اس کمال سے جو انسان کے مطلوب ہے اور جس کمال کی تکمیل کو سید صاحب نے

تھے کچھ علاقہ نہیں رکھتی اس واسطے میں انکو یہاں بتا رہا ہوں چاہتا ہوں  
مولوی محمد انجیل صاحب شہید خلف مولوی عبدالغنی صاحب بنیہ کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب خورشید  
دہلوی جیسے فاضل اہل دروہین و متین تھے۔ مولوی کرار علی صاحب جید آبادی جو مولانا شہید کے  
ہم سبق تھے روایت کرتے تھے کہ مولانا شہید حضرت ایک دفعہ اپنا سبق پڑھ کر پھر کتاب کو بند کر کے رکھ دیتے



جو ارکھ یہ سبھی مولانا شہید لکھتے ہیں کہ قدرت ایک علیحدہ صفت ہے اور تم کو میں یعنی بنانا ایک علیحدہ صفت ہے۔ سو جو بدو مثل راجہ حضرت علیہ السلام کے تحت قدرت الہی کے داخل ہے نہ قدرت الہی کے لئے تاکہ وقوع اسکا لازم آئے۔ اور تقویت انایاؤں کے اس مقام پر بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ رب العالمین جل جلالہ حضرت علیہ السلام کی مثل پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اور یہ مقصود نہیں ہے کہ مثل حضرت علیہ السلام کے پیدا کر لیا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہو چکے پھر آپ نے اپنے شہوت قدرت الہی کے یہ آیت لکھی ہے اُولَئِكَ الَّذِي خَلَقَ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَخَلَقَ اَنْ يَخْلُقَ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُ فَاَتَى ذَاتِ الْاَمَانِ كَمَا يَشَاءُ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مثل کسی بنی آدم کے اور پیدا کرے۔ ہاں وہ ضرور بنا پیدا کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ پھر آپ نے لکھا ہے کہ اس آیت میں تمہیں جسے ذکر کی کل بنی آدم کی طرف جنہیں حضرت علیہ السلام بھی شامل ہیں راجع ہے اور گو اس آیت میں بیان معاد کا ہے مگر پیدا کرنے کی مثل پر اسکا قادر ہونا اس آیت سے بخوبی ثابت ہے ۴

بوجہ ہونے اہلکار انگریزی کے مولوی فضل حق صاحب کا شمار عباد و بدہ شہر دہلی میں تھا خود بادشاہ بھی انکی خاطر داری کرتے تھے۔ جب مولوی فضل حق صاحب بحث مسئلہ قدرت الہی میں الجواب ہو گئے تو اور مخالفت بڑھی یہاں تک کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کا وعظ جامع مسجد سے بند کر دیا گیا تھا لیکن خلعت شہر کی آپ کے وعظ پر شہید تھے مجبور بادشاہ کو جامع مسجد میں آپ کے وعظ ہونے کی پھر اجازت دینی پڑی مگر اسوقت جامع مسجد کے اندرونی حوض پر ایک بازار لگا کر تھا جس میں صد ہا ہندو لوگ بھی دوکانیں لگاتے تھے مولوی محمد اسماعیل صاحب نے یہ ساری کیفیت خانہ خدا میں بازار لگنے اور خرید و فروخت ہونے اور ہندوؤں کے شامل ہونے کی لکھ کر اللہ تعالیٰ کے مواخذہ اور عذاب سے بادشاہ کو ڈرایا تو بادشاہ نے وہ بازار بند کر دیا۔ ایک روز ایک جلسہ وعظ میں ایک روسیاء بدعتی نے مولانا صاحب کو ٹھہری سے شہید کرنا چاہا تھا مگر خیر گزری کہ وہ فادہ کرنے نہ پایا اور بکڑا گیا۔ سجان اللہ یہ بھی ہادیان اہل حق کی سنت سے ہے کہ گمراہ لوگ آپ کے قتل کا ارادہ کریں اور دشمنی پرانیت کو دہرے کی پھونک سے بچھانا چاہیں مگر اس اقدام میں ناکام رہتے اور مصداق خسر الدنیا والاخرہ بنے ہوتے ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب نے باجماع قتل سید صاحب کے شہر دہلی میں سے پہلے اپنی بیوہ شیراز کرسن کا نکاح مولوی عبدالحی صاحب سے کر کے رانڈوں کے نکاح کرانے پر کراچی اور نکاح ثانی کی تفصیلات اور اسکو حیدر سبھنے کی برائیاں ایسی وضاحت اور خوبی کے ساتھ بیان

فرنی شرم و کمین کہ ہزار بار انہوں کے نکاح ثانی خاص شہر دہلی میں ہو گئے۔ ایک معتبر و متبحر شخص  
 و جامع کتاب فرماتے کہتا تھا کہ اس وقت قریب و منہ ہمارے یکس اور بے بس راہنہ ہیں انکی سی اور کہ شہر  
 سے شہر والیاں ہونگی اور انکی بدولت یہ رسم زون ہمیشہ کے واسطے شہر دہلی سے انکو کسنتہ ہوا  
 اور علی احمد علیہ سلم جاری ہو گئی۔ اس وقت بھی یہاں آؤنی آپکا وقفہ تھے واسطے دہلی میں موجود  
 ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب آپکا وقفہ گرم ہوا تھا تو سامعین میں نا فراری سے شہر میں جاتا تھا اور  
 وہ سنے روئے چکیاں بندھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ ایک دو تہذیبیہ نے بڑا سوقت دہلی کا تحصیلدار  
 تھا مولانا شہید کو بلا کر آپکا وقفہ اپنی قوم میں لکرایا تھا قریب تین چار سو شیعوں کے اس وقت آپ کے  
 وقفہ میں جاتے تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان تھا جب وقفہ گرم ہوا تو ان  
 شیعہ بیوش ہو گیا۔ بعد ازاں عام وقفہ کے انہوں نے کچھ اندازہ مولانا صاحب کو دیا جانے لگا اپنے  
 منظور نہیں فرمایا۔ ایک روز خانم کے بازار میں قریب تین سو شیعوں کے اپنے مسجد کے آگے وقفہ  
 سنا یا اس شام کو انہیں سے اُنٹیلر ایک بیڑی لے کر گئے تھے کہ

صاحب ذکر جلی ایک اس قسم کا قصہ سنا ہے کہ علی صاحب نام پوری کی زبان پر ہے کہ تھے میں کہ ایک روز  
 مولوی محمد سخیل صاحب حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے دروازہ پر بکھڑے تھے آپ نے  
 دیکھا کہ بہت سی جوان اور خوب صورت عورتیں رکھوں اور مہلین میں ہوا ہو کہ بلا پردہ کہیں کو جاتی  
 تھیں مولوی صاحب نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون عورتیں ہیں ایک شخص نے کہا کہ یہ سب مسلمان  
 ظانی ٹبری کسی کے گھر کچھ قریب ہے وہاں جاری ہیں۔ تو یہی صاحب نے پوچھا کہ کیا یہ مسلمان  
 ہیں اُس شخص نے کہا کہ ہاں مسلمان ہیں تب مولانا نے فرمایا کہ جب مسلمان ہیں تو چاہی نہیں  
 ہیں کیا خداوند تعالیٰ ہم سے نہیں پوچھتا کہ اس قدر مسلمان عورتیں بدکاری اور زنا کاری  
 میں گرفتار تھیں اور تم نے انکو بغیر استخیر میں کی اس واسطے اب تو میں انکے مکان پر جا کر انکو  
 کو انکے آپکے رفیقوں سے کہا کہ آپکے ہاں بشارت ہے اس لئے آپکو بدنام کرانے کے کہ لیکن وارث کے  
 میں بھی آپ جانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ سخیل کو اس بات کی کچھ پروا نہیں جب اسداور  
 رسولی کا حکم سنا ہے کہ نکلا تو ہر ایک کو سنا دیا اسکے واسطے سب کلمہ کہ تو منوں کا حق براہ  
 اپنے اول اپنے دل سے کہا کہ اسے دل اگر تیرے بدن کی بوٹیاں کاٹ کر چلیں تو کھلا دین یا تیرے جسم  
 کو باقی کے پاؤں سے باز رکھو انہیں کیا تو اس وقت بھی اندر ہی بات بولتا رہیگا دل نے کہا ہاں  
 جب تک میرے اندر سانس ہیں خدا کی بات کہنے سے کسی عذاب اور عقوبت سے بھی باز نہ آؤں گا

جب شام ہوئی سرانا صاحب درویشوں کا سا بھیس بڑھا کر اس کیسی کے مکان پر پہنچے جہاں سب کسبیاں جمع ہو کر کچھ گا بجا رہی تھیں آپ نے وہاں جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ آؤ اللہ والیو آؤ اللہ والیو۔ اُس وقت چند چھوکر یوں نے دروازہ پر آکر پوچھا کہ کون ہو آپ نے جواب دیا کہ فقیر ہے کچھ صد سنا لینگا اور تماشا دکھا کر گا وہ سمجھیں کہ کوئی تاشا گرتی ہے دروازہ کھٹکھٹا کر اندر بلا لیا آپ نے اندر جا کر بہت نرمی سے پوچھا کہ بڑی صاحب کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ اوپر بالا خانے میں رح اپنے ہمانوں کے شبن کر رہی ہیں مولانا صاحب اور پرتشرف لیکھے اور دیکھا کہ شری بی صاحب بڑے ترک اور شان سے رح اپنے ہمانوں کے کرسیوں پر بیٹھی ہیں چاروں طرف شمع دان روشن ہیں چونکہ مولانا صاحب ایک نامی گرامی اور مشہور شخص ایک بڑے گھرانے کے صاحبزادے تھے یاد خود بخوبی بدھنے کے بھی وہ آپ کو پہچان گئیں اور اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر آپ کے سامنے سونہرے کھڑکی پر بیٹھ گئیں اور پوچھا کہ حضرت آپ کیونکر تکلیف فرمائی آپ نے فرمایا کہ میں نے کچھ مدد اُٹانے آیا ہوں تم سب جمع ہو کر اپنی اپنی جگہ میں آرام سے بیٹھ جاؤ۔ چونکہ اعلیٰ ہدایت کا وقت آگیا تھا سب ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھ گئیں۔ مولانا صاحب نے حایل کھول کر ایسی خوش الحانی سے قرآن پڑھا کہ اُسی کو سن کر لوٹ پوٹ ہو گئیں پھر آپ نے ان اوتوں کے منی بیان کر کے ہر ایک چیز دنیوی کی بے ثباتی کا اس طرح ذکر کیا کہ یہاں نہ حسن و جوانی کو قیام ہے اور نہ مال و زرنگاری کو مہیاگی ہر چیز فانی اور زوال پذیر ہے۔ یہ بیان اُسی شرح اور سبط اور فصاحت اور بلاغت سے ہوا کہ ہر ایک نے نہ مانا شروع کیا اُس کے بعد مولانا نے موت اور جان کنڈنی کی سختی اور اس وقت کی بکسی اور وحشت اور اس عالم کی مفارقت کا افسوس ایسے پروردگار سے بیان کیا کہ ساری حیرتیں ہوش باختہ ہو گئیں پھر اُس کے بعد قبر کی تنہائی اور شکر و تکریم کا سوال اور وہاں کے غلاب کا بیان اس زور سے کیا کہ سامعین پر حالت بخود کی چھا گئی اور ہر طرف سے ہلا واد و گریہ زاری شروع ہوئی پھر اسی بیان کے متصل اپنے میدان قیامت کی سختی اور عقوبت کا بیان اس طرح سے کیا کہ روز قیامت بدکاروں کے گروہ کے گروہ گرفتار کر کے حاضر کئے جائیں گے اور جو کوئی اس نخل بدکاری کا دنیا میں سبب یا وسیلہ یا مدد و معاون ہوا ہے وہی اُس دن اُس گروہ کا پیشرو ہوگا۔ جب بد قیامت تم ایک ایک بجرم بدکاری گرفتار ہو کر حاضر کی جاؤ گی تو ہر ایک زانیہ کے ساتھ سینکڑوں اور ہزاروں زانی و بدکار بھی لائے جائیں گے جنکی زنا کاری و بدکاری کا تم باعث اور وسیلہ ہوئی ہو اور تمہارے ہی ناز و اداسنے انکو اس آفت میں پھنسا یا تھا تو اب خیال کرو کہ ایسی حالت سے جیکہ سینکڑوں اور ہزاروں زانی و بدکار تمہارے پیچھے پیچھے ہوں گے

اسد رب العزت کے سامنے قہار کیا حال ہو گا۔ یہ بیان بھی ایسا گرم ہوا کہ مسجودین کی چپکلیاں  
 بند ہو گئیں تب آپ نے آہستہ آہستہ ان مسجودین کے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا تو یہ کی غفیلان بیان  
 کرنی شروع کی اور کہا کہ تو یہ سب گناہ معاف ہو جائیں ہیں اس بیان وعدہ عفو اور شرح عفواری  
 اس عفواری رحیم سے ان میدان کو کچھ ہوش آیا۔ مثال کے اپنے نکاح کی غفیلان بیان کرنی شروع  
 کی اور آخر میں فرمایا کہ جبکہ دل جس سے چاہے اس سے نکاح کر لیتے اور اپنے افعال اشیاء سے  
 تائب ہو جائے اللہ تبارک و تعالیٰ کھنکھاتا ہے کہ جبکہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا  
 کہ گناہ سے توبہ کر لے والا ایسا ہو جاتا ہے کہ گناہ سے گناہی نہیں کیا۔ جب یہ وعظ ہو رہا تھا  
 اسکی شہرت تمام شہر میں ہو کر ہزاروں خلقت اس کے شیعہ کو جان آ کر جمع ہو گئی تھی۔ راستے  
 بند ہو گئے تھے اس پاس کے کوشے اور بالا خانہ نے قافلت سے لے لے گئے تھے۔ نتیجہ اس وعظ دلیلیہ  
 کا یہ ہوا کہ جبکہ رجوان مورقین تبارک و تعالیٰ نکاح اس مجمع میں موجود تھیں مسجودین نے توبہ کر کے نکاح  
 کر لئے اور جو بڑھی اور سمن رسیدہ نایکا وغیرہ تھیں انہوں نے سنت و ضروری سے  
 اپنی گدازان کرنی شروع کی +

ایک دن کا ذکر ہے کہ مولانا صاحب مدوح جامع مسجد کی سیر میروں پر گزری بازار میں کھڑے  
 ہوئے وہ عذر فرما رہے تھے اسوقت ایک شخص نے اسے غصیب جو کچھ بچے تو وہ بھی ہندی لگا لگا  
 ہوئے اور ہاتھوں میں چوڑیاں کر کے اور پانوں میں چھڑ سے اویسٹھانہ شرح جوڑا پہنے ہوئے  
 بغیر غرض تھیں مولوی صاحب کے نزدیک آگرا ہوا اور وعظ سے لگا رہا اس کے دل پر  
 کچھ اثر ہوا تو مجھ ہوا آپ کے سامنے سیر میں پر بیٹھ گیا آپ بھی اس کے رنگ ٹھنڈک کو دیکھ کر اسکی  
 طرف متوجہ ہو گئے اسوقت آپ نے اسکی زمانہ ہیئت کی بڑائی اور بیان مواخذہ الہی اور عذاب  
 آخرت کا اس زور شور سے بیان کیا کہ ہر شخص پر وہ اثر ہوا کہ ہر شخص نے وہیں بیٹھ بیٹھ چوڑیاں  
 توڑ دیں اور زور نکالی کر علیحدہ کر دیا اور ہاتھ پیروں سے منہ دی کارنگ دور کرنے کے واسطے  
 سیر میروں کے پتھروں پر انکاواستقد رگڑا کہ خون جاری ہو گیا۔ بعد اتمام وعظ کے تائب ہو کر  
 آپ کے خادمین میں داخل ہو گیا اور ساتھ ہی خراسان کو گیا اور دلی کا حضرت بمقابلہ سکھان دلو  
 مروا لگی کی دیکر شہید ہوا +

ایک دفعہ ایک وعظ میں مولانا شہید نے ایک رکوع کا بیان اس خوبی سے کیا کہ مولانا  
 دام بخش صاحب مہربانی اور مولوی عبداللہ خان صاحب اور مفتی صدر الدین صاحب جیسے

علماء اہل دہلی نے جو آپ کے سامعین و غلط فہم دو بارہ اوس رکوع کا بیان ہوئے گی اور خواست  
کی حسب استدعا اون لوگوں کے ایک دوسرے جنہیں میں اپنے وہی رکوع پڑھا اور بعد ترجمہ اوس  
روز اوس رکوع کو ایک ایسے دو حصے کر پیرا یہ ہیں اس خوبی اور فصاحت اور وضاحت سے  
بیان کیا کہ ہر مطلب اور نتیجہ پہلے روز کے بیان سے سراسر بغیر تھا مگر بیان کی خوبی روز اول سے  
بڑھ کر تھی۔ ایک تیسرے و غلط فہم ہی حسب درخواست سامعین اوس رکوع کا بیان ہوا مگر یہ  
بیان اون پہلے دونوں بیانوں سے بغیر تھا مگر بیان کی خوبی ہر روز ماغیبہ سے کہیں بڑھ چڑھا کر  
تھی۔ آپ کے وعظ سے ہزاروں برعتی جگہ شیعہ اور ہندو وغیرہ بھی کثرت سے ہدایت پائی کرتے  
ہوئے۔ بہت ہی کم تھا کہ کوئی شخص آپ کی زبان ہدایت نشان سے توحید اور اتباع سنت کا بیان  
سُن کر شرک اور بدعت سے توبہ کرے۔

معاذی اللہ حاجی قاسم نام امام عید گاہ دہلی کا بڑا بدعتی تھا اور یہاں تک آپ سے خدا اور عبادت ہو  
تی کہ وہ کہا کرتا تھا کہ جس خبیثہ کو مولوی محمد اسماعیل حرام کہیں گے میں اوس پیر کو ضرور حلال کہوں گا  
ایک روز مولانا نے اوسکی یہ بیہودہ ہٹا ہٹا شکریہ فرمایا کہ ہم اوسکی ماہین کو اوس پر حرام کہتے ہیں  
بہلا وہ اون کو اپنے اور حلال تو کر لیوے۔ کہتے ہیں کہ مولوی فضل حق صاحب نے آپ کی کامیابیوں  
کو دیکھ کر آخر فرمایا تھا کہ مولوی محمد اسماعیل ضرور خدا کا شیر ہے اور میں نفس کا شیر ہوں۔ جب عید  
کی نماز کے دن آئے تو سب موجودوں نے جمع ہو کر مولوی صاحب شہید سے عرض کیا کہ حاجی قاسم  
امام عید گاہ بدعتی ہے اوسکے پیچھے نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے کسی دوسری جگہ نماز عید کا بندوبست  
کیا جاوے تب مولانا نے فرمایا کہ جماعت میں تفرقہ ڈالنے والوں پر لعنت آئی ہے ہم تفرقہ سلجھنے  
باعث نہوں گے مولوی قاسم ہی ہمارے ہی چچا مولانا شاہ عید العزیز صاحب کی شاگرد ہیں وہ یہ  
سب باتیں محض اپنی نفسانیت سے کہتے ہیں اس پر عقیدہ سے نہیں کہتے۔

مولانا شہید ہمیشہ سچا ایمان و دفعہ کہتے تھے کہ میں انکار اور حسد پر ایمان نہ رکھتا  
ہمیشہ ایمان اور تلوار کو حاصل کیے رہتے تھے سید صاحب کے واقعات جنگ کے پڑھنے سے معلوم ہوا  
ہوگا کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب بڑے باکمال جنرل اور فن جنگ سے آگاہ تھے سید صاحب کے بیسویں  
واقعات جنگ میں شاید شاندار کوئی ایسا واقعہ ہو کہ جسکے جنرل اور کمانڈر مولوی محمد اسماعیل صاحب  
ہو کر نہ گئے ہوں اور آپ کے ساتھ ہمیشہ تائید الہی ہو کرتی تھی کہ کبھی کسی حکم میں آپ ناکام یا ہو کر  
آئے بعض موقعوں پر دُشمنوں اور بار بار آرمیوں سے اپنے ہزار اکھار کا مقابلہ کر کے فتح حاصل کی

ایک سفر میں جب آپ ایک سرسے میں ٹھہرے ہوئے تھے اوس بستی کے بہت عالم فاضل تھے مگر  
 اشرفیہ آوری کی خبر سن کر آپ کی زیارت کے واسطے سرسے میں حاضر ہوئے وہاں پہونچ کر ان لوگوں  
 نے بجا سے مولوی کے ایک مسپاہی کو دیکھا کہ چلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے اپنے گھوڑے کی خدمت میں  
 کر رہے تھے انہوں نے اوس مسپاہی سے پوچھا کہ میان مسپاہی مولوی محمد امجد علی صاحب کیلئے  
 میں مسپاہی اپنے جواب دیا کہ اولاً اسے آپ کا کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ زیارت سے مستثرت  
 ہو کر کچھ مسائل کی تحقیق کریں گے آپ نے فرمایا کہ کیا مسائل ہیں انہوں نے بڑے بڑے اوق مسائل  
 جو سوچ کر لائے تھے بیان کئے آپ نے گھوڑے پر کھیر کر کرتے کرتے اوس کے اپنے جواب دہاں پہونچا  
 دیا کہ جو کسی دور سے مولوی سے نہیں دیکھا میں یہی نہیں کہتے تیرے وہ لوگ سمجھ گئے کہ غالباً یہی  
 شخص مولوی محمد امجد علی ہے تب انہوں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے ساتھ کچھ کتابیں  
 ہیں آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ کیسے لیتے ہیں ہے اول اوس سے سمجھا تا ہوں جب کہ کوئی اوس  
 سے نہیں مانتا تو یہ تلواریں کیسے لیتے ہیں پھر اوس کا علاج ہے ان دونوں کے ہوتے اور  
 کتابوں کی کیا ضرورت ہے مولوی عبد اللہ ابو محمد لکھتے ہیں کہ عبد اللہ سرسج جو بروقت حج کی  
 تشریف لیجائے مولانا شہید کے مکتبہ میں شیخ العلامی مولانا شہید کے دروہ و زوالو پیشہ کر  
 اپنے شبہات علمی کو پوچھا کرتے تھے اور علم مناظرہ انہوں نے مولانا شہید ہی سے سیکھا ہے۔۔۔

محدث مولوی اور عالم کابل اور قندہار اور سمرقند اور اوراٹک وغیرہ کے جمع ہو کر  
 بتمام پنجہ واسطہ وجوب تقلید میں آپ سے بحث کرتے کرتے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ بحث  
 رہی آخر کو وہ سب مولوی لا جواب ہو کر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ  
 شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اوس میں غلطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون  
 جیت سکتا ہے لیکن باوجود اس قحیالی کے سید صاحب نے مولوی محمد امجد علی صاحب سے فرمایا  
 کہ یہ وقت تنگ تقلید کا نہیں ہے ہم کو اس وقت کفارہ ہے جہاں کرنا ہے تقلید کا جیگر اڑا دینا کہ اپنے  
 اندر فرقہ و کتابت نہیں ہے اس جیگر سے جسکی بنا ایک فروغی اختلاف سنت یا استحباب  
 ہے ہمارا اصل کام ہجرت اور جہاد کا جو فرض عین ہے غلطی ہمارے گاہ پہ بھی اس وقت کی ایک  
 روایت ہے کہ جب یہ بحث سے ولایتی مولوی بڑی بڑی پیڑیاں اور بیٹے ہیں کہ مولوی محمد امجد علی  
 صاحب کی ملاقات کے واسطے لشکر مجاہدین میں آئے تو اس وقت مولانا شہید چکی سے اپنے گھوڑے  
 کا ہاتھ ڈال رہے تھے وہ سارے ولایتی مولوی آپ کا یہ حال دیکھ کر بے اختیار رو پڑے اور کہنے



لکے کہ ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کا چالیسویں شخص ہے اور ہم دنیا کے لئے ہیں۔

روایت کرتے ہیں کہ جب تنویر العینین فی اثبات سرفہرین آپ نے لکھی اس وقت مولانا شاہ

عبدالغفر صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب دو نوزندہ تھے جب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے

اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند فرمایا اور کیا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس گہرین یہی نکتہ تحقیق

علوم حدیث کے موجود ہیں۔ مولانا شہید نے سید صاحب سے بیعت کرنے کے بعد اپنے ملک کے

لوگوں کی ہدایت کے واسطے بہت سی کتابیں لکھی ہیں منجملہ ان کے ایک تقویت الایمان ہے یہ

کتاب توحید اور اتباع سنت کی خوبی اور شرک و بدعت کی بُرائی میں ایک لاثانی کتاب ہے

اس کتاب سے اس وقت تک لاکھوں آدمیوں نے ہدایت پائی اور امید ہے کہ قیامت تک ہماری

آئندہ نسلیں اس سے ہدایت پاتی رہیں گی۔ ایک شاعر نے اس کتاب کے حق میں کہا ہے:

بسمہ ہوجاؤ سے گر الطواف حق بہ تقویت الایمان کا لیو سے سن ہے ہر نواز و مکار ہے ہدایت کا سبق

آسمانی علم کا اظہار ہے ہر دین ایک مدت سے سوتا تھا پڑا ہر غازی کے حق نے دیا دین کو جگا

ورنہ رفتہ رفتہ تیرا ولید سجدہ گا و خلق ہوتی ہر لا۔ شکر خالق کا ہمیں درکار ہے

اب جو اسماعیل غازی مولوی ہیں کے دریا مرتب میں ولی ہے جب انہوں نے تقویت الایمان لکھی

اوس میں تفریق حق و باطل میں کی ہے پھر کیا جو شخص نامحاسب ہے وہ منوں کے حق میں تقویت ہے وہ

نامتقون کا باعث لعنت ہے وہ نہ ماقبلو امن یکم نعمت ہے وہ نہ مخرخت من قیلک سنت ہے

کفر کے حق میں گویا تموار ہے۔ تقویت الایمان کا پہلا حصہ (الآلہ الا اللہ کے معنی کی تفسیر

میں) مولانا شہید نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر تمام کر دیا تھا اس واسطے اوسکی عبارت بڑی نازد

مشنگی شمشیر کی ہے جسکی نوزائی شاعروں سے مشرکوں اور گور پرستوں کے دل کیاب

ہوتے ہیں دوسرا حصہ اس کتاب کا (مشرقی تفسیر محمد رسول اللہ کے) آپ کی وفات کے بعد مولوی

محمد سلطان خان صاحب نے ترتیب دیا اس سبب سے اوسکی عبارت ایسی نازد و نفیس ہے

اگر تقلید کا مقدمہ مولانا شہید کے ہاتھ سے لکھا جاتا تو عجیب گل کہتا اور پیر حقہ ان سید صاحب

کو تقلید شخصی کے واجیب اور فرض کہنے کا حوصلہ باقی نہ رہتا دوسری کتاب آپ کی دینی تصنیفات

میں حقیقت امامت ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حقیقت امامت کو بہت اسرار اور بطن کے ساتھ

بیان کیا ہے اس کتاب کی تصنیف سے دراصل سید صاحب کے فضائل اور اپنی اطاعت کی غویب

اور نافرمانی کے بُرے نتیجے کا بیان کرنا مقصود تھا۔ اس کتاب کے ہر فقرے میں مشائخ الیہ

طرح حسن کا پیش کش

سید صاحب میں کتاب مذکور بہن سید صاحب کی شان میں آپ نے لکھا ہے ہر گناہیکہ در خور منت  
گذازدی او معروف نگردید خیال سے مست پراستقال و ہر شکے کہ در بیان اعظام و اکرام ادبکار دنیا  
وہے مست اسر اسر باطل و محال تیسری کتاب تنویر العینین فی اثبات رفیع بدین ہے اس کتاب  
میں آپ نے بہت سی صحیح طرح غیر منوع حدیثوں کو جمع کیے ثابت کیا ہے کہ رفیع بدین سنت غیر منکر  
اون سنتوں میں سے ہے کہ جن سے قرب الہی حاصل کیا جاتا ہے رفیع بدین کرنے والا ثواب  
پاوسے گا مگر رفیع بدین کے ساتھ پر طاعت کیجیو ورنہ اگر چہ عمر بھر نیکو سے اور جو عالم احادیث  
ثبوت رفیع بدین کا ہو کر رفیع بدین کر نیوالین پر طعن کرے وہ اون لوگوں میں داخل ہے جو مخالف  
کرتے ہیں رسول اللہ کی بعد ظاہر ہو جانے ہدایت کے۔ تنویر العینین کے خاتمے میں آپ نے لکھا ہے  
کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے میں دو نوط و لائل قوی ہیں لیکن طرفین کی و لائل میں لائل  
کرتے سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اولیٰ اور افضل ہے اسکی ترک سے اور پھر آپ نے لکھا  
ہے کہ اس طرح آئین پکار کر کہنا آپ سے کہنے سے اولیٰ اور افضل ہے کیونکہ بہر کی روایتیں بہت آئی  
ہیں اور صحیح کی شمار میں ثبوت کا پڑھنا یا نہ پڑھنا دونوں مساوی ہے اور نسیم اللہ کے آپ سے کہتے  
کی نہایتیں بالبحر کی روایتوں سے زیادہ ہیں تو نسیم اللہ کو آپ سے ہی پڑھنا بہتر اور روشن ہے۔  
اور پھر یہ پڑھ کر نماز پڑھنا حضرت جسے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور نواف کے نیچے پانا  
کے اوپر اور سید کے نیچے لایہ رکھنا مساوی جہاں چاہے کہ کہیو کہ وہ نظریں آجواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
سے ثابت ہیں

چوتھی کتاب آپ کی دینی تصنیفات میں ایضاً الحق اہم باسٹی ہے پانچویں کتاب حقیقت  
نبوت ہے اس کتاب کو جاننے نہیں دیکھا۔ آپ نے ایک فارسی تعہید یہی سید صاحب کی شائستگی  
میں کہا ہے اسکی جدیدیت بطور تبرک بیان کہی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ بیاؤ تہنیت شجرہ امامت  
اور کہ بعد کم شائستگی ان چکو نہ گشت پدید ہزار شکر بزدان پاک کہ فضلش ہے ز نور قدسی  
غنیش قطرہ بچکیرہ ز فیض او قلوب جمع اہل یقین ہزار چار سو گند آن قطرہ جذب دلہا  
بغیر سنگ کہ معرفت شد بہ حدید ہزار ہست ہما اجار این زمانہ دانند کہ زمانہ اوست ازین  
عوضہ عجب شجیرہ ہزار کمال تو عمر و شہ ز احیاء مرسل ہ کہ عرق پاک تو او صحت پاک از و کشید  
چون نام نای او بقرعہ تو رسمید ہ فلک گفت گرفت ز بہر سپہام حدید ہ درین زمانہ توئی جان  
پیشیر نہ خلیفہ خلفت باور و صی رشید ہ ایک مشغولی سورہت بہر سنگ نور ہی آپ کی تصنیف

ہے جسکا مشعر و معطر پر ہے وہ آہی تیرا نام کیا خوب ہے مدد کم ہر جان کو وہی مطلوب ہے  
 ہے مدد اسی سے ہے ہر دل کو آرام دین مدد وہی سب زبانوں کا ہے زین و زین مدد - صراط  
 المستقیم طے فلان سید صاحب جو آپ ہی کے قلم سے قصص تحریر میں آئی آپ کی بزرگی اور عظمت  
 پر ایک بڑی شان و عادل ہے اس کتاب کے دیباچہ میں آپ نے لکھا ہے کہ اسے سکر اور انعام  
 الہی سے مدد ہے شمار میں اور سب سے بڑا انعام سید صاحب کی تقابلیت میں میرا حاضر رہنا  
 ہے اور آپ کی مجلس مبارک میں حاضر رہنے سے میں نے آپ کے کلمات ہدایت آیات کو سن کر  
 بہت فائدہ اور بہا یا پس واد سے خیر خواہی مسلمانوں کے میرا ارادہ ہوا کہ کس طرح سے ان غرض  
 اور برکات میں عامہ مسلمانان اہل مشرق و جنوب اور طریقہ اسکا سمجھاؤں تحریر کرنے  
 اور مصنفین میں پورا کر کے اور کوئی نظر نہ آیا اگرچہ حاضر اور غائب میں جو فرق ہے وہی  
 میرا پوشیدہ نہیں ہے جو فائدہ حاضر اور غائب غائب نہیں اور لکھتا مگر نام جو پیرماری  
 نہ مل سکے تو حق پر تو رہی ملے اس کو بھی ترک نہ کرنا چاہیے اس واسطے میں نے کمر بستہ کی گیت  
 باندھ کر آپ کے ملفوظات کو جمع کرنا مشعر و معطر کیا اور اس کی تشریح اور ان متضمنین ملوک  
 راہ و ہدایت جنگ مولانا عبدالحی صاحب نے کی کہ زبان مبارک سے شکر تحریر کیا تھا مجھے ملے سو  
 اور کو بھی غنیمت جان کر وہ مصرعہ اور تفسیر باب اس کتاب کا ان سے مرتب کر دیا اگرچہ میں  
 اور اولی اس کتاب (یعنی صراط المستقیم) کی تالیف میں یہ بات تھی کہ اس کتاب کے مضامین  
 بعینہ وہی ہے جسے جانتے ہیں کہ آپ کی زبان ہدایت نشان سے صادر ہوئے ہیں لیکن آپ کا  
 نفس عالمی اور فطرت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہے  
 واسطے لوح فطرت آپ کی نقوش علوم و سعید اور راہ و ہدایت ان کلام اور تحریر و تقریر سے ہر  
 صاف ہے سو میرے خیال ناقص میں ان اسرار غامضہ اور مضامین عظیمہ کا بدون تہید  
 مقدمات اور ایراد تمثیلات وغیرہ کے اہل زبان کو جو علوم و سعید کے عادی ہوتے ہیں  
 صرف ان لفظوں سے جو آپ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے سمجھاؤں اور ہے اس واسطے  
 تہید مقدمات اور ایراد تمثیلات اور مطالبات اصطلاحات ملے سے کہ ان مضامین  
 کو لکھا گیا مگر اس کے ساتھ ہی جہان تک میں لکھتا گیا ہر ایک مضمون کو بعد تحریر آپ کے  
 سمیع مبارک پر عرض کر دیا اور جو کچھ وجہ دخل میری عقل ناقص کے اذہن غلطی ہوئی تھی  
 اسکی آپ نے اصلاح کر دی -

اللہ بیدار عزت کا حمد ہے کہ بیدار عالم قاضی جلیل مجاہد فی سبیل اللہ جو فخر  
اہل اسلام تہذیب کا تھا راقہہ ۳۴۰ - ماہ ذیقعد ۱۲۴۴ ہجری بوقت ظہر صدر کا فرون کو اپنے  
ہاتھ سے تہ تیغ بیدار سچ کر کے بالاکوٹ میں شہید ہوا لکھا ہے کہ آپ کے گھوڑے سے جدا ہونے  
کے پہلے آپ کا جسم مبارک گولیوں سے چلتی ہوئی تھا تاہم آپ نے صدر کا فرون کو داخل نہ کیا  
آپ کو زاس ہو گئے تھا بہت شوق تھا اپنی شہادت سے چند لمحوں پہلے آپ نے اپنی فریاد  
کی نکال کر سونگھی اور پھر اسکو جہاڑ کر پیش کیا دیا اور فرمایا کہ میں یہی آخری سونگھتا ہوں  
کو سونگھ کر اور شہر کے گھار میں گھس کر آپ شہید ہو گئے لکھا ایک روایت ہے کہ آپ کی وفات کے بعد  
شیر سنگھ نے ہمارا جہر نجیت سنگھ سے جو سکھوں کی فوج کا جنرل تھا آپ کی لاش پر دو سالہ  
ڈنڈا کر بیٹھ عزت سے آپ کو دفن کروایا چنانچہ اس وقت تک آپ کی قبر آپ کی بی بی ہوتی بالاکوٹ میں  
موجود ہے ۔ اور دنیا کے لوگوں کی عقل پر بہت افسوس ہے کہ ایسے شخص قاطع شرک اور کفر کی  
قبر پر اب وہاں کے لوگ شوارچڑھا کر شہرین اور مرادین آپ سے مانگتے ہیں مولوی محمد عمر صاحب  
آپ کے صاحبزادے اور بھائی سے شہید ۱۲۴۹ ہجری میں وہ بھی لاولہ اس بیان سے رحلت کر گئے اور  
دنیا سے پاؤں کی حقیقت پر اثر افسوس ہے کہ اس خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحبزادے صاحبین  
پیشوین عالم فاضل موجود تھے اب آپ کا شخص ہی نہیں رہا بالکل خاندان بیدار کا خاتمہ ہو گیا  
اللہ وانا اعلم الراعیون ۔

### مولوی سید محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رام پور

یہ بزرگ رام پور کے رہنے والے پڑے تھے اور صاحب باطن اور اہل کرامات سے مولوی حیدر  
صاحب کے چوتھے بھائی تھے ۔ سید صاحب کے پاس شراسان کوٹے تھے اور چند بڑے سحر کون  
میں شریک جنگ بھی رہے ہیں ۔ حسب الہام انہی انکو اور مولانا ولایت علی صاحب عظیم آبادی  
کو سید صاحب نے واسطے اشاعت دین حق کے شراسان سے بجانب ہند واپس کر دیا تھا اور چونکہ  
انکی واپسی حسب مرضی انہی سے تجویز سید صاحب ہوئی تھی اس واسطے ان دو نو بزرگوں کے ہاتھ سے لکھنؤ  
خلافت کو فائدہ پہونچا اور دو تیس ہزار روپے عالم پناہ و غور جو جہاد کی غنیوں کی داشت نگر کے بلا اجازت  
اور بے مرضی سید صاحب کے قبل از معرکہ بالاکوٹ ہند کو واپس چلے آئے تھے میں انکی کارروائیوں  
کو اس مجموعہ میں شامل نہیں کرتا لیکن دعا کرتا ہوں کہ صدر بیدار عزت انکی تقصیرات کو معاف کرے

اوس وعید شدید سے بچاؤ سے ہمیں حکم ہے لیکن اس کے بعد یقیناً ان کے لئے شہید ہو جائیں گے۔  
 مائت مائتہ بجا ہونے سے نہیں بہت کوئی شخص جو بجا عتجا میں سے بلا حکم میر کے ایک باشت  
 میر جدا ہو کر چلا جاوے مگر تیرنگا تو حرام کی موت مر گیا۔

حبیب مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب برادر سہنار ہند میں بھی بیٹھے  
 تو آپس میں مشورہ کر کے مولوی ولایت علی صاحب حیدر آباد دکن کو اور مولوی محمد علی صاحب مدد گاہ  
 کو تشریف لے گئے۔ براہِ محرم ۱۲۵۵ ہجری مولوی محمد علی صاحب شہر مدراس میں پہنچے۔ اور  
 مولوی عبدالرب صاحب خلیفہ مولوی عبداللہ صاحب کے مدرسہ میں قروکش بہت اور اپنی کار  
 روائی تر ہیج راہ حق اور شاعت توحید اور اتباع سنت کی شرف کی ہزار ہا خلقت آپ کے وعظ و  
 نصیحت سے راہِ راست پر لگنے لگے۔ وہاں کی بہت شہرت ہوئی تو نواب محمد غلام عالم خان بہادر  
 تھوڑے جنگ ہی جو ایک بیٹے سے غرض و شوق مدراس سے متنبہ ایک ایک کو دو آدمیوں کو ساتھ لے کر مولانا  
 صاحب کی ملاقات اور تفتیش حالات کے واسطے مدرسہ میں آتے تھے۔ لاسے پھر وکیل کام ہونے کے نواب  
 صاحب مرحوم نے جنہیں دور ازلی سعادت کا کمٹوں تھا آپ کے مرید ہو گئے یہ نواب صاحب بھی مثلی  
 دیگر امر اوہد کے سہیلیات مستری اور خصوصاً راگ باجے میں غرق تھے۔ ہر وقت آپ کی مجلس میں  
 راگ رنگ رہا کرتا تھا۔ ایک غلطی ہو کر ہر قسم کے شراب ویر اور انگریزی باجون سے پہنچا تھا ایک  
 علی باجوہ اور ان کے علاوہ مقرر تھا۔ مولوی صاحب سے بیعت کرنے کے بعد آپ کے دل کی کیفیت بدل  
 گئی۔ جانتا تھا اور ولایت مولوی صاحب کی بیعت سے مستحق اور شوق ماگ باجے کی برائی لیکے  
 دل میں گھس گئی اسی رات کو گہرین بیچہ بیکر باجون کا ٹوڑا انا شروع کیا۔ جب شو قین لوگوں کو لپکے  
 اور دیکھی خبر ہوئی تو ہزاروں روپیہ دیکر ان عمدہ عمدہ باجون کو آپ سے خریدنا چاہا مگر نواب صاحب  
 نے بموجب اس قول بزدلوں کے۔ آئینہ خود چھیندی بد دیگر ان پسند۔ باجون کو فروخت نہیں کیا  
 پھر اگر بیعت کیا دیا نواب صاحب کا خاندان مدراس دیکھنا مستحقا سے والدہ نواب کی مولوی صاحب  
 کامریہ ہو گیا۔ نواب صاحب کی والدہ جنکا سہن اوس وقت قریب سا تھ برس کے تھا شہر کے  
 میں از ستر تا عرق تہین اور کاٹ باو کی مرقی ہر مہینہ بین نذر چڑھایا کرتی تھیں۔ چونکہ ہم خود  
 حضرت پیران پیر غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھیں اونہوں نے اپنے جدا جدا حضرت غوث  
 دلا حاکم کو ایک مرتبہ خواب میں دیکھ کر عرض کیا تھا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتی ہوں اور سوقت حضرت  
 قطب سبحانی نے ایک جوان کو دکھا کر کہا تھا کہ ایشے ہاتھ پر بیعت کرنا موجب کوئی مشایخ اس خود

کو اپنا مرید بنانا چاہتا تھا پہلے اسکی صورت دیکھ کر اور سلطان اس حلیہ نگاہ کے پنا کر ہمیشہ مکار  
 کر دیا کرتی تھی جیب نواب صاحب نے اپنی والدہ پر مرید ہونے کے واسطے زور ڈالا تو مولوی صاحب  
 واسطے قطعی حلیہ کی بجائے دعوت نواب صاحب کی والدہ کے گھر میں بولائے گئے۔ یہ ہاتھ  
 مولوی صاحب کی شکل کو پرانے کے اندر دیکھ کر بول اڑی کہ یہ وہی شکل ہے جو مسیحی سر جید احمد  
 نے جھگڑا کہا کی تھی۔ یہی میرا پیر ہے پس اسی وقت مولانا صاحب کے ہاتھ پر حجت کر لی اور  
 تمام رسومات شکر و بدعت کو ترک کر کے مومن متبع سنت میں آگئی اب تو نواب صاحب کے گھر  
 میں ہر مرد دعوت نوکر چاکر والی اور کونچکانہ پڑھنی پڑی تہوڑے و لون میں بیٹھ کر بیعت مولانا  
 کے ہاتھ پر خستہ و خجور سے ملو تھا صاحبین اور صاحبات کا مسکن ہو گیا۔ بچے سے راگ باج کے یہاں  
 اب عادات قرآن مجید اور ذکر اور دعا کا چرچا شروع ہوا اس ملک میں ترمذی نام ایک ہندوؤں کے  
 دیوتا کی شان میں پوجا کیا کرتے تھے اور اسی سبب سے کہ ترمذی دیوتا ناخوش ہو جاوے مسلمانوں  
 نے گائے کا گوشت کھانا اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا مولوی محمد علی صاحب نے اس رسم بد و خیال  
 ناقص کو مسلمانوں کے دل سے دور کرنے واسطے ایک عام جلسہ میں گائے کے گوشت کے کباب پکوا کر  
 سب حاضرین جلسہ کو کھلائے جس سے وہ خیال کہ ترمذی دیوتا ان سے ناخوش ہو جاوے گا  
 ان کے دل سے دور ہو گیا اور ملک میں جیب کسی شخص پر اثر بن یا پیری یا بیوت یا ترمذی دیوتا کا  
 ہوتا تو مولوی محمد علی صاحب دیکھ کر بیحد مسرت ہوئے مولوی محمد علی حلیف حضرت امیر المومنین سید  
 احمد قاری تلمذ اسلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ خبردار اس شخص کو ایذا نہ دو اور اسی وقت  
 یہاں سے چلے جاؤ۔ یہہ پیام تو پورے ملک کا حکم کہتا تھا جن بیوت اس پیام کو سن کر فوراً  
 چلا کر بیگ جہتے اور پھر اس طرف رخ کرتے۔

انہیں ایام میں ایک پیر مرد تاسشہ گرمولہ نامی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ  
 میں آپ کے ہاتھ پر حجت کرنا چاہتا ہوں مگر تین باتوں کی پروا نہیں ہوں آپ نے جو چاہا کہ  
 وہ تین باتیں کیا ہیں عرض کیا کہ میں پٹیان نچا یا کرتا ہوں اور ترمذی پوجا عورتوں سے  
 کرنا کرتا ہوں اور شراب پینے کا عادی ہوں یہ تین باتیں جنکو میں ترک کرنا نہیں سکتا مولانا  
 فرمایا بڑے میان بیعت تو کر لو اسی وقت اس پیر مرد نے بیعت کے واسطے ہاتھ پہنایا  
 اپنے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کئی بار کلمہ پڑھوایا اور سخت توبہ کرائی اس کے بعد الفاظ  
 بیعت کے اس کے مونہ سے کھلائے اور پھر دعا کے واسطے اپنے ہاتھ اٹھائے آپ بہت گرجا کر

اُسکے واسطے بہ آواز بلند دعا کر رہے تھے ابھی دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ آواز اُسکی قبولیت کے ظاہر ہو گئے  
 پیر مرد کا دل کانپنے لگا اور سب نے اختیار رکھتے لگا کہ حضرت میں وہ پشاورا پٹیلوں کا جلا دیتا ہوں  
 اور ترسوں کی پوجا کر اُسے سے بھی توبہ کی اور شراب سے بھی نا مشہ ہوا۔ اسوقت مولوی صاحب  
 نے مولوی کر اسنت علی صاحب کو جو ایک ہریان خاص مسید صاحب کے آپ کے ساتھ تھے فرمایا کہ  
 آپ بڑے مہمان کو لپکا کر گرم توجہ دو انہوں نے اُسکو لپکا کر توجہ دی تو پہلی ہی توجہ میں بڑھاپہ ہو  
 ہو گیا اور جب تھوڑی دیر کے بعد اُسکو نبوش آیا تو سولانا صاحب کی حضور میں حاضر ہو کر شکر بے قیود  
 اس نعمت داریں کا کرنے لگا۔ ایک روز ایک شخص محسن الدین نام جو نہایت عالی شہیدہ اور ایک  
 پہلوان آدمی اور شیا گستاخ تھا چاندی کے کڑے اور چھلے اور بیت سے توفیق و خیر و عیش سے  
 مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بچائے سلام علیک کے بعد گی کر کے حضرت کے  
 سامنے بیٹھ گیا اور یہ آواز بلند بڑے کڑا کے سے بولا کہ مولوی صاحب کیا آپ جناب میرا مونس  
 کو مولا مشکل کشا نہیں کہتے مولوی صاحب نے بہت اہستگی اور نرمی سے کہا کہ بھائی یہ  
 لقب حضرت کو کہتے رہا ہے اُسے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مولوی صاحب  
 سے کہا کہ مولا مشکل کشا کس زبان کے لفظ ہیں اور اُنکی یہ ترکیب کس زبان کے قاعدے  
 پر ہے اس سوال کو سنکر وہ گھبرا گیا اور نبوش باختہ سا ہو کر بولا کہ لفظ کشتا تو فارسی اور لفظ مشکل  
 عربی ہے تب مولوی صاحب نے کہا کہ بھائی ذرا غور تو کر کہ عربی لفظ میں فارسی ترکیب کے ساتھ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو کس طرح لقب دیتے حضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی زبان تو عربی تھی اگر آپ لقب دیتے تو عربی میں دیتے یہ جواب باصواب سنکر وہ عالی  
 شہیدہ بخلین جھانکنے لگا اور لا جواب ہو کر چلا گیا۔ کئی روز بعد پھر وہ مولوی صاحب کی خدمت  
 میں حاضر ہوا اسوقت بالہام خلی مولوی صاحب نے اُس سے پوچھا کہ بھائی وہ جو اندرونی درد کی  
 شکایت تھی اُسکا اب کیا حال ہے۔ اُسکے اندرونی درد پر سوائے اُسکے اور کوئی مشورہ لقب  
 نہ تھا یہ خلی بات مولانا صاحب سے سنکر اُسکے دل میں کچھ جگہ ہوئی۔ اس عرضے میں لکھانے  
 کا وقت آگیا وہ شخص بھی مولوی صاحب کے ساتھ کھانے کو بیٹھ گیا۔ مولوی صاحب نے  
 اپنے ہاتھ سے ایک ٹھکی بھر چاول اُسکی رکابی میں رکھ دیے اسوقت خداوند تعالیٰ نے اُن  
 ٹھکی بھر چاولوں میں ایسی برکت عطا کی کہ وہ پہلوان آدمی جو سہروں چاول اٹھا جاتا تھا اُس  
 ٹھکی بھر سے سر ہو گیا تب تو اُسے ہاتھ دھو کر فوراً آپ کے ہاتھ پر بیٹھ کر لی اور عقیدہ رخصت سے

نائب ہو کر تمامی زندانیوں کو سہولت دینا لکھ کر پیش کیا اور اسی نام و نسبت نہایت سچی اور پرہیزگار اور بزرگ خانہ بھیر کے ساتھ اس دنیا سے گیا +

نواب صاحب کے بڑے بیٹے جو مولانا صاحب کی بیعت سے شرفا ہوئے تھے رات کو بھی نواب صاحب کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ ایک رات کو اس صاحبزادے نے صبح صادق کے قریب اٹھ کر دیکھا کہ مولانا صاحب اپنے بستر پر نہیں ہیں اور اس بچہ کی جبین پر دو نو آدمی سوتے تھے اندر کی ذخیرہ بستور لگی ہوئی تھی یہ حال دیکھ کر اس صاحبزادے کو سخت تعجب ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا تو دیکھا کہ مولانا صاحب ایک پیشے پر کھڑے ہوئے غسل کر رہے ہیں۔ جب بعد غسل کے مولانا صاحب تشریف لائے تو اس صاحبزادے نے بھڑکت کر کہا کہ اندر کی ذخیرہ بستور بند رہی پھر حضور کو صریح باہر تشریف لے گئے اسوقت آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ صاحبزادے خدا کے ہندون کو کوئی چیز نہیں روک سکتی مگر تم اسکا چرچا کرنا +

ایک شخص سید جواہر علی خان نام باشندہ مدرسہ کو واسطہ اختیار کرنے طریقہ ارشد کے عادت دراز سے ایک ترشید کار کی تلاش تھی۔ مقررہ مہینہ ایک روز اس شخص نے سنا کہ مولوی سید محمد علی صاحب مسجد والا جاہلی میں شہادت امام حسین علیہ السلام کا بیان کر رہے ہیں اور حلقہ حاضرین ہزاروں بار بار گزرتے ہیں اس شخص کو تعجب ہوا اور اس نالہ داری کا تماشا دیکھنے کو جمع جہاد میں گئے اس مسجد میں گیا۔ مولوی صاحب کے دل پر درو کی تاثیر ساری مسجد میں چھائی ہوئی تھی چونکہ مسجد بہت لمبی پوڑی تھی یہ لوگ مسجد کی میٹھیوں پر بیٹھ کر ایک طرف سے داخل مسجد ہوئے ابھی مولانا کے بیان کی آواز ان کے کان میں نہ پہنچی تھی مگر اس مجلس کی تاثیر پر غریبی دلی بھڑکنے اور بے اختیار رونے لگے اس سید جواہر علی خان صاحب کو کچھ خلوص دلی مولوی صاحب کے ساتھ ہو گیا مگر یہ اتنا تھی کہ اگر سید و اہل حق مولوی محمد علی صاحب کچھ صاحب باطن ہیں تو میرے مکان پر تشریف لاکر تمہارے بیعت کرنے کا خود حکم دینگے سو ان کے خیال کے موافق ایک روز اباسی ہوا کہ مولانا صاحب سید جواہر علی خان صاحب کے مکان پر غور و تشریف لے گئے اور انکا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ خان صاحب اب توقف کیا ہے بیعت کی ہے انہوں نے عرض کیا کہ کچھ ٹھہرائی سنگا لیتا ہوں کہ اس سے آپکا پس خوردہ کھاؤنگا۔ تب مولانا نے انروٹے اہام فرمایا کہ خان صاحب آپکے پاس تو میری موجودیت اسی کا سہرہ مت کر لو۔ یہ ایک نئی بات کو امت کی ہوئی کیونکہ اس مصرع کے موجود ہونے پر سوا کسی خان صاحب کے اور کوئی آدمی واقف نہ تھا یہ بات سن کر خان صاحب



اور بھی متفقد ہو گئے تو آئیے کہ بات پر سمجھتے کہ جسے شقی اور پر ہیز گار اور خادم جاننا شروع کرنا  
 کے ہو گئے اور اپنے سارے کنبے کو مولانا صاحب کے ہاتھ پر عبیت کوادی +

راجہ شکیم چند نام ایک بڑا مغرور ہندو جو نواب کرناٹک کا الٹکار تھا مولانا صاحب کا وعظ سننے  
 کا بہت مشتاق تھا ایک مرتبہ بہ تقریب مجلس میلاد نواب والا جاہ کے دیوان خانہ موسم بہ ہانیوں  
 میں مولانا صاحب کا وعظ ہونے کو تھا یہ راجہ بھی اس وعظ میں حاضر ہوا اور اس خیال سے  
 کہ کہیں وعظ گرم ہونے پر بھاگ نہ جاسے لوگوں سے اسکو مولانا صاحب کے نزدیک بٹھایا تاکہ بھاگ  
 کا موقع نہ رہے۔ انقضہ صبح مولانا کا وعظ گرم ہوا راجہ مذکور نے جو بدجستہ اور لی تھا بھاگنے کا  
 موقع نہ پا کر شال سے اپنے کان بند کر لئے۔ لوگوں نے اسوقت راجہ مذکور سے کہا کہ آپ تو  
 مولانا کا وعظ سننے کے مدت سے مشتاق تھے اب آپ نے کان کیون بند کر لئے اسنے جواب  
 دیا کہ کلمات اس وعظ کے میرے دل کے دہار پار ہوئے جاتے ہیں اور دل طرف اسنام  
 کے ریل ہوا جاتا ہے اسواسطے میں نے کان بند کر لیے ہیں کہ کسی طرح میرا آبائی دھرم قائم رہے  
 اس وعظ میں حضرت مولانا صاحب نے صاحبخانہ یعنی نواب والا جاہ کو بھی سوا فذہ آخرت سے  
 بہت ڈرایا اور کہا کہ نواب صاحب اور شکیم صاحب نے ناگور کے سفر زیارت قبر کے واسطے توراہ  
 میں اپنی راحت کے واسطے بڑی بڑی تیاریاں کرالی تھیں مگر اسوس سے کہ آخرت کے  
 بڑے لیے سفر کے واسطے جہان سواسے اعمال نیک کے اور کوئی رفیق و مددگار نہ ہوگا اور سب  
 اسیدین منقطع ہونگی کچھ بھی تیاری نہیں کی۔ بھلا پہلی ہنسزلی جو گور ہے وہاں انکا کون  
 رفیق و بہادر ہوگا۔ وہاں انکے لیے ڈیرے اور خیمے کیے اہتمام سے مگر جسے کئے جاوین گے  
 وہاں شمع دان اور قندیلین کہاں سے آئیگی اور سوائے مگر جسے کفن کے وہاں کوئی لباس  
 گرمی اور سردی کا انکے جسم پر نہ ہوگا یہ سب کہ وہ فریچور کر اکیلے اندھیرے اندھے گہر میں  
 بے فوشک اور تکیہ کے بیسیوں کی مانند سونا ہوگا وہاں سواسے اعمال صالح کے کوئی رفیق اور  
 سبب روشنی نہ ہوگا اور نہ مگر و نگیر کا جواب سکھانے کے واسطے کوئی وکیل یا مختار ساتھ نہ ہوگا۔ اس  
 بیان کے بعد مولوی صاحب نے عالم برزخ کی سختی اور وہاں کی بیکیسی اور موقف کی گرمی اور حالت  
 نفسی نفسی (آپا دھالی) کا اس نور سے بیان کیا کہ راتے اور دروائے میں آہ و زاری کا شور مچ گیا  
 اور روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں +

ایک روز کا ذکر ہے کہ نواب محفوظ خان صاحب اپنے دلہن یہ ارادہ کر کے کہ آج کہہ

تصوف کے مسائل مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غیور وقت میں مولانا کے قیلولہ کی پالکی میں سوار ہو کر  
مولانا صاحب کے مکان پر جا پہنچے۔ مولانا صاحب اس وقت ایک بندھو سے بین تیار لہ کر رہے  
تھے مگر پھر وہ پہنچے تو اب صاحب کے کتاب و وارفت مولانا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ  
اللہ علیہ اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے اپنے حجر سے سے باہر نکل آئے اور کچھ مسائل تصوف کے  
نواب صاحب کو صرف کو سنائے گئے۔ پھر ایک اور دن یہی نواب محض طلیحان صاحب علی  
صاحب کی ملاقات کو شریف لائے تھے اس وقت مولانا صاحب کے پاس ایک آنہ بٹھا ہوا تھا  
اس آنہ کو دیکھ کر نواب صاحب کے دل میں آیا کہ اگر مولوی صاحب یہ آنہ بھٹک دیا تو اس  
سے اپنے مرض ہول ول کا علاج کروں۔ جب نواب صاحب مولوی صاحب سے رخصت ہو کر  
پالکی میں سوار ہوئے گئے تو مولوی صاحب نے وہ آنہ نواب صاحب کو بھجوا دیا۔ عرض ہیں قسم  
کی ہے، اگر امتین اس پہلے سہروردی مولوی صاحب سے ظاہر ہوئیں اور ہایت کا تو یہ حال  
تھا کہ ہزار با خلقت شہر مدراس اور اسکے اطراف و ہوا سب کی دین تو حید پر قائم ہو گئی۔ سلطانوں  
کے متقی اور پر میر کار ہو جانے کے سبب سے مثل کلکتہ کے یہاں بھی شراب کی دوکانوں پر  
آئی شراب بکنا بند ہو گیا یہاں تک کہ مدراس کے کلا لون بے سہ کار میں اس مضمون کی عرضی  
پیش کی کہ سینڈھی اور شراب محمول مقررہ ہم ادا نہیں کر سکتے اس شہر میں بند وستان سے  
ایک ایسا مولوی آیا ہوا ہے کہ اس نے تمام مسلمان خریداروں کو سینڈھی اور شراب نوشی سے  
منع کر دیا ہے اس واسطے شراب اور سینڈھی کا بکنا بند ہو گیا۔ بوجہ حکم صاحب کلکتہ ہاؤس کے  
پولیس نے اسکی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ کلا لون کا استغاثہ بالکل معیوب ہے۔  
انہیں ایام میں کیسیوں اور طوائفوں نے بھی نواب صاحب کو ناگ کی سہ کار میں  
عرضی گزاری کہ ہمارے روزگار میں اس نو وارد سینڈھی کے دخل اور نفیحت سے برا خلل پڑ گیا  
ہے سہ کار میں ہماری جتنی باقیات ہیں وہ مرحمت ہو جائیں تاکہ اس سے ہمارے روزمرہ کا  
خرچ تو چلے۔ جب اس مرتبہ خوب دین دہی کی ترویج شہر مدراس اور اسکے اطراف و ہوا سب  
میں ہو گئی تو مولوی سید محمد علی صاحب بعد استلح خبر واقعہ بالاکوٹ کے شہر مدراس میں بہت  
سے خلیفہ مقرر کر کے جہاز میں سوار ہو کر براہ کلکتہ پھر رام پور اپنے وطن نافذ کو کوٹ آئے  
مدراس کے چند معتقدان خاص بھی آپ کے ہمراہ رکاب رام پور تک آئے تھے راہ میں بھی اٹھا  
دین حق کی اور کہ امتین آپ سے ظاہر ہو دیا ہوئیں +

چار پنچ برس آپنے امانت کر کے پھر ششہ ہجری مین بارہ وچ بیت اللہ کے آپس خیال و  
اطفال خود کلکتہ مین پہنچے۔ آپ ابھی چہار زہر سواریہ کر کے عربستان کو روانہ نہ ہوئے تھے کہ شہر مدراس مین  
آپکے کلکتہ تک پہنچنے کی خبر پہنچ گئی تو بیگم صاحبہ والدہ کو اب عظیم جاہ بہادر نے محمد قاسم کو جو بوقت  
والہی وطن آپکے ہمراہ رام پور تک گیا تھا ایک خط بطلب حضرت محمد قاسم کو لکھ کر واری چہار زہر  
کو روانہ کر دیا اور یہ بھی عرض کیا کہ ہمارا جہاز دریا دولت نام ساحل کلکتہ پر موجود ہے اگر مع زمانہ  
اس جہاز پر حضور تشریف لادیں تو حضور کے سب طرح آرام ہوگا۔ اس خط مین آپ کو تکلیف دی  
تھا سبب یہی لکھا تھا کہ آپکی دینی دختر جو آپ کے خلیفہ اول (نواب محمد خان عالم خان بہادر  
تھوڑ جنگ لگی مٹی اور میری بہو سے چار برس ہو گئے اسکی شادی ہوئی مگر آج تک اس کے ہاں کچھ  
اولاد نہیں ہوئی آپ یہاں تشریف لا کر اسکی اولاد کے واسطے ذرا تعالیٰ سے دعا کریں۔ اور  
نواب محمد خان عالم خان بہادر اور خلیفہ مین بھی اپنے اپنے حریفے اظہار اشتیاق قدردانی  
کے تحریر کر کے محمد قاسم کی وساطت سے روانہ کئے تھے۔ جب یہ خط مولانا صاحب کو ہوا  
کلکتہ پہنچے تو آپ نے یہ ادا کیا کہ مدراس ہوتے ہوئے بندر مالابار سے جہاز پر سفار ہو کر میرٹھ  
کو روانہ ہو جائیں گے۔ فرض کلکتہ سے جہاز پر سواری ہو کر ۲۶ رمضان المبارک ششہ ہجری کو دوبارہ  
آپ رونق افروز شہر مدراس ہوئے۔ ہزار ہا خلعت اس روز آپکے استقبال کے واسطے گھاٹ  
پر گئی تھی جہاز سے اتر کر متیال پٹی کے محلے مین ایک بڑے وسیع مکان کے اندر آپ نے  
نزل اجلاں فرمایا۔ بعد ازاں تراویح جب اپنے قیام گاہ مین تشریف لائے تو قریب دو  
آدھون کے آپ کے ساتھ ساتھ آپکے مکان پر چلے آئے۔ پچھلی رات کا وقت تھا تھوڑی بڑ  
تک آپ کلمات نصیحت آمیز سناتے رہے۔ اس حریفے مین ہجری کا وقت ہو گیا دسترخوان بچایا  
گیا قریب چار پنچ سیر کے چاول طباقون مین ڈال کر لائے گئے مگر مولانا صاحب کی بدولت مین  
اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی کہ ان چار پنچ سیر چاولون سے دو سو آدمی سیر ہو گئے اور کچھ  
کھانا بچ بھی رہا۔ بیگم صاحبہ نے اپنی بہو کے محل کے واسطے دعا کرانی دعا سے دواہ کے بند باہ  
ذیقعدہ بفضل الہی آثار محل کے نمودار ہو گئے اور امۃ اللہ بیگم ایک لڑکی پیدا ہوئی جو مین رسیدہ ہو کر  
فوت ہوئی۔ اس دفعہ ایک روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب کا ایک چارالہ صاحبزادہ اپنے دربار  
پر کھڑا تھا کسی جہین نے اسکو مولوی صاحب کا فرزند سمجھ کر اندازہ نصیح بہت اوب سے کہا کہ  
بندگی صاحب۔ اس کے جواب مین صاحبزادہ نے کہا کہ بندگی تو خدا ہی کے واسطے خاص ہے

تم اسلام علیک کہو وہ شخص یہ نواب ایک چار ساف بچہ کے موہیہ شبہ شکر و نگ ہو گیا کہ جسکے  
بچوں کی ایسی توجہ دے تو بہر پڑون کا کیا کہنا ہے ۔

شہر مدراس میں آپکے دوبارہ تشریف لارے سے مشرک اور بدعتی مسلمانوں اور خصوصاً  
پیر نادون وغیرہ نے (جنکی روزی میں توحید اور اتباع سنت کے پھیلنے سے خفل پڑتا ہے) براہ  
کیا مگر مولوی صاحب نے سوائے صبر اور خفل کے اور کچھ کیا بلکہ یو ایون کے واسطے یہ دعا  
کی کہتے تھے کہ اے خداوند تعالیٰ تو نے مجھ کو بہت نعمتیں بخشی ہیں لیکن مسلمان بہائی اور نعمتوں  
پر حسد کرتے ہیں سو تو ان کو بھی اپنے فضل عظیم سے ان نعمتوں سے سرفراز کر تاکہ ان کا حسد رفع ہو  
ایک مرتب ایک عورت کی معرفت سے جو آپکے زمانے میں آیا جایا کرتی تھی آنگوڑ پر ہی دینا چاہتا مگر  
وہ نہ ہر آمیر کہا تا کہ ایک لڑائی کے کہانے میں آگیا جو صرف دو ایک روز یا دو تین فیصل الہی پر ہی  
ہو گئی مولانا صاحب کی بیوی نے یہ فقہی یو ایون کی دیکھ کر اور کئے واسطے بد دعا کرنا چاہا تھا لیکن  
مولوی صاحب نے منع کر دیا اور کہا کہ جب ہمارے جد امجد حسن مجتبیٰ کو نہر دیا گیا تھا تو انہوں نے  
یہاں تک صبر کیا تھا کہ نہر دینے والوں سے انتقام بھی نہیں لیا تھا۔ نواب صاحب مدراس ہی  
جتنکی بیوی کے واسطے مولوی صاحب نے دعا کی تھی یا خواہے مستحیا طین مولوی صاحب کے دشمن  
ہو گئے مولوی خان عالم خان صاحب خلیفہ مولانا صاحب کی آنخو اد گیا ترہ سو روپیہ یا پھر اس کی  
سے نواب صاحب نے بند کر دی مگر مولوی خان عالم خان صاحب نے تنخواہ بند ہو جانے کی طرف  
اور اپنے عقیدہ توحید پر قائم رہے ہو۔ یکم بہت مولوی خان عالم خان پر جو نواب صاحب مدراس  
کی بہوتی زیادتی کی گئی کہ سیطرح اپنے عقیدہ توحید سے بہر کسب اور واج قدیم مشرک ہو جاوے  
مگر اس بیاد و عورت جانور کی بیٹی نے اپنے شوہر نواب صاحب سے کہا کہ گو میں آپ کی بیوی اور راج  
فرمان ہوں مگر پاداش اعمال اور معاملہ گور اور سو غنہ آخرت نہر ایک سے علیحدہ علیحدہ ہو گا اس  
واسطے میں آپکے کہنے سے ترک مشرک اور بدعت کی نہیں ہو سکتی اس جو آپ با صواب کوشن کو  
نواب صاحب کو خاموش ہونا پڑا گا پڑا انجیف کا ایک خان مان جو آپ کا مرید تھا حسب ایما  
گما پڑا انجیف صاحب کی ایک عرضی لکھ کر آپکے دستخط کرانے کے واسطے آپکے پاس لایا مگر  
آپنے دستخط نہیں کئے بلکہ اس عرضی کو پھاڑ کر پیسک دیا اور کہا کہ سارا معاملہ خدا کے حوالہ کر دو  
آخر فی الفون نے اپنی حکمت عملی سے جین جیسٹریٹ پولیس کو دوستی کے پردے میں یہ بھیجا یا کہ  
مولوی صاحب کے مدراس میں زیادہ رہنے سے زیادہ اندیشہ ہے کہ کوئی مخالف ان کو گزند

ہو گیا ہے اس واسطے بہتر یہ ہے کہ جلد بیان دے کہ اپنے وطن کو واپس چلے جائیں آخر پوسٹ میں ہی کارروائی شروع کی اور حضرت مولوی صاحب مداس سے شہر کلکتہ کو بخیر و عافیت تمام پیروا پس پہنچ گئے۔ یہ وہاں ہی اخیر ستمبر ۱۳۵۸ ہجری میں رہتی تھی کہ آپ اسی کام میں تشریف فرما تھے اور شہر ہجری میں مسکریہ والا کشتہ سے بارہ برس بعد آپ بھی راہی آخرت ہوئے اور مولانا شہید سے جا ملے ۔

### مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ مفتی محمد علی آبادی

مولانا مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ والنوران ابن مولوی فتح علی بن مولوی ہارث علی بن ملا محمد بن قاضی احمد امجد بن ملا حفیظ اندر بن حضرت دیوان شاہ عبدالفتاح بن حضرت دیوان شاہ عبدالعزیز بن ملا غلام رسول بن جناب مولانا فتح اللہ اعوانی زمان ناہرہ دیوان مخدوم جہان ملا شکر عبدالعزیز استاد و مدرسہ شاہراہ والا تبار عزرا محمد مفتی خلیف الرشید حضرت سلطان محی الدین عالمگیر مسدوف برادر گزیر برادر شاہ و وطن آیتکاساسلہ نسب حضرت مخدوم احمد محی شہری ایک بیچہ ہے بوقت نشی اور ہاشمی والا اصل بن اندر دوقی شہر ہے ہن + آپ شہر ہجری میں پیدا ہوئے جب حسب معمول شرفا و ہند آئیکو چار برس کی عمر میں کتب میں بٹھا گیا کہ آپ اپنے ہم کنون میں سب سے زیادہ ذہین اور چالاک تھے۔ سات سال برس کی عمر میں آئیکو یہ لیاقت ہو گئی تھی کہ اس مولوی میاں جی سے جو آپ کے بڑھائے کے واسطے مقرر تھا آپ کی تسفی ہوئی تھی آخر مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد نے آئیکو سبق دینا شروع کیا۔ بارہ برس کی عمر میں آپ نے محققات سے فراغت حاصل کر لی۔ اس وقت آپ کے والد نے آئیکو مولوی رمضان علی صاحب ایک شیعہ مذہب عالم کچھ چڑھے فرہین اور ڈکی اور بقول کہے استاد تھے مسرور کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں آپ کی شادی مولوی سید کاظم علی صاحب ساکن لینہ بکھولی شریف آذرہ شاہ آباد کی وڈکی سے ہو گئی تھی۔ یہ شادی بڑی دھوم و خام سے عرفی طور پر ہوئی تھی۔ شادی کے بعد بھی آپ وڈکی میں مصروف رہے یہاں تک کہ شوق تحصیل علم آپ کھنڈہ تشریف لے گئے اور وہاں مولانا محمد اشرف صاحب ایک بڑے مشہور عالم مقبول و مقبول کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا۔ تیرہ چار سال کے آپ کی محنت میں رہے اسی اثنا میں حضرت سید احمد صاحب رون افروز لکھنؤ ہوئے اور تیرہ ماہ عالم اور وڈکی میں سعیت سے مشرف ہوئے گئے۔ مولوی محمد اشرف صاحب نے مولوی ولایت علی صاحب کو واسطے دریافت کرنے کی کیفیت مسرور کیا کہ آپ کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ میں تہائی میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرے بڑے دوست تھے کہ مولوی عبدالحی اور مولوی محمد اسماعیل صاحب نے سید صاحب کو میرا بیان بنا رکھا ہے جب تخلص میں

ملاقات ہوئی تو اصلی حقیقت سید صاحب کی نمایاں موجودگی سمیٹ صاحب نے قیامت بانی کی ملاقات کو  
 منظور کر لیا اور دوسرے روز یہ قہر خیز آئینگی و اجازت دی چنانچہ دوسرے روز مولوی محمد شرف صاحب مولوی  
 ولایت علی صاحب علیہما الرحمۃ فرستے با یکستہین دوستہ تھرو پر جانے کے لیے انوقت تکلیف ہو گیا تھا کہ ان  
 دونوں عالموں اور سمیٹ صاحب کے اور کوئی پوچھا تو دی زبان پر نہ تھا مولانا محمد شرف صاحب نے بعد  
 ملاحظہ پر ہی کے فرشتے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب صاحب آب علیہ السلام کو دلائل کی انوار عظمیٰ  
 لقا کی فرمائی ہے اسکی تفصیل کیونکر ہے سمیٹ صاحب نے وہ گھنٹہ کامل بارگاہ بیان اس وقت صاحب کے  
 ساتھ بیان فرما کر ان دونوں بزرگوں کی رویت تشریف دے ڈار حیدر علی تریگٹین بعد ختم ہونے پر ایک انوکھی  
 ملاقات تخلیق کی ہے ادبی کی خدمت کے آپ کے ہاتھ پر حیت کر لی۔ اسی دن سے مولوی ولایت علی  
 صاحب کا رنگ یہ گیا جب سمیٹ صاحب بارادہ حج رونق افروز ہونے لگے تو اسکے پہلے مولوی ولایت علی  
 صاحب نے مقام گھنٹہ سے آپ کے مناقبہ اور تشریف لے پڑے والد بزرگوار اور دوسرے دوستوں اور عزیزوں کو  
 لکھ کر بھیجے تھے اور تاکید کی تھی کہ تم سب اپنے ہدیت حاصل کر لو ورنہ ایسا بارگاہ شخص بھی نہیں ملے گا۔  
 چنانچہ مولوی صاحب نے آپ کے والد ماجد اور جناب شاہ محمد حسین صاحب سمیٹ صاحب کے حاکم  
 ملائی ہوئے لیکن چونکہ جلد تشریف لے جاتے سمیٹ صاحب کے بارگاہ حیات سے شرف ہونے کے بعد مولوی  
 ولایت علی صاحب لکھنؤ سے تشریف لے گئے اور اپنے طالبان کے بیعت کر کے حال انکو سلام ہوا اور بیعت فرمائی کہ انکو  
 ساری کیفیت اور کرامات سمیٹ صاحب کی جو گھنٹہ میں شانہ کی تھی آپ نے انکو سچ بیان کی تب ہر ایک کو  
 ہرجہ ثابت اپنی کم فیسی پر افسوس ہوا مولانا صاحب نے اس وقت سے عہد و جاہت اپنے ہاں قائم کر کے  
 دھواں اور بیعت کرنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد سمیٹ صاحب بھی حج کر کے واپس تشریف لے آئے اور  
 دوبارہ قہر میں رونق افروز ہوئے شہر موگیر تک مولوی ولایت علی صاحب اور شاہ محمد حسین صاحب اپنی  
 پیشوا کی کو تشریف لے گئے۔ مولوی ولایت علی صاحب نے سمیٹ صاحب کی حج سارے قافلہ کے دھواں  
 کر کے آپ کے گھر پر لائے اور اپنے سارے قافلہ ان کی طرح مرواؤ اور ترون اور بچوں کے آپ کے ہاتھ پر بیعت  
 کرادی دوسرے روز اسی طرح پر شاہ محمد حسین صاحب نے سارے قافلہ کی دعوت کر کے انکو اپنے مکان  
 پر بلایا اور اپنے سارے خواہش و اقارب کی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرادی سمیٹ صاحب نے شاہ صاحب کو  
 خلافت عدا کر کے بیعت لینے کی اجازت دی۔ تیسرے روز مولوی انہی مجلس صاحب دلا مولوی  
 احمد امیر صاحب مرحوم کے گھر میں دعوت ہوئی اور وہ خط بھی ہوا اسی مجلس میں مولوی احمد امیر صاحب  
 کا لکھنؤ عبیدہ کلان جناب حضرت شاہ محمد حسین صاحب کے ہوا جب سمیٹ صاحب نے اپنے اپنے وطن

گورہانہ ہوسے مولانا ولایت علی صاحب اور مولوی عبدالستار علی صاحب اور مولوی طالب علی صاحب یہ  
 بشمول حقیقی بھائی اور مولوی باقر علی صاحب مولوی ولایت علی صاحب کے چچا زاد بھائی اور چچا کے سیدھے بھائی  
 کے چچا گئے اور اس دنیا کا پائیدار اور اس کے حیش و عشرت پر لالت مار گئے تھوڑے روز کے بعد میر تقی علی  
 صاحب زوج خواہر عاتقہ دہلوی ولایت علی صاحب اور مولوی قمر الدین صاحب جو مولوی زاد بھائی مولوی  
 ولایت علی صاحب کے چچے بمقام بریلی مسید صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے یہ

مولوی ولایت علی صاحب علیہ الرحمہ جو خاندان صادق پر پختہ کے پیشوا ہوسے اوائلی عمر میں بڑے  
 پاکیزہ تھے آپکا لباس پوشاک لکھنؤ کے بالکون کا ساتھ کا کلین آہن تاب پشت پر پرسی خوش اس آہنجی چولی  
 کا انگریزہ مفرق بنڈر اور چوری دار پار جامہ زری کے کام کاٹھنے ٹٹکے پر سے پہنا کرتے تھے۔ آپکے نانا  
 رفیع الدین حسین خان جو ناظم صدر بہار کے تھے بڑے تامل اور عارف بہار سے تھے۔ مولوی ولایت علی  
 صاحب اپنے نانا کے بڑے لڑکے تھے اس واسطے ہر وقت ہر ورثین یا زری لباس یا ڈھاکے کی جادائی  
 اور قریب قریب کا بڑا لکھنؤ زیب تن کرتا تھا خوشبو اور عطریات کا بھی آپکو شراوق تھا سونے کی انگوٹھیاں  
 اور چھلے ہاتھوں میں پڑھتے رہتے تھے۔ لیکن مسید صاحب کے ہاتھ پر رعیت کر کے ایک ساعت کے اندر انکا  
 حال بدگیا۔ حین قیام بریلی کے مولانا ولایت علی صاحب حضرت مولانا شہید کی جماعت میں بھرتی تھے  
 اور انہیں سے حدیث بھی پڑھا کرتے تھے مولانا شہید نے اپنی جماعت میں انکو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا مگر  
 مولوی ولایت علی صاحب کو جو مزہ ایمان حاصل ہوا تو اپنی جماعت والوں کی آپ خدمت کیا کرتے  
 تھے۔ اب وہ پٹنہ کے بانکے اور ناظم بہار کے لڑکے فرشتہ ایمانی سے محو ہو کر جنگل سے لکڑیاں  
 کاٹ کر اور اپنے سسر پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔ کھانا اپنے ہاتھوں سے پکاتے۔ مٹی گارے کا کام اپنے  
 ہاتھ سے کرتے تھے اور جب اپنی جماعت کے کام سے فرصت پاتے تو مسید صاحب کی صحبت میں  
 جا بیٹھتے یا تنہا نماز اور دعا میں مشغول رہتے۔ انہیں ایام میں جب آپ تحصیل حب ایوانی میں مقام  
 بریلی مصروف تھے مولوی فتح علی صاحب آپکے والد ماجد سے ایک خدمتگار کو جو بچپن سے آپکی خدمت  
 میں رہتا تھا چار سو روپے نقد اور دس ہزار روپے عہد کپڑوں کے اور جو تینہ وغیرہ اسباب ضروری  
 دیکر آپکے پاس بریلی کو روانہ کیا تھا۔ جب وہ لوگوں کے اسباب وغیرہ کے بریلی میں پہنچا تو اسے قافلہ  
 میں جا کر دریا فتنہ کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب پٹنہ والے کو ان میں۔ لوگوں نے بتایا کہ دریا  
 کے کنارے پر گارے مٹی کا کام کر رہے ہیں وہ نوکر دریا کے کنارے پر پہنچا وہاں بہت سے لوگ مٹی کا کام کر رہے تھے  
 کے کام میں لگے ہو۔ یہ تھے انہیں مولوی ولایت علی صاحب بھی ایک موٹا تھنڈ لگا ہوا ہاتھ سے ہوسے

اور گارہ میں لٹھڑے ہوئے اپنا کام کر رہے تھے ان ایام میں آپ کی صورت اسی تغیر ہو گئی تھی کہ اس  
 تقدیری ذکر شدہ جو تیس برس سے آپ کا خدمت گزار تھا آپ کی ہنسی پر ہونا۔ خود مولوی ولایت علی صاحب نے اسے چھا  
 کر مولوی ولایت علی صاحب اپنے واسطے کہا ان میں آپ نے فرمایا کہ بھائی ولایت علی تو میری نام سے آئے  
 بہت حقیر ہو کر آج میں تمکو نہیں کہوتا میں ان ولایت علی کہ کہتا ہوں جو مولوی فتح علی صاحب  
 عظیم آبادی (صادق پوری) کے پیارے صاحبزادے اور ان کے لاڈلے نواسے ہیں آپ نے فرمایا کہ  
 بھائی صادق پوری ولایت علی تو میں ہی ہوں وہ تو کر اور بھی زیادہ نفع ہوا اور بلا کہ تم مجھ سے ہنسی کرتے  
 ہو جب آپ نے دیکھا کہ اسکو بزرگ نشین ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ قافلہ میں تلاش کر دجیب وہ اور ظفر  
 کیا اور وہاں فتنہ کیا تو ہر شخص نے آپ ہی کی طرف اشارہ کیا کہ مولوی ولایت علی عظیم آبادی تو وہی شخص  
 ہے جسے شہنشاہ گدارہ پر بات کر گئے ہو تب وہ دوبارہ آپ کے پاس آیا اور اپنی جہالت پر اذم و پیشانی ہو کر آپ کے  
 قدموں پر گر پڑا اور معافی چاہی آپ نے اسکو گلے سے لگایا اور بہت اخلاق اور تواضع سے پیش آئے اسنے  
 وہ چار سو روپے نقد اور پارچہ وغیرہ مع خط واد آپ کے حوالے کیے اور عرض کی کہ ان سب کو کپڑوں کو پہنیے اور ہون  
 کو اپنے خرچ میں لائیے۔ کیونکہ وہ نادان سمجھا تھا کہ جو بھائی نے خرچ کیے آپ کی اسی صورت سیرت جو رہی ہے  
 اسنے آپ کی پہلی کیفیت اور پوشاک اور وضع کو یاد کر کے اسنے انداز و نشان کر لیا۔ آپ نے اسکی تسلی کر کے  
 اسکو چپ کیا جب رات ہوئی آپ وہ سب روپے اور کپڑے وغیرہ جیسے بندھے ہوئے آئے تھے ویسے کے پیر  
 ہی ساتھ لیکر سید صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے اور ان سب کو آپ کے سامنے رکھ کر خوش و خرم چلے گئے  
 اور دوسری فجر کو اسی درمیانہ تہ بند سے اپنا سہولی کام کرنے لگے۔ نین چار روز تک وہ نوکرانہ دیکر اس بات  
 کا منتظر رہا کہ مولوی صاحب وہ عہدہ جرنل آدہ پٹنہ اپنا زیب تن کر کے میرے پڑمردہ دل کو خوش کریں گے لیکن  
 اسنے دیکھا کہ مولوی صاحب کی حالت میں ذرا بھی تغیر نہیں ہوا آخر بعد چند روز کے مولوی صاحب نے اسکو  
 رخصت کر دیا۔ اسنے یہ ساری کیفیت پٹنہ میں اگر بیان کی جسکے سننے سے صاحبزادوں کو سرور اور حیرتوں کو  
 رنج ہوا۔ سہ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی۔ دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند +  
 اس کیفیت کو سکر مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد صاحب مع مولوی فرحت حسین صاحب اپنے چھوٹے  
 بیٹے کے خود بریلی میں پہنچے اور ایک مدت دراز تک سید صاحب کی خدمت میں رہ کر فیضیاب ہوئے +  
 اسوقت وسطہ جہاد اور مقابلہ رنجیت سنگھ والی پنجاب کے تمام ہندوستان میں بغیر عام ہو گئی تھی اور سید  
 صاحب کے بعد مجاہدین ملک خستہ کوچ کر رہے تھے اس سید صاحب نے مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد کو جو کبر سن  
 مولوی فرحت حسین صاحب کو جو بے صغری پٹنہ کو رہ کر آیا اور انکو خلافت اور اجازت بیعت لینے کی عطا کی +



مولوی ولایت علی صاحب مع مولوی شہادت علی صاحب اور مولوی خاں صاحب علی صاحب اپنے دونوں  
 حقیقی بھائیوں اور مولوی باقر علی اور مولوی قمر الدین و میر عثمان علی صاحب اپنے قرابت داروں کے ہمراہ  
 رکاب سیدہ صاحب کے ملک خراسان کو روانہ ہو گئے۔ جب خراسان میں پہنچے نہایت سنگین سے جہاد شروع  
 ہوا تو اس وقت سیدہ صاحب نے ہر ایک نواب اور خاندان میں صاحب حکومت کے پاس اپنے سفیر مع مرسلات  
 ہدایت آیات کے بھیجے تھے ان سفیروں میں ایک مولوی ولایت علی صاحب بھی تھے جو زبان شاہ  
 والی کابل اور دوست محمد خان ان کے وزیر کے پاس مع راسلوں کے بھیجے گئے تھے جب آپ کابل  
 میں پہنچے تو زبان شاہ اور دوست محمد خان وغیرہ امرا کابل بہت تعظیم و تہذیب سے پیش آئے ایک عہدہ  
 شاہی مکان آپ کے رہنے کے واسطے مقرر کیا گیا قریب ڈیڑھ مہینے کے آپ کابل میں رہے اور انہ دھند  
 و نصیحت تو حید اور اتباع سنت اور ترغیب چہاد کا کرتے رہے اور پنجاب کے سکھوں نے جو جو ظلم مسلمان  
 رعایا سے پنجاب پر کئے تھے انکو خوب واضح کر کے سنایا اور محبت و خیرت اسلامی کا جوش دلایا۔ ایک روز  
 ان کے وعظ میں باب بید ایک قصیدہ نہایت عمدہ زبان فارسی میں دربارہ دین و شرک آپ نے بنا کر پڑھ دیا  
 اس قصیدہ کو سنکر لوگ بہت متحجب ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ قصیدہ کسی قدیم شاعر جامی وغیرہ کا ہوگا۔  
 چند آیات اس قصیدہ کی بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔ فرمود رسول آشکارا + من نیز برادر م شکار  
 ہرگز نہ عباد تم خالی + نہ عوث و قلوب نہ انبیارا + من مشکل خود فی کشایم + بغیر مرا کجاست یارا + طاقت  
 نہ ہوا سے ایزد + درویش و فقیر او لیارا + کار پاکان دعاست لیکن + تبدیل بنی کند قضا + جز حق نہ د  
 کہ دست گیرد + مسکین و غریب + عیون حق بود عبادت + با بندہ اس ست یک مارا + خیار زور  
 شاہ بندہ پرور + پیش کہ پریم انجھارا + ہم دہد تو دادہ خدا + ہم از تو طلب کم دوارا + تو مشکل دشمنان کشائی  
 ناچند گزاری آشنارا + جز ذات خدا پیش دیگر + ہرگز نہ برید اجارا + تو بندہ بندگان چرائی + بگذاشتی مرا  
 خدا + حاجت طلبی بغیر مولا + عیب ست غلام باوقارا + ہر کس کہ شرک با خدا کرد + در دوزخ و نار است  
 جارا + از شرک گریز صد مثال + در رخ و ایم کن گوارا + فرمود خدا کہ مردہ و کرب نشد گے ز کس نارا + فرما  
 کہید ان خدا را + کانک شود روز قوعارا + تابوت و نشان و قبر نرہ + این جہاں بل سنگ خارا + در قبر بود  
 سوال اعمال + پر بند نہ حال کہ بالارا + عالم بہ ناز و روزہ غرور + شرک و کفرش گرفت پارا + مشرک شدہ زاپہ  
 و شایخ + گیر برائے نور یارا + صد حیف کہ عالمان این دہر + کردند شاعر خود و فلارا + قرآن و حدیث را  
 سوختہ + تبدیل کنندہ فلارا + اسے مومن پاک کہ مسلمان + گروہی را در صارا + قرآن و حدیث را بہر  
 بند + بگزار کا نام سوارا + عجب مولوی ولایت علی صاحب کابل سے واپس آئے تو اس وقت سیدہ صاحب

کر پانہام ہوا کہ ہندوستانی کے جنوبی ملکوں میں بھی کوئی بادی بھیج کر دین حق کی ترویج کرنی چاہیے سو اس کام  
 کے واسطے مولوی محمد علی، مولوی جہر علی صاحب، سیوری جیکسا سوانہ اور پرنسپل پوچکا سہتہ اور  
 مولوی ولایت علی صاحب، نظیر آبادی پوچکا سیوری جیکسا سہتہ بنے گئے۔ ان دونوں بزرگوں کو اپنا فیصلہ کر کے  
 بنغرض مریدین حق بنکاپ وکن آپسہ روانہ کر دیا۔ یہ دونوں بزرگ سید صاحب کے عاشق تھے انکا ہرگز  
 سید صاحب کی مفارقت گوارا نہ تھی انہوں نے بہت سذرت کی اور اس سذرت سے معافی چاہی  
 لیکن سید صاحب نے مندر نہ فرمایا کہ مولوی ولایت علی صاحب کو یہ بھی فرمایا کہ مولانا ہم ایکو تقم کر کے  
 اٹھائے ہیں جس فقرے کے غایا یہ مین کہ اس تقم سے بہت بڑا پود سے پیدا ہو گیا ہے بلکہ ہمیشہ ہر ایک پر  
 آخر کو یہ دونوں بزرگ ہمیشہ گمراہیوں اور بے ایمانیوں اور غرض اور غور ہو چکا وہاں سے ہندوستان  
 کو واپس آوے۔ چند مہینوں میں پہنچا ان دونوں بزرگوں نے باہم مشورت کی اور مولوی محمد علی صاحب  
 روانہ ہوا اس امر کے اور مولانا ولایت علی صاحب علیہ الرحمۃ معروف بہ شمس حضرت جید آبادیوں اور  
 بیٹی کی طرف رنگ پر ہوئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے جو قدانت اور گین انکا ذکر تو اوپر جوچکا اور  
 مولوی ولایت علی صاحب معروف بہ شمس حضرت اول جید آبادیوں پہنچے اور دھند و لہجہ  
 مشرقی۔ اس شہر کے ہر گلی کو پہنچے آسکے دھند کا شہر ہوا۔ نواب ہارالدولہ برادر تہمتی نواب  
 ناصر لدولہ والی جید آبادی بھی آپ کے دھند کا شہر مسٹر ہند عالم واسطے دریافت کرنے کی گفت کے  
 آپ کے پاس روانہ گئے۔ جب دو عالم آگے بڑھے ہیں حاضر ہوئے اور چند سوالوں کا جواب بامواہب دیا تو  
 وہ لوگ دہریہ بھیجے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب نے آپ کی خوبیاں کو جا کر بیان کیا۔ نواب  
 صاحب نے اور دو عالم جو آگے دربار میں نہایت عزت اور علم و فضل میں کیا ہے روزگار دیکھ لینی مولوی  
 زمین الدیابین اور مولوی محمد عباس صاحب کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا یہ دو سرے مولوی بھی آپ کے  
 حکام ہرگز اور بہت سے مشرف ہو گئے اور نواب صاحب سے جا کر آپ کی بزرگوں کو بیان کیا اس وقت نواب  
 صاحب کو بڑا شوق ہوا فوراً آپ کی دعوت کر کے آپ کو مکان میں بلایا اور چونکہ نواب ہارالدولہ اور دو عالم تھا  
 آپ کے چند وال کر کے اپنا اطمینان کر لیا۔ پھر آپکا دھند اور بہت سے مشرف ہو گیا۔ بڑے سعرت  
 نے نواب صاحب کو پابندی شریعت اور ترک خورات کی نہایت تاکید کی۔ اس روز سے نواب صاحب  
 کو بھی رنگ بد لگیا۔ نواب صاحب کے گھر میں وہ دین سے زیادہ بی۔ جان تھیں انہوں نے وہ وقت چار  
 بیویوں کو اپنے نکاح میں رکھا بقیوں کو طلاق دیکر اپنے صاحبوں سے شادی کرادی اور تمام نہایت  
 شرعی کو اپنے دربار سے دور کر کے مثل متقیوں اور پرنسپل گاروں کے رہنے لگا۔

جوتے حضرت حیدر آباد اور شکر کے اطراف میں رہا پر دور سیر کرتے رہے اور اس ملک میں لاکھوں آدمی آپ کی سبقت  
 سے شریف ہوئے حیدر آباد میں بڑے سے حضرت نے ایک ٹیس سید و حافظ کی لڑکی سے نکاح بھی کیا چنانچہ  
 حیدر آباد ہی میں مولوی عبد اللہ صاحب پسر گلان بڑے سے حضرت کے ترکہ کا چھری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے  
 بعد بڑے حضرت اپنی اور سورت کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کا دکن ہی میں رہنے کے یا خشتان میں سرکار  
 بالاکوٹ میں چراگاہ کا کام مقرر ہو کر حضرت سعید صاحب کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی۔ اور حضرت عظیم آباد میں  
 مولوی فتح علی صاحب آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اس واسطے آپ نے وہاں سے عظیم آباد کے صاحبزادے کی  
 اور شامائے راہ میں جیل پور اور قربان پور اور زر سنگ پور و کندولی و میدنی وغیرہ کی دور سیر کرتے ہوئے دو  
 برس کے عرصہ میں سح عیال و اطفال خود آپ اپنے مکان پہنچے۔ عظیم آباد میں پہنچ کر رحمت اللہ نام پسر  
 دوہی آپ کے پیدا ہوئے۔ آپ نے عظیم آباد میں پہنچ کر غریب و شکر و کفر و بدعت کا کھنڈا شروع کیا اور آپ کے عزیزوں  
 کو باسلیع خبر شہادت سعید صاحب کے پڑھو لگی ہو گئی تھی لہذا بھی آپ نے کلمات غیبات سے تروتازہ کیا پھر  
 سبھوں نے آپ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی کی۔ مولوی عنایت علی صاحب آپ کے بھائی بھائی جو ایک مقدمہ  
 سناش واقع لہنا بھنگلی ضلع شاہ آباد کی میروزی اور خیر گیری میں حیران پریشان ہوئے پھر سب سے تھوٹ گئے  
 اس سے بچ کر ملک بنگال کو واسطے وعظ اور نصیحت کے روانہ فرمایا اور شاہ محمد حسین صاحب خلیفہ سید  
 صاحب کو جو آپ کے ماموں ہوتے تھے محلہ نمہ ہیر کی مسجد کا امام اور واعظ مقرر کر کے جمعہ جامعہ کی تاکید  
 کی اور وزیر محصورہ مظفر پور وغیرہ کی بھی شاہ صاحب کے ذمہ مقرر کی اور خود شہر کے اندر نائب خیر الدہ کی مسجد  
 میں جمعہ قائم کیا کہ ہر جمعہ کو وہاں تشریف لیا کر آپ وعظ فرمایا کرتے قریب دو برس کے آپ عظیم آباد میں  
 رہے اس عرصہ میں نہراہا خلعت کو فائدہ پہنچایا۔ بعد دو برس کے آپ کچھ عرصہ تک ملک بنگال میں  
 دورہ کر کے خلعت کو رایت کرتے رہے پھر حریمت منہرج کی کر کے مع عیال و اطفال رفو و مکہ معظمہ میں  
 پہنچے۔ بعد فراغت از حج و زیارت مدینہ منورہ کے آپ ملک میں کو روانہ ہو گئے اور شامی اطراف ملک  
 تین اور چند آسیر و مستطد و حضور سورت و سواکن و ممنا و تہید و میں دور سیر کرتے رہے اور قاضی علی  
 شوکانی سے ملاقات کر کے سند حدیث کی آنے لی اور مثل حرۃ البہیدہ وغیرہ چند کتابیں ان کی تصنیف  
 سے آئے لیں اسی دور سیر میں آپ کا پسر دوہی رحمت اللہ نام کا انتقال ہو گیا اور اس کا نعم البدل  
 مولوی ہاربت پسر دوہی بمقام ترمیدہ آپ کے ہاں پیدا ہوئے جب بعد چند سال آپ ملک عرب  
 سے مراجعت کر کے بمقام کلکتہ پہنچے توحید الرحمن پسر چارمی آپ کے یہاں تولد ہوا۔ کلکتہ سے چل کر  
 ملک بنگالہ کی دور سیر کرتے ہوئے اپنے بھائی مولوی عنایت علی صاحب کو جو اس وقت تک ملک

بنگالی زمین تھے ساتھ لیکر عظیم آباد پہنچے عظیم آباد میں پہنچ کر مولوی صاحب علی کو واسطے متعالیہ لکھا کہ  
 وغیرہ اقوم سکھ کے بالاکیش کو روانہ کیا اور خود ملک بنگالی اور صوبہ بہار کے لوگوں کی ہدایت میں  
 مسعودی ہوئے۔ انہیں دنوں کاؤرہ کے کدائی کے حکیم عید صاحب ولد حکیم قادر بخش صاحب ماکن  
 محلہ دیوان گورہہ آپ کے ساتھ چھوڑ گئے اور خط شریف کو لوایب فخر الدولہ کی مسجد میں نشر فیہ لائے اور  
 آپ کا وعظ سننا بہر دو خط سننے کے حکیم عید صاحب کا رنگ بد لگیا بعد ختم ہوئے وعظ کے قضا آپ کے ہاتھ  
 پر بیٹ کر لی اور عرض کیا کہ کل آپ کی دعوت ہے غریب خانہ کو اپنی قدم کی برکت سے، ورنہ دیگر حاضرین کو  
 فرمائیں۔ آپ نے پوچھا کہ صرف ہمارے ہی دعوت ہے یا ہمارے ہزار میوں کی بھی۔ حکیم صاحب نے یہ  
 سمجھ کر کہ شاید دو چار آدمی آپ کے ہمراہ ہونگے عرض کیا کہ آپ سب ہزار میوں کے نشر فیہ لائیں۔ غیر حکیم صاحب  
 شخصت ہو کر اپنے گھر تلے گئے اور دوسرے دن کوئی آٹھ دنوں کے آدمیوں کا کھانا حکیم صاحب نے تیار کیا  
 اور مولوی صاحب سب تین سو آدمیوں کے جو آپ کے ہمراہ تھے دوسرے دن حکیم صاحب کے مکان پر  
 پہنچے حکیم صاحب نے جب اسے آدمیوں کو دیکھا تو رنگ فق ہو گیا اور نہایت مضطرب و بے قرار ہو کر دلیس کہنے  
 لگے کہ اس وقت اسے آدمیوں کا کھانا کی طرح تیار ہو سکتا۔ بڑے حضرت نے آپ کے چہرے کا رنگ دیکھ کر  
 فراموش معلوم کر دیا اگرچہ کوئی مشکل بڑی ہے حکیم صاحب کو تخلیہ میں ڈالنا کہ حال پرچہ حکیم صاحب نے  
 کل کیفیت عرض کی تھی تب بڑے حضرت نے انکی بہت تسلی بخشی کی اور کہا کہ براؤست ذرا دیکھنا  
 مجھ کو دکھانا حکیم صاحب بڑے حضرت کو ساتھ لیکر باور چھانہ میں گئے حضرت نے بعد ملاحظہ کل حاضرین  
 فرمایا کہ سب روٹی اور تیلیہ اور کھڑا وغیرہ کو ایک جگہ جمع کرو جب سب جمع ہو گیا تو آپ نے ایک بڑی چادر  
 منگوا کر اس پر ڈھانک دی اور ہر ایک کھانے میں سے کچھ ٹھوسا اٹھوڑا ساول فرما کر اپنا پس خوردہ اُسیں  
 ڈال دیا اور برکت کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ اسکو سیڑج پر ڈھکا رہنے دو اور اسی چادر کے نیچے سے  
 نکال کر لوگوں کو کھانا شروع کرو چنانچہ حکیم صاحب نے جو حکم آپ کے دیا ہے کیا جس نے آدمی آپ کے ہمراہ  
 تھے سب سیر ہو کر کھانا اور کھانا جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا حکیم صاحب نے براؤست بڑے حضرت کی دیکھ کر بڑے  
 متعجب ہوئے اس وقت تک کہ حکیم صاحب زندہ موجود ہیں۔ انہیں دنوں میں لوایب مبارز الدولہ حیدر آبادی  
 اور کچھ بھائی ناصر الدولہ میں ان بن ہو کر سرکار انگریزی تک نوبت پہنچی اور لوایب مبارز الدولہ قید ہو گئے  
 اس سبب سے مولوی زین الدین اور مولوی احمد عباس حیدر آبادی سے اور چند علما کے بھاگ کر عظیم آباد  
 پہنچے مولوی ولایت علی صاحب نے انکو بہت خاطر داری سے اپنے مکان میں رکھا اور پھر ہر ایک کو  
 خلعت خلافت کا عطا کر کے بنگالی اور اڑیسہ اور آندھ آباد وغیرہ کو روانہ کر دیا۔ انہیں دنوں میں مولوی

عبداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر صاحب  
 پسران مولوی آجی بخش صاحب بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم یا نچوین بیٹے  
 آپ کے پران پیدا ہوئے۔ مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپ کی بیوی حیدر آباد والی  
 کا انتقال ہو گیا۔ اس عرصہ میں مولوی آجی بخش صاحب و مولوی عبداللہ صاحب بھی آپ کی حیات  
 سے شرف ہو چکے تھے تب مولوی آجی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا رخصتے شوہر مولوی قمر الدین صاحب  
 سرکہ بالا کوٹ میں شہید ہو چکے تھے نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا۔ یہ سب سے پہلا  
 نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانوں میں ہوا۔ اس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد والوں  
 اسکے اطراف میں ہوا۔ اس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اس نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہر طرف  
 بیرون کے نکاح کرادیے۔ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس الدین آپ کے چھٹے بیٹے اسی نکاح ثانی بطن  
 حبیبہ مولوی آجی بخش صاحب سے پیدا ہوئے۔ مولوی محمد حسین صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی  
 ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب  
 پسران مولوی آجی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالا کوٹ کو تشریف لے گئے اور یہاں مکان پر اپنے چھوٹے  
 بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے  
 صاحبزادہ کو بھی ساتھ لے گئے اور سب حیات و اطفال کو سین چھوڑ گئے۔ بالا کوٹ میں پہنچا معلوم ہوا کہ  
 مولوی عنایت علی معروف بن مہیابے حضرت میں برس سے ہمارا جہ گلاب سنگے والی کشمیر سے کارزار میں  
 مصروف تھے۔ بڑے حضرت کے پیچھے پہنچے حضرت نے سارا کاخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے  
 اپنے سب جہاد میں کے بیعت امارت آپ کے ہاتھ پر کر لی۔ وہاں پہنچ کر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب  
 کے ساتھ جنگ میں مصروف رہے۔ اس اثنا میں ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف میں آگیا  
 تھا جب ہمارا جہ گلاب سنگے کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ میں آگیا اور وہ قابض مقابہ کی رائے نہ  
 لاسکا تو اقل آئینے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی  
 نہیں ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانوں کو جو تیری رعایا میں تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادت اور  
 مذہبی ادا کرتے نہیں دیتا اس واسطے بوجہ ہمدردی اور محبت اسلامی پاس خاطر ان مظلوموں کے ہم تجھ  
 سے لڑتے ہیں تو تو شل رعایا سے انگریزی کے انکو آزادی دے اور ازاں اور گاؤں کشی وغیرہ اپنے ملک  
 میں علانیہ کرنے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم ساڈا ملک مفتوحہ بنجھو واپس دیکر تازہ بیعت تیری چاکری  
 میں رہیں گے۔ اُسے بوجہ عصب اور نفرت کے ان شرطوں کو قبول نہیں کیا اور وہاں سے مایوس ہو کر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کر کے اعانت کا خواہاں ہوا۔ اس وقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط نام  
 مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار  
 انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور جب اس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں ہے  
 اس وقت اس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تم کو چاہیے کہ اب اس کے ساتھ لڑائی بھڑائی مت  
 کرو۔ اس اصرار کے تصور سے دن بھر انگلیہ صاحب اور مولوی صاحب دو انصریح کسی قدر فوج کے ساتھ  
 اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے پیچھے گئے۔ انہوں نے اس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام  
 کر کے ترغیب و ترہیں اس ملک کے لوگوں کو مجاہدین سے برگشتہ ہونے کی کر کے ایک دفعہ مقررہ میں  
 مارے۔ ملک مختصر مدینہ فتح کر دیا اس روز جا بجا اپنے حال اور ایمان پولیس قتل کئے گئے اور سید  
 خاص شاہ رئیس بالاکوٹ جو مسل سادہ مجاہدین کا اتحاد بھی ہو گا ہو گیا تب مولوی صاحب نے  
 اپنے اس ملک کو ترک کر کے سوات کے ملک میں سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ  
 سے سوات تک جانے میں راستہ کے اندر انگریزی عہداری پڑتی تھی اس واسطے ان حضرات نے  
 اپنے ان فوج انگریزی سے جو وہاں موجود تھے سرکار انگریزی کی عہداری سے گذر جانے کی اجازت  
 چاہی انہوں نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کر کے یہ اقرار کیا کہ یہ عہد ایک باہن و اماں کو  
 سرکار انگریزی کی عہداری سے گذر کر ملک سوات میں جانے کی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر  
 مجاہدین اور وہیلوں کے ہوائی نوکری میں تھے ملک کا خان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ  
 ہو کر جب سرکاری عہداری میں پہنچے تو فوج انگریزی نے ان کا حاصر کر دیا اور وہ انصریح فوج جہنوں کے  
 باہن و اماں عہداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تباہیل ہو گئے اور موجودہ  
 گمانہ فوج انگریزی نے اس عہد نامہ کو اس دلیل سے کالعدم کر دیا کہ ان انصریح کو ایسا عہد کرنا تھا  
 حاصل تھا کیونکہ انہوں نے اپنی راہ سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہیں کی  
 تھی اس واسطے اسکی تعمیل ہم پر ضروری نہیں ہے اس وقت مجاہدین اور فوج وہیلوں نے کو تیار تھی مگر مولوی  
 ولایت علی صاحب نے اپنی حادلی گورنمنٹ سے لڑنے کو قہر مصلحت نہ سمجھ کر اطاعت افسران سرکار  
 انگریزی کی اختیار کر لی۔ ان انصریح نے انگریزوں کے سامنے سوات کے طرح لشکر مجاہدین (مخلف لاجو  
 کے رہا نہ کر دیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلافت عرضی ان حضرات کے فرار ہو کر ملک سوات  
 کو پہنچ گئے اور مقام ستخانہ جا کر مقیم ہو گئے۔ یہ مجاہدین خیمہ ستخانہ قریب تین سو آدمیوں کے تھے اور میر  
 اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی ان کے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونو حضرات مع فوج و

تو چنانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیرِ لگرائی افواجِ انگریزی کے لاہور میں پہنچے۔ اُن ایام میں جان لارنس صاحب  
بہادر چیف کسٹرن لک بنگا کے تھے۔ چیف کسٹرن صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھ کر مولوی صاحبوں کا  
استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے انکو لاہور میں لائے اور بہت شرف اور مدد شجاعت اور ہمدردی  
ان حضرات کی کر کے مہمان شاہ رئیس بالاکوٹ پر جو جاسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت  
سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونوں حضرات کے یہاں قریباً بیس دنوں  
حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن آؤدائیں جائیں اور تمام اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار  
انگریزی کے ہاتھ فروخت کر کے اسکی قیمت سے وہیلوں کی بقایا تنخواہ دیکر انکو برخاست کر دیں۔ انوقت  
صرف تریب پاشو مجاہدین کے آپسے ساتھ رہ گئے تھے۔ سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایک روز گورنمنٹ  
انگریزی کی طرف مولوی صاحبوں کو مع کل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے  
خود اپنے بیچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میرمنشی چیف کسٹرن  
پنجاب کے تھے دعوت کی۔ بعد اسکے اپنے بیچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام واکرام مولوی صاحبوں کو  
مع بقیہ مجاہدین کے پیشہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پیشہ میں پہنچے تو اول صاحب کسٹرن پیشہ کی کوٹھی پر تشریف لیگے۔ اُس روز تمام شہر  
آپکے دیدار کے واسطے کسٹرن صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا۔ صاحب کسٹرن نے بڑے تپاک سے باہر نکلا اور  
استقبال کیا اور اندر لجا کر سیٹوں پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونوں آدمیوں سے وہ  
سورہیہ کا چھلکہ سیادی دو برس کا لیا جائے اسی وقت وہ چھلکے تحریر ہو کر داخل ہو گئے پھر وہاں سے  
آپ رخصت ہو کر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق خط اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ  
میں مصروف ہو گئے۔ پھر سے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگوں کو توجہ دیتے اور نماز آموز لوگ  
واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی بھلی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے  
کئے جاتے اور بعد نماز ظہر اس ہوتا اور مولوی عبداللہ صاحب، پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے  
سب طلباء اور علماء اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جس کا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھوں میں لیکر  
بیٹھتے اسوقت صدرِ امیرِ واسطے سے اس درس کے جمع ہونے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا  
بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھو حضرت دوسرے بنگالہ کو تشریف لیگے۔ اس اثنا میں مولوی  
اکبر علی صاحب فرزند خود مولوی ابھی بخش صاحب کا بھائی بھائی انتقال ہو گیا انکی بیوہ کا جو صاحبزادی  
نور و شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقصائے ایام عدت کے منجھو حضرت سے نکاح ثانی ہو گیا۔

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی رتبتہ ان میں تھا جو بڑی دھوم دھام سے سراپا ہوا۔ اس روز تمام اہل براہروی اور مزاحمت ہوئے اور نمید کی دعوت کی گئی۔ اس نکاح میں دو سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نکاح ثانی۔ دوسرے یہ کہ جناب خلیفہ حضرت بروز نکاح واپس موجود نہ تھے اور ان کو اس کے خاتمے پر ملک بنگال میں تھے یہاں ان کی طرف سے زیارت کے لئے حضرت شیخ و بیجا پناہ تھے۔ کیا اور جیسے شاہی بادشاہ جہانگیر نے رقم انکمین حضرت مولانا کا نکاح سنا تو مولانا نے خدایا علی اندر علیہ وسلم کے کر کے انکو مدینہ منورہ کو بھیجا تھا اس طرح بڑے حضرت مولانا کے نکاح کو انجام دیا۔ اس بابی کی کوکشتی پر ہار کر اس کے مع چند ہزار بیان معتد اور حرم کے بچے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کر دیا۔

انجمن دہلی میں جب چچا علی باحدیث اور امین باجگر اور رفیع بدین کا اس شہر میں بہرکت ہوئے تھے۔ حضرت شیخ شریعہ اور تفریقہ متقدمین شہر شہر نے مولوی محمد فصیح صاحب فائزی پوری کو خط بھیجا کہ اپنے مقابلہ اور سیاحت اہل حدیث کے بلایا اور اسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو میں اہل حدیث کو ہار کر دو گئے تو دو ہزار روپیہ تم کو دینگے۔ مولوی محمد فصیح صاحب نے اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اندیشین عظیم شہ کے مکان پر فرود کش ہوئے۔ مولوی علی صاحب اور غیر شمس العلماء مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث پر ہار دینے سے منع کیا مگر انہوں نے مانا۔ آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اس دن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور ان کے ہمراہیوں کی دعوت کی اور بہت سے علماء اور فضلاء اور خاص عام شہر کے بھی جمع ہوئے۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب نے حضرت کے مکان میں پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام میں گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور خواہ مخواہ ہرٹ کر رہتا ہے۔ مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک ایسا لمحہ گھبرائے میں لپکا کر بڑے حضرت نے سناغری چند خاص لوگوں کے ان سے فرمایا کہ میں حق فی الذمہ ہوں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حق کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھ کر خلافت مذہب نامہ اور صیغہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسپر عمل کرے تو وہ مذہب حق سے خارج نہیں ہوتا۔ انھوں نے قول امام علیہ الرحمۃ اتر کر اقولی بخیر الرسول (یعنی میرے قول کو جہاد رسول اللہ کے مقابلہ میں ترک کر دو) یہ رفیع بدین اور امین باجگر شہر میں اور انکا سنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے۔ جب یہاں تک بڑے حضرت فرما چکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ ایسا سنت ہونا عند بعض حنفیہ ثابت کر لیتے



اسی وقت تصانیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت فاضل الدین آزاد باوی وغیرہ وغیرہ  
 پیش ہوئیں بعد ازاں کتا بون کے مولوی محمد فصیح صاحب نے اقرار کیا کہ مولوی ولایت علی صاحب  
 حق پر ہیں اور تصنیف بالذیل پا کر اگر کوئی شخص دوسرے امام کے قول پر عمل کرے تو مذہب سے بے خبری ہے  
 خارج نہیں ہوگا۔ جب تکلیف میں یہ بات طے ہوئی تو بڑے حضرت مسیح مولوی محمد فصیح صاحب  
 کے مجمع عالم بین تشریف لائے وہاں مولوی محمد فصیح صاحب نے باور پکارت کر فرمایا کہ یہ لوگ  
 حق پر ہیں جو انکا مذہب ہے وہی ہمارا مذہب ہے اور جو ہمارا مذہب ہے وہ انکا مذہب ہے ہم دونوں ایک  
 ہیں اسی وقت جلسہ برخواست ہو گیا۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان  
 سے رخصت ہو کر محلہ لودی کٹرہ اسپتہ جاسے قیام پر تشریف لیگے تو انکے مریوں نے اور خاص کر  
 ان لوگوں نے جنہوں نے انکو دو ہزار روپیہ دینے کے بلایا تھا بہت شور و غل مچایا اور کہا کہ آپ نے  
 ہنسی کرادی اور پھر انکو ایسا دیا کہ وہ دوبارہ بحث کرنے کو مستی ہو گئے اور ان لوگوں نے یہ  
 چاہا کہ اس دفعہ تکلیف میں بحث ہو جائے اسلئے جلسہ عام میں گفتگو ہوا اور مولوی داعی الحق  
 صاحب اور میر حیدر دیکر علاوہ اس دفعہ انکی تائید کے واسطے مقرر ہوئے۔ آخر مولوی محمد فصیح صاحب  
 مع معاونین بہ ارادہ بحث دوبارہ مولوی ابھی بخش صاحب کے مکان پر تشریف لائے اور اس وقت  
 جلسہ عام میں بحث شروع ہوئی۔ بڑے حضرت مولوی فیاض علی صاحب کو انکے مقابلہ کے واسطے  
 مقرر کر کے آپ وہاں سے علیحدہ ہو گئے۔ مناظرہ شروع ہوا مولوی عیسیٰ صاحب اور حکیم ارادیت  
 صاحب کتابین کھول کھول کر مقامات بیہوش عمدہ دکھلانے لگے انقضی بعد تھوڑی گفتگو کے  
 مولوی محمد فصیح صاحب مثل روز اول کے پھر محترف اور مقرر ہوئے اسوقت انکو کہا گیا کہ آپ کا زبانی  
 اعتراف اور اقرار جبر نہیں ہے اس اقرار کو ضبط تحریر میں لانا چاہئے چنانچہ وہ کل مباحث  
 بطور مختصر اسی وقت لکھے گئے جسکا خلاصہ یہ تھا کہ حنفی مذہب والا اگر وجہ ترجیح بالدلیل کسی حدیث  
 صحیح میرج غیر مستخرج پر مثل آئین باکھر یا نفع مدین وغیرہ کے عمل کرنے کو وہ اپنے امام کی تقلید  
 سے خارج نہیں ہوتا۔ اسی مجمع میں مولوی محمد فصیح صاحب نے اس کاغذ پر چہر کردی ہر حد مولوی  
 داعی الحق صاحب وغیرہ نے شور و غل کر کے انکو مہر کرنے سے منع کیا تھا لیکن مولوی محمد فصیح  
 صاحب ایسے ہیڈ جب پھنسے تھے کہ سوائے چہر کرنے کے انکو کوئی راہ تخلصی کی نظر نہ آئی۔  
 اس قیام شہر شہر شہر میں بڑے حضرت نے ایک اور سنت ادا کی اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنے شہر  
 میں دستور تھا کہ اگر جب کہ روز جمعہ اول زندہ سچہ کوئی برادری والا اسکی دوسری شادی کے وقت

دوسرے اپنی بیٹی نہ دیتا تھا۔ اس رسم خلاف سنت کے توڑنے کے واسطے بیٹے حضرت نے حکیم احمد علی صاحب کی ایک دختر کی شادی مولوی فرحت حسین صاحب معروف چھوٹے حضرت سے کرا دی حالانکہ چھوٹے حضرت کی پہلی بیوی زندہ موجود تھیں۔ دوسری لڑکی کی شادی باوجود موجودگی زونا اول کے حکیم امداد حسین صاحب سے کرا دی۔ یہ دونوں شادیاں بھی بڑی دھوم دھام سے ہوئیں اور تمام باروری مسیح کی گئی اور اس رسم بد کو ہمیشہ کے واسطے اٹھوا دیا۔

بعد گذرنے دو برس میعاد چنگلہ کے بڑے حضرت نے وہ چنگلہ واپس لے لیا۔ اس ملک ہندوستان میں واپس آنے کا بڑے حضرت کو نہایت رنج و ملال تھا اکثر دوپہروں کو اور راتوں کو زرا آسمان کھڑے ہو کر اور سجدے میں سر جھک کر نہایت سیرازی اور اضطراب کے ساتھ اس ملک سے نکلنے کی دعا کرتا کرتے تھے اور کبھی یہ شعر اپنے حسب حال ترنم فرماتے تھے:   
 ایک ست نکا کو چھوٹے گشتان سے   
 میرا دھن بند ہے تو باندہ خود گل کے گریبان سے +

جب دو برس میعاد چنگلہ کے پورے ہوئے میں چند مہینے باقی رہے تو اپنے دولت خانہ کو غرض فروش چھوڑا فانوس شیشہ آلات سے بہت آراستہ پیراستہ کیا اور صیقل میں عمدہ حیرہ گھوڑے خرید کر باندھ دیے اور عمدہ رنگ کی ترون سے کوثر خانہ سجوا دیا دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا تھا کہ اب آپ خوب دنیا میں بچیں گئے اب کبھی اس مکان اور آرائش کو چھوڑ کر جادوئی گئے لیکن جب میعاد چنگلہ پوری ہوئی آپ ایک ایک اس دولت خانہ سے ہاتھ جھٹاک کر کھڑے ہو گئے اور اپنے چند اصحاب مخلصین کو ساتھ لیکر بارہا تہجرت چل دیے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب کو حکم دے گئے کہ تم صاحب سفر کا تیار کرنا کہے اور گارڈیوں پر لدو اگر مع خیال و اطفال کے چلے آؤ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آراستہ نگلی مکان سے بھی آپ کو اپنے نفس کا امتحان منظور تھا کہ ایسے صاحب طلبہ و فاضلہ کو دیکھا چھوڑ دینا انہیں پریشان ہوتا ہے یا نہیں۔ آپ اپنے سے روانہ ہو کر اپنی زمینداری کے ایک موضع موسوم گوڑھا میں جو پٹنہ سے سات کوس جانب مغرب واقع ہے پہنچے اور وہاں ایک ہفتہ تک قیام کیا۔ اس عرصے میں مولوی عبدالعزیز صاحب بھی مع خیال و اطفال کے وہاں پہنچ گئے۔ جب شہر والوں کو آپ کے کوچ کرنا کی خبر معلوم ہوئی تو صد ہا آدمی وہاں جا کر آپ کے شراب سفر ہو گئے۔ جب آپ گوڑھا نہ گئے آگے روانہ ہوئے تو قریب اڑھائی سو آدمیوں کے آپ کے ساتھ ہو گئے تھے۔ گوڑھا نہ سے چکر موضع کوٹیلو میں جو سو دن دیا کے کنارہ پر ہے مقام ہوا۔ حاجی امام علی صاحب رئیس کوٹیلو نے آپ کی دعوت کی تیاری کی مگر آپ نے اسے پوچھا کہ کیا کچھ سناؤ آپ کے بیان

نہیں ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں طہا ہا وغیرہ کے دینے کے واسطے ہم لوگ اپنے گھروں میں بستو تیار رکھتے  
 ہیں آپ نے فرمایا کہ دعوت کا لبا چڑا کھیرا ست کرو وہی ستو لاؤ۔ انہوں نے لاچار ستو حاضر کر دینے کیلئے  
 بڑی ٹہنی ٹہنی کی نڈروں میں جو سیلوں کے کھانے کے واسطے وہاں موجود تھیں بعد صاف اور پاک  
 کرانیکے اس ستو کو انہیں کھلایا اور تمام قافلہ کو اس اپنے اہل خیال کے وہی ستو کھلایا وہاں کچ کر کے  
 آپ آ رہے پہنچے اور چودھری ہدایت بشیر صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے۔ چودھری صاحب بڑے  
 ذی مقدور آدمی تھے انہوں نے حسبِ حیثیت خود بڑے ٹھاٹھ کا کھانا تیار کرنا چاہا۔ بڑے حضرت  
 نے فرمایا کہ اب وہ پر ہو گئی ہے اگر آپ بہکو آرام دینا چاہیں تو جو میں کہوں اسکو قبول کیجئے چودھری  
 صاحب نے منظور کر لیا تب آپ نے فرمایا کہ کچھ چاول اور دال جو اتنے آدمیوں کے واسطے کھاتے کہ  
 اس ایک دیگ کے بہکو دیتے تھے چودھری صاحب نے جو حسبِ حکم کے چاول اور دال اور ایک حاضر کردی  
 بڑے حضرت نے اسی وقت کچھ ٹہنی پکوا کر اس اہل و عیال اطفال خود سارے قافلہ میں تقسیم کر دی اور آرام  
 سے سو رہے۔ وہاں سے چاکر غازی پور پہنچے مولوی محمد فصیح صاحب جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے آپ کو استقبال  
 کر کے اپنے مکان میں لے گئے اور چند روز تک یہاں رکھا ایک روز مولوی محمد فصیح صاحب نے درخواست  
 کی کہ میرے والد ماجد کی قبر پر ایک تہہ اگر آپ وہاں تک تشریف لیا کر مراقبہ اور دعا کریں تو  
 باعث کمال مشکوری کا ہو گا۔ بڑے حضرت نے منظور کر لیا اور وہاں تشریف لے گئے اول دعا حضرت  
 کی کی اور پھر مولوی یحییٰ علی صاحب کے قبر پر مراقبہ کرایا۔ مولوی یحییٰ علی صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب  
 کے والد کی مراقبہ میں ملاقات ہو کر صحبت ہی باتیں ہوئیں منجملہ ان باتوں کے ایک یہ بات بھی تھی  
 کہ ایک کتاب جو مولوی محمد فصیح صاحب کے والد کی کہی ہوئی تھی اور موجود تلاش کے مولوی محمد فصیح  
 صاحب کو نہیں ملتی تھی اسکا تہہ نشان ان کے والد نے بتا دیا کہ ملائی جگہ رکھی ہوئی ہے بعد فراغت  
 مراقبہ کے جب مولوی یحییٰ علی نے صورتِ شکل ان کے والد کی اور تہہ نشان اس کتاب کا بتلایا اور اس  
 پر وہ کتاب مل گئی تو مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت اور مولوی یحییٰ علی صاحب کے بڑے ہمت  
 ہو گئے کہ دونوں تہہ اپنے ہاتھ سے کھانا لاکر ان دونوں حضرات کو کھلائے اور پس خوردہ کو اپنے گھر میں  
 لیا کر بھروسہ کر آپ کھاتے اور گھر والوں کو کھلاتے ۔

آپ غازی پور سے چکر خلیفہ کو ہدایت کرتے ہوئے ڈیرہ برہن کے عرصہ میں وہی پہنچے۔ اگر  
 آپ کے ہر مقام کے عجائب حالات اور کمالات کو یہاں درج کروں تو کتاب کو طویل ہو جائیگا اس واسطے میں  
 غازی پور سے جنت لگا کر اور اس ڈیرہ سال کے حالات کو قلم انداز کر کے صرف وہی کا سیکھ رہا

سنانا چاہتا ہوں۔ دہلی میں قریب ایک مہینہ کے لکا قیام رہا گا۔ جامع مسجد اور کچھ مسجدوں  
 میں برفریحہ آپ وعظ کرتے دہلی میں آپکے وعظ کا شہرہ ہو گیا قریب تمام کے اہل دہلی اور اطراف و  
 جوارب سے آکر آپکے وعظ میں شریک ہوتے۔ مولوی امام علی صاحب جزمینہ محل کے استاد تھے  
 آپکے فرید ہوسے اور آپکے اوصاف زینت محل اور بادشاہ سے جا کر بیان کئے بادشاہ اور زینت محل  
 کی طرف سے آپکو محبت کا پیام آیا اول تو آپنے ارکار کیا مگر بعد بہت سی اصلاح اور آرزو کمال رضت کرا  
 اور آپکے استاد کے بنا چاری آپنے قبول کیا۔ اس دن بادشاہ نے دیوان خاص میں اعلان فرمایا  
 اور تخت شاہی کے نیچے فرش سنگاف بچھوایا۔ بڑے حضرت مدح صاحبزادگان اور اہل خانہ کے کثرت  
 پتھر آدمیوں کے ہونگے قطعہ میں تشریف لینگے۔ بادشاہ نے تخت سے اتر کر لبہ فرش کیا بہت قبا  
 کر کے بڑے حضرت سے ملانے اور مصافحہ کیا اور پھر برادری اعلیٰ آپکے بھائیوں سے ملانے کیا اور پھر  
 تخت کے نیچے جو سند تکریم لگا ہوا تھا اس پر ایک طرف بڑے حضرت کو بٹھایا اور ایک طرف آپ بٹھیا اور  
 باقی سب تہ اچھی اسی فرش پر بیٹھ گئے۔ ہر ایک کے ساتھ معمولی توابع عطا دیوان کی ادا کی گئی۔ اس وقت  
 صاحب زبڈ ٹٹ دہلی اور دیگر مراد و زراہ اپنی اپنی جگہوں پر باقی رہ گئے تھے۔ صاحب زبڈ ٹٹ  
 اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر جوچھل پلائے تھے۔ بادشاہ نے بعد مزاح پرسی وجہ گدازان کی ہر  
 حضرت سے دریافت کی۔ آپنے فرمایا کہ آپ ہی کہے ہر گون کا عہدیت ہے کہ جس سے اس وقت تک گذر  
 آفات ہو رہی ہے۔ یہ سنکر بادشاہ آبدید ہوئے۔ اسکے بعد حضرت نے وعظ شروع کیا پہلے یہ آیت  
 پڑھی اِنَّمَا اَنْتَ عَلٰی الْاَرْضِ خَلِیْفٌ وَاَنْتَ خَلِیْفٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اِنَّمَا اَنْتَ عَلٰی الْاَرْضِ خَلِیْفٌ اِنَّمَا اَنْتَ عَلٰی الْاَرْضِ خَلِیْفٌ  
 بے تحقیقی اور بے ثباتی دنیا کا بیان اس وضاحت کیا کہ سامعین کی آنکھوں میں دنیا اندھیل ہو گئی  
 پھر سب آپ عذاب شدید پڑنے پر وزیر اعظم نے جھجک کر آپکے گوشہ مبارک میں عرض کیا کہ وزیر اعظم اور  
 عذاب کا بیان بادشاہ سلامت کے سامنے مت کیجئے۔ بادشاہ کو اس سے رخ نیچے گا اور بیان نہ کرے  
 ہے کہ جو عالم اور داخل وعظ کہنے کو آتے ہیں وہ صرف جنت ہی کا بیان کرتے ہیں وزیر اعظم اور آپکے  
 عذاب کا بیان نہیں کرتے مگر بڑے حضرت نے وزیر اعظم کی بات کا کچھ خیال کیا اور عذاب فرما کر  
 حشر اور وزیر اعظم کا بیان اسی طرح کے ساتھ کیا کہ جسکو حکم بادشاہ اور زینت محل اور دیگر شاہزادگان حضار  
 مجلس بہت متاثر ہوئے اور زراہ روئے گئے۔ جب عذاب میں دنیا و دین کی بے تحقیقی کا بیان ہوا  
 تھا اس وقت بادشاہ نے کہا کہ میں بھی کچھ شمار ترک دنیا کی بابت کہے ہیں۔ اس وقت بڑے حضرت نے  
 یہ آیت پڑھی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَآٰتِیْہِ سُلٰمًا وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَآٰتِیْہِ سُلٰمًا



ہجرت کر کے جانیکی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ ہجرت کر کے آپ کے پاس پہنچ گئے بڑے حضرت شب و روز تعلیم و تلقین اپنے یاروں میں مصروف تھے مدد آدمی فخر کو راقب بیٹھتے تھے قوجہ دجانی تھی پھر مدد آدمی اور تفسیر کا سبق ہوتا تھا۔ اس وقت یہ لشکر سلوک حسب ایامی اور طریقہ نبوی کی تحصیل کی ایک خانقاہ ہو رہی تھی کیونکہ پنجاب میں اس وقت ایک ایسے عادل اور بے ریا گورنمنٹ کی عہداری تھی کہ جس کسی طرح مخالفت جائز نہیں اور گو مالک کشمیر کی حالت اتر تھی مگر ستخانہ سے کشمیر بہت دور پر گیا تھا اور نیز راجہ کشمیر سرکار انگریزی کی حمایت میں آگیا تھا۔ مولوی حمایت علی صاحب کا مزاج بہت گرم تھا انہوں نے جہانڈ خان دالی آنک سے بوجہ اسکی شرارت چھڑا دیا کہ چاہی مگر بڑے حضرت نے اس بات کو منظور نہیں کیا کیونکہ اول تو وہ مسلمان اور دوسرے سرکار انگریزی کی حمایت میں تھا۔ یہ بات مولوی حمایت علی صاحب کو ناگوار معلوم ہوئی اس واسطے تین چار سو آدمیوں کو ساتھ لیکر بڑے حضرت سے علیحدہ ہو گئے اور بقیہ مغل تھانہ سید عباس کے پاس جا رہے۔ اس عرصے میں بڑے حضرت کو بارہ بار حقائق ہو کر باد محرم شمسہ ہجری چونٹھ برس کی عمر میں آپکا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپکی تاریخ وفات یہ ہے تاریخ ولایت علی بہرہ بہن حق + باد محرم چہ شد زیر خاک + گواہ آراء سال وفات + شدہ پاسے

سیرت پیر دوس باگ

بعد وفات بڑے حضرت کے بیٹے حضرت امیر ہوئے مگر شمسہ ہجری مطابق شمسہ امین اککا بھی انتقال ہو گیا شمسہ ہجری میں یہاں ہندوستان میں چھوٹے حضرت نے رحلت فرمائی اور آپ کے ایک برس بعد شمسہ ہجری میں شاہ محمد حسین صاحب کا بھی عالم بالاکو وصال ہو گیا۔ تب ہندوستان میں سچا سچ چھوٹے حضرت اور شاہ محمد حسین صاحب کے مولوی بھائی علی صاحب مقرر ہوئے۔ اور کام و عطا اور درس و تدریس و جمعہ جماعت صادق پور اور ننوہر یہ دونوں جگہوں کا انجام مہینے لگے اور وہاں مستخانہ ہزار بعد وفات مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد ثانی علی صاحب کے مولوی عبداللہ صاحب پسر کلان مولوی ولایت علی صاحب کے جانشین اپنے والد کے ہوئے جو غالباً اس وقت تک زراہ ہیں شمسہ ہجری مطابق شمسہ ہجری کے قدریں مولوی بھائی علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب پسران مولوی الہی بخش صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب پسر مولوی فرحت حسین صاحب عرف چھوٹے حضرت تید ہو کر کاسہ پانی پیچھے اور صادق پور کا کل کارخانہ درہم برہم ہو کر مکانات سکونت تاک ان بزرگوں کے گھر و اگر چھٹا گھر بنے لگے مولوی بھائی علی صاحب اور مولوی احمد اللہ صاحب کا وہیں کاسہ پانی میں انتقال ہو گیا۔ اور مولوی عبدالرحیم صاحب رہا ہو کر تاریخ شمسہ امین اپنے وطن کو تشریف لے آئے +

تاریخ وفات مولوی یحیی علی صلیا + ۵۰۰ جو کہ یحیی علی ستودہ خصال + عالم فدا و متحیرت بود + ح  
 یکش گزشت مجلس تن + راو ملک صال حق پیود + ہاتھ سال آن از روی علم مرضی التدریج و تدریج  
 تاریخ وفات مولانا احمد اللہ صاحب ۵۰۰ چور خدا مولوی احمد اللہ + متقی مزید یکم نصاری + شب  
 ماہ ذی الحجہ ۱۰۲۵ بمست و ششم دینا و دون شد بفرودس علی + بتاریخ فرشتہ مذکور ہاتھ + ہاگشتن  
 مؤمن از سخن دنیا + تاریخ ربانی اسپران از بزرگ پور شہر بلبرہ سے چند انگلی آوا دینا + کہ بودند  
 اہل علم و فضل راہبر + برایشان با جود و بھر پور + چشہ حکم دوم جس معاور + از اینان چند کس خود در  
 قید + ہاگشتند باقی ماندہ آخر حکم دایسہ سے قید صر مند + کہ دادہ بر دایا جم دافر + یکے از ان مولوی عبدالحکیم  
 است + کہ وصف + انگیزد در دفا تر + چو کہ دم فکر تاریخ ربانی + ہر ایستہ خوش آمد بخاطرہ نظیرش کہ تواند  
 یافت + کس + کہ باشد در حق تاریخ ماہر + پس از طول زمین اکھ شد + ہاگشتند اسپران خزانہ + حروف  
 صد بیان سال ہجری + سنین عیسوی انوشتر ظاہر +

ملکہ ہندوستان میں عمل باعدیت کا چرچا اسی گھر سے شروع ہوا مگر مولوی ولایت علی صاحب اڈکے  
 پیر لوگ بالمشفق حنفی المذہب فائل ترجیح بالذلیل کے ہیں۔ یہ لوگ اپنے تئیں اہل حدیث غیر مقلد نہیں  
 کہلاتے بلکہ اپنے تئیں سب سے بڑا حنفی المذہب جانتے ہیں ہر مسئلہ حنفیہ پر جب تک کہ مخالف کسی اور  
 صریح غیر منسوخ کے نہیں ملے کرتے ہیں۔ مگر المستقیم اور تنویر المبین پر سید صاحب اور مولانا محمد علی  
 شہید کا بھی یہی مذہب مافوم ہوتا ہے۔ یہ لوگ کسی غیر مقلد یا معتقد کو برا نہیں جانتے انکا اصل مطلب  
 ہے کہ بذریعہ سلوک راہ نبوت و ولایت کے توحید اور اتباع سنت میں بچے جو کہ اللہ کی محبت کو حاصل کرنا  
 چاہتے سو محبت الہی کے حاصل کرنے میں مقلد اور غیر مقلد دونوں سوا ہی ہیں اس واسطے اس گردہ میں مقلد  
 اور غیر مقلد دونوں اصل ہو کر تحصیل سلوک کرتے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کو برا نہیں جانتا +

یہ بزرگ اندکی راہ میں پیشہ ہوئے تھے باوجود خانہ دانی امیر مہیکے انکی وضع گزراں بہت سیدھی  
 سادی اور تکلف سے خالی تھی انہوں نے اپنے مواضع کی بامنی کو کبھی ایسا رویہ نہیں سمجھا سب کو اندک  
 ال جانتے تھے۔ ہمیشہ دین سوطلباء و مسترشدین انکے ہاں جمع رہتے جو دال جہات وغیرہ اہل قافلہ  
 کے لئے پکڑاوی یہ بزرگ اور انکے گھر واسے بھی کھاتے تھے۔ جب مولوی عبداللہ صاحب اور مولوی  
 ہدایت اللہ صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب اسپران مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عبدالحکیم  
 صاحب اسپر مولوی فرحت حسین صاحب کی شادی ہوئی تو ایک جوڑا بھی نیا کپڑا دیا دیا دہن کے  
 واسطے کبھی تیار نہیں ہوا۔ پڑا ئے کپڑوں کی مرست کر کے پہنا دیا کرتے تھے۔ ان بزرگوں کے وقت

میں خیر و برکت بھی عجیب قسم کی تھی فصل کے وقت کچھ غلہ خرید کر کوٹھڑیوں میں بھر دیا جاتا تھا جس کو کھٹی  
میں تختیاں پندرہ یا بیس میں غلہ ہوتا اس میں سے روزانہ پانچ چھ من غلہ دوڑو۔ قسٹ خرچ ہوتا اور پھر  
اور قرین میں بیٹے تک دہ کو کھٹی خالی نہ ہوتی۔ باوجود اس گھنیر خرچ کے ڈھائی تین سو روپیہ کا غلہ  
فصل بھر کے واسطے کافی ہوتا تھا۔ ماہ رمضان میں ایک یا دو بار اس گروہ کے تمام مرد و عورتوں  
کی ان حضرات کے ہاں دعوت ہوتی اقریباً پندرہ میلہ ہزار مرد و عورت کے دعوت میں جمع  
ہوتے لیکن کھانا چھ سات من سے زیادہ نہ پکاتا تھا۔ جب کھانا پکا کر تیار ہوتا تو آپ قبل از  
تقسیم شریف لاکر دیگوں کو اپنے ہاتھ سے کھو لکڑا ایک ایک اٹھا اٹھیں سے تناول فرماتے اور اپنے  
پس خوردہ کو دیگ میں ڈال کر اُس کے موہہ کو بند کر دیتے اور برکت کی دعا کرتے اور پھر تاکید کر دیتے  
کہ دیگوں کا موہہ کھلا نہ چھوڑنا تب تھوڑا سا موہہ کھو لکڑ کر دینے میں ڈال کر کھانا تقسیم ہوتا شروع  
ہوتا پھر اٹھیں ایسی برکت ہوتی کہ اس کھانے سے پندرہ سولہ ہزار آدمی سیر ہو کر کھاتے اور کھانا  
بچ رہتا جو اہل محلہ اور قرابت داروں میں تقسیم کیا جاتا +

بڑے حضرت یعنی مولوی ولایت علی صاحب کی فرسی تصنیفات بھی بہت ہیں۔ سارے عین  
فی احوال المہدیین کے جامع بھی آپ ہی ہیں۔ ایک سو سالہ موسم با محبت بھی آپ ہی  
کی تصنیف سے ہے بتیس سالہ موسم تیسیر القلوہ بھی آپ ہی کی یادگار سے ہے۔ آپ شاعر  
بھی بڑے تھے بالبدیہ شعر کہنے میں آپ لانا فی تھے ایک تہ لوگ ان کے شب برات کی عیدی کو  
آپ سے درخاست کی آپ نے دو عیدیاں اُسی وقت لکھ کر حوالہ کر دیں ایک یہ ہے عیدی آئی شب  
برات کر رہے تھے دم دعا ہر دون کو میرے بخت سے زندوں کو بخدا + پڑھنا نماز رات کا ہر گنہ بھولو  
جب روز ہوئے روزہ کرو رب کا تم ادا + (دوسری یہ ہے) آئی شب برات کھلے ہر عین کے در  
مردوں کو آج حلا کھلائے میں گھر بہ گھر + دیکھ چھو درین و چراغان پھیلو مٹی + مثل ہندو طرز والی ہر گھر

حصہ پنجم

مجموعہ مکاتیب احمدی

سید صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پس و پیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کیے ہیں جیسے  
آپ کے اکثر سوانح اس لئے مکتوبات میں ہمیں سے میں نے یہاں یہ مجموعہ مکاتیب لکھا ہے سوانح  
میں داخل کے بہت سے خطبے اور روز مرد و پرہیزگار دانی اور غیر بہت سے خطوط و رسائل و دعا میں



و خواجه بام سید صاحب و رفیر سید صاحب کے مکرمہ کر فطوہ مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد  
مراقبہ و مشاہدہ اور کرسی نام سے پیشوا یا ان طریقہ و غیرہ شامل ہیں جسے بغیر اس شخص کے ملاحظہ کر کے نکلنا  
کل متفرق تحریرات کے جو ان میں شامل ہیں صرف ان کے مکتوب جو کتاب اس مجموعہ کے تحت یہاں شامل  
کر کے اصل شدہ کسی مالک کو دیں کہ اس شخص میں کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہیں ہے  
جو اس کتاب میں نہ آچکا ہو اور چونکہ یہ مجموعہ رکاتیب احمدی ہے اس واسطے میں غیر ان کے خطوط اور  
خطبہ و کرسی نام و غیرہ اس میں شامل نہیں کیے +

نمبر ۱ مکتوب از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبدالغفر بن عبدالغفار صاحب دہلوی کے منظر  
بسم اللہ الرحمن الرحیم - از فقیر سید احمد بنجاب خلائق باب حضرت صاحب محی السنۃ و الناس البیۃ حضرت  
علی الحامدین و ادریش الانبیاء و المرسلین شاہ عبدالغفر صاحب و است برکاتہم - بعد عرض سلام سنو  
و تقدیم تعظیمات و تکریمات و ادایہ اخلاص حقیقت عبارت عرض آنکہ - اتھمد کہ فقیر و تمام قافلہ ہجرت و قاف  
تمام در کراہی و آخری و شعبان تا وقت تحریر در آن بندہ میں بہتیم و بعد از حج عنایت زیارت برینہ منورہ  
و ابریم اللہ تعالیٰ بعد ازین خود حج میرور زیارت قبول نصیب فرماید - امیدوار و عیدہ وانیہ تبرکات جناب  
ہستیم بفضل اللہ تعالیٰ درین فرسعادت اثر ثبات دعا یاات و فیاض و زکاء حضرت رحمان علی شانہ  
ابن فقیر یافتہ است پادہ اذان کہ اس وقت منقطع آن بقید تحریر میسرست بنا بر فقرت خاطر مقدس آنجناب  
و سایر برادران کومنین کہ بسا اوقات ایشان در خدمت سید در درین عرصہ ہم اہل انعمت و تعالیٰ صبتہ  
کہ صورت از صورت شکست و رافضائین عرضہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات بر حال  
فقیر ابتدا و آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایت ہامند و لگہ یدہ و عافہ و مدد بفضل اللہ تعالیٰ نوبت  
بہ انجمن معاملات رسیدہ و امید داری و عیدہ وانیہ علی الدوام است تاکہ حق تعالیٰ بقصد اعلیٰ و مطلب استی  
رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل ہما میر خلائق نزد چہرہ بر و لگہ کار آید پس بخدا انہا نیست کہ در  
توہمہا سببہ و انگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بلاد و سند و غیرہ بسیار و بکار میانداز کہ از صبح نوبت  
ہنیم شب میرسد در ہمان ایام شبی بچنین کاری کہ در خانہ خود مشغول بودم و مکان نوتیا و مختصر از سچی و  
ترہ و برادران کومنین با مدد و اعانت و تہائے نیک مکان بنام شدہ بود در ہمان مکان بودم کہ روحانیت  
آن مکان نمودار شد و سرکہ من کمال ماندہ گرفتار و ملال بسیار گرہان استیاد چیزے و دیگر از مخلوقات  
اتھمہ غیبیہ ہم ہما بخاہر بود و روحانیت مسطور و سبب اندہ و ضراب خود و مخاطب آن چیز دیگر شدہ  
گفت کہ فردا آقا سے نامدار مارا گذشتہ خواہند رفت و اگر یہ بسیار بگوئے غلبہ کردہ بود کہ قلعش درین نیز اثر کردہ

در این هم گریه آورده و با آنکه تباری خود هم این بندگی است و در آن زمان همانست که در حق تعالی عرض کردم که این همه آنست که در این روز غایت از تباری است و اما تباری من نه از این  
 عاجز اند که کسی آنها را نمی پرسد و ممکن است اگر آنکه بنده میرود و آن کسانها بر دلی آیند و می دانند می کنند  
 این آنست و البته اینها فضل است و فی الحقیقت این محبت با نیست و مکافات و تسکینش  
 تو خود را مرا احکم شد که باشد بگو که ترا بجهت خودم بدو این خطاب است به هم می شنید لیکن من هم  
 حکم بجا آوردم و با آنکه این بشارت گفتم خوشوقت و آسوده گردید و تسکین گرفت و روزیکه از دلم  
 روانه شدیم و در کشتی با سوار شدیم چنان هم گشت که کشتی فلانی ازین کشتیها غرق خواهد شد و آن  
 کشتی از سبابه مردم باز شد و بر آن کشتی دیگر غرقان معین شده و انهم که اگر غرق کسی خواهد بود  
 پس من هم بوجهی هر چند غفلی شده باشد در آن تقصیر شایم که اگر کسی خود در آن کشتی خودم  
 از جانب غیب از شاد شد که کمال از غرق نخواهم کرد - شکر آبی را که او را که آشتی دهد شد که همه با سبابه  
 در خلعت رسیدند و هرگاه از کلمات روانه شده به سبابه سواریم و آثار ریاست شیرین منقطع گردد و مردم  
 در کشتی که الی این است و شرکت و در بدو و طمطراق که حق تعالی او را عطا فرمود و بهت پدیدار گشته با فقیر را  
 کرد و مقام و سواجیه مقام و الفاظ کلماتش بنیاد نامه و اما بنقد حق است که حسب عیدت خود می نمود  
 و در خواست می کرد که آنجا است و تقدیر و آنکه سبابه پیش او کرد و شود چه که گاه است او را ندیده بودم و  
 او کمال شرکت و بدیگری پیش آمد از شرکت و بهت آن شجب شدم و اما از آنجا بخالی شده و از او جدا  
 جل جلاله هم حاصل بود و هرگز خفته و غفلت از آن سوار بود و چون بهشتش دیدم و در خواست او معلوم  
 کردم و عیب و ترس آن سلا و نفس من از ترس و پرده آوین خودم و در جواب آن گفتم که من تو پروردگار  
 خدا تعالی استیم و از انجا که کار هرگز است و تا انجا که هم برود که تو من و آسمان و زمین و همه چیز بدست  
 قدرت ما که خود یکسان استیم و درج و ثناء و عظمت و کبریا فی حضرت حق جلالت عظمت بیان نمودم  
 آن روح این زبان شنید از سواجیه امر رفت و اما شادان معلوم می شد و آنوقت که چهار مقام رسید  
 که به قاب و مری معروف است و آن مقام شهر است که در چهار پا تر زل و حضرات بسیار می شود  
 و جاسه خوف است در چهار نام همیشه پدیدار گردید و در آن را سید و مدان و غیره منظره و در هر  
 پیدایش با وجود یکجهان این فراخ و بینا در و گران بود حتی که در جاسه دیگر ترش مردان نشسته  
 هرگز محسوس نمی شد آنوقت تباری نمودار شد که از جانب میرفت و از شاد شد که اگر ترا غرق کنم چه خواهی  
 و که اسم کس را خواهد بر آورد و عرض کردم که خداوند اگر غرق شدن من پسندیده نیست و مرا غرق کنی شایم

مرا خداوند بگشاید و بزرگو و شکواری چون کند هرگز را ضعیف برآوردن نیستم و دست خود بدست کسیه نمی خورم و دست خود  
 که به قسم توان گفت نمودار شده و فرمود که ترا عقیق شهادت نمود و چون که چهار جوانی بزرگواران رسید و گفتند  
 که و آن روز نیشنبه ناخداست چهار جوان فرود آمده به بندر گذارفته و این فقیر و غریب خواست نزول آن  
 چهار کرد که فرود از جمعه است و این زمین عرب است نماز جمعه در اینجا گذاریم و فقیر را تر و سب بود که حیایا  
 اهل قافله را خصوصاً زمان را بنسب عیب نیست فقیر را بچه و تشنه خواور و سیر فرود آمدن خود شد و  
 بودم شب جمعه که یکدیگر بنظر آمد و آن روز در این سیدیم و اندیشه آن بود که بسیار قراقران و قتلای اطراف  
 باشند و شروع شده بود که گاهی قراقران و قتلای اطراف بر مسافران میزدن می کنند و غارت می نمایند  
 آنچنین چنان تا بگذشت و در مخالفت و عیانیت بهر حال مر جود و مر جوار جناب ایزد است و در فرود آمدن  
 از چهار فرود آمدن سید بود که از بارگاه رسید و بنیاد طلاق از هم از عین جانشانه بشا است یا قسم این  
 که تو بعد از این دعا بنهار را به بارگاه رسید و در این بشارت هر چند اهل قافله که در آن چهار فرود  
 همه شال بود و لیکن خود و حیات اقربا و اقارب این و اجزای آن را دیگران در آن بشارت پیغمبر می شد  
 بسیار جمعه که نزدیک سوار شده متصل که در مدین گذاره رسیده بعد از آنکه چند گفت فعل و عا با کرم  
 بحمد الله حاجت آنرا از سوخته بود و در شرور رسید که از جانب عیب بحال کسیا که تیره فقیر بود و  
 عیانیت خاصه بقدر متوجه شد که آنرا به پوشانیدن خلعت راست فاخته که از نو شود و در خاصه و افرا  
 تعبیر توان کرد و این حقیقت مشاهده فقیر بتفصیل می شد در رسته قدیجا اندازها بجانان حج که در آن  
 چهار سوار بودند من بعد از سواران چهار که اهل قافله در آنجا بودند من بعد تمام با اهلان پروست  
 فقیر متوجه شده که مفسد نشخوش غدا آن بودیم به اینها مفهوم میگشت و سابق از این عانته بر زبان  
 فقیر احوال فرموده بود و آنکه حاشش این بود که این دیار و ملک و جوار تو و منیه نیست علی الله علیه سلم  
 و ما را بقتل خود در بخار خائید پس عیانیت فرایضا با عینها مخصوص نیست تا آنچنین بود و بعد از آنکه این  
 معنی معروض گردید و بجا بقتل ظاهر شد و نیز به نشر بامیت و در ملک عرب از دست فقیر و سیدان آنرا  
 تا قایلیم زدم بروان مژده میسر شد و بشارت خاصه در حق این فقیر چنان بود که کمال محبت و مودت  
 خاص ارشاد شد که تو هر جا که خواهی بود و در راهی و طلبش چنان می فهمیدم که چنان خود بر دست  
 بیاس خاطر و تقصیر و کفایت هر کار و مودت کرده بود و متفصله عموم و فرط کرم از که بیان می باشد همچنین  
 آن اکرم الماکرمین جل مجد و حسب عظمت و علم شان در حق این فقیر و عا احسان و اکرام فرمود و  
 در محافیه کینه نهفته شد و زمان بسیار در آنجا بخت می کرد و روزی میزد و دست کم برین فضا

آئینه جناب ایزدی انعامه عجیب یکه و شتر سنگی خودی و ترس از عاصی خودی بکندت با توفاد سبک  
 لاکه لعل لب بالا بان در پیش لاسخ بود و توسط و توسل باین فقیری شود و در خواست دعا می کرد و  
 جوش رحمت آئینه در آنوقت آواجا می آن پیر مرد که صراحت معاشه می شد که در این جناب سعادت آئینه  
 فورا بر زندانیا عموم و شمول آن معلوم می شد که در جوش رحمت دریافت شد که هر که سال حج خاک  
 بسبب تو بنابر آن که خود آنجا اختای بود همه را بخشیدم و چون که چهار صنادیدی طبع رسیده و استعداد و احرام  
 کردم فقیر غسل می نمود و چند س از در نقاشی شده و او در واهانت در آن کار و یک روز در حضرت و شیشه  
 در حق همه که این عمل می نمودند معلوم شد که همه آنها آرزویده شدند و من بعد که وقت تبلیغ رسید شخصه  
 در آن مجمع سبقت کرده به تبلیغ آواز خود را بلند ساخت و می پیوسته با غنی و رسید که هر که پیش از تو تبلیغ می گوید  
 تبلیغش را مانعی شوم و در حصول شرف سعادت و دخول در که منظر هرگاه که از میرزای طوسی که شسته  
 متوجه گردا میدیم تا از آن راه در آنیم حالش عجیب باین فقیر بود که شرفش متعذر است طاری و نو و از دقت  
 که بر همه حضار آن واقعه اثرش نمایان می شد ای یک که سیاه فیم باین گفته جز باطله مشافیه صریح بود  
 و اجابت و قبول آن میدیدم و در دعای آنوقت فسخ شده بود که بخوبی تمام سلب بر عرض میکردم و آن  
 حال این همون بتعبیر عجیب زبانم آسان شد که مردم باشند که کار شریفه و از بلود و در دست بجوم  
 باین تو رسیده اند و اینها را من آورده ام و چنین و چنان خوانا شد و آنحال عجیب بشارت حیرت افزا  
 پیش آمد باین کیفیت که اینها را چه گفتند اید یعنی آنها خود سخن کمال رحمت و عنایت اند و خصمه سبقت  
 می دارند اشارت به رحمانی بود که شریف و تفصیلش همین است و این گفته با و است که ما خود از سبک گرفته ما  
 انصافه بخارا بخشیدیم و آن روزش فرمودیم من باین خاطر و موافقت سید که اما این عنایت مختص با حیات  
 یا احوال هم و فعل اند که یا رحمت متوجه بقدر شده ما نسبت از آن می کنند که تفصیل گمان سبقت و صفت عام  
 را خاص کن من میدیدم که هر که از آن آرزو شده رسیده بود و آنانکه به سبقت گرفتار بودند و مالی و مخلص باخته شوق  
 می شدند و این مغفرت عامه تمام مومنین رسیده هر که اراد دل ایماست گو صلیف شده با خدا و این مغفرت  
 محروم نمانده و رسله القدر رمضان شریف و ما بسیار ثمن و مصلحت کرده شد و اجابت را متوجه آن  
 و خدا و پیر که همه قبول در رسیده حق تعالی آثارنا بوقوع آورده جلد تر جلوه گرفتارید همه مسلمین بریدن آن  
 سرور شادان شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب هم که این عرضی بسیار شریفه خواهد رسید متوقع و  
 مرحوم است چه اینهمه بشارت اند و ثمرات و توجهات جزایه و ادعیه نبیه آنجناب است و آئینه را ترقیات  
 برکت ادعیات ذکیات امیدوارم و در جاسی و اثنی است که دعا فرموده باشند و فقیر و تمام شفعین



است یدر قتل آن شخص جو امتیاز بود که در آنجا که رضایت اول مسرت و فاعدا  
 مع الحما (یعنی) سنا تری نمود و در زمان هزار بلکه بیست و شمس از اصفاف و درود  
 و سلام با انواع خضوع و اکرام بر پشاه که جود بر نام و پیشواست هر خاص و عام  
 که با دایه ضمنی نعمت مشهور است وانی وانی یا ایها الشیخ جبار  
 السکفان و المتفیعین و اعلی علیهم و ما و اعلی علیهم و اعلی علیهم  
 امیر است و با جبر است و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 المتناهیون و الکنین فی قتل یوم و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 لکن یوم و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 تفعلی الاصل و اعلی علیهم و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 و اجاب که شمسین شرافت است و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 و رضایت الله مشرف گردید و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 نعمت حق الله و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 بند و پرو و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 با همه المؤمنین که این اسم است و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 خواه اشرف کرام باشند خواه اجلا فیه گرام - خواه از علمای کرام  
 باشند خواه از عوام خاکسار خواه از اهل کین و سنا تری و سنا تری  
 و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 نوع انسان است و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 نه استغراق ایشان در مشاغل و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 کمال لایزال تحصیل رضایت رب و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 خست ازین مال و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 اکتساب مارج و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 زمان نه امتیاز نام و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری  
 شمار بندگان و سنا تری و سنا تری و سنا تری و سنا تری









آمد و رفت پیوسته در دو نشیب و فراز فتح و شکست و یزد و چنانچه احوال در همین معنی سرگرم اند و چنانکه از بلندی عزم  
 اند و بپاک با بکله نامردم آجان و در بدن داریم و سر برین مشغول همین کار و باریم بعد حیل و فن - ابصار  
 زبان شکر حق بیایم که با طاعت مالک است و شغل داریم و محض طالب رضائے حق هستیم و از غیر او چشم و  
 گوش بستیم و از دنیا و مافیها دست برداشتیم و محض نوحه الله حکم جبار و بار را شتیم از طلب مال منال و جاد جلالت  
 و امارت و ریاست و حکومت و سیاست خیریتیم و هرگز طالب غیر حق نیستیم - ایم هر چند عاجز و خاکسار  
 و ذره بمقدار اما با شک و محبت حضرت حق مست و سرشار از محبت غیر حق بالکل دست بردار - نه با  
 کسی از امرائے سلیمان منازعت نمایم و نه با یکی از رؤساء بنو نین فالفت - بلکه از ایم مقابله داریم و نه با  
 نه بیان سلام - صرف باد از دیوان (این سه قوم که مراد است جو سپر بال لمیے لمیے رکشته بن) مقابل  
 نه با کله گویان و اسلام جویان نه با سکارانگیز می خاصیت داریم و نه هیچ راه منازعت که از رعایای او  
 هستیم و بجا پیش از مظلوم برآید - چنانچه که معنی معلوم هر خاص عام است و تسلیم طوائف ارام لیکن حیف  
 حیف که سردار پادشاه در گزاردن معنی فحشید و از فقر حق شناس اسلام را دید و سخن این بیگو نه بگوشت و پیرش نشیند  
 نه ستم از اربابان بدجه من الوجوه بکام جان نشتید بلکه بوسه از غیرت اسلامی نشیند نه با که مجاهدین مثل  
 و خوش بپزد و در پی فقر حق مجامع مسلمین بر سر و ویر چنانچه ما دست قدیم او است که در تفریق هموع مجاهدین  
 بنابر تاسد جنود و معاندین مساعی بلیغه بیایم آورد و از انکالات فرستاد و گویا است خود می شمار و چنانچه  
 یعنی بکرات و مکررات از منعه ظهور رسیده و حضور جمعی کثیر و جمعی غیر از منین این دیار و مسلمین این  
 اظهار این فحش اعمال اشیاع افعال از صادر گردیده آنچه در مصاف و زیر فتح خان با کمال اشرار و معاد که  
 سردار عظیم خان با بخار ناکار از واقعه گردید و معلوم هر خاص عام و مشهور در میان جهود انکام که پنج  
 کفر و عناد و فسق و فساد و جبهه تمام در اول اسلام نشانید و خاندان سلطنت و خلافت و دوران  
 امارت و جلالت و جود مجاهدین بلکه جمیع مسلمین در بلاد و دور دست و اطراف کوه و دشت بپس سر  
 سلمان و پراکنده و پرتیان گردانید و قتل اوف اهل اسلام و شک صنف حریات ارام و سائر قیام  
 اجرام که از کفار تمام به نسبت بهر خاص عام صورت بپست همه در کتاب اعمال او کتب گردید و تخریب  
 مساجد بزرگان و هزار و تخریق محابله عد و شمار و حقوق انواع مذلت باراکین ذوی الاقتدار و انصاف  
 حضرت با کین ذوی الاضطراب و اقسام ظلم و فساد و جناس منی و عناد که از دست کفر و مکر دین بر سر  
 کافران دین گذشته همه در حساب افعال او محسوب بچنین درین نوبت هم چون اجتماع غازیان  
 جلالت شمار در فاقه این عاجز و خاکسار بنابر اعلائے کتب پر و کار و اعیان کشت سید مختار پیش

گرویده وقت مقابله و مقاتله و محاربه و مضارب و در پیش رسیده بود این سرور مذکور هر چند از ابتلاست ظهور این  
 نور و در حل حسد منزل خود و عزم غمناقت میباشند و در سینه پر کینه تخم سازند و میکاشند. آخر الامر در  
 مثل این وقت که هنگام توجع و خروج بجز خفا بود و تامل انداخت و توبه و تفتنگ داد و عداوت و فتنه دور  
 داد و اساس شقاوت و شقاق بر نهاد و سکر سلیمان از تفریق ساخت و مقدمه جهاد را در حقوق انداخت  
 و بر دو قاعده و اصل و بنیان کفر و فساد و بزم خود حکم کرد و بنیاد اسلام و جهاد را منهدم کرد و ریاست  
 باطله را منظم نمود و امامت حق را تاختل داد و برین آنگاه آنچه در اهلک این خاک را تلافی نماید و بقیه  
 جود و جبهه و فوج و سوار و پیاده و کماندار و زاهد و عابد و حق شناسی پدید خود نمود و جمیع را از غلغلان نهانی و مکاران  
 نهانی در زمین کار و بار شنبه روز دوازدهم آید آخر الامر نوبت بلاد را زیر چکر سوز ساینده ضلالت و غیبت و بیخبر  
 بحال این عاجز ضعیف مبذول بود و تهر و پاک قدیر در حق بر خایان این خیف بسان سیف سلولی -  
 اگر همان کثالت ربانی و حمایت رضائی شامل حال این خسته بال نمیشد فی الحال کمال استیصال و دیوانه  
 لباس ظهور و ناسوتی میدیدیم و پیر و پادشاه و در اساسی نور و کمال و جبر و سبب و مضر که این جباران نامشعشع  
 و ظالمین با اقتضای بقدر شجاعت خود در احکام این تیره و تار و بیخبر و بیچاره و فانی ضلالت  
 در حق این منصف عباد و فرنگدشت خیر گذشت آنچه گذشت - اما حجب و تاراج و تاراج و تاراج و تاراج  
 زانماز یکسال گذشت ازین قبیل افعال و دست برداشتی شود و همین بله لیل و نهار میروید و میماند  
 که برائے قتل و تهمین و مجامعین هندوستان نه برانگیزد و آبرو بسیار از دوستان خیر نیت - و دست  
 راه و وصولی و مصارت مجامعین گرویده و در ایلات جمع مسلمان چپ و راست دودید - الله الله بحسبت  
 کفر و فحشه چه بلاست که گشت که از راه اسلام بر ملا برگشت و در موالات که کار و آبکار چه حسیست و حالاک است  
 و در عداوت و دشمنی و بار چه بفرنگ و لبه پاک و در ایلات مومنان کفر و تمرد وین نهایت سرگرم است و در  
 اختلاف و مشرق اهل دین بغایت بی شرم اعانت و سائے کافران را از آثار ریاست میسر و عداوت و مشاق  
 مسلمانان از احکام سیاست بهر صورت کافران بهر صورت نمایند و باخوت و بنا و آن فاجرین بغایت تکبر - و کما  
 حقوق مجبور سنانی فتوت می شمارد و ادائے حقوق رسول مقبول و مخالفه مروت - بحسب است که با وجود  
 ادعای اسلام در بدخواهی رسیده الانام و غیر خواهی تمت کفره لئام به نسبت کفار با انجام هم سابق تر است  
 و در ایلات و عداوت و دشمنی و بار چه بفرنگ و لبه پاک و در ایلات مومنان کفر و تمرد وین نهایت سرگرم است و در  
 لוחان صاف طینت و سینه صافان سلطه طوبیت و مقدمه موالات آن کافر و رومی و سیاه مقام عذر گشت  
 بدتر از گناه آنجی اظهار میکنند که موالات کافر لعین محض برائے حفاظت مشاغل دین است و عیاست

نور سینه صافان سلطه طوبیت و مقدمه موالات آن کافر و رومی و سیاه مقام عذر گشت

نور سینه صافان سلطه طوبیت و مقدمه موالات آن کافر و رومی و سیاه مقام عذر گشت

نور سینه صافان سلطه طوبیت و مقدمه موالات آن کافر و رومی و سیاه مقام عذر گشت

[illegible]



[illegible]

و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وآله و اصحابه و جمعین

خبر از کتب و از جانب امیر المؤمنین رسید احمد شام رسید و از یار محمد خا  
از فقیر سید احمد کج دست عهد خوانین عظام قدره اراکین عالی مقام خلعت آتیه جلالت انتساب  
والا من اصعب کثیر المناقب سر در یار محمد خان صاحب سلیم الله تعالی - بوزار سلام مسنون و در عاصه  
اجابت مقرون و اضع آنکه - رقیه که پدید موضع خوشی نشد فقیر رسید مناین مندرجه عاصی که دید محمد  
حقیقت الامر آنست که این فقیر از نه گان اطاعت شعار و مطیعان انکب مختار است بجزاک علی الاطلاق  
و ملک الاستحقاق جلالت قدرته و عظمت رحمت کسی از خطرات و مکیه از کمالات بر سر خود جاگرمی و از دور  
حق خود منعم نمی شمارد و هیچ یک از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتماد نمی دارد و هر چند غنی بر ضامن  
موت و زحار و دوستان فقیر و اضع دلایل است اما بنا بر مزید تاکید از بطریق تجدید میگویی که خداست پاک  
را جل جلالت و عز و کرامت پنهان و آشکارا و عالم بحسب خفیات و اسرار است گویا می گفتم بجهنی که آنچه  
و اعیبه چهار و عزم از الله شاد و در زمین (رسول الله) صلا و طهارت و کرامت طلب مال  
و عزت و جاه و جلال و شجاعت و بارت و سلطنت و نام و نشان و در دنیا و آخرت برگزین هرگز مغرور  
و مخلوط نیست آنچه دعوت مسلمین بسوئے اقامت این رکن رکن از فقیر صادر میشود و از دست  
ایشان بسوئے رضامندی حضرت رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیه افضل الصلوة و التسلیم است  
و هیچ غرض از اغراض خشیسته دنیا و دیر میان نه و الله علی ما نقول و کلیل پس فقیر از انجا که این جلد  
جهنمین معنی منظور است که مثال حکام آیه که در قدسه قتال اهل کفر و ضلال دارد شده چنانچه کلمه مبارک و  
اموالکم و انفسکم در کام مجید جا بجا واقع گردیده از فقیر صورت بند با جمله بنده اطاعت شعار را بجز مثال  
اوامر مولای خود چاره نیست و آنچه وعده آیه بکفالت و کفالت مجامعین و تأیید نصرت مقتدین مبارکین  
دارد و دیده چنانچه منظور از ایزم الوثوق و ان جندنا هم الغالبون و کلمه کذا لکن خدا علیما نصر الله متین  
و کلمه و نقد سبقت کلمات العباد و انهم هم المصورون و کلمه یا ایها الذین آمنوا انکم مقرر  
الله مقررکم و تثبت اقدارکم و کلمه فسیبناکم الله و فو فیما هم الغالبون و کلمه یا ایها الذین آمنوا انکم مقرر  
خاطر و اطمینان قلب و اعتماد و بجز این رب العالمین این فقیر را و سایر مؤمنین بخلصین با کافی و شافی است  
پس فقیر برین سوای اتمیه اعتماد نموده و مثال حکام حاکم خود را قبله تمهت خود را شده و جمیع با صوری الله  
رأبش پشت انداخته و از چپ در است چشم تهت بسته و راست در است رضا جوئی مولای خود پیش رو نهاده  
بکمال اطمینان و فرحت و غایت بشاشت و سرور درین مایه نگار و سعی نماید که هرگز شرکست فقیر و بنابر





برده غیب به بشارات ربانی با سنیستمال کفار در از رویان (یعنی قوم کفر) نامور است و از کفرین حبیب بشارات  
 ربانی بنبیانه بنیادین بار بار بشتر پس بر کرامت و جان و مال و عزت و جاه است خود را در اعلا ت و کبر و العالیین  
 و احیای سنت شریفه المصلحین بخوشی خود صرف نخواهد کرد و لابد فردا از بزرگ کشیده خواهد شد و جز با حسرت و  
 تاسف و در دست او نخواهد ماند بیا آن نگارش کرده می شود که جاحل کونین اضلاع خود را عموماً در و ساء بلد  
 خصوصاً در هر یک مناسب وقت داشته اند یعنی بخوبی فهمانند انبیا ان از مهابلک دنیا و آخرت با سوانی بمناقص  
 کونین فائز شوند - چون کشتون خاطر خود بنگار شش آورون غصه در بود و بنا علیه بر  
 سطره چند کفایت زیاده و اسلام مع الاکرام

نیز مکتوب از امیر المومنین سید احمد بن اسم خان نهانان علیحالی بکشتون بیخ کشتون  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بن سید علی القاب یادگار سلاطین کرام تذکار  
 خواقین قوی الاحتشام زینت بخش چارالش شمرت و شوکت بیکه باز خوش سلطوت و صورت شجاعت  
 شها مشامت آثار دامت و دار جلالت نشان بر دار منور از ان خا نهانان ابدان جلاله و ضاعف  
 اقباله بجز سلام سندن و دعائے اجابت مقرون واضح نگذرد و آینه شهنشاه تر جمعت  
 و اخلاص مودت و تمنا ص قوسه متوا و در سقده آقا است جواد و ائمه نبی و ساء و با دیگر مصایین  
 انگین رسید انواع فرحت و سرور و دیده دل را نور بخشید - آحمد الله و المنة کرض حمل علامه عمیم خود افاق  
 جویان لاشل آن رئیس صاحب غیرت ایمانی رحمت اسلامی متور گردانید منعم و می النوال الفضل و  
 کرم خود این تخم ایمانی را که جمعت خاصه خود رسید صفا گنجینه کاشته شمر شرف و جلاله در دنیا و قبری گردان  
 و آنچه در باب توجه محبت علیا با صلح بنوا دادان خامر نیز فرمود بود که انسان سوا قاست و بشمال کفر و عناد  
 نموده آید هر چند یعنی انصاف متعاضد قلبی است لیکن اگر عنان ظفر توانان بان محبت منعطف گردد و منافقین  
 معشیدن فتنه و ساء و بران خواهد نوید اصلاح فائسب چنان می نماید که اولاد باره اتصال منافقین  
 بدلیل سی میخ بجا آورده شود و هر گاه قرب و جوار آخواب از آثار منافقین بگردار پاک گردد باز محبت خاطر  
 و احطیان قلب بسرا بخام دادن اصل قصود متوجه تواند شد پس معلومت وقت همین که نخستین و مدارا  
 فساد منافقین جد بلع سجا آرد و هر چند طریق دفع فتنه این منافقین آخنگ ب خود خوب میدانند و در  
 لشکر کشی و کشور کشائی بخوبی با هر لکن بظن این جانب معلومت چنان می نماید که دل جلالت منزل و دنیا  
 بهم عظیم به اعانت کسی اقدام نماید چه متبالی آخواب در اتصال منافقین یا بر شورش فتنه و ساء  
 نشود پس از کسی متعانت ضرورت نیست و قشون خود فراهم آورده خود آخواب و بر داعی غریبی با

مناقصین بطریق چپا و آغافزایند و بعضی از پهلوانان با جمیع کثیر از الوان قشون خواستی کابل تعین فرمایند  
 اما ایشان هم بطریق شب خون بر منافقین آن مقام تاخت نایند و اینجاست ازین سو متوجه بر منافقین  
 بشاد شود و بعد از تصدیق آن مقام از الوان منافقین با انجام بحال آبان برسد و همچنین از آنجا که کابل  
 فائز گردد و منافقین هر دو دین که از بشاد و تاقند دارند و چه بهتر منزل شوند که هر کس بجای خود  
 گرفتار بود و به دست و پا گردیده اعانتی دیگر نتواند کرد و اتفاق و اجتماع آنها متعذر گردد و اگر استقلال  
 خود را در میان با محض شورش فتنه دهند و مطلقاً آن باشد که قوم درانی بنا بر جمعیت قومیت و سیاست  
 ائوس خود جمع شوند و بر مقام آنجا با اتفاق کنند پس لابد رؤسای ایشان را شریک خود باید کرد و  
 استعانت با ربای ملت با محبت اما اینکه استقلال جناب و رفیقده با عتد فتنه و فساد است یا  
 نه پس در میان دیانت و گیاست را کار فرمایند و با عقلای متدین نشود و برین دلیل ولایت منزل  
 را از جمعیت ائوس و رعایت منسوب پاک ساخته و مجرد خیر خواهی اسلام را قبله محبت نموده میگویند و اعلیٰ فرمایند  
 پس در هر کدام شش از شصت که خیر خواهی و خیر محبتند همون را اختیار فرمایند شمار و اختیار یکبار و شش  
 اختیار است اگر تانی پسند ظاهر خطیر باشد خطوط نفوذ مع خطوط خود شصت همون را بر است ارسال فرمایند  
 و اگر اول بنظر مناسب ترجیح یابد پس اصلاً حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجه کار شوند و اینجاست  
 با استعجال تمام بر آن اطلاع بخشند تا ازین صوب هر گزم هم گردد و حسب المطلب خطوط متفقانه بنام رؤسای  
 بنون و ذوالابن و غیره می رسند اما این خطوط خاطر دانش از حاتم باید داشت که اناب شیر محمد خان ائوس و میر  
 اسماعیل خان و دیگر مردوفان هر چند با اینجاست انبارا خلاص مؤبد می نمایند اما فی الحقیقت از زمره منافقین  
 اند و با خلعت ایشان اجتناب کلی باید ورزید و بنوعی برایشان اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسای و حلقه  
 و حکام و رعایا اضلاع مذکوره و جامه بر منین مشایر سادات و علمای دین و افاضل و تجار و قضاوت و تشریف  
 و حوالی پنهان در و خیر و کفر و کینه و نواختی کشمیر با اینجاست عقده رقابت و اطاعت محکم است تا آنکه هر دو المطلب  
 بجان و دل حاضر شوند و در صرف جان مال و تحصیل ضایع این دو متعال و تمیز الی کفار و منافقین  
 بدال برگزید و نوریزیم هر چند مستعد گردیدند و نیزه اقدام فی الحقیقت بعضی قدرت قادر علی الاطلاق است  
 اما بظاهر بسبب ظهور منافقین و خیر خواهی آنها در حق کفار و تودین و بدخواهی در باره مسلمین جمیع مؤمنین  
 را رگ و غیرت ایمانی در جوش و هیبت اسلامی و در شورش آمدنشان از لد تعالی بحول و قوت ربانی و تأییدات  
 الهی و عنقریب متذکره گوشتال منافقین و مجارده مشرکین پیش می کشد و می شود و در جاسه و اذن از حضرت خالق  
 چنان دارم که جنود رب العالمین را بر اجزای ائیس همین البته مظهر و تصور گردد و چنانچه در کلام هدایت ایتام



جهاد فانا لغيره فساد و در زمان دهر مکران از اسم احکام حضرت رب العباد است خصوصاً در بین چند سال  
 که وقت شورش اهل کفر و ملحقان بحدی رسید که تخریب بشمار دین و فساد حکومت سلاطین از  
 دست کفر و تمردین و بغاوت بوقوع آمده و این فتنه عظیم تمام بلاد پنجاب و خراسان و سهند را فرا گرفت  
 پس در صورت تغافل و مقدمه پیشمال کفر و تمردین و تسلط در باب سرکش باغیان مفسدین  
 از کبر معاصی و اوج اثم است بنا و علیه این بنده درگاه حضرت است که از وطن مالوفه خود برخاسته و دریا  
 بنده سهند و خراسان و دور و سیر نموده و میبیند آن افتخار و مسلمین آن دین را باین محنی ترعیب گردانیده  
 شد و البته که اکثر مؤمنین بخله صبر و صادقین را سنجین باین حق را بگوشت و جوش شنیده و فاقیت  
 اینجا نیست اختیار نمودند و اطاعت اینجا نیست در تقدیر التزام کردند و از بسکه قاضی جهاد با اهل کفر و  
 فساد و دین و غضب امام صورت نمیست بنا و علیه جابیه میرزا میرزا شهابی علام دین بر دست اینجا نیست  
 بعبت امامت بجای آورد و خطبه بنام اینجا نیست خواندند از آنجا که در میان منصب امامت و منصب سلطنت تفاوت  
 عظیم است که منصب امامت است جهاد فانا لغيره یعنی فساد است تسلط بر بلاد و هماره و تملک مملکت و اطمینان  
 امام و ائمه آنرا مقصود و لذا تفریق با آنست بلکه حق حکومت و سلطنت مستحقان را و میرزا و خلفا و منصب  
 سلطنت که مقصود اهل ازان حصول معنی تجرد و تفریق و تصرف و کشور کشائی است لهذا اینجا نیست  
 منطوق القاب شاهزاده رفیع القدر و وسیع البصر و مستطاب محافل شاهزادانی و ملوک افغانی مجامع کامرانی  
 نگارش گردانید که بنابر اخذ کردن حق خود و مشارکت و معاونت مجاهدین فرایند و مجاهدین سلطنت  
 مملکت قدیم حضور لانا بنام شریکین و احوال شریفه مفسدین مطهر و پاک گردانیده حق بحق دار رسانند و این  
 وجه بنده اینجا نیست واجب الایفاء است اما بشرط جهود چیست و مواجید درست از ایشان بر منحنی بگیرند  
 که شکر این نعمت عظمی بجای آرد یعنی علی الدوام که رسته جهاد را جاری دارند و گاهی چه او را محفل رسانند  
 و در آئین نظام ممالک رعایت قوانین شرح بکند که است بجای آرد از فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس  
 در صورت اگر اشارت حضور لایع الذی هم شاهزاده ممدوح در مقدمه متوجه شدن ایشان بامر انجام  
 دادن این مهم صادر گردد و البته مهم مسطور و خوبی صورت انجام خواهد پذیرفت - زیاده تطویل کلام بخت  
 آن سلطان نظام لقاوت را حکمت آموختن است باینکه برین چند سطر و گفتار نموده شد آقا بسلطنت  
 و اقبال و انعامانده و خوشننده باد

نموده مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاهزاده کامران  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بنام علی آقا بسلطنت و انعام لقاوت



بنام علی بن ابی طالب کافیه مجاهدین را بگوشائی سنا فقیر تر غیب نمود و چنانچه عنقریب مبر خاتم دادن این  
 مبر عظیم بول و قوت و دست کریم متوجه میگردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین اوارش منافع  
 مستحقین حکومت و سلطنت و مستحقین اربابست و مملکت تقویتش کرده خواهد شد اما بشتر بیکه شکر این شام  
 آبی بجای آرد و علی الدوام جهاد را بر حال قائم دارد و گاهی معطل نگذارند و در ابواب عدالت و فصل خصومات  
 از قوالین شریعت سر بر میخیزد و تفاوت بیان میان رند و از نظم و نسق یکجای اجتناب و در برابر خود انجانب  
 مع مجاهدین صادقین نیست لایسوسه بار از انکه اعیان کفر و طغیان است و وجه خواهر گشت که مقصود اصلی خود است  
 جهاد و با قوام سکھ ملک پنجاب است نه توطن بر دیار افغانستان و یا غنمتان با بجمله خان عالی شان ضم  
 المکان خان خانان غلجائی رئیس قلات بسبب کمال حکومت و وفور رعیت و رفعت و محبت ایمانی  
 و غیره اسلامی این دعوت را بگوشش و پوش شنیده مستعد قاتل کفار شرار و مقابله منافقین بگوشه  
 گردیدند و بعد از مدتی که حق جل و علا خان مدوح طایفین موفق گردانیده لهذا پنجاب مستطاب  
 انکارش کرده می شود که چند نفر بر سر دین و اعانت مجاهدین بصرف جان و مال بر جهاد می رانند  
 هم و با بر شامیر حکام خصوصاً واجب و ملوک است اما چون توجه پنجاب باین دیار و اقطار نیاز موانع  
 چند و چند ظاهر است قدر می نمایند پس لازم که چند کس را از ملازمان خاص که بمقتل گیاست موصوف  
 باشند و لغزت و وجاهت معروف و بلند پاکی اختصاص نسبت به پنجاب مشهور باین محبت و زانند  
 انبعض از ایشان بخان مدوح رفاقت نمایند و بعضی دیگر خود را پیش این پنجاب رسانند که در نیاب مشارکت  
 پنجاب متحقق گردد و تحقیق حصول فوائد اخروی و منافع دنیوی ثابت شود و استخلاص حق خود از دست  
 باغیان مفسدین بدست آید - باقی تعیل کلام پنجاب آن قدوه اولی الاقام افغان را مملکت و مختار  
 است چه پنجاب درین ابواب فرزند وانی و کشور کشائی حکیم و تجربه کارند و عاقل و بهوشیار - زیاده  
 و اسلام مع الاکرام +

(مبشر) مکتوب طالعی نصیب امام و قاضی است جهاد از امیر المومنین سید احمد رضا بنام مسلمانان  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بنده است جمیع مترصدان اخبار مهاجرین و متفحصان  
 امور مجاهدین از مومنین ابرار و صدیقین اخبار سلیم الله تعالی - بعد از سلام سنون و دعائات اجابت  
 مقرون واضح آنکه اتحد الله و الله که خیر مع جمیع رفقار خود شمول کفالت یزوانی و حمایت ربانی بخیر و  
 عافیت تمام تابعه افضل و یوسف زنی رسید چنانچه اخبار کرج و مقام فقیرانه بلده نیکار بود بسم مبارک  
 رسیده باشد از ان از دره و حصار و محضر خیر و عافیت تمام گذر کرده تا بلده قندهار رسیده و در بلده مذکور است



شباهت از دیار ایسین چو رنده بر سر قرین حضور که مرکز کاغذ آن دیار و مجمع مقلدان آن افتخار بود داشت  
 آورده حسی را از ایشان از شریعت میدید که گرفتار و جمیع را بطریق سی معتقد کرده آورده و درین نسبت اسرار شریف  
 و غنائم کثیره از نفوذ و اجناس بدست عموم ناس آنقدر افتاد که از فقر و تحریر بیرون است - لشکر بدو سنگ  
 مخدول چون درین هر دو نوبت شجاعت نمودن جلالت مجاهدین ظاهر و با هر یک از مدین ایشان عزیز  
 گردید و از فرودگاه خود قیامت برکشید و در مقام دیگر فروکش شد که گرد لشکر خود سنگ گرد و چنانچه وقت تحریر  
 این رفیق بدست خود جان خود را در زندان سنگ گهر سفت ساخت و از عظیم سواران غیبه نیست که از بسکه جمع  
 جود مجاهدین در هر دو نوبت مثل ایوانی تمام و لشکر بیست و نه مرد و در کج و مقام بیست و نه نظام و نه نظام  
 و در هر دو نوبت بر تالون شرع منقسم گردید بلکه هر که از ایشان چیزیست بدست آورده خنجر بجای خود برده  
 بنا بر حلیه مجبور نمودن حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و شایخ ذوی الاحترام و اهل  
 عالی مقام و سائر خواص و محام از اهل بیان اسلام که در آن مقام حاضر بودند و غنی اتفاق نمود که اقامت  
 جهاد از آنکه کفر و فساد بر وجه مشروع بدون نصب امام صورت نمی بندد بنا بر حلیه بتاریخ دوازدهم جمادی  
 سنگ گهری قدسی بعیت است بر دست فقیر بجا آورده و رتبه اطاعت فقیر در گردن خود و انداختند و  
 بر در جمعه خطبه بنام فقیر خوانده اند و الله تعالی ببرکت او است این رکن یکمین یعنی نصب امام که مدار اکثر  
 احکام دین است ضرور بالضرور افتاد و الله انفس و نظیر منعور خواهند گردید نیست بیان احوال  
 این فقیر عرض از نگارش این وقایع آنکه وقت کار بر سر رسید و مقدمه کارزارش رو انجاسید پس بر حضور  
 راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است که خود را بعلت تمام هر وجه که ممکن باشد نزد فقیر رسانند و  
 سنگ مجاهدین مستلک گردانند - حق جل و علا بقدرت کامله خود بر طبق منطوق لازم الوثوق که لایک  
 حقاً علیک انفس المؤمنین این مقدمه را با انجام خواهند رسانید و بن محمدی را بر سائر اربابان بروفتی و عدله  
 خود غالب خواهند گردانید امام که جان خود را درین معرکه حاضر خواهد کرد گوئی سعادت جادوئی از میان  
 خواهد برسد و هر که امر و در مقدمه تقاعد و تکامل خواهد و در دله بدو ضایع قیامت دست جنوس و قدرت  
 خواهد گردید - و ما علینا الا البلاغ ایسین - و اسلام علی من اتبع الهدی - تاریخ دوازدهم جمادی الثانیه سنگ گهری

از مقام بند

نیز - کتب از میر المؤمنین سید احمد رضا بجاوین از شریعت خیرال فرائج مهاباز حبه شجاعت سنگ  
 بهیم الله الرحمن الرحیم - از میر المؤمنین سید احمد رضا بنیور است تخمیر سید سالار جنود و عساکر مالک خراسان فخر  
 جامع ریاست و سیاست جادوی المرات و ایالت صاحب شیره جنگ عظمت نشان سردار بدو سنگ



برای ابد تعالی سواران طریق و اسطر علیہ سبحان التوفیق - پوشیده نماند که نامه فصاحت شما مشتمل بر اظهار ارادت و  
شجاعت و شهامت رسید مضامین مندرجه و انجمن گردید نظایر آنچه اینجانب از اذنین به نگاشته اند و سر که برای  
مقتضای صحبت از خوب فهمید اند که نامه مذکور در نگارش نموده اند حال بگوشتن هر شش باید شنیده و ملاحظه آن  
بقدر تمام باید فهمید که منازعت با اهل حکومت و ریاست بنابر اغراض متعدد و می باشد بیست و نه از منازعت  
ذکر کرده مولی نال در ریاست متعین می باشد و بعضی از اظهارات شجاعت و شهامت و بعضی را فقط تفصیل مرتبه  
شهادت و اینجانب را امری دیگر متصور است و آن حفظ بجا آوردن حکم مولای خود که با اکر باطلی الاطلاق و ملک  
بالاستحقاق است که در مقدمه نصرت دین محمدی دارد شده است خدا عزوجل گواه است برین معنی که اینجانب  
و اذنین به نگاشته اند از غیر از امر مذکور عرض نمی دیگر از اغراض نفسانیه در میان نیست بلکه از روی آن هم که گاهی  
بر زبان جاری میگردد و نه گاهی در دل میگردد پس در نصرت دین محمدی هر کسی می تواند که ممکن می باشد  
بجای آوردن و هر قدر که در آن معین می نماید بر روسته که می آرم و ان شاء الله تعالی تا دم مرگ در همین سعی مشغول  
خواهم ماند تمام عمر در همین تدبیرات مبتذل نخواهم کرد تا زنده ام همین که می بینم تا موجود ام همین مقصدی که  
تا سر و پا هست همین را می بینم و این بود آنچه بمناسبت خواهد نمود و منصفیت یا کم خدا رحمت گری  
خواه متهم بر من شوم خواه منقسم به شجاعت و شهامت و یا نه از آن که در این نامه مذکور است آری اگر منم که در  
مولای من و در من منقسم است که در سر که جنگ تنها بجان خود می آید پس با الله تا الله که در این  
بنام خود در میان خدا گردید و غم و سوختن در آیم بجهل مریا و عاوی و شجاعت و تحصیل ریاضت و عر  
علامتش همین است که اگر کسی امر او را در دستان عالی بر تقدیر دین محمدی قبول نماید بی گمانی او را  
بعد از آن از اظهار غایم و از دیار سلطنت او بزار جان میخاکم بلکه در باب ترقی ریاست او و ساعی بشمار  
می آید این امری است که آنست که اگر خلاف بآید آن الزام دهند اگر بظهور انصاف خود بخانند اینها نیست  
بملا سطعون و لام نیست زیرا که وقتیکه آن عظمت نشان در مقدمه بجا آوردن احکام حاکم خود رایج  
مدرسه و حیل نمی تواند انداخته حال آنکه آن حکومت نشان از افراد ایشان بلکه از سبله با و دان ایشان است  
پس اینجانب در مقدمه بجا آوردن حکم ایجا که من چگونه قدر تواند آورد حال آنکه آن جلیل الشان عالم  
مسیح افراد انسان بلکه گوی سار که آن است - و السلام علی من اتبع الهدی - سحر تابان بخ پند و شمر  
بنامی انسانی شکسته بخیر

نمبر ۱ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد رضا صاحب بنام میان یقین شاه گمشوی  
سید احمد الرحمن الوحیم - از امیر المؤمنین سید احمد خد متعین و مندرجت سجاده نشین ارشاد و تحقیق بنما

ارباب صدق یقین یار گار است که کرامت مذکور و یا کسی که عظام مقبول بارگاه و اگر مخدومی و مکر می شایسته  
 باشد خداوندی برایتی علی رؤسای استغنیه بن الی یوم الدین - بعد از اسلام مسنون و دعائیه اجابت مقبول  
 واضح آنکه اخوانی بخیر و بدی که رب معبود مستوجب حمد و شکر است که شریف روز دنیا نعم علی الاطلاق و الطاف  
 آنکه با استحقاق برین عاجز خاکسار و ذره بجهت روح جماعت همه ماجرین با بر و مجاهدین اختیار باران  
 صفت می بارد غرض که پرورش او بعد از رسیدن از امانه تحریر و تقریر مستقر می نماید موجب ایستادگی  
 اگر چه بن موسی با صذر زبان مکتب شکر این نعمت را بیان - تجریر العالیه با به شانه بنام شکر که از  
 هزاران هزار از اهل نهم ربانی و الطاف رحمانی آن است که این فقیر را به محض قدرت کامله خود با عمل  
 کلمه رب العالمین و احیای سلسله سید المرسلین و ترغیب کافه مؤمنین بنوعی اقامت این رکن  
 رکین و جمع عساکر مجاهدین بنابر استیصال جنود ابلیس و یحیی موفقی گردانید - انشاء علی ذلک عمدا  
 کثیرا هر چند و قدره قتل و قتال با اهل کفر و ضلالی حکم اجر و پاداش و پاداش و پاداش در هر دو طرف فتح  
 و شکست محتمل است چنانچه درین ایام شجسته فرجام مجاهدین انجیا چند بار بگفتار اشرار مظهر و مفسد  
 گردیدند و در یک نوبت بسبب مخالفت چنانکه منافقین یک گوشه از بنی که بدو منین معاد قین بهیم و  
 لاکن بحد و المنة که هیچ گوشه قنور و قصور و در محبت عالمیه ایشان راه نیافته چنانچه این فقیر  
 تبرج آن حادثه در انشائی و یوسف زلی مثل جمله و بنیر رسالت و در سیر نور و مؤمنین آن و یار و سلیم  
 و طایفه با دست جهاد و از انکه ضلالت و المشافه و رعیب نوره و بسیار که از ان اقوم افاضه مثل غازیان  
 و فریدی و هندی و خلیل و غیر هم به ادا و این سعادت و عظمتی ادا و است این عبادت و کبری با المکاتبه  
 دعوت کرد و انکه که همه مؤمنین صادقین ایشان این دعوت حق را قبول نمودند و گوش و گوش شنیدند  
 بنا علیه در عرض چند روز انتشار و البه و قوت ربانی و تائید وانی مقدس جنگ و جدال و قتل و قتال  
 و استیصال اهل کفر و ضلالی پیش کرده خواهد شد امید قوی از کرم کریم مطلق و رحمت و رحیم بر حق چنان  
 است که علیه وین حق بر ادیان باطله جلوه پذیر می گردد و خاطر جمع دارند و هرگز با اخبار و افسانه که منافقین  
 بر آنه رنجانیدن مؤمنین افشامی نمایند و فرایند و بحیثیت خاطر و اطمینان قلب در دعائیه  
 نصرت و دین یقین بیارگاه و رب العالمین مشغول مانند و خاطر جمع دارند که هر چند فاعل مختار و در هر کار  
 و از محض خاست پروردگار است و هر مؤمن صحرا الا اعتقاد و لازم است که در جمیع مقدمات خود بر کارگاه  
 رب العباد و جهان و دل اعتقاد نمایند آنکه بنابر حکم شرع قدری در جمیع اسباب هم می بجای آورد پس  
 بنابر همین حکم شرعی در جمیع کردن عساکر مسلمین بر نفسی کرده شد انکه شد که سنی مذکور با انجام رسید

که اقوام کثیره از رومیان با فاخته که شاد و شفاخص هر قوم به هزار بار و لکها که میسر شد به رفاقت این فقیر افتادند  
 نمودند و اطاعت این عابد بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکه از زمین صبح الاعتقاد و مسکنین کامل از انقباض  
 بنا بر استیصال کفر و ضلالت و اعتقاد دین رب العباد که بر تبت چیست می بندند و نیستی قلبیه در دست نمی نمایند  
 ضرور بالضرور بجزل و قوت رب غفور و غفور و غفور شود و حق جان ملک بر کم عید خود بطریق مشروط  
 لازم الوثوق که کذک حقا علینا نصر المؤمنین - و ان جندنا هم انما یجرون تأیید ایشان می فرماید و بر  
 ظاهریست که شوکت صبح کافر شمر دو منافق معاند سوار شد و در تباری و تأیید رحانی تواند کرد و لا کافر  
 لِمَا أَكْفَلْتَنِي وَلَا مَنَعْتَنِي وَلَا كَذَلِكَا أَفْضَيْتَ وَلَا يَفْقَهُ كَذَلِكَ مِنْهَا الشَّكُ الْمَشْهُورُ  
 اوست پس همین مضمون را پیش نظر خود باید داشت و برو عده آن کریم فخر باید گذاشت و بعد از آن  
 هوس - زیاده و اسلام مع الاکرام \*

نمبر ۲ مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بنام محمد بنام احمد که اکین عالی مقام قوه عارفین و ذی القهار  
 روین افراشته چار بالین حشمت صغیر که پیر میادین حصولت سر و خطمت شمار جلالت آثار شوکت نشان  
 سردار سلطان محمد خان زاد الله اقباله و ضاعف اجلاله و فقه الله به حبه و رضاه و در سله الی غایت  
 پشاه - بعد از احسن تحفه اهل اسلام یعنی گلستانه ریاض الدین سلام و احیه از دیا و مناصب کوشین  
 مدارج دارین واضح آنکه - نامه نامی و رفیده گرامی شایسته است و دوست و اتحاد و مدارج خلعت و در و در و در  
 اوقات و اسد سعادت رسید انوار مسترت و ضفاف فرشت بخشد یا آنچه از نوک قلم مودت رقم بنظر  
 علاقه صدق و قدیم صناد گردیده بود که این جانب علاقه اتحاد و خلاص ساخت که از دست دیدن این قائم گردد  
 از خاطر فخر و محبتی است از پس الحق از روزیکه این جانب را بان حشمت آید در دار السلطنت کامل  
 ملاقات گردیده و علاقه صداقت و خلاص فیما بین بجه رسیده هم گونه الی الان بعبار بخش کد گردیده و چنانکه  
 که باعث لال باشد میان نیامده پس بنظر قوانین رعایت ملاقات صداقت البته ملاقه نکرد و واجب  
 رعایت است اما حق محل ملا محض بکرم عید و ان خلاص منزل این فده بمقدار دین عاجز خاکسار را بر  
 طریق پس محیب و غریب از ابتدا که معجز بجزل گردانیده که در باب ملاقات محبت و صلوات باشد که  
 وجود صداقت و قرابت از نظر انداخته و محض تحفیل رضائے خود و اطاعت احکام خود قبله محبت است  
 پس محبوب من جهان بهت که محبوب رب العالمین است و عده من همانست که عده احکام شرع مسیر  
 است نه با آنچه محبت عالی گذارش کرده و شی که اگر در دوستی علاقه خود مع الله کوشش بیغ غرضه ناچار

بقدر آن محبوبه پس شونده و طریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت ربنا العزت همین است که در باب  
 اخلاص احکام ماعلا الله علیه اسلام و احیای مذهب است سید الانام و مقصد سال کفر و بدخواهی از جمیع علماء  
 ماسوی است خواه از جنس ملائک و ملائک عدالت و قرامت باشد خواه از جنس تحصیل سلطنت و جاهت  
 خواه از جنس پرست آوردن مال و ریاست متعلق گردد و در بنیاب از جمیع ماسوی است و در دست  
 بر دارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض انسانی و طلب حظ و جسمانی در مقابل احکام ربانی  
 مظهر سازند اگر نیک تامل فرمایند انرا می بینند امر بر بنده عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و متوجه  
 است که بدون آن هرگز بر کمال عبودیت و فالصدا و خیر و نفاق مصطفی نیکو داما امید این امر و ان  
 که طمع دخول در مسلک عباده مخلصین هم دارند و دل خود را از الوافه منکوره هم مظهر نمایند پس خیال  
 است پراختلال و وسوسه است باطل و محال که هرگز بر کمال عبودیت شرف نیست بوجوب است  
 هم خدا خواهی و هم دنیا خواهی و این خیال است و محال است و جنون ۴ پس فتنه میان فالصدا  
 از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبله محبت خود ساختن همان هم مقام محبوبیت حضرت  
 حتی یافتند قال استبراک و تعالی و فسوق یا فانی الله یقوی یحبهم و یحبون الله اولی علیه علی  
 المؤمنین اعتراف علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله و لا یخافون لواءه لا یتیم  
 ذلک فضل الله یؤتی من یشاء قال الله ذوالفضل العظیم و قال الله تعالی انما  
 و یبککم الله و رسوله و الذین امنوا الذین یقیمون الصلوة و یؤتوا الزکوة و الذین کانوا  
 زکوة و من یتق الله و رسوله و الذین امنوا کان من الله هم الغلبون  
 و قال الله تبارک و تعالی لا یجحد حق ما یؤتی منون تا هم الغلبون و حقیکه در مسلک حزب  
 مسلک گردیدند با انظار محبوبه پس شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب همین تقصیر  
 بر نگذارند تا طریق آن فهمانیده شود و تحول و قوت بر ربانی مقصد در میانده شود هر چه مضامین معلوم  
 کرات و مراتب در فضیلت و قائم و دوا و نگارش کرده شده و بالفعل تکرار لغوی نظیر لکن چه کرده اند که بخیر خوا  
 جمیع مؤمنین با هم و بر خواست صلاح ایشان و بطور بیاد علیه ببار بر همین مضمون در جواب گویند و  
 البس و نگارنگ نگارش کرده می شود و الا حضرت ربنا عزیز که هم باقی الصدور است آگاه است بپیشانی که  
 این فکر که بقیه را عاجز خاکسار هر چند بظاہر قدس ندارد اما تمام دل اخلاص منزل از توکل محض و تسلیم محض  
 متعلق است انظار احتیاج بسوئے خیر و باعث تنگ و عاری و دنی و فی تحقیق طلب خیر که غیر رضاست و  
 باشد صلاهی فاد و چنانچه انصافی بر آن جلالت آثار که شمس رخ را بده انوار است حق جل و علا بکر

عظیم خود را مثل جلالت این امر عظیم و ولایت نهاده بود حسب بیت ۵ بار گفتیم و هم باز در گنج گویم که من گفتم  
این راه مخوفی بودیم به هر چند بر حال و در دعائے خیر شتولم و بهر صورت خیر خواهم آن حشمت آب لادن اگر این  
صحنی تحقیق گردد پس عجب بیست و نام بر نسبت جناب رب العالمین و سید المرسلین و جمیع عباد و مومنین است  
آید باقی تفصیل سرگذشت را بنمود و باطلها را محال و رفیق و موداد را ظاهر غلام محی الدین نیکو بپیدا خواهد شد -

زیاده و اسلام مع الاکرام - تخیر یکم ذی قعد ۸۸۸ هجری +

در فرموده ۱۵۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام میر دوست مخدوم خانی کابل  
بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بنده مست سر و کثیر الاقتدار این جلالت شانه عفت آثار شجاعت  
و شاره و لاتبار و سرور و دوست محو خان را و اقباله - بنده از سلام مستنون و دعائے اجابت مقرون بوضع آنکه  
بر صغیر گویا است تخیر آن سرور و کثیر الاقتدار این محی کاشمیر فی رابطة انهار بود و آتشکار شده باشد که  
آنچه این جناب از وطن مالدون خود بر خاسته و حشمت اهل و عیال و اخوان و اولاد پس پشت انداخته و عطا  
و متاعی مثل این اسفار بعید و بر خود گویا ساخته در کشاکش جنگ و جدالی شب و روز گذرانیده و می گزارد  
این همه بدقی اندر ملا بکلمتة الله و احیای سنت رسول الله است هرگز هرگز طلب خواجش دنیا و ما  
نیما بآن مخلوط و مخروج نگردیده از اینجا که تطهیر این داعیه رحمانی را از لوث اغراض نفسانی بقیایه قطعاً معلوم  
انتخاب است حاجت تکریر ندارد بنا بر علیه آن بر خاطر و دانش و خاتره و فیض بنده باصل و معانی پیران که  
ذرا داخل بر پاشنگ این هنگامه چند بار بنور مجاهدین اختیار بر عساکر گفارش را خست آورده و تضرع و منور گردید  
بود شد و آن شدت انوار خیر و برکت نسبت به ما جرمین ابرار و مجاهدین اختیار حاکم و دشمن و مدعی گشت بر آئینه  
منیر خلعت تغییر از سابق بخوبی عکس پذیر است حاجت تکریر نیست لیکن از هنگامیکه سروران والی پشاور  
بظلم و سوت و اخلاص لباس امانت دین چنین ربان العالمین بر خود آراسته و فی شرف و احیای سنت  
سید المرسلین بقامت خود پر استه مع ساز و سامان خود مشارک فقیر گردیدند از پان ایام بکشت گونه نگفت  
بسر و عساکر و غیر یکرا اهل اسلام متوجه گشت و اقسام پنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بر سر آنها گشت  
که این جناب هم به هیچ مبتلاست عارضه شد که موش و حواس هم نمی داشت این هم موضوع خاطر حشمت و ذلال  
بوجه حسن شده باشد لکن طرفه باخرا است که چون قوافل غزوات هندوستان با خلاص نیست معرفت با قات  
سنت سید الانام و نصرت دین ملک غلام بعد از مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقه تدریجاً می روند  
چنینکه بقرب و جوار بلده پشاور وارد می شوند سرور را بهر محبت خود قصد آید از معانی و تکلیف می نویسد  
گام بر او شان قصد چپا می کنند و گام از راه جنگ میدان میفرمایند با جمله سرور را در گذران دین اسلام

یا کل است بر دار شد و بشا کرت و مساوت کفار بد کفر می گوشت و محبت این گرد فتاوت پرود از جدر قلب  
 و می چه شد پس ازین صورت سردار پشا و در عا بنده اسلامیه قطع نموده راه بیگانی پیو و در راهی نه فالت  
 میراسته ان منبع ریاست سیاست و معدن جنت و گنایاست و تفتد سر چه حکمی فرایده از بسکه زبان  
 صدق ترجان جناب هدایت مآب افادات خواجده جبار خان نقشبندی بموت عالی و در تقدیر فراموشی و  
 کشور کشائی موضوع گشت بنا و علیه نگارش میرود که بمقتضای محبت دیرینه و خلعت پارسینه از انظر ارفانی  
 افضیه خود درین نماینده و السلام مع الاکرام - مرقوم بخبار - محرم سنه ۱۲۸۷ هجری

### مکتوب از امیر المومنین سید احمد رضا بن محمد شاه بخارا

بسم الله الرحمن الرحيم - احمد مد الله فی نور قلوب المومنین با خلاص البیت و تابع اسفند تکمیل الایمان و کرم خود  
 اسلامین بشر العدا و فضل السامه قائم الا دیان - و فضل جنود المهادین و معاون رجه و عزم المغفر و مزید  
 الامتنان - و العدا و اسلام علی السجود به تسمیه التوحید و تعالیم ستمه و مجاهدت الکر و الطمینان - و علی  
 الکواحاب الذین سو و العصفوف و سلو السیوف و ساقه الخیول علی الخوان الخیر و العصیان - و علی الامت  
 المومنین و السلامین الاحاد لین و العلماء العالمین و جموع المهادین و کما فی اهل الخلو من الایمان - اما بعد  
 از امیر المومنین سید احمد بخوار مع النور حضرت نخل سحانی خلیفه الرحمانی مهبط الدعاء ربانی مورد عنایه  
 یزدانی سند آراسه محافل سیادت و گنایست معرکه پیرایه جمیع شهادت و شجاعت - رونق افراشته  
 او نگار عظمت و اجلال فرمانروای کشور شمشاد اقبال سر و نهال بوستان جوانبانی گل سرسبز حبستان  
 کاه رانی رافع شان و شریعت غره انار سر بلبله بیضا و حامی انوار سمنت شهباز و حامی انار بدعت ظلمار و راهبر نظام  
 ربان المومنین تا هر اعدای شرع مبین منیع مباح جود و کرم معدن یوا قیست اخلاص و هم مرجع اساطین  
 در باب علو و حکم بخارا را را کین اصحاب و رفیق و قلم جگر گوشت سلاطین خاندان عدل و سیاست اوردیده مضامین  
 و دوران قیست سیادت سلطان بن سلطان خاندان شیخ المسلمین بطول بقائه و انطق المومنین بحسب شانه  
 و نصرانین بهر اجاب و نفع المهادین بقهر عدل - بعد از اتمام تحفه شلیات سندن و تحیات اکرام مقرون  
 و تعظیفات و اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب شتابین ملتس آنکه - این عاجز  
 خاکسار ذره بقیه از خاندان سادات عظام و دوران شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این سگین  
 بر سجاد و ارشاد و تلقین از صد با سنین بر بلاد هندوستان استقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام  
 رب العالمین انقیاد و اوامر سید المسلمین عمر با کز زانیده اند و جماعت مستفیدین را با قاده فیوضات فائز  
 گردانیده چنانچه از اعلام بزرگواران این منعیف مقرر بارگاه و آله سید علم اند که از غلطای که با حضرت سید

آدم بخوری در احیای سنت مجریه در میان جمیع اقوام علم بوده اند و در قضا که طریقه محمد بنابر بیان  
 پیش قدم این بنده جدیدیت ندارد بجا می آید قادر بخوار و رسالت ایل نهاده و طریقه بر ضعیف اسلاف کبار  
 دست به تربیت جماعت طالبین مشغول بود و در میان کافران و کفرین مقبول چنانچه جمیع کثیر و جمیع غفیر از سبیز  
 افتخار کیش و دشمنان اخلاص از دانش بحول و قوت بر سبزه قدیر بیا سبزه این فقیر حقیر از درگاه و اهرام العلیات  
 و بارگاه فنا فی البریات مورد الطاف و کرم گردیدند و بر سر این تقسیم راغی القدم سینه منفا انجینه ایشان  
 از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت - بر دل اخلاص منزل ایشان انوار خورشید توحید و سنت یافت  
 بقدرت کائنات و ادیر علی الاطلاق و حول و قوت مالک بالا استحقاق آیتهاست این بنده ضعیف با فائز منعم  
 حقیقی مشمولی شد و راعی است این خیف با مقام منتظم تحقیقی مشکوب و مخدول - ترغیبات این عاجز و خال  
 در میان مهتدین ابرار محمول گشته و ترغیبات این ذره بمقدار و در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول - محار  
 سنت و اخلاص فائز بکار عز و تقبال گردیدند و ارباب رحمت و توفیق گرفتار نجات و وبال - نزار  
 نزار بلکه خلاص به عده فائز بشرف و حیث شرف شدند و در مقامات و معاملات با انواع نجات مشتمل  
 جامه اهل اسلام و مشایخ خاص و عوام از انوار آفتاب مظهر و پاک گشته و در طے مدارج تقوی و درج حجت  
 و چالاک - جماعت مسلمین کامل الانقیاد و انصاف بر رعیت محمدیه منسلک گردیدند و در مرقه مخلصین با سرخ  
 الاعتقاد و در انوار طریقه عبودیه نهنگ - انحدار علی ذلک خدا کثیر الاکثر از مدت چند سال به تقدیر قادر و فعال  
 حال حکومت و سلطنت این مملکت برین منوال گردیده که کماکان نگه میدار و مصالح و مشرکین و بیابان بر اکثر اقطاع  
 غزلی هندوستان از لایع ریاسته اباسین تا دریا و سلطنت دلی تسلط یافته و دام تشکیک و نزویر بار افکار  
 دین رب خیر بر یافته و تمامی آن اقطار و بطنات و ظلم و کفر مشعشع گردانیدند و غرور و سوار کبار را با انواع  
 مذلت و مقرون و جامه مسلمین با عموما و مشایخ و حکام را خضوع با انواع تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد  
 اهل اسلام دست تقدیری رسانیدند و در مقدمات ریاست و سیاست و معاملات قضا و عدالت قوانین شرع  
 را بر باد داده و آئین کفر را بنیاد نهادند و بجهت آن بلاد و اصحاب و اقطاع را رسوم کفر مشهور گردیده و شعائر  
 اسلام ستور و ریاست ظلم منصوب شده و اعلام عدلی مشکوب - حق پرستی مغفود گشته و یوا پرستی مهر و نهاده  
 عنیه سینه بی کینه بلاء حفظه انحال پانز سرخ و ملال بود و دل اخلاص منزل از شوق هجرت الا مال خیرت  
 ایمانی به نهانخانه دل در جوش بود و آوازه اقامت و با و بگشاید و در خوش درین اثنا و این ضعیف را بکار سه  
 دیگر را گنجینه و عزم اداست حج در خانه و رختنه ای که جمیع کثیر از مؤمنین مخلصین که تخمینا هفتصد و مردم باشند و آن  
 مقام فیض الایام رسیدیم و زیارت حرمین مشرف گردیدیم و دست عقیدت و خلاص با کینه متبرک رسانیدیم























در حدیثین دارالفنا و ازانی و مثال و عزت در جاه حاصل کرده اند چنانکه بدست آمدنی نه اگر ذره از حقوق  
 منعم خود می شناسید و در همین مقدار نه یک نیک نامل فرمایند و در انقیاد و احکام رب العباد و کمر بسته نمایند و در  
 دار جان خود را بجهت تمام در هیچ مجاهدین و مانند دیگران بگزرا و تکامل و داخل فرمایند که دفعه ملک  
 الملوک بر سر می رسد و تمام این راحت و فرحت از دست می رود و اکرم العارین و اعلیٰ الدارین و اعلیٰ الدارین  
 المبین - باقی تفصیل احوال از زبان ائمه که از صحابان قدیمی و اهل بیت است و اینهاست و واضح خواهد بود  
 آنچه آنها را فرمایند تا فریب صدق و مصداق دارند و آثار و افعال و احوال خود می دارند که باعث سعادت  
 دارند و در عالم برکات و نشانین است و زیاده اسلام مع الاکرام از پنجاه و هجده و راه محمد سلسله ابهری  
 (تبریز) از امیر المومنین سید احمد رضا بنام حاجی کا که در کفر عظمی و از ائمه و از ائمه و از ائمه و از ائمه  
 بهم آمد الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد رضا بنام حاجی کا که در کفر عظمی و از ائمه و از ائمه و از ائمه و از ائمه  
 منزلت حاجی خان کا که در سلسله امیر قالی - بعد از سلام منون و دعای اجابت مقرون واضح آنگه - از اینجا  
 که حق جل و علا کبریم عظیم خود آن سامی منزلت را با انواع نعم و احسان خود و کرم و نواخته و از قبلان زبان و مخرجات  
 دوران ساخته و جنابش بنیر شریف فکر صائب را شایسته آفتاب و ملافت از زبان و در شایسته بیان و وقت مراد  
 دانش آرا فی و شدت صورت سر کپیری و در خاطر فضائل ذخائر و لعلته شهاده دان عالی شان این تمام  
 الفروع بنیر نکال الی الاذن در طلب تحصیل اهل مثال و جاه و جلالت مصروف فرموده اند و بقصد اعلیٰ و  
 آریه عقلی سیده چنانچه سروران زبان و اکین و دوران مجالست و مصاحبت ایشانرا غنیمت کبری سید اند  
 در مشاوری و نشان و در مقامات و فرمانروائی و کشور کشائی عمل می نمایند لازم که احوال قدری حقوق ملک و احوال  
 و نعم علی الاطلاق بشناسید و در ادایه شکر را به نشانید و این را شایسته صاحب و فهم ثابت جلالت و شجاعت و  
 عظمت و شهنشاد را و اعانه و احوال شرع همین را شایسته اعدایه وین چنین صرف نمائید و چنانکه سروران  
 کثیر الاقدار را با انواع مشاوریات و در مقامات معاشیه عانت کرده اند چنانچه احوال ایشان را با تمام این  
 رکن کین یعنی نصرت دین و استیصال کفر و تیردین و پرورش جنود مجاهدین با گنجینه کنید و چنانکه عمر خود را در  
 انواع راحت و انبیهان فانی گذرانید و چنانچه در دولت جاودانی بدست آید - با جمله و تحقیق دعوی اسلام می آید  
 و جان خود را در محرابان می شمارید لازم که در تائید دین حق محمدی صلی الله علیه و آله و سلم و خیرت ایمانی و حقیقت  
 اسلامی را کار فرمایید و در رضا جوی حضرت رب الارباب استخار الله و شکر کنید که همین وقت است و وقت  
 از دست رفته باز بدست نمی آید - زیاده بجز ناکید و در شیعنی چه نگاشته آید و اسلام مع الاکرام - فقط  
 مورخه هر محرم سنه ۱۲۰۲ هجری

غیر ۱۹ - اعلامه امرا از بهائیان سید الشهدا بمقتضای اقامت در حبس و بر سر خود  
 بر سر آمدن از محسن ابی حمزه - از فقیر سید احمد برانواع خواطر سادات که ام و شایسته علمای عظام و بجا میرسانند  
 و موی لا احترام و ادب کین امر و عالم مقام و سایر خواص خود را از این ایدان اسلام تقش میرین بار - هر چند  
 این فقیر در این سابق بحد اند و در عرض نبی و عتبت جمهر و انام بدو شست سید الانام علیه الصلوة  
 و السلام در ساحت بهائی و ایام بگوشتش تمام سعی مالک کلام مشغول بود چنانچه بنی بر اکثر دستار  
 فقیر واضح و واضح است بعد از آن حق جل و علا بجهنم که به عظیم خود این فقیر را مع چند سید از مؤمنان و شیعیان  
 در سلک مهابدین و صادقین منسلک گردانید احمد بعد علی ذکرا احمد کثیرا - انا شاکه دعوت لسان بدو  
 انعام چنانچه و سنان کامل و تمام شد و در این نام و دایان و رئیس و اعیان یعنی سید المرسلین  
 علیه الصلوة و السلام آخر کار بقبال کفا و امور گردیدند و ظهور و شایسته دین متین و علو اعلام شرع مبین از  
 اقامت همین رکن بر کعبه صورتیست بنا و علیه عزم این عبادت عظمی و ادراک این سادات و سیدان ابی حمزه  
 در خاطر فقیر افتاد و اندک شرف جان و مال و دیگر کامل و هیال و جرات و جوانی در جنبه سراج نام و ادب  
 این امر عظیم و انام این امر عظیم مثل مانده و بگس ناکه و برافتن خلق خاشاک می نماید و اینهمه محصل شد  
 و فی الموضع که شعبه و سید شیطانی و شایسته بر او است نفسانی این را حلیه حافی اسلام و طوطی گردیده و چنانچه  
 یعنی بر اکثر و اطفال حال فقر و سوز و بهر است اما بر سبیل مزید آید باز بطریق تجدید و بگوید که خداست پاک  
 جل شان را که دانایان به پنهان و آشکار است و محیط جمیع خدایات و اسرار گویا نیکم بر بعضی که آنچه در حلیه جهان  
 باطل فقر و عبادت و از دلی فقر و شس سیر و اصلا و مطلقا بر وجهی من الوجوه بگو و رتبه طلب مال و عزت و جاه  
 و ثروت و ادارت و سلطنت و انام و نشان و ترفع بر اخوان و اقربان با حمله طلب چیزه مواسه رضایت  
 مالک حقیقی و اعلامه بگو که ملک حقیقی باشد هرگز بهرگز خیر نیست و الله علی القول و کین پس هر که خود را  
 در سلک سیدان منسلک می سازد و در معرفت مجربان می شمارد و بزرگوار لازم و موه که است که خود را نزد فقیر ستا  
 مشارکت فقیر در نیایا اختیار کند تا بهر که محشر که محسن و آخرین است و هم جعفر و عشر متو خالق الهی است  
 عالم از من و هم در سید المرسلین علیه الصلوة و السلام الی یوم الدین سرخرو می نماید و به  
 شفاعت حضرت رسول قبول صلیه الله و سلامه علیه فائز شده بزرگوار و اکرام که است حضرت سید الانام  
 علیه الصلوة و السلام مخصوص نیست بهر و رتبه و هر چند علیه دین محمدی بر مشارکت کسی چنین و توقف نیست  
 زیرا که اگر قومی درین امر تقاعد و تناسل خواهند کرد قومی دیگر از میان آتقی در عرض ایشان در نیایا اف  
 گوشتش خواهند داد و اگر این اهل تقاعد و تناسل در حضور ملک خود و در رتبه فقیر حلی الله علیه و سلم چه جای آنها



و علوهست باید گرفت و آنچه مردمان دیگر بدیدیم بر حلی امد علیه وسلم در قسم کرده اند مثل رسوم شادی  
و تاج و تاجیل و تیره و بنای عمارت بیلان و اسراف و مجالس اعاس و تفرید واری و اشالی و نکاح هرگز بر این  
آن نباید کرد و بدستی الوبح سعی و رجوان باید کرد اول خود ترک باید نمود و بعد از آن هر مسلمانی را دعوت است  
آن باید کرد و چنانچه اتمام شرعیت فرض است همچون امر بالمعروف و نهی عن المنکر نیز فرض است چون این  
امر فرض نشود پس طالبین حق را باید که همین امور را پیش نظر خود بدارند و شسته باید گیر بجیت نمایند و متوجه  
که بر دست اینجا بجهت نموده اند و اینجا تب این امر را در بر داشته ایشان که احقه الظاهر و بر این بزرگ  
ایشان لازم است که اول خود ترک امور مذکوره اعمدا نمایند و طلبت قالب خود را متوجه بسوئی حق کنند  
اتمام شرعیت و عزت را ظاهر و باطن پیش گیرند و تمامی اینجا سراسر و شرک و الوات بدعت را از خود دور  
نمایند و بعد از آن جمیع طالبین حق را بسوئی آن ترخیص دهند و در اخذ بحیت بر دست خود از خود ساقی  
باشند و ترخیص و اخذ نمایند و هرگز اغراض از آن ننمایند چه درین بحیت بر دست یاران اینجا بدعت واقع خواهد  
فان و شدنی است انشاء امد تعالی کلمه گویان از رسوم شرک پاک خواهند شد و تعظیم شرح شریف در اول  
ایشان جا خواهد گرفت و اینجا بدعت و عاخذ بر کرد که آن بحیت شرف را است جمیع جزایه گردود و تعلیم و تعظیم  
سعی بجان و دل نمایند و از ایشان اخذ بحیت کنند و ایشان را تعلیم اشغال فرمایند حق جل و علا اینجا  
را و جمیع مخلصین مجبین را در زمره موحیدین مخلصین شریعت شریعت و منسلک گردانند آمین  
اما بحیت است پس بیانش نکته قتل قتال و جنگ و جلال که بابل و خرو و ضلال واقع می شود اگر محض  
بنابر تحصیل مال و حریت و ریاست و حکومت باشد خدا تعالی اعملا اعتبار نماید و اگر بنا بر نصرت دین  
و اعلاء کلمه رب العالمین و ترجیح سنت سید المرسلین علیه افضل الصلوة و التسليم متحقق گردد آنرا در هر  
شرح خواهد و بگوید آن فضل عبادات و اکمل طاعات است که هیچ یک از عبادات در باب دفع درجات و  
تکفر سلیات مساوی آن نمی تواند شد چنانچه کریمه فستل الله الفحاکه دین علی القاعین چون آیت اخذ  
در جات مینه و مغفرت و رحمة بر آن دلالت میدهد پس آنرا بجهت باید که سوا حق است آنرا  
شرح شریف باشد تا در حق و سید نکات و در دنیا شمر نکات باشد باعث نزول رحمت بر دانی و نماید  
آسمانی گردد و از عظم شریک و جهاد و سبب اتمام است چنانچه کریمه اطيعوا الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر  
منکم و کریمه و فلو رفقوا فی الی الی سوال و جوابی که امر مذکور و درین من امر بعرف امام زمانه و نقد  
مات مینه جاهلیه و جدیت صلوات الله علیه و صلوات الله علیه و صلوات الله علیه و صلوات الله علیه و صلوات الله علیه  
و بگویم حدیث من قتل تحت رایة عجمه فقد مات مینه جاهلیه و دیگر آیات و احادیث و شریک و شریک





مولوی محمد علی صاحب چالباب فرحت و مسرت که بر وی ایستاده و خفیه مفتوح گردید و لایسا و قتی که  
 از زبان صدق ترجمان آن مقبول منان اخبار فرحت آثار از طرف عنان عزیمت آن والا نعمت بشیر عزیمت  
 بهامیر المومنین عموما و شاه سیر و سواد و خصوصاً در باب اعانت مجاہدین و پیصال کفر و متمرین شمشیر حضرت  
 بر فرحت و مسرت بر سر حاصل گردید حق جل و علا که جمیع خود این اندوختن و این هدایت آب بلکه جمیع  
 بندگان خود را در زمین کار و بار علی عمرالدور و اولاد و عمارت و شغل کند و دول خلص منزل جمیع مومنین و مومنین  
 را بمشایخ اعلامی و کبریا و رب العالمین و احیای سنت سید المرسلین و اقامه و پیمانی و مکر و مخون و کار و آیین یارب  
 العباد و احوال بخیر و بکرم رب و جود و اسرار و شویب و حمد و شکر است که الوف الوفاء نام بلکه بهامیر اعلیٰ اعلام از  
 سکنائین و یار و اقهار و اولاد مستب و جهاد و از انکه کفر و فساد و فاقبت این خاک را و بنده میقدار بعض قدرت قادر  
 اختیار از خود اندر در صفت جان و مال و تحصیل رضا و رب و احوال مستعد گردید و سبحان الله که به شکر آن  
 رب و قدر و سواد و قوم آفریدی و جود و خلیل و یوسف زلی که از هر دور و دور عیش و نغمی و استکبار و بر سلاطین و زوی  
 الاقدار میداشتند و رفیع و اخلاص این بنده عاجز و خفیه و در گردن خود را انداخته و با سبب این فقیر را بر سر خود با  
 مسلم و شسته چه قدر و شان و در فرحان اند که از حیطه تحیر و تقریر بر نوشت بنا بر تقریر و خاطر خاطر این چند اشارت  
 اجمالی و نگارش کرده اند و الا حقیقت سرگشته است و میمان و واضح میگردد و به بیان که از انکه شان و آن من خود  
 قاصر و تا به گویا چه رسد و این نعمت و خلقی و در باره آن محمد علی الاطلاق بکدام زبان بر آرم و شکر این جمیع بگری  
 و درگاه و آن جود و الاستحقاق بکدام ثابت قالب بآرم و بوجوب اسیات که از انکه شان و آن نکر و اسے خرق و کفر و  
 درین بحر و اسے عمیق و کرا آن زبان و کرا آن بیان و که ذکر ثنایت و تائید آن و ثنایت جان به که تو گفته و  
 ترا می شود آنچه تو گفته و زبانی و در وقت آن بیان و بیان چون کند کس بخیر آن و این و نظر چون کنم در  
 نعمت اسے تو بچش کنم از که به اسے تو که چون من خیمه را تو بنماختی - با صلح عالم تو پر و خفتی و شکر تو کنم  
 بعد احترام و کلام برین ختم شد و السلام

(نمبر ۲۲) از امیر المومنین سید احمد محمد علی غلام جیلانی صاحب را مپوری

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد محمد علی غلام جیلانی صاحب را مپوری  
 مورد فیض و رحمتی و مبارک و از ربانی محمد علی غلام جیلانی - بعد از سلام ستوان و دعا اسے اجابت و مقرر  
 واضح آنکه رفیق و کریمه و مدد و نصیحت و تکریم و تکریم و کمال و مراتب اشتیاق و دعا و  
 وین رب خلایق و السلام در سلک مجاہدین و پیصال کفر و متمرین رسید و مضامین مندرجه و واضح  
 گردید - الحمد لله و المنت که حق جل و علا که جمیع خود و دول هدایت منزل آن منافق کتساب این و هدایت







الى الجنة عرضها السموات والارض ودر میان جامه برتر مشین و شاهر مسلمین برادر چنانچه محبت کثیر و محبت خفیه از  
 ایشان مشارکت مجامعین اختیار نموده داد و دایانست و کجاست در سرکه خال غل کفر و ضلالت در راه نیکو  
 درین اثنا عجیب مقدمه در پیش آمد که سروران پشاه و پشاه عادت و نشانه خود که پیشه و نفاق هر کس  
 در مسینه پیکر خود میگردانند درین مقدمه هم در خلعت نموده و راه حیل و تزویر پیورده گردیده بعضی  
 مسلمین رسانیدند لکن ایضا و لغت که نسبت او بالاین تبارخ افعال لاحق حال ایشان گردید  
 و هیچگونه مضرتی باطل ایمان نرسید چنانچه مؤمنین سوات و غیره امثال ایشان باز باقیست  
 چنانچه و از ان کفر و نفاق و نشاء مستعد گردیده اند لکن منافقین مذکورین تا حال هم از قبل از افعال  
 خود دست بردارشی نشوند چنانچه تبارک برین برهان و نشان که تفریب و تزیین می آیند در بدستگاری ایشان  
 و او نفاق می زند و برین صورت بحکم مقدمه الواجب چنانچه منافقین هم واجب گردیده بنا علیه  
 این ضعیف با مؤمنین صادقین عزم پاک کردن بلده پشاه و در قرب و جوار آن از الواش منافقین  
 بدکردار محکم کرده تا بموضع بنجره رسیدیم و بنا بر امتثال فرمان حال ایشان حضرت ملک دیان که منظر  
 کلام لازم الوتوق یا ایها النبی جاهد الکفار المنافقین و اعط علیهم ستم که محبت استقیم و بر حول و قوت  
 الهی اعتماد کرده و دهانهای مآثره اللهم یک احوال و بک اصول و انت حسدی و نصیری بر زبان خلائک  
 ترجمان درانده متوجه نسبت بلده مسطور گردیدیم حق تبارک و تعالی بقدرت کامل خود منظر و منور گرداناد  
 بر چندین ضلع و در نظر هر مسرور و سالک غلامی با مبهت و شگفتی که می بینیم من غلبه غلبت غلبه کثیر و باذن الهی  
 حکم ناک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق و باب الهی صال کفر و تمیز بین و منافقین مذکورین بقدر و صحت  
 خود که شمشیر می نمایم آینه سر انجام دادن هر کار برست قادر و مجرب است بموجب بیعت او است ملک بر سر  
 خواهد آن کند و حالیه را در دست ویران کند و در تصویرت لازم که آن حشمت آب هم غیرت ایمانی و حشمت  
 اسلامی را کار فرمایند و در منطوق انما المؤمنون الذین آمنوا و عملوا الصالحات هم فی عین ربهم و انما یرید الله لیسلب  
 ایمان بسیار است چنانچه از پاید اعتبار با قطعت هر چند مشارکت آن حشمت آب بنفس نفیس خود و در عقیده  
 بعدتر می نماید لکن بفرستادن از فراوانی ممکن پس لازم و حقیقه این فوج از چنانچه کوچ نماید عسکر ظفر میگرد  
 در سلک مجامعین مسلک گردانند باقی تفصیل احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول  
 با نگاه آینه حافظ اعظم شاه واضح خواهد گردید آنچه حافظ مروح از زبان صدق ترجمان اظهار نمایند از اقرین حق  
 و مصدق تصور دیده بر طبق آن عمل نمایند و که حافظ مروح از خلص یاران اینجا نب و غیر خواهان دین اسلام  
 است - زیاده و سلام روح الماکرام +

نمبر ۳۰ - مکتوبات امیر المومنین سید احمد رضا بن شکر خان کمال زلی رسول  
و مستر یار محمد خان رئیس ایشاوریه

بسم الله الرحمن الرحیم + از امیر المومنین سید احمد رضا بن شکر خان و الا مناصب عالی مراتب کثیر المنصب عنایت  
نشان رفیع المکان احمد خان سلمه الله تعالی - بعد از سلام ستون و دعا های اجابت مقرون واضح آنکه رفیق  
کریه مشتمل بر مراتب محبت و اخلاص و مودت اختصاص سید الفلاح فرست و احسان سرست بخشید حق جل  
و علا بر جسته خود این مراتب خلعت را که محض بالبنی و آله الامجاد و فی العزت روز آخر خون گرداناد - و آنچه  
کمال و فخر عزت و جاهت علو جهت آن والا نعمت در باب خلاصه دین رب العزت از قلم خلعت ششم نگاشته  
فرموده اند همه تاشی از حجت اسلامی و غیرت ایمانی است حقا که تمامی این عزت و وجاهت و حکومت و ریاست  
آرام و راحت لا بد از سه گذشتنی و گذشتنی است و در تکیه سوال و جواب حساب کتاب بحضور رب الارباب  
حاضر شدنی است و در آن مقام برپول غیر از ایمان و اسلام چیزیست دیگر که آردنی نیست و در طلبت قبر و حوض  
غیر از توبه اخلاص چیزیست و فروختنی نه بخوبی را می و انعم نه علم نه علم غافل از شتی است + دین تخم طرب همیشه شنه  
کاشتی است + این دشتی را همه بگذشتنی است + بزرگزه عدوت که نگه بدشتنی است حوض آنکه اگر این دشتی  
دینا و بی نام فرستاده مولای خود صرف کردیم لا بد فرما چند عذر را بیل بجز و نقد بستاند پس بهتر است که بوضع  
و عزت جان و مال در رضا رت ذوالجلال در بازیم و وسیله حصول سعادت کونین و راحت دارین است  
آریم و علاقه بندگی را بجنود و الکی خود حکم سازیم و ایمان کامل حاصل نماییم و تکمیل ایمان چیزیست مقدار اهل کفر و بی ایمانی  
صورت نمی بندد قال الله تبارک و تعالی قالک الاحزاب استراقل غم نمونوا و لکن قولوا اللهنا ملکنا یدخل الایمان فی  
قلوبکم و ان تطیعوا الله و رسول الله لیکم من اعماکم شیئات ان الله علیم خیر + انما المؤمنون الذین امنوا بالله و رسول  
شم لم یترابا و جاهدوا باسوا لهم و انفسهم فی سبیل الله و لکنکم هم الصادقون + فیس لا بد دعوی ایمان باید به شهادت  
و قاست چنانچه بین باید کرد و الامجد ایمان بدون اقامت جهاد از پاینده اعتبار ساقط است الحق بنده که در مقابل  
احد املاک خود خجسته و حقیقت نمی دارد و فی حقیقت بنده نیست و هیچیک جواز مال و عورت و آبرو و شیعه را در تحصیل  
رضای محبوب نگه دارد و فی حقیقت محبت و محبت که پاسداری و جاهت چیزیست خود را بخود دارد و دعوی اخلاص  
کاذب و دروغن است و متفلس علاقه خود میت چنانست که محبت اهل و عیال و طلب مال و منال و مراعات  
عزت و جاهت و مالک و الفتخا خان و اقران پاسداری رؤسا و دستان پس پشت اندازد و فقط رضای حق  
ذوالجلال و مجرد انضاد از دستمال قبله بهمت سازد مصلحت دیدن آنست که یاران همه کار بگذارند و غم خمره یار  
گیرند و باطن ظاهر واضح و دلالت است که سرداران زمان با وجود دعوی اسلام رعیت گری کفار نام اخلاص خود ند و با





ردا و ابریم نام بلاطیان را با قولی شایسته آرییم و احقما و ستمان خالص لایمان برپا خیزد و موافق سر در کجایان  
 خیلے مستند محصول پس تاخیر از ما مردم غیر مایل شتاب و روزی نقد سستی بجان و دل بجای آرییم و تمام  
 آن از درگاه و مایه عطایا سپید آرییم با جلد تا جان و بدن و سر بر تن است بهمین کار و ابریم و انجام این کار  
 بدست قادر و شجاعی شماریم و صورت فتح توقع غلبه دین است در آن دور صورت شکست لغو شد است  
 فی الحال و در هر دو صورت بقصد خود فائزیم و بپادشاه و کامیاب و بسیار شکر از درگاه و عزت و سرسبز  
 شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان ملامیر آفریننده و بیست و نه خطه خواهر مسیده و اسلام  
 صبح الاکرام - ۲۰ ذی الحجه ۱۰۲۰ هجری

مکتوب از امیر المومنین سید محمد بنام سردار دوست محمد خان الی کابل  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید محمد خدمت سرور اکثر الاقدار جلالت شعا عظمت آثار شجاعت  
 قیامه الامتار سر در دست محمد خان را و اقباله بفرستد سلام سندن و دعا است اجابت مقرون و واضح آنکه  
 نامگذاری و تسمیه گزینی مستبقر است ابتدا و آن عالی نهاد و اقامت جهاد و استیصال کفر و فساد و دیگر مرتکب  
 انظار خلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید رضایین مندرجه واضح گردید و بعد از آنکه که عزم اقامت این  
 برکن کریم یعنی نصرت دین شین و استیصال کفر و استمر دین در دل جلالت منزل آن سرور جلالت آثار  
 بر دیگر وید استحقاق مثل این معلومت و آنکه عزیمت شایان شان مثل آن عظیم الشان قانده بود - هر چند سعی  
 در اقامت این برکن اسلام نسبی قتال با کفار کثام در هر زبان و در هر مکان واجب است اما درین حدود آن  
 که وقت خوش ابلغ کفر و طغیان است بر مود جا میر و منین عمر و اوشا میر مسلمین خفیه و اوجیب و او که  
 هر قدر که معمول یعنی اقتدار و کثرت خود و انصاف و تسلط بر زبان و اصدار و واجب است در اخلاص و اوقاف و  
 اقامت این برکن دین و احاطه دین سید المسلمین و کوه و ابر که از سر و اوان نامور و در سواد و دوی الاقدار  
 نصرت دین برود و گاه و روزی سنت سید مختار و نوق میگرد و سخن اجر جزیل و تقوی و ثناء و جمیل در دنیا  
 می شود و حصول سعادت اخروی و نزل برکات دنیوی و حصول در رتب جنت و عروج در درجات شمت  
 بر چه نصیب و میگرد که احاطه مسلمین اند که آن خیلے مستند و اگر متاذا اصدار از ایشان در اقامت همین امر  
 با توفیق شایع و تصور واقع شود پس بحکم الناس علی دین لکم تمام رعایا و رعایا که ایشان با کل در نیایب و او  
 تعاضل و تسال خواهند و این حکم من تلخیص شفاعت سیده کین که نقل منها اعمال ایشان بخاصی جمیع رعایا  
 و سیاه مشجون و سیاه خوار گردید در رعایا بیک نیک نال فرمایند و خبر غرض را بکار برید و از قبیل مجتهد است  
 شعرا و نکات باغ و که محض بنا بر زبان آرا می و عبارت بیانی در ملک تحریری کنند نشانند که این محض

در کلام ملک علام و احادیث سید الانام مخصوص است پس کسی که بیان باشد و با رسول و با آخره می نمود و البته  
 یقین قطعی میداند که این مرخصی صدق است پس با و اش این تعارض و تضاد در محاسب حساب و کتاب  
 بجنود و رب الارباب شدنی است و در محاذ ایشان چه انواع پنج در تعارض با جناس تکالیف و مصائب کشیدنی است  
 فاما آنچه در متن اکثر خبریه که آن زمان مرکز است که تغییر است سرداران تاجدار و محاسب گشت و اقتدار حصول این  
 معنی صورت نمی برند پس این خیالیست محال و احتمالیست بر ختمال زیرا که ممکن است که حق جل و علا بقدر قدرت  
 کامل خود دیگر معادرتان از انلی و عقبلان نام نیرلی را که از صفات مسیحی و غیره فقرات و غلطی باشد بر سر کار و که به  
 صفی شنایت خود این مهمی از دست ایشان برتر و قال الله تبارک و تعالی ان لا شئ من شئ الا و کما  
 قالوا لا اله الا الله و کما قالوا لا اله الا الله و کما قالوا لا اله الا الله و کما قالوا لا اله الا الله و کما قالوا لا اله الا الله  
 این حدود بگرم رب مجبورین شد آن که این عاجز از در سلطنت کامل برآمده و ضلالت جلال آباد و حاجی پشاور  
 را طے کرده در ملک نوشهر رسید و برین اشارت و شکر خالقین موضع کوفه بکمال حیرت و نهایت عجب و شگوه آمده  
 ابراق کرد و چند همراه این فقیر حجه قلیل بے سرو سامان بودند اما از انجا که طالبان رضای حق حضرت خلاق بود و در  
 صرف جان و مال نهایت مشاق بنا و علیه ایشان از شبان شب از دریا که نشو و نما کنانیده بر سر کفاز نگون و بطریق  
 شجون و راحت روانه کرده شد و آخر جان شب بجم حضرت رساله عالمین جنود مجاهدین بر سر آن خاقان رسید و  
 در اسلحه و در دست شل تیر و تفنگ و گزشت آه از این رخ بیدار رخ گشتند مسکرا ایشان از خون ایشان لاله زار  
 ساختند چنانچه همه کثیر از ایشان که خرب کپک بر پا شدند از این هم بسیار بار بار فرستادند و همه را بر زمین داشتند  
 بر خاطر قالب مقرر سازند و جناس انفسه از جسم اسب و شتر و براتی و غیره پیش از پیش بردند و پیش از آن آنچه  
 بر شمشاد شرف گردیدند بخت انما و بی مادی ساختند و اکثر ایشان شمول و خاکی و ربانی و کفالت و جانی  
 بیکر خود و راحت نمودند و این شجون کنار یک در را سجد بیک شکست داد و که از تمام آقا است و خود بر خاسته و بیک  
 دیگر بار انداختند و از شدت خوف گویا در مسکرا شکست زدند بعد از آن فقیر از پله نوشهر و بر خاسته موضع میدان  
 انماست نمود و زمین این اقطار از دریا که ابیمن عبود بوده بر سر شهر حضور که مرکز کفار آن دیار و جمع متوکلان  
 و قطار بوده تا خست آید و چهار صد و اکنس با یحیی و سمانند خود اشیاء نفیسه و اموال خیره از نقد و اجناس بخت  
 عموم الناس آنقدر زحمت و کاز و تحری و تقریر بیرون است بعد از آن ایاب جنگ جلال قتل و قتال متفرج گردید و شب  
 در در نصرت آسمانی و تأیید جهانی باران صفت می بار و در جمله تأیید استو آبی این است که اجتماع جنود مجاهدین  
 هر چند بسیار از بسیار بود لیکن از یک لشکر بے سرو و شل بنواست عام و کوچ و مقام بے اهتمام می نمود و تبار علیه  
 بطریق فحوائص کلام ملک علام و احادیث مسیح الانام علیه الصلوٰه و السلام و قولی فقرات عظام و ضوابط و حجت





دین و تعین کمر بستہ دانسته نهان فاشکارانیکو آگاه و خبردار است که سوائے اعلام دین و  
 احیائے شریعت سید المرسلین بر هیچ غرض و مطلبی در میان ندارم در خصوصت بر بنیادین مباحث الا اعتقاد و  
 تمسک کامل الانقیاد واجب و لازم که خیرتر ایمانی و حقیقت اسلامی را کار فرموده بر امامت دین و نصرت  
 شرح مبیین که عزیمت چیست و در عرف جان و مال و درامد و اجالی و در منع نور زنده و هرگز از  
 ادائے دین عبادت و عظمی و اوراکراین سعادت کبری و شناختن روز جزا در محاسبه کتاب بحضور  
 رتبه انارباب بر سر خروئی بر خیزند و بروئے خیر انانام علیه الصلوٰۃ و السلام شرمسار نشوند که شکرت نعمت  
 مال و جنال و جاهد و عزت طلب شدنی است و از فاضل و تسایل در حاجت خیرانی رب العزت سوال  
 مشوبه گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواهند داد و چه حد پیش خواهند نهاد یا بکل اگر امر و زبان و مال  
 در راه و از دست فاضل صرف نگردند و اوبال جان است و هیچ کار آمدنی نه پس اگر کمر بستہ چیست  
 درین باب و او شجاعت و شہامت خواهند داد و در راه تأیید دین قدم ثابت خواهند نهاد و اینجا بجزئی  
 از حضور ملک متان و شائے جمیل و میان اخوان اقران خواهند یافت بر هیچ ماحل نهان نیست  
 قائم آنچه منافع بسیار و محاصل بیش از عزت و دو جا هست و دولت و کمند برست خواهند آورد و بیرون  
 از دایره قیاس خواهند بود انشاء الله تعالی هم مناصب موردی ایشان بدست خواهند آمد هم نظر بر مساعی جمیل  
 ایشان در نیاب فرائدش از پیش علامه بآن ماحصل خواهند شد زیاده السلام والا کرام سر قلم است و  
 منعم دی الحجه شمس المهری

ترجمہ ۱۲۹ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بن محمد شاه سپند خاں صاحب یرشاه محمود  
 بسم الله الرحمن الرحيم - از امیر المومنین سید احمد بن محمد شاه سپند خاں صاحب یرشاه محمود  
 کثیر الشان حضرت نشان شاه سپند خاں سلمه الله تعالی و عظمه - بعد از سلام شنون دو عالم  
 اجابت مترون و واضح آنکه از مزبور مجال منعم لایزال بخش جود و نوال خود آن کثیر الشان را بنام صبر عالیہ  
 ریاست و مرتبہ رفیعہ حکومت فواخه و با ذریعہ نعم و شمت و شوکت و منافع شیم شجاعت و شہامت  
 بیرو و ساخته پس مقتضائے شکر این دولت عظمی و لازمه سپاس این موصفت کبری و کثرت که در باب طاعت  
 احکام ملک علام مال محبت کشایند و در فراتر واری و رضا جوئی پروردگار بقدم عزیمت پیایند و کمر بستہ  
 چیست بسته و نیت عالیہ درست نموده در راه استقامت و بیضا و حمایت شریعت و احیای جمیل بروئے  
 کار آرد و محبت اهل خیال و جان و مال پس پشت انداخته در ضمانتی و خوشنودی ایند و کریم را قبله محبت  
 ساخته و راه علامه کل رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین محبت عالیہ گمارند که انیمہ مال و تنال



نمایند که متفق بر اینانی و لازم نیست و این اسلام است و این اسلام مع الاکرام و مرفوعه دوم محرم الحرام است  
 و در روزی از مقام بختار

(نمبر ۱۲۹) استفتاء در حق الفتنه امام جمیع علمیه امام  
 بسم الله الرحمن الرحیم + اقول العلماء الربانیین فدام الشریع البین و زیورات که جمیع کثیر و جمیع غیر از علم  
 و علم و رسالت و دوی الاحترام بر دست امام تمام خلیفه سید امام علیه الصلوٰه والسلام سید احمد امیر المؤمنین سید  
 در اندام سبیل امامت بجا آورده و طاعت انتخاب انعام نمودند پس اگر انتخاب بنا بر فرستادین و بجا آورده  
 احکام شرع بپایان امر است و صادر فرمایند که کسی از مسلمین خواه رئیس باشد خواه ضعیف امر انتخاب را در نماید  
 و برخواهد ایستاد و مستور شود حتی که بنا بر رد حکم انتخاب قتل و قتال و جنگ و جهال داده گردد و در صورت  
 حکم شرع شریف و مقدس مخالف مذکور و رفیقان او محبت و محبت او بر او واجب است

و جواب است - لا است فتان مذکور شد به محبت علماء و در سائر مذکورین منع گردید زیرا که است به محبت بیکار  
 مسلمین منع میگردد و چه جائیکه جمیع کثیر و جمیع غیر از ایشان محبت مذکور بجا آورده قال فی شرح الفقه اکبر منع  
 الامامه بقتل واحد و کذا فی شرح القواعد و شرح الوفت و فتیله امامت انتخاب ثابت گردید پس از اخبار  
 از حکم انتخاب شمر صریح است و جرم قتل قال الله تبارک و تعالی یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا  
 الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم - (و قال رسول الله صلی الله علیه و سلم) و من اطاعنی  
 فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله و من اطاع الامیر فقد اطاعنی و من یعصی الامیر فقد  
 عصانی (ایضا) من خرج من الطاعة و فارق الجماعة فوات مینة جاهلیة (ایضا) من خلع الله  
 طاعة لقی الله یوم القیامة و لا یخیر له و چون مکرری مخالفین بجهت رسید که بدون بیکار و در مکرر  
 و قتال و جنگ و جهال از مخالفت بر دارند و بر حکم امام گردن نهانند پس جمیع مسلمین را مری شوند که بر ایشان  
 لشکر کشی کنند و حکم امام بر ایشان جاری گردانند قال الله تبارک و تعالی یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله و اطیعوا  
 الله و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم - (و قال النبی صلی الله علیه و سلم) انما لتکون هذات  
 و هذات فحق اراد ان یفرق اصحاب الامة و همی جمیع فاعرض یوم بالسیف کاشان و کان (ایضا)  
 من انما که و امر که جمیع علی و جعل واحد پس بدین ان یتفق عصا کما و یفرق بجا اندک و فاقم - (و قال فی  
 مختصر الوفاة) و البغاة قوم مسلمون من جماع طاعة الامام ضایع هم الی الله و فان یفجس و  
 محبت بپایان حل نشاء الله بعد از این لایم که از لشکر امام درین معرکه مقتول خواهد گردید پس هر کس که  
 باقی و هر که از لشکر مخالفین مقتول خواهد گردید و بدین جهت طریقی در میان این مخالفین واقع است از سائر

تا سقین شل زماة و سارقتین چه نماز خار چه سارقتین ادا کردن واجب است بخلاف این مخالفین که نماز  
 خار و برایشان هم جائز نیست کافی اندر انتخاب حاصل نموده بصداب  
 نمبر ۳۳ - مکتوب از جانب مولوی محمد امجد علی صاحب مولوی بنام نواب نیرالدوله بهادر  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از بنده ضعیف محمد امجد علی بنام نواب نیرالدوله بهادر  
 زاد قباله و ضاعف اجلا له - بدو از سلام مسنون دو عالمه غلام شون تمس آنگاه نامه نامی در قیامه گری که  
 هر ستم شواحت نشان عبد الحمید خان بنام این بنده رسال فرموده بود بدندان صروح بعد از اقبال  
 رسیدند تا صیقل اخبار صداقت آثار از زبان واضح البیان نشان صروح بخواهد حاجی محمد مبارک  
 سابق از ایشان بعرضه تلیک رسیده بود و از زبان ایشان بیان صروح پیوست که اکثر مدعیان اسلام  
 در مکان هندوستان از شهر دانشمندان کتب فضیلت نامه و سالکان طریقت پیشوا و سایر این نحو  
 و تبلیغ ایشان از فساد و فجور بلکه جمیع منافقین اشرار و فاسقین بلکه درازند گشت محمدی دست بردار شده  
 راه کفر و ارتداد و طعن بر مسیحیان جهاد اختیار نمودند و سواوس شیطان بطریق نیابت از سواوس خناس  
 قلب طالبین حق القا کردند و در راه دست ملت محمدی گنج مرغ و طالبین حق راسته را گردیدند آن گروه  
 شقاوت پیوه بیشک بعضی زوادی مورد طعن رب العالمین شدند چنانچه حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید  
 اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْفٰكِلِیْنَ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَ کَیْدًا عَیْیٰوًا عَمَّا یَخْلُقُ بَیْرًا اِنْ اَشْکَلَتْ  
 ایشان که بحسب ظاهر نام بنام و حکم اسلام ایراد کرده بودند بحسب تحقیقات آنچه اشکالات بر کلام ملک عالم  
 و برخاسته سید الانام فارویدید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب صروح منبر گردید حالا اشکالات  
 مذکوره از کلام رب العالمین و منتهی سید المرسلین بر و بر و حاجی صروح با حسن و بوجه بیان کرده شد بر خند  
 حاجی صاحب صروح که طالب حق بودند از حال مذکور متعجب گردیدند اما این ضعیف القین قطعی با منتهی حال  
 است که تقریر نگردد هیچ منفعتی بلامعین نگردد و این خواهد رسانید که بد تقریرات مذکوره از کتاب سنت است و معتقد  
 منافقین مذکورین در پیوه ایراد اشکالات بر همین کتاب سنت است و طلب ایشان از وقوع پیوسته  
 نبویه است پس جواب ایشان غیر ضعیف پیوسته دیگر نمی تواند شد و اما و یکست استحضار این امر حاصل  
 نیست جواب ایشان همین درم التفات بکلام ایشان است و پس بوجوب بیعت انگس که بقرآن و خبر  
 نور نبی + آنست جواب ایشان که جوابش نمیشود + آنجناب از صفای عتیدت بے بدل اند و در صدق نیست  
 میرا مثل انشاء عند المافات حقیقت این امر تفصیلا بخندت عالی عرض خواهم نمود اما درین جزو  
 که وقت نبورش و سواوس شیطان است محافظت جان خود از سواوس آن شیاطین و فرقات خود را پس

سین واجب و سواد و مانند و ترائین ملاقات برادران که همین نکته تناعیت فرایند که اصل سیرت سید المرسلین و  
 جمیع خلفائے راشدین و اهل بیت مطهرین و صحابه کرامین همین است که تمام عمر خود را بلکه هر ساعتی از ساعات  
 روز و شب را در معنی اقامت چهار صفت نمایند جمیع اوقات عزیزه را به همین مساعی جمیله معمور دارند و صرف  
 عمر گرانمایه را در همین فتنل عین سعادت غفلت شمارند خواه سعی نکند یا انجام رسد یا نشود چه مقصود صرف عمر خود است  
 در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین تا با انقلاب احوال و اطوار بر هر چه ثقل و تبال و دایره و میر و زوال  
 مثل مدول پس تعلق بقدرت کامله ربانی پیدا کند با استطاعت ناقصه انسانی و سلطان محدودی را بهین لازم  
 است که مال و جان و عزت و آبرو و همه خود را در همین راه در باند آید عین سعادت خود شمارد و ترقی و تضرع  
 و رفیع و بخت کامله ربانیه بسیار و بموجب بندیت بخت اگر در کند و بندش آدم کف + گد کشم ز سپه طرب  
 و در کشد ز سپه شرف + و صرف اوقات را در همین مساعی منظمه حیافات بنگار و قریب حق را در همین راه  
 منظمه پندار و دیگر مشاغل و ضیعه و دنیا ویرا معطل کرده مراد و دار و زمین میدان و در غر و مصلحت و میر  
 من نیست که یاران همه کار و بگذارد و غم طره یاری گیرند پس آنچه لازم که همین راه را در خلوت و دل  
 انگار ندوم که درین امر زبان طعن و طعنه کشاید و از جنبه اعتقادین و مظهر و ادیان رب العالمین مثل اقوام سکند  
 هندوان شمارند و السلام مع الاکرام +

### و غیر اسم) از مولانا محمد سعید حیل حسد و بلوچی بنام میر شاه علی صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - از بنده ضعیف محمد سعید حیل بخیرت معدن خیرت ایمانی منبع حیات اسلامی بقول  
 بارگاه رب قوی مخدومی میر شاه علی سلمه الله تعالی - بعد از سلام سنون و دعا های اجابت مقرون و وضع  
 آنکه - نامه نامی و قدیمه گرامی متضمن بر کلامیکه فیما بین صاف و قین و سافقین واقع گردیده رسید مضامین  
 مشامه و واقع گردید خراکم اند خیر - آنچه نگارش فرموده بودند که مضامین سوالی و جوابی را منع گردانیده و  
 از اسوت تالیف رساله پرشانیده ارسال باید و اشترا - محمد و حقیقت الامرین است هر چند که تحریر و تقریر  
 هم در عقاید است نویسه از جهاد است تا ما این ضعیف بلکه سائر حاضرین به مقام و امری مشغول اند که تقریر است  
 و تقریر است با و در آن امر صلا گنجایش نیست حال ما مردم به نسبت حال اهل تحریر و تقریر شبانه حال شنیده است  
 که نفس امارت صلو مشغول است به نسبت کسیکه تعلیم مساعی صلو می نماید پس هر چند تعلیم مساعی صلو هم  
 از جمله مضافات صلو است تا ما حال ادا و اداء نفس صلو مانع است از اشتغال به تعلیم مساعی صلو - کسیکه  
 حال مجاهدی را مشاهده نماید با یقین بداند که مسلک قیل و قال و بحث و جدال خواه حق باشد خواه باطل  
 و دیگر و مسلک این مردم دیگر - مسلک اولی از جنس مسلک علما است و مسلک ثانی از جنس مسلک پائین

در میان اینها حال آنکه درین مقام چند کلمه تحریر کرده می شود و آنهم بر پنج ظاهر فاعل مفسر است و اما بنابر اینها ظاهر  
حاکم فاعل مفسر می شود که در انعقاد و اقامت جناب امیر المؤمنین بر تائید حق و حقیقت و کلام و فقه و علم است و نیست  
و آنچه مخالفین از جنس قبایح یا جناب یا باطن یا جناب نسبت می نمایند پس اول آنکه آنچه بذات آنجناب  
نسبت می کنند آن همه بر سر اصل است و از روی مبدء صدق و عاقل و آنچه بر فاعل است آنجناب نسبت می نمایند  
پس اکثر آنهم مطابق واقع نیست بر تقدیر تسلیم پس حق رفق است اما هرگز در اوست آن قاض نیست  
چنانچه قاض استبان برگز در ثبوت نبی ایشان قاضی نمی تواند کرد و نیز بر تقدیر تسلیم آنچه بذات آنجناب است  
نسبت می کنند پس بر ظاهر است که آنهم در ثبوت اوست باطن و آن همه قاض نیست چه مقتضای آن  
قاض در مراتب و ولایت است و ثبوت مراتب و ولایت اصلا و شرعا اوست نیست بلکه فسخ و ابطال است  
از اهل اوست بعد ثبوت آن هرگز نمی تواند شد چنانچه در احادیث معتبره و اخبار متواتره اسلام و اخلاق و  
فقهاء و حکامین بر آن ولایت می دارند و باجماع و کلام به همین دو امر است اول ثبوت اوست بعد از آن  
عدم از اهل آن بسبب اعتراضات مسطور و اما مقدمه اولی پس بیان آنکه بر ثبوت اوست باطن و کتب  
حدیث و کلام و فقه و تفسیر باید کرد و در تقدیر و اقامت قاضی و از ضعیف و خارج و از جرح و تمیز باید داد  
بعد از آن حکما و مفسرین قاضی را هیچ که در باب طریق انعقاد اوست است منتظر کرده در زمین ملاحظه باید داشت  
و بعد از آن ماضی باید کرد که در این حقیه آن امر متحقق است یا نه بر حقیقت الامر در امثال اینها است  
بمشاهده و تکشف می گردد که کسیر اخبار کما لعیانته حدیث است و آنچه و شنیده که بود مانند و دیده شده است  
مشهور اما بنابر آنکه مشایره حال بدست غائبین مفقود است پس انکشاف حال بر سبیل اجمال بر نسبت  
ایشان از اطلاع بر اخبار این همه اخبار هم بقدر ضرورت می تواند شد بنا بر آنکه یک قطعه بر وجه اخبار اطلاع  
مع چند قطعات که افزون دیگر که خارج قطعه مذکور می تواند شد بخیر است ارسال و مشتبه شد تا بوجهی من الوجوه حقیقه  
احوال منکشف گردد پس هر که در تقدیر و تحقیق ماضی نماید کرد لابد انعقاد اوست آنجناب از اهلان خواهد بود یا  
مفقود نماید پس از اینهم از کتب حدیث و کلام و فقه و تفسیر باید نمود که کدام کدام امر باعث انزال اوست  
و از منصب اوست خود و این همه در بارگاه آنجناب بعد است که کس از کفار که و غیر هم او عالم و  
این قبایح و ذرات آنجناب نمی تواند کرد و باجماع چون اوست آنجناب ثابت گردد و هیچ امری باعث  
انزال آنجناب از منصب اوست باشد یافته نشد پس اطمینان آنجناب بر کافه مسلمین واجب است  
و اگر دیدیم که اوست آنجناب ابتدا قبول کند یا بعد قبول یا نکار نماید پس بهر وقت باجماع مستحل آدم که قتل  
او مثل قتل کفار عین جهاد است و جنگ او مثل جنگ سائر اهل فساد و عین مرضی رب العباد و قتل











مقبول بارگاه الهی مرقع دین رسول الله عظمی آب ویاست انساب سلیمان شاه ابدی جلالت وضا عفا قبله  
 سلاسیکه روح وریحان یحیی و جان و رنگ و بوی گستان کیمیا ولی اعظمی نگارستان مقترب نبوی  
 نواده نگارستان شریعت مصطفوی که اکمل تحائف و حسن باریک این اسلام است پیش نموده لوحه اتحاد و یگانگی  
 بقوش تدعای او نامه هنرمین شمامه که جهان پرورش وستان مودت و مهر نقش کتاب محبت بود پس از نظر  
 بسیار آوازه محمود و سعادت مسعود و درود و نود و نوزول کریمت آمد فرمود باوراک مضامین و نشیمنش ابرار  
 مستتر منتح گشت و بدریافت نوید فرحت جاوید فتح نمودن ناکب گلگت که زنده گلک بدیع نگارستان  
 قلم ندرت شعار بود جهان جهان فرحت و عالم عالم هجوت حاصل گردید حق تبارک و تعالی مبارک و میون  
 گرداناد و این حرم باغچه که فی الحقیقت قنات چشما و عاشق و بین رب العباد است پیوسته و مدام مرغوب  
 خاطر خاطر دارد خوشایند است که امتثال او امر را که بکون و مکان و دخت و دیوان دسه که بکاشانه نمیدانست خود  
 چراغ راهی که در افروخته ز سبزه خوش نصیب برافروخته که باین توفیق خیر فرقی گردیده همه خوش طایفه و مستند  
 بهار جلاله و عالیه رضا جوئی مولای که خود رسید آنچه در مقام بیان تقدیر و وصول عسکر و فرمیکر در صلاح افتاد است ان  
 بنا بر حیات برت و کوستان روزه علم شهادت تمام گردیده بود پس الحق که گذر عساکر و دست دین را در  
 بهجت نهایت دشوار است اینجا نب گرد در قلیه المود و ترغیب با قنات جهاد کرده بود مقصود این نبود که جزو انجمن  
 زمین راه دشوار گذر عبور نماید بلکه مقصود همین بود که مستعد بودن شاد و در قدردان قتل و قتال با اهل کفر و ضلال  
 واضح گردد و آنچه ندرت که قوت استعداد شاد و قدردان روح گردیده و فور غنیمت و علم بهجت از قنات نامی بهجت  
 خود و رسید انچه و انچه که حق جل و علا بکریم خود روعی زمین را با نوار سلطین عادلین منور گردانیده و اخبار فرشت  
 ایشان بگوش و بگوش مامور رسانیده و آنچه در بیان مشارکت این فقیر در هم بلاد کشمیر نوگزیده فاسد جلالت شامه  
 شده بود که عاشق مجاهدین ابرار و نصرت دین پرور گار بست بلاد مسطوره خواهند فرمود آفرین آفرین بر بهجت  
 آن شاه ارجمند که با وجود شدت اشتغال جهاد اهل رخص ضلال بر اعانت مجاهدین و امانت مشرکین مستعد  
 گردیدند انشاء الله بدین علو محبت و تا که عزیمت مسرتخام این رکن کین صورت خواهد بست و ناسی قلبی  
 بتأید ظنی بر کرسی مراد خواهد نشست بموجب مصرعه این کار از تو آید مردان چنین کنند و لیکن آنچه نامی  
 مصلحت اتقا فرموده بودند که بعد از فتح خیر آباد و انگ بسمت کشمیر متوجه باید شد صورتش نیست که ضلع خیر آباد و  
 انگ منتهای حکومت مشرکین است و متصل به ضلع مذکور حکومت اهل پشاور است و سرداران پشاور جناب  
 در سینه پر گینه خود از طرف عساکر مجاهدین بسیار ندید پس اگر عساکر مجاهدین ضلع مذکور بدست آرند و آن مقام  
 امانت نمایند البته در میان مشرکین و منافقین خواهند افتاد و این هر دو جانب بنیاد و مخالفت خواهند نهاد





بندگان حق پریش رسانیده شود الارباب حضور که علیه بانی الصدور است آنگاه سبب بر معنی که اظهار حاجت  
نزد خیر مالک الاستحقاق عارض نگاشته و دارم دور حق خود بسایان خوار و سنگسار می شامم خاطر جمع فرمایند و  
و اما در باب نصرت دین و عاقلانایند این آرزو به درویشی که دل دارم که خدمت آنجناب در دنیا و عقبی  
بجا آورم هر چند عاجز و خاکسارم اما حصول این آرزو را امید دارم که بواسطه عظمت قدرت و رحمت رحمته بفتح و  
نصرت بیشتر گردانیده و مقام رضا و تسلیم رسانیده تا بر تسلی خاطر الطاف و آثار این بندگان نوشته شد دل  
شفقت منزل بسبب تمهید اخبار و خشت آگاهی به سبب و تاب و در گداز و انتظار نیاید زیاده و اسلیم مع الاکرام  
که اگر چه خدای تعالی در سلسله سلیمان شاه بادشاه کاشغر و خان خانان عالم خیل رئیس قوم غلجانی  
که مشهور بر فاقه ایشان است با این فقیر در امانت دین رست و قدر در غلبه همین بر قیمة الوداد و محبت و علی ار  
و همیشه شکر ملاحظه آنها اطمینان قلب تسلی خاطر حاصل گردد و زیاده و غیره

بسم الله الرحمن الرحیم از میرزا محمد بن سید احمد بن محمد خان صاحب عالی مرآت الایمان صاحب کثیر الاما

فقیر محمد خان صاحب سلام الله تعالی و وفقه لما یحب به رضی - این از سلام سندان و دعا که اجابت مقرون  
و اشیء آنکه احوال اینجور و بکرم رسته مجتهد و مستوجب حد و سبب این بقیاس است که شب روز جماعت  
بکفایت ربانی ششم و از یاد قوفت خیر الی داریم - هر چند در و افتد بنگ بدول و قتل قتال با اهل کفر و ظلم  
بنا بر این که چند است از منافقین یک گونه گردیده و بنشین رسیده بود و این فقیر هم در رنج و شکر و  
آمار ششم تشخیص می نمود و مبتلا گردیده الاکن حق جل و علا کرم عظیم خود بعد از چند روز شفا که کلی عظام مرده اند  
حصول صحت بسمت بجات و بنزد و چهل و دو میسر نمود و هیچ زکوة و صدقه ای که در فقر و ضلالت نکرده که کفایت  
سه چار و مردم باشند بر دست این فقیر نیست اما مستیجا آورده و در فاقه فقیر در امانت دین رست و قدر  
اختیار نمود و در فقر و طاعت و انقیاد این بندگان این اعضا الباء و در کلا که خود انداخته آخر الامر از دعوت  
ایشان مانع گردیده و موضع بخار که وطن فتح خان یوسف زنی است معا و ورت ساختیم و رحمت امانت  
چند روز در موضع مذکور انداختیم و دین اشار ساکنان مواصل و ریاضه اباسین مثل اهل تنول و دمنور و  
جدون و کجلی و گجیب و دمنور و نکر و بر فضائل جهاد با اهل کفر و خدا آگاه گردیدند و رفاقت اینجناب و بر قدر  
امانت دین پروردگار و زید و باعث اینجی شدند که عسکر فیروزی اثر مجاهدین دین نوبت بجانب  
کجلی و تنول متوجه گردید و بکمال عنایت ربانی و تأیید یزانی مؤمنین سنده و خراسان مثل غلجانی و اهل قزو  
و کابل و فاری بامان که هر اهل نگر و دشواری و آفریدی و دمنور و خلیل و مشک و دمنور و یوسف زنی

از اهل سواد و غیر و حله اهل باجو و اهل کجلی و قول و خور و کجلی و حتی و غیر از اینها که همه حال کشید و بادشاه  
 کا شخر بر اعانت وین رب العالمین مکر بسته اند و منتظر طلب نشستند و اکثر قوم و قرانی هم رفایق این فقیر اختیار  
 نموده اند و الا خانان و نفاق نشان پامیده خیل که بعضی از ایشان بر سر جناحت اند و بعضی ساکت غرض که درین  
 دیار و اقطار بقدرت قادر و مختار حقیقت ایمانی و در جوش هست و غلغلها اما مست جهاد و در خودش هر چیز درست  
 اما مست وین شین و پرورش عساکر مجاهدین که فی کثافت از جنود رب العالمین اند و شگری ناکه علی الاطلاق  
 و لکب بالاحتقاق بر طبق منطق لازم و اثبات و من یتوکل علی الله فیه حبه کافی و شافی است اما از اینجا که این  
 نعمت عظمی و عطیه کبری از قبیل نعم در زمان و در ابع دوران است که گاه گاه بعد از مدتی و در روی نماید و برکت  
 مؤمنین منقطعین و انبیا و صلوات و در روی کشاید بنار علیه سخا هم که در دستان قدیمی و جهان معینی خود را خیر یک  
 این فیض ربانی و دولت با و دانی گردانم و بمراتب عزت و دارین و و جاست که منین رسانم لهذا بعد مست  
 صداقت در جبهه انکاش کرده می شود که در و دین زبان محمود و آوازه مسعود را بنیت مؤمنین را به انشاء  
 و مخلصین کامل الانقیاد و بشایه در رسم بهار و حق گل و بلبل و یا موسم زمستان و در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچه  
 گردنی باشد بکنند و اگر تجارت مالی می خواهند انیک وقت او در رسیدگی اند بکارند و بهشت صد دانه میست  
 آید و وقت باز دست ندهند و آنچه از دست نماند شدنی احوال بکنند که اوقات محمود و سعادت مسعود از دست  
 میرود و جز با دست و نه است بدست نمی آید اینده مختار اند و در جلاله سانشیه و معاویه هر شمار و چیز  
 بر لوح خفیه گیس است تخمیر و فرج و سرچین است که اعانت وین تین مشارکت مجاهدین لبان سائر المؤمنین بر  
 انتخاب هم لازم و مکرر است و اگر با تعیین طلب نمایم انیک فرض عین می گرد و لکن در نیاب که قاضی بر  
 ده که کار می آرم و بعضی از سلف و مدینه امید دارم که ترغیب مسلمین خواهند نمود و راه اعانت مالی خواهند نمود  
 و اگر انهم منقطع ظهور رسیده محض حران و حسرت انیسب اهل انیک نیک نامل فرمایند که محض بنابر خیر خواهی که  
 مقتضای محبت و تدبیر است انجمنی اهلای می نمایم و هرگز هرگز را مستعانت نیز اند و چه من الوجه نمی بیایم که این  
 را از اشیع معاصی می شمارم و قوت و ثروت مملوین را در جنب عظمت پروردگار بخیاال هم نمی آرم - لاجلی الاوه  
 الا بائنه و اسلام مع انکار ام - از محرم سنه ۱۰۰۰ هجری

(تخمیر ۳) - مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بنام سید محبوب علی ضا و لوی

بسم الله الرحمن الرحیم انما سیر المؤمنین سید احمد بنام سید محبوب علی ضا و لوی است  
 مراقب انکتاب سلاک اولاد و کلمه اظهار انقاد و انقاد اسلام کبار گل سرسبز حینستان مسطوری سرود و ثبات  
 است این مرتضوی مقبولی بارگاه رب قوی اخوی اعز سید محبوب علی ضا و لوی است





و این ازان از کلام ایشان خواهند فهمید هر چند بحکم الشاه میر می مالایری انوار النب حقیقت حال بدون تشریح  
 جلوه گر نخواهد شد اما راست این منی از کلام مقامی مدوح هم گفته ام سرچشمه خواهند بود و طریق سفر را پس این اختیار  
 فرمایند از اینجا که موسوم تابستان و اوقات شنبه ماه است شنبه روی اختیار فرمایند و شنبه را مع تمام احوال  
 بصواب بدلا علی خان نقوی نفس کسی از مستقر این بطریق امانت باید کرد و جریده شده بعد مغرب کج باید کرد و  
 تمامی شنبه راه باید زد و روز چهارم محظوظ در بل کوه باید گذرانید و همین طریق خود را نزد اینجا نباید رسانید  
 و چند کس ملازمت عفاست بر آنست که اظمت و خدمت مستقران زمین نمایند و اسلحه ایشان را هم همراه خود میارند و انشا  
 بسمی آواز بهرام خان همه جلای مع تمامی احوال اینجا نباید رسانید سید خاطر صبح فرمایند و مومنین آن  
 و یار و محصلین آن اقطار را تسلی نمایند انشاء الله تعالی اینجا نباید در عرض مدیست روز یکم و یکم و یکم و یکم و یکم  
 عرض خواهد نمود هرگز هرگز با منافقین مصاحبت نموده ام و اصلا راه موافقت فرموده چنانچه خدا ملک فیض  
 درین ایام نزد اینجا نباید رسانید بود جواب آن نوشته شد فعل برود و در عقب این رفیق بعد دست سامی میرسد  
 ملا خطه نمایند و تسلی بجهت فرمایند و ملا علی خان را ضرور با ضرور همراه خود دارند زیاده و السلام مع الاکرام

مرقوم چهارم محرم سنه هجری

(نمبر ۱۳۴) مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام شاه صبیحه که در خدمت  
 بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بنده است بابر که استیلا در نشین محافل ارشاد و تلقین و بیجا  
 از باب صدق و یقین مرجع مستفیدین ملازمت شدین بادی در او که مخدومی حضرت شاه صبیحه الله تعالی  
 در الله جللال و استیلا علی رؤس الطالبین الی یوم الدین - بعد از سلام سنون و دعا است اجابت مقرون و اعظم  
 آنکه تمام کرامت مشایخ کمال غفور غنی و علو مهبت و اکبر عزیمت و با بساطت و حیات و سنت و  
 اقامت جبار و استیصال کفر و غنا و رسید مضامین مندرجه اش اجمال از عبارات بلاغت آیات و تفصیل از  
 بیان آئیندگان و روزندگان واضح گردد بدیاحتی که در غایت به سرانجام دادن این اعظم و اوقتام این مهم غنیم  
 از انشای آن هدایت آیه از قبولان سر فرزند دایان و تاسا و در باب مهبت با ندرت و از بیدار و بیدار و بیدار و بیدار  
 از تو آید و مردان چنین کنند هر چند اگر کارشان کوه و دشت را بقدیم عالی بیایند و محفل فقر را بقدیم  
 جلالت از دم رشک افراسی چمن چنان و دونق شکن سمن و در بیان نمایند بعد از مهبت عالیه و عزمیه  
 سامیه نخواهد بود لکن خواهد بود وقت چنان می نماید که مخلصین مجبین را خصوصاً و سایر مومنین و عاقلین  
 خود را ترغیب فرموده و تشابه میران دیار را بلکه جامه میران اقطار را رفیق گردانیده در مقام سبک از گزیده مومنین  
 معصومین باشد و از دست بردارند و این مامون و بخیر و کار اقامت سکینه متصل باشد و از حضرت متذکران و تکرار

منفصل شکی و غیره تا امت فرایند و اهل خیال این فقیر را سحر اهل و خیال خود در وضع نمک و یا غیر آن  
 از موضع محظوظ استیم نماید و بالجهت و بآن مقام بکشایند و میر که چپا و بر اهل کفر و فساد اظهار جلالت و شجاعت  
 بپایانده و سینه بهشت با طرف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را مویک مجا و برین و شرف بگویند و برین متین گردانند  
 و نام هر جا که ممکن باشد صیغه آقا است چپا و و غلظه استیصال کفر و فساد رسانند با جمل چپ و دست در سیدان  
 شهر است بر این و بیوت کفار را بخونریزی آتش را برسان لاله را فرمایند حتی که خلعت شرک بشود و لایق بیوت اهل  
 و باریق تیر و تفنگ منقود گردد و توغاهی این حد و محتلی بنو حیدر ربیب و شود و شیب کفر را و یادم بود و اقارب  
 عالم سبب هدایت و مسانت از انق شجاعت و شهامت طلوع کند چو که گشته است طاقت باشد و صرف آن می  
 بطبع سجا آرد و تمام آنرا از درگاه و امین اهل طریقات امید دارند کار بندگان و عبودیت متعارفین است که در مقدر  
 انقیاد و احکام رب العباد و از طرف خود اقصای تیر برجا آرد تمام آنرا بر تقدیر گذارد و اعلام عام خدمت بهایم  
 اهل اسلام خدمت عالی میرسد نقول را نگران در اطراف و کثافت منتشر بگردانند و بسایم ملای و فقر و غنا  
 و وضع اهل این و حوت و اخذ بایر رسانند آتش و اندر و عقوبت این رتبه شخصی اندر فضا که خود کبار مؤمنین را شایع آگاه  
 و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب بهشت بلند و جنت را چند باشد و است سماعی از دانه خرام نمود و ارباب شیب  
 خود در باب اخلاقیات است و تمام گردانید که مؤمنین آن دیار و مسلمین آن با قهار را با این معنی ترغیب نماید  
 که بیست و نام است این فقیر و دست او سجا آرد هر خدا ولی فاسب چنان می نمود که خود آنجناب را درین ایام  
 با شیب خود گردانید و از این نیابت بگوش کا و مؤمنین آن دیار رسانم لکن از آنجا که بگویم و آخرت و انقیاد  
 و شیب اگر مؤمنین انسانی به استقامت و مجبور باند و صفائی لوح قلب از ایشان غیر ماحول پس مختل که انضباط و آواز  
 و بار که در جمیع خود و حوای چشمی آنجناب میدارند و بیان خود را بر سر آن والا قیاب می شمارند پس سجا آوردن  
 بیست و نام است اگر چه بطریق نیابت باشد بیان گوایان دارند و با این باعث امر سعادون را سجا بنابر خدا  
 علیه شیب اجنبی بر این نام خایر بر تمام این فضل اسلام تعیین کرده شد و لایق تحقیق و محاسبه نیابت  
 ریحان سبب آنجناب می زید باقی تفصیل احوال از زبان صدیق ترجمان مجمع مکالمه با و دینی میان  
 مجمع قاسم واضح خواهد گردید آنچه از کلام مصلحت انقیاد ایشان مضمون کرده آنرا قریب صدق و جواب نیست  
 بعمل آید و زیاده و اسلام مع الا که نام

بسم الله الرحمن الرحيم - از میر المؤمنین سید احمد سنجاب خلایق آیت علی القیاب رونق افرازی از رنگ جلالت  
 و غرانه والی کشور شهرامت مسند آلاء محفل سیاست و گیسست معر که میرا می یاریدین حرمت و شجاعت



طاعات فتح و نصرت بطریق و مدد حضرت سید العرش اعظمی و کان حقاً علینا نصر المؤمنین محفوظ و منصور و یسیر گوگرد  
 بعض اوقات بنابر مشرکت چند سے از منافقین یک گونہ گزندے مجھ و دین میں رسید ناما اصل شجرۂ انعامت  
 چرا و واساس بشبان ہتھیصال اہل کفر و عناد بوجہ حکم گردید کہ از فروغ حق چند سے از برگ و بار بنابر مصداق  
 صریح شورش کفار شرار یا بیجا شدن چند سے از کلون و سنگ بنابر تزلزل بعضی از اعدایان بے ناموس و سنگ  
 اصل واساس مکتوب جس نبی جنید لکہ مؤمنین مخلصین را حق غیرت ایانی و حجت اسلامی پیش از پیش در  
 جوش آمد و بر زبان سلیمان صادقین انفر و سخن انصاف از چار و در خوش ہزاران ہزار بلکہ خلائق بے عد و شمار  
 حلقہ اطاعت و انقیاد و در گوش و غاشیہ استقامت و سدا و بردوش انداختند و کج غیرت و حجت بر سر خلعت  
 شہادت و شہادت در بر ساختند و انجوت جان دال اہل و عیال و حرمت و شایش و راحت و آسایش دست  
 انشا کہ بہر حجت خست بستند و در میدان اعلام دین و افتادہ سید المصلحین چون شیر خزان  
 برجستند و از بسکہ انھو کے کلام ملک اعلام و حجت سید الانام و فتادہ کے علمای کرام اقامت این حمد ارکان  
 اسلام بدین منصب امام بروخیز شروع صورت نبی بند و بنا علیہ جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و خطا  
 و مشائخ عالی مقام و خزانین ندوی الاحشام و جامعہ خاص و عام بدوست این فقیر حجت امامت نمودہ اند  
 انھو مدد الملتہ کہ بعد مرورد ہو و مقابلہ اہل کفر و عناد و صحبت جمعہ و اعیان بروخیز شروع صورت است بہر چند  
 این بندہ عنیف و بھول این منصب شریف اولایہ بشمار تہنیتی بنشیند و شایا با اتفاق جامعہ مؤمنین شرف  
 گشت فاہ عالم السرا و اخفیات گواہ است از تمام این ہر کہ پیرانی و حمدہ آرا می غیر از اعلام کے کلام رب العالمین  
 و احیائے سعادت سید المرسلین و استخلاص بلا و مؤمنین از دست این دراز و یوان مشرکین ادر سے دیگر مفسد  
 نام و قار و زوئے تسلط بر بلاد و مہار و شک و خزن این بے شمار و سلیم و سلطنت سلاطین و الابرار و راستہ و سوار  
 عالی مقام و اختیار خود از بندگان و امتیاز سید الابرار گاہے بخیال ہم نبی آدم و ہرگز نہر گشتہ و سوئے شیطان  
 و شائبہ ہونے نفسانی باین دوحیہ رانی مخلوق نگریدہ و اللہ علی ناقول وکیل پس ہر گاہ این عاجز خاکسار و  
 قدرہ بقدر بار و جو کہ خاند نشینی کار راست و خلوت گزینی شعار با بقدر تفسا سے غیرت ایانی و حجت اسلامی خالص  
 موجب و محض ابتغای رضات اہل کرم حجت بستہ بنابر نصرت دین متین و حمایت شرع مبہنی مبدی این مقام  
 قدم ثابت نہا و ہم بقدر جہد و طاقت واد کو شش با وادیم یقین واثق است کہ آن والا جاہ کہ بہر ت ایانی  
 و حمایت خاندانی موصوف اند و بہر سیرت ہما اگر کشی موصوف در اعلام دین و افتادہ کے علمائے اعلام  
 و استیعالی کثرہ متدین و استخلاص بلا و اسلام از دست کفار شرکین و اہل اسے احکام رب العالمین نظام  
 مجاری السیاست و عدالت و تقاضا شرع میں ابدہ بہت والا نہمت متوجہ خواہند ساخت و علم شجاعت

و شهادت و لوازم حولت و استقامت خواهند افراخت لکن اگر توجیه مویک به جلالی بدین دیار و اقطار متقدرون و شهادت نماید لازم که جمیع صفات و کبار و علمای را بخیار و از کین ذوی الایمان و سپاهیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد و آثار را ترغیب فرمایند و همچنین از لشکر طغر بیک متوجه این سمت نمایند و در راه خدمت مجاهدین از خزانه و اسرار مالی بهمت گشایند تا مشارکت آن والا قباب در اعلائی دین ریب القاب و استیصال کفر و دال بر تریا. آسمان و وجه بر شمس ظهور گرید و حقیقی از منطوق آیت و فضل الله المجاهدین باموالهم و انفسهم علی التواحدین در جبهه بهمت آید چنانکه بریاست و از رتبه انجمن امت از منی نوع اند همچنین بدرجات عالی جنت نعیم و مقدر صدق در جوار ریت کریم مبارکی مثال شوند و انشا الله بر طبق مواجید و صادق کلام ربانی و کائنات حقایق نصر المؤمنین و ان تقصروا الله یغفرکم و یشیت اقدارکم و هم بموجب اشارت و توفیق و بشارت الهی که این خیر بان بمشربست عنقریب فتح و نصرت جلوه ظهور خواهد داد و غرض این پیش رو بلا و کفار و کفار و ناسار از پیشاور تا دریائے سندج در دستبند فقر و انصاف و اختیار و از فسادین فقیر تحصیل مال و منالی و تصرف بلا و در معارف و فضیله و کرامت از اخوان المؤمنین و ستمین و ستمکاران و از دوست کفار شرکین نموده در اجراء احکام ربی العالمین و احیاء سنت سید المرسلین و کشید و قوانین شریعت عر و در سیاست و عدالت سرعی و است مقصود فقیر حاصل و تیر سعی من بر پیش نشست دین مقدمه نیک نیک تامل فرمایند و حقش دور بین را کار فرمایند و دولت و وجهانی و سعادت و جاودانی بدست آورند - و اسلام مع الاکرام -

(شماره ۳۹) مکتوب از جانب کسری حسین انصار بنام محمد بیاول خان عباسی الی بیاول پور بسم الله الرحمن الرحیم - بخدمت خان شهباست نشان شوکت عنوان عالی جاد رفیع جاوید حاکم خدمت پانگه شجاعت آثار خود را حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدوله محمد بیاول خان عباسی بهادر و دادمند حشمت - بتاریخ نهم ذیحجه ماه محرم الحرام سنه ۱۲۸۵ هجری روز یکشنبه فخر افاضه و خیریل سعدان امانات بنیل با و در نام اهل اسلام مقرب بارگاه جلیل مولانا محمد طفیل از حضور ضیض محمد سیدنا و سیدة حضرت امیر المؤمنین و امام المسلمین ابد الله الدین بنصرو و بقاء باجمیت لشکر از غزوات ابرار و مجاهدین اختیار بطرف کبلی خدمت شد و اندر انصار و احیدین - از مقام بخیار

(شماره ۴۰) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد رضا بنام درویشان علیجانان بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المؤمنین سید احمد بنده مستوئین مخلصین صادقین را عین از قوم و رانی و غلظتی که در سلک عساکر محمد خان منسلک اند بعد از سلام سنون و دعا و اجابت مقرون افصح آنکه کسیکه دعای اسلام می نماید جان خود را در دست محمد رسول الهی شمرد لازم که در مقدمه نصرت دین و مجری



خواهد رسید بالغفل و عاشق شیر ملایک است و ترقی دارین انتخاب نعمت و محبوب و اسلام مع الکرام ۴  
 (نمبر ۳۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاه نظام الدین صاحب سندھی  
 بسم الله الرحمن الرحيم انما المؤمنین سید احمد بنده است بر ابرکت انوار آیه کلمات انتخاب زیبای فرمائی  
 سبحانه کرام اسلام و توفیق افروخته شد و او را بر نظام اخلاف نظام شرح مشین نظام الفقه والدين و سائر الملال  
 هدایت علی بن موسی استقیدین و استرشدین بعد از ادائے تحیات مسنون و ادو حیدر الکرام مشکون بر ابرائی برکت  
 پیرایه واضح آنکه حقیقه علیه و رقیه بهیه جز و در فرمود مراتب سر و در نشاط و فرود آنچه منصفین الطواف گین  
 مندرج بود بر تشریح و تفسیر انجا سید علایق یکا گفت و انتظار حکم تر گردانید جوئی تا صد که معرفت انتخاب بر ابرائی  
 شده بود و در چنین انتظار سید با عشق استیلا خطی نگارن گردید و در وقتیکه از اینجا برست پشاور بقدر و منزل کوچ  
 کرده بودم به آنوقت با امانت آن نگارنده و چار شدیم به آن قدر و منزل ایشان را قصه سرافقت فرمود است آمدند  
 چهار روز قیام نمودند بعد از آن به آن سمت روانه شدند زیاده و اسلام مع الکرام ۴  
 (نمبر ۳۳) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام راجه بخش خان چنوری زبان عربی نیم  
 بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله الذی خلق الانسان و علیه البیان و الصلوة و السلام علی سید ولد عدنان و علی  
 آله و اصحابه انا ضل امر و الا انسان - اما بعد فمن امیر المؤمنین الی قدوة المخلصین زبدة الصادقین و البیاض  
 علیکم و رحمة الله وبرکاته فقد وصل صهیبتکم علیته و قیتکم الیه الاله علی قدوة بعیرکم و حسن سر تیکم فشکر الله تعالی  
 علی ما وفقکم لافضل الاعمال و هو احب فی الله و افضل فی الناس من حسن بحسب حال ثم ان ربنا تبارک و تعالی  
 امرنا بما یرزق لیسیر المسلمین و شئنا بکفة المسلمین قال عز من قائل فی سبیل الله لا نکف عنک و  
 حرض المؤمنین فحسن بحمد الله و شکره انما مثال امرنا القدر و انتم الصائرون مشارکتنا فی هذا الامر عظیم و  
 انوار الاله ان یحکم صوابا و اتقون و یوفیکم بکرمه لا یضار ما تعون ثم ان معامن رسالتکم بلسان الکتیب  
 ان یسبب فتعول حجاب لسان ذلک لیسیر بحلیب و اسلام علیکم و علی من لدکم ۴  
 (نمبر ۳۴) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام ملک ایشاور ۴  
 بسم الله الرحمن الرحيم - انما المؤمنین سید احمد بنده است بر ابرکت انوار آیه کلمات انتخاب زیبای فرمائی  
 دین خدا و ان شرح برکین انشان حکام رب العالمین با امان رسول و ان مولانا حافظ و زاده مولانا حافظ  
 محمد عظیم و مولانا حیدر الملک آخوندزاده و مولانا حافظ مراد آخوندزاده و مولانا نظام حبیب آخوندزاده و مولانا ناصر  
 سعد الدین و مولانا تاضی سعید و مولانا حیدر سعد آخوندزاده و مولانا محمد حسن آخوندزاده و مولانا حافظ اسحاق آخوندزاده  
 و جمیع علماء بلدہ پشاور علیهم السلام تعالی - بعد از ادائے تحیات و دعا ترقی مدارج هدایت کشوف باد - درین ایام

چنان مسموح گردیده که بعضی از مجاهدین بحج انصاف و مکاتیرین با انصاف جدید از سواد من فتنه انگیز و  
 شهر است و عماد آئین بنسبت با فقرائے مجاهدین و ضعفائے مجاهدین بر تافته در مجاهدان نام از خواص موم شمش  
 ساخته آتش عداوت در میان مسلمانین بعضی با قلعه سالی افزوده و با یک شقاوت پنهانی برائے خود اندوخته و با کتب  
 و اقرا برگردن خود بر داشته و در کمال دروغ و بی فروغ بروز خرابائے خود چسپا ساخته سواد اند من لک ملا و این  
 آنکه بدلیل فقر و پنهان و فتنه انگیزان این ایمان کرده و ایشان را از راه رب العالمین که عبارت از مشارکت مجاهدین  
 مجاهدین است دور تریده و از افغان ایشان بنسبت و تلافی شرح مبین بود نظر انداخته و راه راست و راه را در  
 نظر ایشان را که ساخته آیه کریمه الا فتنه الشر علی الکافین و کریمه الا فتنه الشر علی الذالمین الذین یفتنون  
 عن بیل الله و یخونون عیونهم و یخونون عیونهم و یخونون عیونهم و یخونون عیونهم و یخونون عیونهم و یخونون عیونهم  
 باستقامت رب العالمین با حق و سید ابریم فتنه عداوت او را قابل اعتمادی شماریم هرگز مراقت و مخالفت مخلوقین  
 بخیرال نی ابریم و شتر بار نام نیک و بدید در میان اینائے زمان بچوے نمی شماریم و ذم ایشان را هرگز مریح  
 ایشان ساقط الا اعتباری و ذم و دامن انتظار نزول رحمت قادر مختاری انیم با حکم حدیث اعتباری من مواضع ابریم  
 دفع تهمت ایشان لازم و مستقیم و تبار وقوع آنکه شاید کسی از مخلصین صادر قین حرم مشارکت مجاهدین داشته باشد  
 و با سبب تهمت و اقرار به ایشان زوافت باشد شاید بکشتن حقیقت احوال محل عده اشکال باز راه راست  
 معادست نماید و بطریق اخلاص مراجعت فرماید بنابر حدیث بیان و وقوع را در میناب واجب شمریم پس بگوئیم  
 که چنان شنیده ایم که از جمله منتزعات آن مختریان نیست که این فقیر را بلکه زمره مجاهدین را با محاد و زندقه نسبت  
 می نمایند یعنی چنان اظهار می کنند که اینها عده مسافریین بر مذہب فک اندیشی مسلک عقیده نیستند بلکه بعضی از انصاف  
 می پوشند و هر چه از دست جمالی بچویند خواه موافق کتاب باشد خواه مخالف سواد الله من ذلک است باید دانست  
 که نسبت ما و م باین اشرار نیست قبیح و پست نیست هیچ این فقیر و خاندان این فقیر و ملا و هندوستان  
 گنا نیست با خوف خوف انام از خواص موم این فقیر و سادگان فقیر را می دانند که مذہب این فقیر را با حق  
 و بر مذہب حق نیست و با فعل هم جمیع اقوال و افعال این ضعیف بر قوانین اصول عقیده و آئین و قواعد ایشان  
 منطبق است یکسان از خارج از اصول مذکور نیست الا باشاره الله آنچه از همه افراد ایشان سبب غفلت دنیا  
 عداوت میگرد که بجهت بی خود مخترب نمی باشد و بعد از اعلام برادر راست مساوت و تنگ ناید آرس در بر مذہب طریق  
 محققین دیگری باشد و طریق غیر ایشان دیگر ترجیح بعضی روایات بر بعضی دیگر نظر بقوت دلیل توحید بعضی عبارت  
 منقول از سلف و تطبیق مسائل مختلفه بدون در کتب و اشکال ذلک و اما ذکر کار و بار اهل تدقیق و تحقیق است  
 باین سبب ایشان خارج از مذہب نمی تواند شد بلکه ایشان را کتب باب اهل آن مذہب باید شمرده که درین



شعبه داشته باشد لازم که نزد این فقیر آمده باشد و حال اشتغال نماید و خود فقیر و یا این فقیر را بفرماید - و از جمله فقیران  
آن فقیران مذکور است که این فقیر را بفرماید و تعویذ است می کند که این فقیر بر جان و مال مسلمین بلا و حشری  
دست و داری می کند و در قیاب چوب زبانی و حیل ساز می نماید بسیار کج و نامهربان عظیم - این فقیر را  
کسی را بلا و حشری یک تازیانه هم زده است بلکه زدن سنگ هم بلا و حشری است این فقیر نیست هر که چند  
با فقیر از دست کرده باشد لابد بر زمین آنگاه شده باشد تا آنچه سرزاش و گوشمالی ملک جبار از دست این  
بیچاره بر بعضی از مردان شرار و منافقین برده شود و سید بس آنرا از احوال سعادت خود و شمار و احوال  
سلامت قبولیت خود می انگارم بلکه خیرت و امانت دین و رحمت در پاهای مساندین از او فراموش است  
هر که غیرت ایالتی و حمیت اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی دارد و کبریا قال تبارک و تعالی یا ایها  
الذین آمنوا من یرتد عنکم عن دینکم فسوف یأتی الله بفقیر من یشهد علیکم و یحییون اولادکم علی الکفر  
بجای دادن فی سبیل الله و لا یجانون فکونه لا یموت (و ایضا) یا ایها الذین آمنوا لا یغفلوا عن بعض الذین  
جهنم و اگر بالفرض و التقدير چیزی ازین قبیل از دست این فقیر صادر شده باشد پس این فقیر را بطریق  
و عطف نصیحت بر آن آگاه باید گردانید نه اینکه بطریق غیبت او را در میان محافل و مجالس مذکور نمایند و  
فقیران آن سهو و لسیان مطعون سازند و بر همین خیال از رفاهت این فقیر در امر جهاد و شاکرت زمره  
مجاهدین دست بردار شوند که حدیث جهاد باقی الی یوم القیامت لا یطیله جور جبار و لا عدل و ادلی و میان  
بسمه اهل حدیث مشهور باجمله فرخواست این فقیر از جمیع علمائے زمانه نیست که تمامی مسلمین را عموماً و این  
فقیر را خصوصاً امر بالمعروف و نهی عن المنکر نمایند و برادر راست و پایت هر فرماید و آنچه حق است  
در غیبت ذکر می نماید آنرا بالمشافه بدلائل شرعیه بپایه اثبات رسانند و این فقیر و عطف و تکریم  
خود پرستی بر او خدا پرستی گردانند که مستعد بر همین امر است که اگر چیزی از احوال و احوال خود مطلع شود که  
که خالص حکم خدا و وصول باشد فی انفسه از آن توبه نماید و برادر راست مراجعت کند آئینده اگر مجادلی  
مذکورین بر احوال احوال این فقیر حاضر می دارند و آنرا محالاً شرح می انگارند باز این فقیر بر آن  
اخلع نگردانند قدری رنج سفر کشیده آنرا بالمشافه بپایه اثبات رسانند پس بال آن همه بزرگان  
است و آنچه بعضی از فقیران در ونگو و محققان فتنه جو مشهور گردانید که هر که از علمائے کرام و فاضلان و اولی الامر  
این فقیر را امر بالمعروف و نهی عن المنکر می نمایند این فقیر ایشان را فقیر و عطف پیش می آید و بجان و مال ایشان  
ضررت می رساند بدست و زبان ایشان را و چه من الوجوه می رانند پس این امر را ظل محض فقر است بحسب  
باز احوال مسکین کفار و منافقین را و در اینجا آورده و ایشان کلام ضعیف هم گفتیم بلکه از یاد علمائے ایشان باطل







اقبال و حکمت ابدال ایشان کرده شود قطع نظر از آنکه اینجی بیتی برادر و ایشان است یا برینجی ایشان است یا بر  
 دیگر سبب یا مختلف که بنسبت بعضی از ثواب شده باشد و به نسبت بعضی نعی و نسبت بعضی سبب دیگر جز  
 طریق اول بهر نسبت مستحق و شایسته تر و ازیر که مفسدین را با ضغائن فی الواقع از عین مرتدین بلکه از جنس  
 کفار اصلی می شماریم و ایشان را از قبیل کفار اهل کتاب می دانیم چنانچه اهل کتاب مجازاً کتاب ایمان می آورند  
 و با جا و من عند الله علی سبیل الاجال از قافان میگردانند اما عند التفصیل بعضی را قبول میگردانند و بعضی را قبول نمی  
 گزینند که این افتخار منون بعضی کتاب و کفرون بعضی کاشف حال ایشان است و همین در سبب مکتب را از  
 از ایمان و کفر مشربت پیرو و فصل نیست می دانستند و آنچه از فضائل و مناقب پیرو و نصاری در قوربت و شجلی  
 مذکور بود چنانکه خود را حمل مناقب مذکور می شمردند حق حمل ملا در رتبه ایشان این آیت فرستاد و قالون  
 تمسکوا بالابواب الا یا مسمود و قل انما یخضعون عند الله هم اهلون یخضع الله عهداً ام تقولون علی الله الا التمسکون  
 بل من کسب سبیئاً و احاطت به خفیئاً و لا و لک اصحاب النار هم فيها خالدون پس چون تفصیل در باب  
 قبول بعضی احکام باعث تکفیر ایشان گردید و ایمان اجمالی ایشان صحیح نگار نیامد چنانچه این مفسدین هم اگر چه  
 ایماناً لما جاء به الرسول ایمان می آرند اما بسیار است از احکام شرعی قبول نمی دارند و بسیار از از نهیات مشرب  
 بطریق احتمال بعمل می آرند مثلاً با تکلیف تزویج مافوق الاربع می کنند و آن عقیده را از نکاح می نامند و آنرا در  
 در اطفال و تشبیه و عقده مجالس و محافل طرب و تقسیم و لایح و اظهار و مبارکبادی مثل نکاح می کنند و اولاد متولد  
 را از همین زن مثل اولاد نکاح و باب احتیاق احوال و دیاسات و در دیگر ملائق عیال و شمس از نمد مثلاً  
 فرزند و دختر زانی را مثل فرزند و دختر نکاحی و پدر و پدر زانی را مثل پدر و پدر و برادر و برادر زانی را مثل  
 برادر و برادر زانی نکاحی و عم و عجم زانی نکاحی می پذیرند و همچنین در ابطال مال و میراث و دختران و تقسیم از ولج نسبت  
 در میان برادران و دیگر رسوم جاهلیت مثل کفار با یقین عمل می کنند لکن این قانون کفران باشد و قوانین شرعی  
 بلکه از آن واجب الاتباع نمی دانند و بر ترک آن در میان خود با القدر ماست می کنند و تا که آنرا القدر مصلحت  
 می سازند که بر تارک شرع عشر عشر آن طعن و توهین می کنند و در پس حری و شرب و خمر و اعتدیل می می کنند بلکه  
 تغایر بر این امور قبیحه جدی میدانند که حاجت بیان ندارد با جمله آنچه این مفسدین بسیار است از احکام مشرب  
 قطعیه مثل خراب فراموش کرده اند که اگر تفصیل آن کرده شود کتابی بس طویل مرتب گردد که هر جمله از آن در  
 تکفیر آنها دلالت خواهد نمود لکن از آنجا که این طریق بنایت طویل است و قیل و قال مکارمین را و آن بسیار  
 مجال بر آن علیه طریق ثانی که نهایت مختصر است اختیار باید کرد پس بیگویم که حضرت امیر المؤمنین را با این مفسدین  
 و مفسدان در پیش گردیده یک معاند آسان از فی و دیگر معامله دهند که همان معامله جنگ یا محمد خان و لشکر کشی

سلطان محمد خان و جنگ با یان بریده اما همانکه آسمان زنی پس بیانش آنکه در سالک سر داران پشاور بلا شک  
افراس ظلم و عشق در رسوم جا بهیت اشکار بود و حال موجود است و هر ملک که شش برین مفاسد بود و لشکر کشی  
بر آن ملک نام با جاکر است و زیر و زبر کردن آن ملک است موجب ثواب چنانکه اسپر شود در باب قتال اهل  
هندوستان پس استغناء نموده بود و علماء و کبار که حضار آن زمان بودند فتوی داده اند چنانچه استغناء و فکود و اسرار  
علماء و مجیبین مع حواله نقل آن بر کتاب معتبر خود است و ساهی میر سادات آن اهل باید فرمود که بعضی از آن  
روم که در استغناء نموده اند و نوشته است اگر بنحویم ما در مالک پشاور تحقیق نباشد اما اگر بعضی از آن مجیبان  
محقق باشند و بعضی دیگر از رسوم جا بهیت در بعضی از آن رسوم مفقود موجود باشد پس آنهم در ثبوت حکم مذکور  
کافی است چه مدار حکم خصوصیت رسوم مذکور نیست بلکه در آن انتشار مطلق ظلم و عشق و هشتاد و شش رسوم  
جا بهیت است خواه در این رسوم مذکور باشد خواه مثل آن و اما تعذیر میسنگویم که خدا و بخوان بحیث  
ایست بر مذهب حضرت امیر المومنین بر شتهار عمل آورده بود چون از اطاعت و آنجا ب مخرف گردید و بکسان  
مخوف خود که عبارت از قلم نهاده است اتمام نموده استخانت بکار کرد و بر مخالف حضرت امام همام کمر بست  
پس آنجا بود و از این راه و او را سنان و مال و او را تقسیم فرمودند بکلیه سلاح و خول و او را حاکم حاجت کشان فرمودند  
و دیگر اهل او را حبس کرده بنا بر خطا طاعت بر بنادین تقسیم کردند بنا و علیکم و لهذا قاعده تقسیم غنیمت را در آن  
رعایت فرمودند که جنس آن جدا کرده و باقی را علی بن موسی بر جمیع طایفان بطریق بیاد و او را تقسیم فرمایند و نیز  
در بنا و او را بار بار تحریب فرمودند که برائیده اطاعت قبول کنید تا احوال صورت بشماریم اما آن اقلیای برگز  
اطاعت امام وقت کردند نه نهادند بلکه در باب بیخی و فساد و تقلید بهمان باخی کردند و این احوال را سر موافق  
روایات معتبره است قائل شارح الوقایع البغاة قوم مسلمون و خروج عن الطاعة الامام و عاظم الی اللہ و کشف خبیث  
فان تخیر و اجتماعین حل لنا قالهم بدو و بحسب الهم الی ان توبوا و یستعمل سلاهم و یخلفهم هذا الحاجة اما آنچه در سکنند  
که خدا بخوان را است قبول کرده بود باز بحیث تا به صبح نگردید بجا نیک و از این نشان غلبه این سفها اینقدر حیا  
ندیدارند که اینچنین کلام پیورده بر زبان می رانند ضلع یوسف زنی در تمام عالم با غیاث مکتب است که اگر  
اطاعت کسی از سلاطین هم قبول نکرده اند چه جائز اطاعت سرداران پشاور که فی تحقیق سلاطین اند  
نه کسی ایشان را از جمله سلاطین می شمارد بلکه در خانه خود هم گاهی او عاظم سلطنت نکرده اند چه جائز است  
است با جمله این کلام پیورده اصلا قابلیت جواب ندارد و آیم بر سر اصل مقصود که بعد از واقعه هشتاد و شش  
بنا و اعیان شرعی و مخفی قبل بمحض عنا و ذاتی و اشارت بر رئیس الکفار ابتداء می کشد کشی کرد و بر مخالف حضرت  
امیر المومنین کمر بست اما اینکه این قید را و بعد شرعی بود پس ظاهر است که بنا بر انتقام باخی بر امام کمر بستن

سر از خلاف شرع است اما اینکه بلا وجه عرفی بود پس بیانش آنکه در میان یوسف زلی و زوزانی ملک تفتانی  
 و صلا معروف نیست پس یار زوزانی یوسف زلی از دست یمن زلی و کندن و ترکان کشته شده اند و  
 گاهی که از دلتیان بر ملک یوسف زلی گمر نه بسته باجمل یار محمد خان بلا شک و رین مقدمه بادی با ظلم  
 بود قتل بادی با ظلم و اخذ مالی او بلکه قتل جمیع عسکر بادی با ظلم و احوال جمیع عسکر او و افواج تصرف در آن از  
 دست ظلم بیع و تقسیم همه در شرح جائز است چنانچه اخذ چالاکان حقه اسیر در سال غزویه با قلعین قادی الخ  
 فرموده اسلام افغان بادی با ظلم ضلیه لغت الله و الملك و الناس اجمعین و یحوز اخذ مالی با ظلم و تصرف فیها  
 پس بازین رعایت واضح گردید که قالی یار محمد خان و لشکر ایشان و تصرف در اموال ایشان شرعاً مباح  
 بود غایت الامر آنکه این امر مهم است که مالی مذکور در جنس فی است یار محمد خان و میر تقی میر تقسیم آن بطریق  
 عدلیت جائز است که اگر در نفس الامر عدلیت است فیهما و اگر فی است پس تقسیم فی بطریق عدلیت بلا شبهه  
 جائز است و چون واقع قتال یار محمد خان با تمام سپاه پس بعد از تسبیح سلطانی محمد خان باز بلا وجه شرعی  
 لشکر کشی کرده جمیع راز ساکنان سمر بلا وجه زیر و زبر گرداند پس ایشان و رین نوبت بادی با ظلم گردید و  
 چه برائت انتقام بادی با ظلم که رست و نیز از اخذ مذکورین را محض بلا وجه انداز ساند که ایشان تمامان  
 یار محمد خان بودند و دوستان حضرت امیر المومنین بلکه در زمان قتل یار محمد خان ایشان بدل و جان ستان  
 ایشان بودند پس بلا شک سلطان محمد خان بادی با ظلم شدند و مستحق قتل و تعزیر گردیدند تا چون به تقدیر  
 الهی ایشان بمنزله خود نرسیده برگشتند بعد از چند روز حضرت امیر المومنین مبارک ارجائے حکم شرح رسید بر ایشان  
 حازم پیشاور شدند لشکر مقدسین در شانواراه بحکم آنکه بمنزله خود رسید و چون بان ظهار توبه کردند بر مجروحان  
 ایشان اعتماد فرموده و بتعلیم ظاهرین لفظ که ایشان باین کلمه تکلم کردند که ما شرع را قبول کردیم نظر فرمود  
 مراجعت نمودند صلا معلوم نیست که در کدام مقدمه ازین مقامات سر موکله تجاوز هم از حدود و شریع  
 شریف واقع گردیده چه جائیکه این چهره حال زبان طعن بحدیثی که فرموده که توبه بکفر رسانیده و اندر خود با دشمن  
 شر و الفتن و من ستمیات اعمالنا - و اما آنچه مردمان پیشاور میگویند که بعد از آن حرکت نشان آنحضرت  
 صلا اتفاق متحقق نیست و در غیاب تنگ بدو جیب حدیث مشکوٰۃ می نمایند پس باید دانست که آنچه مشکوٰۃ  
 در غیاب واقع است آن حدیث نیست بلکه اثر است قول حضرت عمر فاروق رضی الله عنه و نشوینش همین است که حضرت  
 صدوح فرمودند که جز این نیست که نفاق در زمان پیغمبر بود اما امروز کفر است یا ایمان پس اگر این اثر را  
 محمول بر ظاهر میکنیم پس لازم می آید تعارض حد میان این اثر و در میان آیات بسیار و احادیث بسیار که  
 در میان علماست منافقین و اگر و گوییم و بنائے خاص بقید نشده مثل قوله تعالی یقرب المنافقین بآن کلمه

علماء العالم الذين يتخذون الكافرين اولياء من دون المؤمنين - پس ازین آیت معلوم شد که در اتفاق بر  
 دوستی کفار است تخصیص به هر زمانه ندر و قوله قال ان المنافقين بئس اولیاء هم یشرکوا معکم فی  
 معلوم شد که هر که فریب باشد در دوستی کفار و کفار را کند و اکثر اوقات امور و غفلت گذارد و ذکر الله نکند  
 پس بموضع منافق در بر زمان که باشد و قوله صلی الله علیه وسلم آیه المنافق ثلثة اوزار کذب و اولها من  
 خان و افاضه منافق پس درین حدیث معلوم گردید که هر که بهر دو مکر و حیانت و ایمان است و به نقض عهد  
 عادت کرده باشد پس بموضع منافق و در بعضی روایات دارد شده و ان صلی الله علیه و آله و ان منافق پس معلوم شد که  
 با وجود او ایست معلوم بوجود علامات مذکوره منافق می شود و نیز در روایتی که پیغمبر صلی الله علیه و سلم از  
 حال حضرت مهدی اخبار فرموده اند این کلام واقع گردید حتی بعد از طایفین قسطا و ایان الاتفاق فیه و قسطا  
 اتفاق لایان فیه پس معلوم شد که در زمان حضرت امام مهدی هم منافقین بسیار باشند پس تخصیص زمان  
 اول باطل گردید لایان قسطا حضرت فاروق را و ایست باشد طایفین آیات و احادیث مذکوره پس میگوید که معنی  
 کلام حضرت مهدی نیست که در دل این شخص تکذیب زمین حق موجود است و ایمانی با یقین معلوم باشد و باز  
 با و سائله مسلمین کرده شود در احکام این امر تخصیص زمان پیغمبر بود که علام الغیوب احوال طلب منافقین  
 پیغمبر خود بود چه اخبار میفرمود و مؤمنین را با یقین معلوم می شد که این شخص منافق است با وجود این شیخ  
 و فعلی که موجب تکذیب او باشد بظاهر از او صادر شده باشد پس بحسب ظاهر با و معاملت مسلمین میکردند حال آنکه  
 او با یقین از اهل جهنم می دانستند چنانچه بعد ازین آیه و استماع او که تکذیب ایشان در دعای ایران  
 قرآن مجید نازل گردیده قال الله تعالی اذ اجارک المنافقون تا کذا و چون با وجود آنکه پیغمبر صلی الله علیه و سلم  
 با و معاملت مسلمین میفرمودند مثلاً برینند نه در بدو و حکم نفرموده و بخیریم و نیز فرمودند و بعد از فوت تار  
 جانده با و کردند غسل و خیمه و کفن و او مثل سایر مسلمین بودند و در ظاهر مسلمین اند و خوان کردند و نزد  
 اعداوارش او را و حال آنکه یقین انتخاب و سایر مسلمین را از او بیگانه است معلوم است که شخص مذکور غلط  
 فی آثار بود پس این شخص بود زمان پیغمبر که حال قلوب مسلمانان بهر جهت آشکارا میگردد با اعداواران زمان  
 پس تا وقتیکه هیچ علامت از علامت اتفاق از منافق صادر نمی گردید پس حال او کسی را معلوم نیست و  
 وقتیکه صادر گردید که منافق شد حکم کفر با و جاری گردید پس اعداواران زمان انسان یا کافر است یا مسلم  
 امری دیگر و علم نیست پس منافق را است اتفاق کافر است از جهت کفار است و منافق مستور الحال در  
 احکام از مؤمنین پس معنی قول حضرت مهدی چنین باشد زیاده و اسلام نمودن جلدی از او  
 استغناء و استیفاء و در باب تکذیب کفار و کفار



بسم الله الرحمن الرحيم - چه میفرمایند علماء دین محمدی و فقهای شریع معصومین علیه السلام و السلام  
 به سبب که شهر را به سبب مسلمانان که آنجا مالی و قاضی و علماء و اوقات مستند و مشهور و امور مشهور  
 باطلان و اظهار کنند و داره سازند و خاتون خوب صورت و چهره را آشکارا کرده و کافران بگردد آنجا بنشینند و روز  
 و شب آنجا را بکنند و در میان آنها که ایشانرا بکنند و مسلمانان و علماء و مفتیان باولی و دین و نام بر احضار کنند  
 و غنی فرمایند و عورات مغنیه را آشکارا در میان و مستان و مستورات و دارند و بکنند و مشغول شوند  
 و در میان (دعوت) که بر وفق محبت محمدی است چنانچه ولیمه بعد شب الکحل و حقیقه فقیر روز اولاد است کنند  
 بلکه برعکس آن بر شایسته رحم کفار بند پیش از نکاح چند روز بهائی کنند و شب ششم (معروف چینی) از  
 ولادت چنانچه رحم کفار بند است عورات و بند و فراموش و مغنیه را احضار کنند و تمام رسوم باطل کفار  
 نمایند و کنند و اگر مسلمان بر وفق دین محمدی ایشانرا منع نشود و هم بر آن مصر باشند و گویند که به چنین  
 طائفه معصومه و رسوم باطله این کار عیسایی شود این محض کفر است و نیز و کافران را میان پارسه بازار  
 بنا کنند و آشکارا آنجا جمیع چیز جائزه و ناجائزه فروخته و کافران آشکارا و آبادی شهر را بدارند و آن شعار کفر  
 است و نیز در بازار و خرابیها (شرایع) و گذر بانی آب (گماشت) شده و کافران باطلان و حصول چوکی  
 کنند و با جهل (حصول) و در راه با جهل و شریع افروز وضع نمایند تا آنجا و غازیان و رعایا و اهل سوق و علم و  
 تعلیم شده تمام الهی است باستاند و از حق خود دارند و از بعضی محل آنچه من حیث الشریع می آید  
 چنانچه جزیه و جنس غنائم آنرا به رشوت بگذارند و آنرا جزو احسان فقیر کنند و بر آن ثواب دارند و نیز بعضی  
 مستحقان را از اهل کفار از اهل علم و جهل و اهل راصد چند گنایه زیاد و بدینند و از بعضی خلافان بافتند که کفایت  
 دوست باز دارند و نیز جهده دارند بعد کفایت از بیت المال چنانچه قاضی و محاسب و امیر شعله و رئیس و کو قوال  
 اند و سوات و عقده و جملات کنند و آن ناحق را از نهوائی نفس و جهل و حق خود دارند و این کفر است  
 و نیز روان لباس ابریشمی و انگشتری نازنین (طلایی) به تفاخر و بخل و سنت بر شایسته کفایت و بدین  
 و ستار و خلاف سنت بر شایسته افتخار بر بندند و چون ایشانرا از شیع کنند گویند که ایمان غازیان به پیغمبر  
 شریع برابری است و هم بر آن مصر باشند و این بسبب از حال ایمان است پس اگر بادشاه قاهر هر که در  
 دنیا باشد و بر ایشان ثبوت می شد که این کار با می کنند و این رسوم باطله کفار شریع دور و بگفیر نزدیک است  
 می پردازند و ایشان منع نشوند و هم بر آن کار مصر باشند و این بادشاه قاهر را بهر واجب است بلکه فرض است  
 که برایشان احزاب دین محمدی لشکر بکشند و آن مسلمانان بر تیغ محارب نمایند و ایشانرا بکشند و زنان و فرزندان  
 ایشانرا اسیر نمایند و آن ولایت را خراب سازند تا آن رسوم باطله بالکلیه برفتند و دین محمدی اعزاز پذیرد

تا بلاد و پاس دیگر خلق انتخابه شود و مسلمانان دیگر که ازین نفع سیکر و نذقیه شوند عازمان باز مانند آن با و شاه  
 قاهر بابر و برین کار مشاب باشد و خداوند العظیم بانه - اجابوا جوا سبب باشد و الله اعلم (در تفسیر و مبر عبد الله رشید  
 ابن قطب الدین الهرزی) باشد و الله اعلم کتبه محمد بن طاهر البخاری الدار و انهری باشد و الله اعلم کتبه  
 عبد الله بن قطب الدین الهرزی - باشد و الله اعلم کتبه علی بن عبد الکریم الاصفهانی - باشد و الله اعلم  
 کتبه شیخ بن جنید الکوفی - باشد و الله اعلم کتبه ابو یوسف بن ابی القاسم البغدادی - باشد و الله اعلم کتبه  
 الفیض الحقیق - باشد و الله اعلم کتبه عبد الجبار بن یوسف النخار - باشد و الله اعلم کتبه یوسف بن محمد السمرقندی  
 باشد و الله اعلم کتبه احمد الهرزی - باشد و الله اعلم کتبه منظر بن منصور البلیخی - باشد و الله اعلم کتبه  
 نظام الدین بن تاج انهری - تمام شد

(مقدمه) اعلام ما هم میرزا کاظم از جانشینان امام حسین بن علی (علیه السلام) است نه خود شاه و نه شاهزاده  
 بسم الله الرحمن الرحیم حقیقت احوال این بنده ذوالجلال بر این منوال است نه خود شاه و نه شاهزاده  
 و نه امیر و نه امیرزاده نه طالب سلطنت ام نه جویای حکومت - نه لشکر سلطان می دارم نه خزینه پادشاهی -  
 بلکه فقیر و فقیرزاده ام سواش فقرانه را سوادست خود می شمارم و از آئین سلاطین و خاندان عاصی و دلم نه اهل  
 بایه ادرت می دارم و نه آئین و نه حصول آن در دل پیدا می کنم بنابر اوایه فریض جهاد و خیر خواهر  
 جمیع عباد و احاطه کلام وین و خدمت شرح سید المرسلین مکر بسته ام کسی که رفاقت من ببرد غیرت ایمانی  
 افتد از نماز و سواست اوست و کسی که از رفاقت من دست بردارد و موجب شقاوت اوست که از  
 بندگان خدا و امتیان حضرت مصطفی جان خود را بر کشد و در سلک منافقین و کفار منسلک گردید و فرزند  
 من همین توکل علی الله است و پس هر روز پنج جدید از خزانه ربانی من میرسد نه مثل اعداء و سلاطین  
 خزان من و اهرم و دنیا میرسد حاشا و کلا که در آئین و قوانین اهل دنیا بنیاد طریقه من طریق بقدر  
 خود حضرت سید المرسلین است یک و تر نان خشک می بخورم و شکر خدا می آمم و یک و تر گرسنه می مانم و مهر  
 می کنم و شکر را همین چند سکه از مهاجرین صادقیین است که بنابر مجروح خدمت دین رب العالمین مکرست  
 و از طرف خود جان خود را بکشتن داده آئینه حق جل و علا ایشانرا بنصب شهادت سرافراز کند و یا نصرت  
 و فتح موفقی گرداند با جمله حال ظاهر و با حال فقرائے مهاجرین است که پیغمبر صلی الله علیه و سلم و صحابه ایشانشرا  
 و اولاد اهل زمان هجرت در پیش برادران بشارت پس غلام از مولا که خود جل شانته بسبب از بسبب می آید  
 بنابر اجابایه خزان و شکر می شمارم انشا و الله ان بشارت بنظر و میرسد پس کسی که ایمان قوی  
 بر او باشد و آشنه باشد و بر قدرت کامله ربانی او را ایمان باشد که آن قادر علی الاطلاق در یک لحظه

یک حکم کن عالمی را تا بالاحی تواند کرد و پیل را پیش می تواند گشت پس لابد بشارات مذکوره قبول خواهد نمود و در  
 رفاقت من سود دنیا و بهیود آخرت خواهد نمود و کسیکه محض با میزاسباب ظاهر باشد آنچه بالفعل حال فقر  
 است به عاری و بشارات را بر کند پس ملازمه چنان و دیوانگان شمر و غرض از تحریر این چند سطوره آنکه  
 انشاء الله در فقه و اخلاق و فقه بلدان و اسرار ظهور شوکت اسلام از دست با فقر و ضعف و بستی  
 شدنی است لکن بالفعل حال با میزاسباب این نیست بلکه باید این و عوی با محض نه کل علی الله و بشارات  
 جنبی است اگر انجانب را سنجی فهمیده و سنجیده رفاقت انجانب با محض سود و بهیود خود شمره طلب نمایند  
 و یک می رسم و اگر بنا بر ملاحظه ضعیف و ناتوانی ظاهر در خاطر حاضر رود می باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکه  
 از جای می دیگر این اقبال اسلامی ظهور کند که آخرین امر حکم آنکه از جایی جاری شدنی است خواه از مقام  
 شما باشد خواه از مقام دیگر اما اگر در انجانب رفاقت اختیار خواهند نمود و بجان و مال در خدمت من بگرسنه  
 خواهند شد یعنی بذات خود شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود در مصارف و قازیان کوشش نمایند پس  
 در صورت حق جل و علا فقر و مضار را از جمله باعان مهاجرین و اولین گردانیده بچنین شما را از باعان  
 انصار اختیار خواهد کرد این امر محض بر آنکه همین منی نوشته شد که شما در مراد انصار الله و مثل شوی و الا حق  
 جل و علا بکم عیم خود فقر را گاهی محتاج مصارف غنیاء گردانیده بلکه بسیار از انفاذ و بیست فقر  
 معمول گردانیده باقی نیست پاک و بهیست بلند و اول شرط است که هم جان خود در مقابل اعدا باشد  
 پیش گفته و هم مال خود در مصارف خداوند نماید بعد از آن شمره آن مشاهده نماید و اسلام را تمام  
 (نمبر ۴۴) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد بن محمد شاه زبانی صاحب  
 بسم الله الرحمن الرحیم از امیر المؤمنین جناب علی القاب زبانی آفراسه و زنگ عری و جلال نیست  
 چارالش حشمت و اقبال صاحب دعوت و بخت ملک و بهیست و تخت قدوة السلاطین حمده انوار قین شاه  
 جم جاده را و الله جل و علا و ضاعف اقباله بعد از سلام مسنون و ادویه ترقی مناصب کونین و بلا رنج این  
 واضح آنکه - اخلاص آئین زبده العتدین شیخ جمال الدین که از طرف سرکار عالی با شقه خاص و دوا اول  
 رجب المرجب رسیده با و آنکه مراتب خیر خواهی انجانب بر رفاقت این عاجز خاکسار تا این هم نهایت  
 خوش گذرانیدند هر چند رابطه یگانگست قدیمی و علاقه اشنا و همیمی از آن سابق هم نهایت مربوط بود و  
 بنایت مضبوط اما آن آمدن این اخلاص نشان رونق تازه نمود و نور رحمت فی سبیل الله و علوم و  
 محبت و یگانگست لوجه الله مع دیگر کیفیت حالات این برگزیده اکابر عباد الله به نسبت زبان این  
 هم چیز می زیاده و تراشگاه و شناسا گردانیده آنچه در باب عزیمت انجانب بنابر استعداد خدمت دین

مستحقین مع انکه این مرتبه اشتیاق بلا این خادم شرح رسیدن که از نور مرتبه محبت و اخلاص که تا گون و هیچ  
 محبت و اختصاص که در این خانه خلقت شامه شده بود و ابواب فرستاده و مسرتا بر سرست افروخته و انوار  
 این ملاطفت و درگاه ملک که محض بنابر تحصیل رضایش مستحکم گردیده و شهر شرافت جمیل و جزایر گوناگون و آس  
 حقیقت الامران است که قدریکه اشتیاقی ملاقات این فقیر و در دل انتخاب است از یاد و چندان این فقیر را  
 مشتاق ملاطفت خود خوانده و چنانکه رابطه محبت قدیمه و نور و درخت محبت انتخاب را مشتاق ملاقات  
 فقیر گردانیده است همچنین و چند از آن این فقیر را به تمنای ملاقات آن سلیقه انتخاب رسانیده و اگر چه  
 این فقیر بجان و دل از روشن ملاقات است همچنین بهر وجه و خیر خواهد آن ذات آنچه درباره استشاده  
 تشریف آوری خود باین حدود رقم زده و کمال اتحاد و سلک شده بود پس حقیقت آن برین سوال است که  
 ثنائی مراعتت بسیار از چنانکه بهر نوع در تشریف آوری انتخاب کمال استجالی واقع شود و مقتضای  
 مضمون انقیاد شوق استشاده و تامل نظر در خیر خواهی عدم حصول امنیت طریق فیه این  
 ملاطفت خود باعث و مکلف شدن می تواند و از نور اشتیاق تا خیر لازم است را گوارا میدارم پیشین  
 ازین اندام سابق هم همین اشتیاق اول نیاز منزل بسیار میخاست که بگذارد صورت تشریف آوری  
 انتخاب صورت بند اما از همین موانع و حوائج خیر خواهی از دو وجه مستدرا و این مرام شده یکسان که تا  
 آنوقت که اسمی جائز و قابل اطمینان بهر سبب لشکر اسلام نه رسیده بود که به تشریف آوردن انتخاب  
 محل سکونت تجویز می شد دوم آنکه هیچ راهی از امانت پیداست که از گزند مخالفین بامان می شد  
 و بلکه در شولاهان اشتیاقی باین خوار و در مرتبه راه و بالا است هر امانت قادر و مختار و گمانی همچنین قابل  
 نشستن انتخاب درست آمده است که اگر غیر از نور مخالفین اشرار و معاندین بخار شورش نمایند بجز  
 مراد و نفع دل گردانند و وجه ثانی که امنیت راه باشد پس بفضل از قابله این عاجز خاکسار برون است  
 و لهذا این خیر خواه خلق الله در تشریف آوری آن عظمت پناه مکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است  
 که این نفس خاشاک و حوائج راه هم عنقریب صاف می شود و آنچه شکسته جنود اندر سر صبح و مسدود تر  
 و ترقی است و قوت اعدا و در هر شام و مصلح در قهر و بار و نسل است و تباری است چنانچه تفصیل این  
 بیان از شمار سابق که بدست با صد عید محدود شده بود برین ضمیمه گردیده باشد و بفضل و بار  
 تیاری مقدمه جهاد آنچه جهات و در نظر این بنده پروردگار می آید هر چند مهمل است و در حائری خود و اما از  
 مقدمه هم پیش از نهایت چیست می نماید و تدبیر بر انجام آن بجز وقت ربانی بفضل از سایر محلات  
 آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم که کار ساز حقیقی و پاک استیقامتی را عنقریب بجزول و قوت خود

اما تسلط می فرماید و مجبور تسلط انعام تمام دور دور تا شده و کار پوری گیرم عمل مسلم مسیط می گردد انشاء الله  
تعالی و در وقت هر طور که انتخاب قصد یا بخورد و خواهد نمود از هر سو جامه مجید و گره و مخلصین خواهد افتاد و نزد  
باجه مجبور استیاق ادراک ملاقات رانی لغو می شود و ناظر خیر اندیشی با حصول این طریق اندک تاخیر  
میفرماید پس در حضور تاج و تاجه این عدا و بدید یا اگر در راه است از آن خیر خواهد نیست راه قرار یا بدید و ملاقات  
این خانه خائیه است ملاکلف اقدام فرماید اما اگر بخیر اندیشی این مصلح دور اندیشی بافضل تشرف  
آوردن انتخاب موقوف ماند و هم اشتیاق شکر گفت این سعادت کبری رخصت تاخیر میزد پس  
درین صورت نزد فقیر السب و اولی چنانست که اگر خلاف مصلحت نباشد کسی  
را اندر متمسکین اخراج خود را از انب خود گردانیده هر چه از تخریب سامان اعتقاد و خطبه  
نزد انتخاب بنا بر تحصیل رضا و مدد موفقی و میا باشد همراه و او در رخصت فرماید که شرکت آن شخص هم  
نیاست انتخاب موجب صلاح و درین بود و غرضی که من در حق انتخاب خواهد گردید و آن سعادت تعالی  
تر مصلح بود و جهان خواهد گردانید باقی مراتب مفضل اوله زمان صدق ترجیح امتیاز طریقی حاصل می  
الود و صاف صاف میزدن خواهد گشت فرین صدق باشد که بنا بر ظاهر حال همین مستعد و صانع هم بیان  
دارد و آن صورت افتاد و اسلام علیکم در حجت و برکات - مورد و به سوال مشکله هجری -

(مهر ۱۲۷۰) مکتوب از میرالمومنین سید احمد صابانام حجت خان ریس

بسم الله الرحمن الرحیم ان میرالمومنین سید احمد صاحب عالی جاه و رفیع جایگاه شمت و شگانه وقت  
پایگاه شوکت نشان عجب خان سید الله تعالی - بعد از سلام ستون و دعا و اجابت مقرون وضع  
آنکه تمام عمر خود را در بین فتنه و فساد و قتل قتال در میان سلیس برپا کرد و آخر در شل بنوقت که هم کار  
خدا و پیش آمد از آن بستم کفر و فتنه و دست بردار نشدید بلکه فتنه خطبه برپا کرد و شاید از آن بخدا و رسول و  
نمی داری و در زمین خود همین سخن تصور کرده اند که همیشه در بین جهان باقی خواهید ماند یا بر داری شمار و شمر  
هم در جنگ و خراج و ظهور خواهد کرد که خدا و عزوجل هم پاسداری شما خواهد نمود - همان بعد و اینکه سلطان  
جبارین راسل فرعون و فرعون و کس که بخوابد بر سید شل شاه و ضعیف را که خواهد پرسید و این عرض نیست  
که شمار حق بودید یا باطل بلکه مقصود آنست که برپا کردن فتنه و فساد و شل بنوقت اگر حق هم است  
باطل است و اگر باطل است خرب کفر باجمله اگر مسلمان هستید و خدا و رسول را خیر نمی شناسید و اصل  
با حق تعالی کمال و کرامت و داری و خاری مصداقست نموده بجلت تمام جان خود را مع الوض خود نزد  
میرا میگردانید از ایمان و دین و دنیا و آخرت و الا اینجا نب هم چندان اختیاج به سوسه سنا فتنه و

و نصیف الامان اهلان دارد - و السلام علی من اتبع الهدی

(نمبر ۲۹) مکتوب از امیر المومنین سید احمد رضا بنام شاهزاده مرزا غلام حسین

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد رضا بنام شاهزاده مرزا غلام حسین عظام تقادد  
خواتین عالم عظام حضرت و جلالت آب عدالت و شهرامت انتساب و رونق یافتگی چار بالش جاد و اجالان  
مستدار سید ارکان حضرت و اقبال شاهزاده والا تبار عالم عظام سید صاحب زاد السیاده وضا  
اجلاله - بعد از سلام ستون و دعا کس و اجازت مقرران و واضح ضمیر آفتاب نظیر باد - انحرش و المنة که مطار  
انعامت الهی برین خاکسار باران صفت باران و افرا که امانت ناشناهی بر این قدره بمقدار خود رشیدش  
تا بان چه یارک زبان که شکریکی از هزار بگردد و کجا گنجایش حرف و بیان که سپاس بند که از بیاد آواز  
شوق و رغبت نصرت دین و در قلوب هزاران مومنین در چشم و صلا کس استیصال کناره و شهر کین  
از چار سو کس این سرزمین نوخیز گوش انشا الله در زنده قریه اخبار فرحت آثار فتح و ظفر خود کرد و گار استوار  
مومنین اخبار و جگر در زنده فقیهین بگردار خواهد گردید این نصیر سابق از زبان صدق ترجیحان هدایت آب  
حالی انتساب حاجی شمس شهباز حاجی بدعت ظلم و مقرب بارگاد رب بلیل مولانا محمد سلیمان صاحب  
باز شجریه از زبان اطف بنیان محبت شمار خلاص دثار قبولی بارگاه دولتمن حکیم خواجه حسن مناقبیه  
و حامی بگزیده آن والا تبار از علو محبت و استقامت بر شریعت غر و سمو عزیمت در تبار عسکرت برینیا و  
کمال جلالت و جلال لسانی و دور و رغبت بجهاد و شرف و سنائی زریب گوش نموده تخم محبت و خلاص غایبان  
در مزرعه سینه صفا گنجینه کاشت و در طر شوق و رغبت بجایان مواصلت دوباره آن داشت کعبه نکات  
مکتوب قدوم بهجت لزوم درین مزرع و بوم گردان کن باز بفر عیس چنین اندیشید و نظر و تفتیح همین پسندید  
که بر چند در قدوم ظفر قدوم و دام دین منفعت نمایان آید و حق بچون افعالی تبار اندیشه نصرت بش از ان  
پس مقتضای حکمت آنست که بافضل چند کس حرکت نکند و بجای خود استقامت و زنده و بخوان دیگر  
نصرت دین و شرکت مجاهدین جود فرمایند و پائے محبت بلند دین راه بوضع و دیگر کتاب اندیشه مقرب  
و حقن خواهد رسید که این داعی بخیر داعی نهفت آن والا نهفت خواهد گردید باقی تفصیل حال زبانی حکیم صاحب  
موصوف که بخدمت رفیع درجت رخصت نموده اهل موصوف خواهد بنجاسید - زیاده و السلام مع الاکرام -

مرقومه پنجم ربیع الاول سنه ۱۲۰۱ هجری

(نمبر ۳۰) مکتوب از امیر المومنین سید احمد رضا صاحب بنام حاجی علیخان

بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد رضا بنام علیخان عالی شان شهباز مستعوضان حاجی علیخان

سلامت و تعالی بعد از سلام منون و دعا کند اجابت مقرون و مانع آنکه - اینجا بابت بکرات و مراتب در خلوت  
و جلوت باشد ملاقات دیگر یکی بامر تنبیه اخلاص از اتحاد و بی تفکلی واقع گردید احوالی بابر شما و احوالی شما  
بر ما بپایه و مخرج رسیده و احوالی سوگند بر پست و احوالی بشما میدهم که همان پروردگار متعالی و مالک کائنات  
را حاضر و ناظر دانسته و قشع نظر از قیام و قالی دوست و دشمن نموده محض در دل خود تامل نمایند که آیا  
برج فیه از طلب ال و بقاء و عزت و جاهت و سلطنت و حکومت هیچگونه درین فقیر یافتند این خود بخود  
دل شما گویا می خواهد داد که هرگز در دل این فقیر ذره امور نکرده تحقق نیست و آنچه مسامحی بلینه در جمع آوری  
کما فی مسلمین از صند و ستان تا غراسان می نمایم همه بنا بر اطاعت رب العالمین و خدمت دین و سعید  
ابر مسلمین است فقط به شائبه هوا که نفسانی و وسوسه شیطانی - و هرگز مانع از رسا و ضعفها و بنا بر غرض  
نفسانی هیچگونه خدمت و منار عین نمیدارم بابر که مخالفت کردم محض میشد کردم و بابر که موافقت نمودم  
موضی شد کردم و اینهم بر شانه واضح و واضح است که مرا دایمی پشاور و صلواتی هیچگونه معامله دوستی و  
دشمنی نبود آنچه دایمی نکرد مرا ترتیب لطافت و شرفاتی که مال رسانید تفصیل بر کسی دیگر معلوم باشد یا نباشد  
اابر شما بوجوه معلوم است یا خود آن دایمی میدانید یا شما میدانید یا بر آن بیان این امور شش شما انصاف است  
پس شما بخوبی می شناسید که اقامت جهاد و جدل از آن این منافق بفرهاد هرگز نگزشتنی نیست محض  
بنا بر همین امور از او تسخیر نشا و رسیدارم تا اساس وجود و جواهرین حکم گردد و گزشت منافقین بر جم شود و بر کفار  
و عین یک گونه رسیده و پیوسته واقع شود پس در وقت هر که دعوی اسلام دارد و دایمی خود را و محمدیان  
می شمارد و ضروری ضرورت من اختیار کند که فی الحقیقت رفاقت من رفاقت من نیست بلکه رفاقت  
رب العالمین است و رفاقت جد من سید المرسلین و هر که امر و فائز رفاقت من بپوشای کرد و صحت و  
نیاست با خود بر - هر چند این چند روز حیات مستعار هر وجه که باشد بسر خواهد کرد اما آخر روز ازین  
جهان فانی گذشتن بجو که حساب و کتاب حاضر خواهد گردید و آن محکم حضور رب العالمین و رسیدا خواهد شد  
نمیدانم و بگویم جد من سید المرسلین بگذرم و حاضر خواهد شد و حضور احکام انجلیکون چه جواب خواهد داد این  
همان وقت است که مخلص مخلص از منافق مردود متنازعی شود و رفاقت من همین است عین اخلاص و ایمان  
و ترکیب رفاقت من همین است عین نفاق و شقاق - رفیق من از سید از محمدیان است و شقیق و مخالف  
من بلا شک از زمره کفار و منافقین - رفیق من از زمره حسین بن علی علیها السلام است و رفیق مخالف  
من از زمره یزید شقی هر که در از ایمان دارد و رفاقت مرا سوادت خود و سوادت اسلاف خودی شمارد  
و علاوه بر این آنکه آن شجر اعنت شما را دایمی پشاور و هیچ علامه قرابت و مها برت نمیدارند و قومیت از

اصلاً بوجوب من الوجه شرکت نیست محض علاقه فوکر می باشد نه پس سبب ای با درست و با درست باید و سبب است  
 مانند هر جاعله فوکر می باشد نه موجود است پس محض بمبارج فلفله این ملایقه تمسیدین و ایمان خود را با و در  
 در جنود بر علیه خود را شروع در هرگز به نسبت کسی که از بی اعتبار داشته باشد تصویر نیست چه جائز که نقل آن  
 شیاعت نمودار داشته باشد و نگارنده در نگار باشد خصوصاً قتی که باشد و عده مکره می نمایم که اگر نفاقت من اختیار  
 نخواهد کرد آنچه در نفاقت والی مذکور شد حاصل می شود و معاً عقب آن از خانه ربانی با اسطه من خواهد یافت  
 پس تمام آخرت خود را محو خواهد نمود و هم این بار دنیا را با خواهد فرمود و درین دنیا بدست خواهد داد و در و گو  
 میکنای از خراسان نام چند و نشان خواهد بود و اگر نفاقت من اختیار نخواهد کرد و بر نفاقت والی مذکور اصل خواهد  
 پس یقین بدانید که من بقوت خود خطا لغت کرده اند و در راه مضاعف میکنم بلکه محض بقوت خود ربانی و قوت سبب ربانی  
 مقابل هر چهار عین و هر شکست می نمایم آیا در دل خود خوب خود بکنید که تا سبب متعالیه خالق اشی و جان و ملک  
 زمین و آسمان میدارید یا نه سبحانه الله که در و بر و متعالیه آن ملک علی الاطلاق است و اگر تا سبب متعالیه آن ملک  
 الاستحقاق آنچه او جمل و علاقه داشته است البته ضرر و بالضرر و شدنی است خواه که سبب و سبب نفاقت براسه  
 خود حاصل نماید خواه شهادت ترک نفاقت و این کلام طویل برایشه شما بجهت همین نوشته ام که شمار از سنگ  
 و راستی از سیدانم نه منافق هر یک از قریب باز قرار هر چه در دل خواهد داشت لابد صاف صاف بر زبان  
 خواهد گفت لابد او را روانه و با انجام خواهد رسانید و شیعه و سنی اگر شمار نفاقت اینجا سبب یکدیگر شود  
 منظور است پس آنرا صاف صاف بر نگارند تا آنچه مناسب وقت است بشمار نوشته شود و اگر نفاقت اینجا  
 آرزو شده شما نمی شود آنرا هم صاف صاف سبب برده بر نگارند و آنچه بنویسند خدا سبب پاک را که عالم السرائر  
 و انقیاد است و آخر خاطر داشته بر نگارند زیاده و السلام مع الاکرام \*

(شماره ۱) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد رضا بنام مولانا محمد شمس الدین

بسم الله الرحمن الرحيم - از امیر المؤمنین سید احمد رضا بنام سید ابی بکر صاحب الزاد و الا تبارک و التا محمد باقر صاحب  
 سلامه الله تعالی - بعد از سلام سنون و دعاها جوابت مقرون واضح آنکه - تاریخ دهم ماه رمضان هندو  
 مبلغ هفت هزار و نه صد و پنجاه روپیه رسید لیکن بجز ریخته کاغذ یک خمر و هم رسید و عیش دریافت نیست  
 لازم که سبب تعویق آن بر نگارند زیاده و السلام مع الاکرام \*

(شماره ۲) مکتوب از امیر المؤمنین سید احمد رضا بنام فیض الله خان مهمان شیر و شیر  
 والی پشاور و جواب پیغام ربانی شان

بسم الله الرحمن الرحيم از امیر المؤمنین سید احمد رضا بنام فیض الله خان مالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک





بسم الله الرحمن الرحيم - این ذکر است در بیان آنچه کمترین پیروگان درگاه حضرت رب العالمین حضرت علی بن ابی طالب  
 رئیس پیکار و غیره عهدیست بس چندی و میثاقیست بغایت درست و اطمینانی کامل و مستحکم بنموده بایندگان  
 بعد از سلمان و سلمان از راه ایمان و شرح متین و درین سید المرسلین بس و چشم قبول میوایم و توفیق  
 اختیار خود می شماریم آنچه از احکام و معاملات فیما بین ما و موسات خلاف شرح شریف و حاج یافته از عهدیم  
 مذکور و دست برداشتم و همین احکام شریف و عزرا را بخت خود بنداشتیم و در جمیع معاملات و مناقشات  
 و در مقدمه ای که چنگام شرحه جناب قدسی العالی نام بهام خلیفه ملک اقامت سید امام علیه الصلوة  
 و السلام یعنی سید احمد امیر المؤمنین سید احمد علیه الصلوة و السلام را با هم خود برضا و رغبت قرار دادیم و بعینت  
 برداشت آنجناب بجا آوردیم و اطاعت آنجناب بموجب کرمیه الطیب و الله و الطیب و الرسول و اولی الامر  
 من بعد علی اطاعت نمود و رسول خدا را و همین التزام بیعت و اطاعت درین مقام خود را کامل کردیم هر چند  
 این بیعت از مدت مدیده بجا آورده بودیم و نامانی احوال بنا بر تکرار سابق و تاکید ما نحن این معنی در حضور  
 علماء دین و جمیع فضلاء شرح متین اطمینان نمودیم و آن بندگان را بر جهود و وسایق خود گذاشته اند  
 و از ایشان دعای استعانت خود بر همین عهد و میثاق و درخواست نمودیم تا حیات و ایام برقرارند  
 اسلام و ایمان و بیعت سید امام واقع گردد و الله علیه و انقول و کلیل - اینچنینکه بطریق عهد نامه نوشته شد  
 تا عهد الحاکم است حجت باشد - بعد از آن بر روی جمیع دیگر تترخان جمیع رؤساء و ائمه خود را حاضر نمود و از ایشان  
 طلب بیعت امامت و احکام شریف و تکرار بر همه جا بیعت نمود و آن عهد و میثاق بعد از آن از همه  
 بیعت امامت بجا آوردند و بهر دو امر مذکور قرار نمودند و در پان جمیع یک فاضل جلیل را منصب قضا سرور  
 شده و دستار قضا بر سر او بستند و دستور قضا با او داده شد بعد از آن بعد از احکام شریف جاری گردید و فصل  
 خصومات و قطع منازعات بر قانون شرح شریف و اضماع متعلقه بپیکار شروع شد چنانچه چند سال از معاملات  
 عجزه بنا بر تشیل مشاقتی بیان می شود از آنجا که امام ملاقب الدین ساکن موضع نگر بار از ازلت مدینه بنابر  
 نسبت امامت جناب و بر هجرت آنجناب سالها بسرور و درو یانست و تقوی به نظیر آمده خدمت احتساب  
 بر تارکین صلوة سپرده شد و قریب بی مردم تقیگی کاری از قند و ریاضان بهره و متعین کرده شد چنانچه علامه روح  
 بار قضاے خود در دیات قریب و جوار تا کوه بند و در شیر و دو چندان ضرب و شلاق بر او خرده و نه جوانان با فافنه  
 که تارک صلوة بودند قائم گردانید که هر صغیر و کبیر از دیات مذکور که تارک صلوة باشد ازین الله فافته نمی شود و بر  
 اهل دیات چندان بیعت بقرضات واقع گردید که اگر کدام از بندگان یا قند یا ازین بنابر بعضی حاج خود  
 به بعضی دیات مذکور سپرده و تالی و به حجتی شود و غوغا بر پا می شود که و ساد و حاضر گردیده اهل عامی زمانه

که درین دید یک متنفس هم قرار نگیرد تا از نیست و ناز آنکه از عافیت انا غنیست که اگر کسی گناه کرده باشد  
خواه از جنس حقوق الله و خواه از جنس حقوق العباد از آن قریب خود و گریخته بگریزد و در نزد روستا و آنجا بنشیند  
پس روستا و بالند و نه هر سه اعانت می کنند خود را و ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکر پادشاهی بر سر ایشان تاخت  
و جان و مال را ایشان را بآوردند و بچاپند از غنا غنیست آن عاصی و مست بر دار نشوند و جان و مال خود را به تکلف  
بر باوی دهند بنا بر همین قاعده چندین از مردمان دیهانت مذکوره در قریم الامم مکتوب بعضی از منکرات  
و خواشگر کرده اند از مقامها که خود گریخته در میان خود دیگر رفته بودند و آنجا بلباس پادشاهی و بلباس  
جماعات و از آن زمان مذکورین شهابش بر سر آن امامیان فرستاده آنها را گرفتار کرده و آورده و آنجا بعضی  
را از ایشان بجنس و بعضی را بضر و بعضی را به آویختن و بشا خدایند در خست کلان بر سر شایع عام قهر میرساند  
و بجهت آنکه از روستا و دیهانت مذکوره با عافیت ایشان نه بر عافیت هیچمین محال است رنگ از فروغ  
اجرام است احکام شرع است شب و روز میگذرد بحال تمامی ملک تعلق فتح خان بلایع و فراموش در تصرف امام  
جام است و سیاست و سیاست است و آنجا تعلق با جناب دارد و خصلیات و منازعات تمام بحکم خدا و جود  
می شود و فتح خان مثل دیگران یکم از غایب است همچو نه بر ملک مذکور تصرف ندارد و انشا الله بر وقت تحصیل  
عشره هم جاری خواهد شد و اصول باز نگار و ارباب اعطای است که درین احکام بیان دین را یونان و  
ترقی بخشد و انشا الله این خروج را با انجام رساند آمین یا رب العالمین

و نمبر ۵) استفتا و در باب صحبت امام است جمیع و اعیان با اذن امام با وجود عدم اجزاست  
جمیع احکام بالاستیعاب

بسم الله الرحمن الرحیم چه میفرمایند علما و دین و مفتیان شرع متین در موردیکه در یک مکانی اذن امام  
وقت در باب اقامت جمعه و عید تحقق گردید لیکن جمیع احکام شرعیه با نفع و آن مقام جاری نیست  
درین صورت مسلمین آن مکان را اقامت جمعه و عید میسرید یا نه رجوع است مسلمین مذکورین را اقامت  
جمعه میسرید زیرا که هر چند فقها در این مسئله اختلاف است بعضی میگویند که نفاذ جمیع احکام شرعیه شرط اقامت  
جمعه است و نیز بعضی فقط اذن امام کافی است و نفاذ جمیع احکام شرعیه ضرورت نیست لکن قول ثانی بسیار  
صحیح است و نهایت قوی از آنکه پیغمبر صلی الله علیه و سلم پیش از هجرت خود معصوب بر جمعی از اهل عظیم معاصی  
بودند باینکه منوره برائے هدایت اهل مدینه فرستاده بودند چون ایشان بمدینه رسیدند باینکه منوره بر سر ایشان  
در آن مقام اقامت جمعه نموده حال آنکه در آن وقت اکثر اهل مدینه اسلام هم قبول نکرده بودند چه جائز است نفاذ حکم  
شرعی و چون پیغمبر صلی الله علیه و سلم بآنجا رسیدند و آنجا فرستاده شد باینکه خود در مدینه منوره معصوب بر جمعی از

بلکه خود هم اقامت جبهه فرمودند حال آنکه تا آنوقت حکومت بهایم در مدینه بهم نه مستحکم گردیده بود حتی که جهاد هم آنوقت  
 قائم نگردیده بلکه در آن زمان به تدبیر جبهه و مشغول بودن و کفر نشان بود و اکثر شر و طواغیر از طاعت جبهه وجود  
 نبودند و اگر در سه تا وقت اقامت جبهه نمودند و نیز در هر چهار سال که به ترانین وقت بود بیاست از صوابه تا آنکه  
 واکا برنا بعین اقامت جبهه میکردند حال آنکه جمیع احکام شرعیه در آنوقت جاری نبودند و همچنین در هر دو وقت  
 با ورون الرشید حضرت امام اعظم و صاحبین و امام مالک و امام شافعی اقامت جبهه میکردند حال آنکه پادشاهان  
 مذکور به بالا هرگز جمیع احکام شرعیه جاری نمیکردند و لهذا امام اعظم در آنوقت و ظلم فتنه منصف قضا قبول  
 نکردند و با وجود آن که سه ترک نماز جمعه افروزدن معلوم شد که اولی ثانی صحیح است که مؤید فعل تنبیه  
 صلی الله علیه و سلم و اصحاب مکرمین و اهل بیت مطهرین و اکابر تابعین و ائمه مجتهدین است پس بر همان قاعده  
 حمل باید نمود و کسی که حال هرگز در اقامت جبهه توقف نباید کرد و همین حکم شرع اول جاری باید کرد و جمیع احکام  
 شرعیه بر گشت آن تدریجا جاری گردند.

نمیرد (مکتوبات امیر المومنین سید محمد رضا با هم موادی سید حمید علی رضا رام پوری)  
 بسم الله الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید محمد خجسته فیضند رحمت منبع نیایش علوم و حکم سدان یو قیت  
 روحانی اخلاق و هم خزان اسرار مقبول و مقبول مصدر احکام فرود و حصول شکر مس خیان و ایت مشید  
 ارکان افادت سلاطین خانان سید اوست نقا و دودمان سعادت مورد الطاف و رانی اهل بیت انوار حانی مقرب  
 بازگاه رب سب تو می مولانا سید حمید علی صاحب رام پوری اقدس ظلال هدایت علی بدوس استفیدین و متبع بر کائنات  
 بسته شدین - بعد از سلام سنون و دعا علیه اجابت مقرون و رفع آنکه - انحد شد و البته که حق جل و علا که هم  
 خود ما صفا سب پریشان و فقرات سب سر و سامان را بوجه مشمول رحمت گردانیده و در نظر مشایخ مومنین  
 و جامیر مسلمین و مخیران گردن کش و تجردان دشمن کش بر تبه قبول رسانیده که حال مذلت احتمال و عاجزات  
 خاکسار و خاکساران بجهت تماشای کردنی است که اقوال مجاهدین با طربسان اصواج بجز قار و در جمیع بلاد و مزار  
 این اقطار در جوش است و غلغله اقامت جهاد و اتصال در باب بعضی دشمنان و اصحاب کبر و غناد درین  
 اطراف و اکثاف و در خوش اطباق که آن و مکان و بساط و زمین و زمان از انوار زل اخلص و ایمان هم گردید  
 و مفر گردن و قار و صیف مردان جنگ و پیکار و غنائیان شهادت آثار پر شور - از آنجا که آفتاب هدایت  
 و جهاد و سلمانی و رعیت ایمانی یعنی به ترغیب و خوف و تکریر شب و روز مشغول اند و کلام ایشان در بیان جهاد  
 از زبان مقبول بسیار علیه سجدست فیضند رحمت و تبارش کرد می شود که همین طریق مرئوسه و دعوت خفیه و  
 جلیه هر از دست مقدم باشند و این کلام هدایت القیام گوش پرورش ایشان و ساخت که در دایره اینان شود







و مشهور است خلاصه ای از تمام و خلقت و در این کتاب به بیان تمام و خلقت و در این کتاب به بیان تمام و خلقت و در این کتاب به بیان تمام و خلقت

اكتساب شماست نشان جلالت عنوان نواب و وزیرالدوله محمد وزیرخان بهادر زواد الدوا قبله و خداوند جلالت  
بعد سلام سنون دو عالمی اجابت مقبول و واضح آنکه رقایم کرامت مشیر بر محبت مزاج و باج و عوارج مسرت میباش  
بخشید احمد الله حق جل و علا کرم عجم خردان شربت آب را با این فضل عبادات و اکل مساوات که عبارت از  
حسب فی الله است موفق و شرف گردانید چنانکه این نظم شجره شریفه در سینه و سینه کاشته اند همچنین این  
شجره مبارکه را شب و روز سرسبز و شاداب و اشسته شمرند و جلیل و با مدح برکات جزایه دارین گردانید این  
فقیر را در دعای خیر خود مشغول دارند و در باره این فقیر به شایسته و شایسته مشغول باشند و خاطر خلعت  
را از نظر این فقیر و سایر عبادین بهاجرتین مصلحت دارند که بفضل الهی جمیع رؤساء و شعفا و این نواحی در قدر  
اعلائی کبریا پروردگار و احیای سنت و سید ابرار و رفیقان این عاجز خاکسار سجده و چاک اند که  
حال خیر شتال ایشان لائق تماشا گردنی است آنچه را ترتیب محبت و اخلاص و محبتان بهدیشان با این فقیر  
مصرف میکند و از دیگران در حق جمیع اقسام انخوان نمود و قوم یوسف زلی خصوصاً مقتدر باید کرد و رسیده  
بفقد رفاهات است اما اگر چه صرف جان و خود را در تحقیر و سب و بی شایسته و در بیل مال و پانزده استقامت  
دارند و با و کلیه یک گزیده و در فکر و محصلین بهدیشان که از جنس غرار و ضغفانند و بجهت سلامی و غیرت  
ایمانی و صوف اند و در خدنگذاری بهاجرتین و مجاهدین مصرف و هر چند جدید میگردد و در خدنگذاری  
خوب الله شریک شوند اما چون طریق ارسال مصارف نمی یافته و بی یاس و تاسف نمی دانستند و خدنگذاری  
نبایست محکم و سهل بدست آمد که صاحبزاده یگانه اتفاق مولانا محمد اسحاق بر آن اطلاع میدارند و با این محصلین  
نزد کوهین بجان و دلی کوشش نمود و بعد از استقامت خود شل انصار کبار از خیره و فلووس گرفته و در پیرو  
اشرفی قدر جمیع نموده ارسال کرد و اکثر آن رسید و بعضی از آن انشاء الله خواهد رسید با جمله هرگز و مولای  
محمد اسحاق صاحب چیزه خواهد فرستاد و نزد ایشان بلا تکلف خواهد رسید و آنچه مولانا محمد و سابق انگارند  
مردمانه و مجتهدین پیروند و محض بنا بر همین معنی بود که انشاء را طریق ارسال بدست نیامده بود و حال که بدست آمد  
انشاء الله انکار هم نخواهند فرمود و اطلاعی نوشته شد تا خاطر عاظر از پیشانی مصلحتان ماند و از طرف انظار و توفیق  
و تفکر به لاحق حال نشود که از طرف خرج هم سرشته نیست و آنچه مصارف بنا بر سر و نه بهادر و فروزی است  
عقرب خواهد رسید برادر کرم میان میرسد و محصلی صاحب نیابت از طرف آن حشمت آید و بدست آمده است  
بجا آورده حق تبارک و تعالی قبول فرماید و در مدح اظهار نمودند که آن حشمت آید با ایشان با معنی فرموده  
بودند که اگر خلاصه معنی این فقیر دعوی امامت میکند پس از طرف من بهجت و او بجا آورده و اگر از آن امر دعوی  
محض از زبان رفقا و سر بر می آید پس چندان اعتبار کند و نماید و مهربان من حقیقت الامر نیست که این







ببینید و این بند در گاه آنی بر این یقین از بهر آنکه این خود تصور کنید و اگر دست از محبت کفایت نخواهند برداشت  
و باز در آنجا بدین که خدام برین رتبه العالمین از تعلیم مخالفت خواهند نمود و از شدت دین و دعا و قتل با ایشان خواهند  
و بنیاد توفیق و ظلم محکم خواهند ساخت پس با یقین بدانید که هر چند عاجزان تا تو انیم و فقر است به سر و سدا  
اما در گاه آن زمان قادر و ارجح است و قدر متزکیه که اولم نزل و لا نزال که پیشه ناچیز حکم او مثل برودار گشته  
و شصت و بیست و نه حیات حلیه در باذن او گشت اگر با من را و دوستی می چنانی این همان بابریر شیه توان  
و اگر با من مخالفت می نهانی پس از من ترس باز ما که ترس که مالک من نهایت خود است و نهایت  
پرزده گر مقابله نمی توانی کرد و بجز حسرت و ذلت هیچ نخواهی بود و خود دوستی و لاف مردانگی چیزی اگر  
این مردانگی جز راه خدا و نه خود صرف کردی هر دوی دالا از بهر نامردی و در حسرت و ذلت مردی آنچه  
قیل و قال که بار بار تو یکم خلا گاه است که محض بنا بر خیر خواهی شاه است و الا پروا کسی که شیه دارم و التماس  
کسی نمی آرم که حمایت مالک خود را پس است باقی جمله بدوست است آنچه شکار دارد و مقدمه مواخذه و رب العالمین  
و مخالفت کافر لعین یا بالعکس متصور باشد از ادراجاب این بر خیزه الوداع و عقل بر نگارند و السلام علی  
سین التبع از بدی تحریر تاریخ بهست و پنجم شهر ربیع الاول ۱۲۸۵

و نمبر ۵۹) مکتوب در سلسله میرزا علی نظر لقیات میرزا محمد شین سعید احمد صاحب

بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد لله رب العالمین و الصلوة و السلام علی رسولک محمد و سلیته الطاهیین و علی آله  
و اصحابه ائمه اکابرین - اما بعد پس بر که بشری بیعت (بدست سید صاحب ایدست خلفا سید صاحب  
شرف شده و در سلسله طریقه حائیه چشیده و قادریه و نقشبندیه و مجتوبیه و محمدیه و توفیق فقیر سید احمد صاحب  
گشت به اندک این فقیر را در خدایات این طرق دودجه است و جدا دل نویسیه و آن در طریقه شیه  
از روح مقدس حضرت خواجه قطب الاقطاب خواجه قطب الدین بختیار کاکی و در قادریه از ارواح مقدس حضرت  
خون الطالین حضرت سید عبدالقادر جیلانی و در طریقه نقشبندیه از روح مقدس حضرت امام اشرفی و از  
حضرت خواجه برادر الدین نقشبند بخاری و هم از روح مقدس گردید و در طریقه مجتوبیه و محمدیه پس بلا واسطه  
از جناب حضرت حق مستفیذ گردیده و این معصوم مقام نویسیه اگر چه محض بفضل آنی مستحق شده و لیکن آنرا  
بسیار از اسباب ظاهر نیز می باید دان سبب در حق این فقیر عالم حضرت پیر مرشد خود است و وجه ثانی  
انشاءک بطریق بیعت و اجازت و در سلسله مثل شرح طرق مذکوره و آن برین وجه است این فقیر ائمه صاحب  
اجازت بجناب توفیق العلماء و احمد شین و دارش الانبیا و اولیاء السالین و حجه الله علی العالمین مولانا و مرشدنا  
شیخ محمد انصاری است و ایشان را بجناب و الدیاجه خود شاه ولی فقیر و ایشان را بجناب و الدیاجه خود حضرت شیخ

شیخ و خاندان شیخ



در طریقه نقشبندی و محدوده سیدیه عظیمه و مذهب کبریاوی است و ایشان را به سید آدم مشهوری و ایشان را به شیخ احمد مشهوری  
مجدد الف ثانی و ایشان را بنواحد باقی یا بعد و ایشان را بنواحد مکتبی و ایشان را بنواحد درویش محمد و ایشان را به  
مولانا زاهد و ایشان را بنواحد عیسیه الله اعلم و ایشان را بنواحد مکتبی یا شیخ احمد مشهوری و ایشان را به امام شریعت و ایشان را به  
خواجه بهاء الدین نقشبند و ایشان را بنواحد محمد یا با ساسی و ایشان را بنواحد مکتبی و ایشان را بنواحد بنو حنیفه  
و ایشان را بنواحد عارف ربوگری و ایشان را بنواحد بنو حنیف و ایشان را بنواحد بنو حنیف و ایشان را بنواحد بنو حنیف  
به خواجه ابو شرف بهائی و ایشان را بنواحد ابو علی فارسی و ایشان را به امام الفاضل قشیری و ایشان را به شیخ  
ابو علی دقاق و ایشان را به شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی و ایشان را به شیخ ابوبکر شبلی و ایشان را به سید الخافعه  
جعدیه بغدادی و ایشان را به شیخ ابوالحسن اسیری مقلی و ایشان را به شیخ صحرانوف کرخی و ایشان را به امام علی اردکانی  
و ایشان را به امام موسی کاظم و ایشان را به امام جعفر صادق و ایشان را به رئیس الفقهاء و الشاهین و القاسم بن  
محمد و ایشان را به سیدان فارسی و ایشان را به سید المومنین سید المصلین افضل اخلافا و الائمة من ابوبکر و علی  
رضی الله عنهما و ایشان را به سید المرسلین امام المتقین احمد متقی محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم پس جمله برادران  
دینی را که بر دست این فقیر اخلافا و این فقیر مشرف بهیت و توبه شرف گردیدند و سکه طریقه چشتیه صادرید و  
نقشبندی و مجذبه و محدوده بنو حنیف و بنو حنیف گشته اند و آنها که این همه طریقه را نصیب ایشان گردانید  
و در اشاعه شریعت عزرا انتقامت عطا کند آمین

فانظر الى

اب فائقہ میں ابن محمد یاری تعالیٰ جل شانہ کے شبہ مجھ سے نا لائق معلوم کہ ہاتھ سے ایسے چھاری اور ہم کام کو پورا کر دیا باعث تحریر کتاب خدا اور اس کے بعض فوائد متذکرہ کو بھی ایک (مخلوق) پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں  
آنحضرتؐ کہ ناظرین باب انصاف پر اس کتاب ہدایت مآب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جائیگی  
کہ سید صاحب کی ذات مقدسہ آپ کے خلفا و نامدار بلکہ انکس ہر ایک پر کار خیر انقرون کے مسلمانوں کا  
ایک نمونہ اور نمونہ عظیم الاثرین بلکہ قلیل الاثرین کے موجود اور آمینہ مسلموں کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہیں بلکہ  
حالات زندگی اور کارنامات (جانی ہماری) موجودہ اور آمینہ مسلموں کے واسطے قابل مطالعہ ہی نہیں بلکہ  
قابل تشبیہ ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایسے بزرگوں کے کارنامات اور حالات زندگی اور دست تحریر  
ہو کر آج تک شائع نہیں ہوئے اور اب دو زبانہ قریب ہے کہ ان بزرگوں کے دو ایک بقیہ صحبت یافتہ آدمی  
بھی اس مہینہ سے رحلت کر جائیں گے بعد ان بزرگوں کے حالات جو آپ زری سے لکھنے کے قابل  
ہیں نہ یا منہ یا خود ہائیکے اس واسطے میں یہ ارادہ کیا کہ ان حالات منتشرہ اور زکاتیب متفرقہ کو ایک جگہ



جسکا مذکورہ بالا کو اپنا سر پر غور کر کے ایسے حادثات اور کائنات و عوالم میں بخوبی تفسیر کر سکیگا۔ جب کچھ  
 چھپ رہی تھی اسوقت ایک بزرگ باشندہ پنجاب جو پہلے سے جو وقت ہونے کے عوالم تھے اور  
 اب جھٹ پٹ ترقی کر کے سرخ سوز ہوئے کے عوالم پر پہنچے پہلے تو اس دعوے کو خلاف اپنے  
 اعتقاد قدیم کے دیکھ کر جھک رہی تھی۔ پورا تھا مگر جب عیسائی انجیل اور مذہب اسلام کی پیشین گوئیوں میں جو  
 نسبت نزول مسیح کے میں غور کی تو معلوم ہوا کہ سچ سچ نبی آدم میں ایک فرد واحد ہے جسکا ثانی  
 آج تک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ پیدا ہوگا چنانچہ انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت آسمان کی قوتیں  
 بلائی جائیں گی اور مسیح کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور زمین کی ساری مملکتیں چھائی بیٹھیں گی اور  
 بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمان کے باولوں پر مسیح کو آتے دیکھیں گے اور نیلے کی بڑی آواز کے  
 ساتھ مسیح اپنے فرشتوں کو زمین پر بھیجے گا اور فرشتے اس کے پیچھے لوگوں کو دنیا میں ایک حد سے دور  
 حد تک جمع کر دیں گے تب مسیح اپنے جلال کے تحت پر بیٹھے گا اور سب قومیں اور بادشاہ اس کے آگے گئے  
 جاویں گے اسوقت وہ اپنے حلقہ لوگوں سے فرماویگا کہ اس بادشاہت کو جو دنیا کے عالم سے تمہارے  
 واسطے تیار کی گئی ہے میراث میں لیکر ابد تک بادشاہی اور حکومت کرو اسوقت سب بدکار ہلاک کر کے  
 دوزخ میں ڈال دیے جاویں گے مذہب اسلام بھی اس پیشین گوئی انجیل کے لگ بھگ خبر دیتا ہے کہ مسیح  
 جاکہ مآول نزول فرما کر تمام دنیا کی بادشاہت کرے گا اور صلیب کو پاش پاش اور سرور و فخر نصیب دے گا اور  
 کر دیوے گا اور تمام دنیا کے غلام بنے گا اور مذہب اسلام باقی رہے گا اور جو نہ باقی رہے قوم کفار کے  
 جزیرہ ہمان سے متوجہ ہو جاویں گے اور لوگوں کے دل و جان کیمنہ اور قبض اور حاکم ہو جائیں گے اور یہاں تک کہ  
 مال کی ہوگی کہ خیرات دینے کو لوگ جلا سے جاویں گے مگر کوئی آدمی خیرات کو قبول نہ کرے گا اور یہاں تک لوگوں  
 کو شوق عبادت کا ہوگا کہ ایک سجدہ کو تمام دنیا اور فافیا سے بہتر سمجھا جاویں گے اور یہاں تک انکی نظر ہوگی  
 کہ ہاتھ کوئی عیدین اور کافر زندہ نہ رہے گا اور چالیس برس تک اس جلال اور اقبال کے ساتھ مسیح بڑی  
 دنیا کی بادشاہت کر کے صاحب اولاد ہو کر فوت ہوں گے۔ پس اگر وہ مسیح موجود جسے جلال اور اقبال  
 کی پیشین گوئی کا بطور نمونہ دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ وہ ہاتھ باندھتا ہے پنجاب ہی میں تو خیم یا  
 روشن دل ہاتھ دیا ہے نزول ایک عربی یا عجمی یا سامی یا یورپین مسیح کے نہ ہوا یا کہ انکار اور طغیانی  
 آدمی اس عمدہ حلیہ پر متاثر نہ ہوا تو ہمارا فائدہ ہے یقیناً ہے کہ جب وہ اپنے جلال کے تخت پر  
 بیٹھ کر ان پیشین گوئیوں کو نہ کرے بالا کیا ہوگا تو ہم لوگوں کو کھول نہ جاویں گے۔ ایسے دعوے غیبت کے  
 ثبوت میں مسیح یا اس کے حوالہ کو عقلی اور نقلی دلائل کو نہ لے سکتے ہیں بلکہ انکی یا کافہ میں

فقال کرنا اور یہ کہ نہ کہ میں مسیح موعود ہوں بلکہ قبول کرو شکیک ایسا ایسا کہ جیسے ایک دیوانہ آدمی کہے  
 کہ میں ہندوستان کا بادشاہ ہوں اور فلان فلان دلائل میرے دعویٰ کے ثبوت میں میرے پاس  
 موجود ہیں اور فلان فلان مولوی اور حکیم نے میرے دعویٰ کو تسلیم کر لیا ہے اور فلان فلان کتاب ہے  
 میرا اختلاق سلفیت ثابت ہے۔ اس کے ناظرین صاحب بصیرت مسیح موعود بنی آدم میں ایک فرد  
 واحد ہے اس کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں دلائل پیش کر نیکی حاجت ہوگی مشکک است کہ خود  
 بنویزد کہ حطار گوید کہ جو علماء و پے بصیرت ایسے دعویٰ جلیلہ کی تردید میں اس سے بحث کرتے  
 ہیں وہ خود ہی نیم دیوانے ہیں قصور اشتراک کہ ان نہیں کرتے اگر دراصل وہ مسیح موعود ہے  
 تو حقیر یہ اس کے جلال اور اقبال کا نشان ساری دنیا میں پھیل جا دیگا اودہ کل پیشین گوئیوں  
 مذکورہ بالا کا مورد ہوگا ادا اگر وہ جھوٹا اور کفار کا ہم مشرب ہے تو بہت جلد شل  
 کا قوب و دیوانہ بنی ثبوت اور مہلہ بیت اور حیثیت کے جھکنا مار کر اور رو سیاد ہو کر تھوڑے دن  
 بعد خود ہلاک ہو جا دیگا اور ہزار ہا مسلمانوں کے ایمان کا خون کر جاوے گا۔ میرے نزدیک ایک  
 مسئلہ اور میدان ملی کو وسیع قدر میں ہے۔ واللہ مہدی سن نشا وانی ہزار طبع مستقیم  
 محمد سے جو کچھ ہو سکا خدمت میں حاضر کر دیا۔ قدر دانی منصفانہ دلائل سمجھ کے بات ہے  
 خاتمہ اسکا تھا اپنے ہاتھ سو لکھا گیا۔ خاتمہ یا تحسیر پر ابلی کر م کے ہاتھ ہے  
 واصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین یہ جگہ یا رحمہم الراحمین + خاکسار جان نثار  
 قوم محمد جعفر تھانی سری تریل کہ یہ انبالہ عفی عنہ مولفہ کتاب ہوا



خاتمہ کتابت



وہ جس وقت وائے کہ یہ کتاب فیض انساب جسکو منشی محمد جعفر صاحب تھانی سری تریل نے  
 انبالہ مؤلفہ تاریخ و تواریخ عجیب معروف بہ تواریخ کالا پانی و دیگر کات مہنام سے نہایت  
 جانفشانی و عرق ریزی سے تالیف فرمایا ہے بتصحیح و تنسیخ و تفسیر مولوی محمد امجد علی صاحب  
 منظرہ جامعہ اول سنہ ہجری مطبع انبی گرامی فاروقی دہلی میں طبع ہو کر سرسبز چشم نظر  
 و تواریخ اسے دیکھ اہل صدق و یقین ہوئی۔ مسکین محمد نیاز علی دہلوی کا تہ کتاب ہوا

۱۲۲۵  
 دائرہ کتب

